

In the Name of

ALLAH

The Most Gracious

The Most Merciful

Whose Help We Solicit

UNIVERSITY  OF SINDH

C E R T I F I C A T E

Certified that Mr. Nizamuddin Shamzee has crried out researc in the topic (احوال شیوخ بخاری) under my suppervision and that his work is origianal and distenct and his dissertation is fit to present to the University of Sindh for award of the degree of Doctor of Philosophy in Islamic Culture, University of Sindh, Jamshoro.

DR. ABUL FATAH MUHAMMAD SAGHIRUDDIN
Singature of the Supervissor
under whom the Candidate has
worked.

مقالہ

برائے پی، ایچ، ڈی

احوالِ

شیوخ امام بخاریؒ

نظام الدّین شامزی

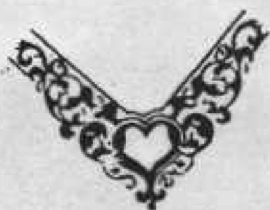
سندھ یونیورسٹی۔ جامشورو

زیرِ نگرانی

پروفیسر ڈاکٹر ابوالفتح محمد صغیر الدین

سابق چیئرمین شعبہ اسلامک کلچر سندھ یونیورسٹی

فہرست مضامین کتاب



اجمالی خاکہ

برائے

مقالہ احوالِ شیوخ امام بخاری رحمہ اللہ

برائے

سندھ یونیورسٹی ۔ جامشورو

زیر نگرانی : پروفیسر ڈاکٹر ابوالفتح محمد صغیرالدین سابق چیئرمین
شعبہ اسلامک کلچر سندھ یونیورسٹی ۔ جامشورو

کل صفحات :۔ ۴۹۲

تاریخ :۔ ۱۹/ ۱۱/ ۱۹۸۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین۔ اما بعد

آئندہ اوراق میں جو مضمون آپ کے سامنے آرہا ہے یہ امام بخاری کے شیوخ و اساتذہ کے حالات وتراجم پر مشتمل ہے۔ یہ مضمون بندہ کے ایم فل کے داخلے کے لیے استاذ محترم پروفیسر ڈاکٹر ابوالفتح محمد صغیر الدین صاحب دامت برکاتہم حفظہ اللہ ودعاہ کے مشورے سے متقرر ہوا تھا۔ مضمون چونکہ محنت اور تحقیق کا متقاضی تھا اس لیے اسی مضمون کو ایم فل کے بعد دکتوراہ (پی ایچ ڈی) کے لیے منظور کر لیا گیا۔

یہ مضمون مندرجہ ذیل مشتملات پر حاوی اور مشتمل ہے۔

① ابتداء اس میں فن اسماء رجال کا تعارف پیش کیا گیا ہے اور اس فن میں متقدمین ومتاخرین نے مختلف حیثیتوں سے جو کتابیں لکھی ہیں ان کا مختصر جائزہ اور تذکرہ پیش کیا گیا ہے۔

② پھر امام بخاری کے حالات اور ان کا علمی مقام اور ان کی علمی کاوشوں کا اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے۔

③ تیسرا باب تفصیلی ہے جس میں امام بخاری کے ان شیوخ کا تذکرہ اور حالات پیش کیے گئے ہیں جن سے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں احادیث لی ہیں۔ اس باب میں امام بخاری کے اکثر شیوخ کا تفصیلی ذکر آگیا ہے۔ اس لیے آئندہ ابواب میں ان کے باقی کتابوں کے شیوخ کا صرف اجمالی تذکرہ اور فہرست پیش کی گئی ہے جس میں تاریخ کبیر۔ تاریخ صغیر یا اوسط۔ الادب المفرد جزء رفع الیدین جزء قرآۃ خلف الامام، خلق افعال العباد اور الضعفاء الصغیر کے شیوخ کا احاطہ کیا گیا ہے۔

انسانی کاوش ومحنت کبھی کامل اور مکمل نہیں ہو سکتی ہے اس بناء پر بندہ نے اگرچہ حتی الوسع محنت کی ہے لیکن عین ممکن ہے کہ اس مقالے میں بھی کمی اور نقص موجود ہو ـــــ اس موقع پر اگر استاذ محترم پروفیسر ڈاکٹر ابوالفتح محمد صغیر الدین صاحب مدظلہ العالی سابق چیرمین شعبۂ اسلامیات سندھ یونیورسٹی کا شکریہ ادا نہ کروں تو انتہائی ناسپاسی ہوگی اس لیے کہ اگر استاذ محترم کی رہنمائی ہر ہر قدم پر میسر نہ ہوتی تو عین ممکن ہے کہ یہ محنت کسی طرح بھی اپنی موجودہ شکل وصورت میں ظہور پذیر نہیں ہو سکتی تھی۔ از اول تا آخر ڈاکٹر صاحب کی شفقت و راہنمائی سے میں اس مقالے کو موجودہ شکل وصورت میں پیش کرنے کے قابل ہوا ہوں۔ نیز سندھ یونیورسٹی اور خصوصاً شعبہ اسلامک کلچر کے اساتذہ و منتظمین کا شکریہ بھی ادا کرنا ضروری ہے کہ ان حضرات کے مسلسل و پیہم تعاون سے اس مرحلے تک پہنچنا آسان ہوا۔

ـــــــــــــ نظام الدین شامزی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موضوع مقالہ :- احوال شیوخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
تعارف موضوع :-
باب اوّل :- تعارف فن اسماء رجال
باب دوم :- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تفصیلی حالات۔
نام و نسب۔
تحصیل علم حدیث۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بحثیت محدث۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قوت حافظہ۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا زہد و تقویٰ۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ معاصرین کی نظر میں۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ابتلاء و آزمائش۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات۔ خصوصاً صحیح بخاری کا اجمالی تعارف اور اسکی بعض اہم خصوصیات کا ذکر۔
صحیح بخاری میں مذکورہ روایات کے سلسلہ میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرائط اور ان کا بیان۔
صحیح بخاری کی شرح و حواشی کا تذکرہ۔
باب سوم :- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ان شیوخ کا ذکر جو صحیح بخاری میں مذکور ہیں۔
حرف الف
حرف باء
حرف تاء
حرف ثاء
حرف جیم
حرف حاء

حرف الف
حرف باء
حرف تاء
حرف ثاء
حرف جیم
حرف حاء
حرف خاء
حرف دال
حرف ذال
حرف راء
حرف زاء
حرف سین
حرف شین
حرف صاد
حرف ضاد
حرف طاء
حرف ظاء
حرف عین
حرف غین
حرف فاء
حرف قاف
حرف کاف
حرف لام
حرف میم
حرف نون

حرف واؤ
حرف ھاء
حرف همزہ
حرف یاء

باب ششم

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ان شیوخ کا تذکرہ جو جزء القرأۃ میں مذکور ہیں۔

حرف الف
حرف باء
حرف تاء
حرف ثاء
حرف جیم
حرف حاء
حرف خاء
حرف دال
حرف ذال
حرف راء
حرف زاء
حرف سین
حرف شین
حرف صاد
حرف ضاد
حرف طاء
حرف ظاء
حرف عین
حرف غین
حرف فاء

حرف الف
حرف بار
حرف تار
حرف ثار
حرف جیم
حرف حار
حرف خار
حرف دال
حرف ذال
حرف رار
حرف زار
حرف سین
حرف شین
حرف صاد
حرف ضاد
حرف طار
حرف ظار
حرف عین
حرف غین
حرف فار
حرف قاف
حرف کاف
حرف لام
حرف میم
حرف نون

حرف واؤ
حرف ھاء
حرف ھمزہ
حرف یاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موضوع مقالہ:۔ احوال شیوخ بخاریؒ

تعارفِ موضوع:۔ امام بخاریؒ کا سلسلۂ نسب یہ ہے محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بروزبہ، امام بخاریؒ ۱۳ شوال سنہ ۱۹۴ھ نمازِ جمعہ کے بعد بخارا میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں نابینا تھے لیکن والدہ کی دعا کی برکت سے آنکھیں روشن ہوگئیں سنہ ۲۵۶ھ میں ۶۲ سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔

امام بخاریؒ کے تذکرہ نویسوں نے امام بخاریؒ کے حالات میں ابن خزیمہ کا یہ جملہ نقل کیا ہے "ما رأیت تحت ادیم السماء اعلم بحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا احفظ لہ من البخاری[1] اور محمود بن النضر الشافعی سے نقل کیا گیا ہے کہ "دخلت البصرة والشام والحجاز والکوفة، ورایت علماءھا کلما جری ذکر محمد بن اسماعیل فضلوہ علی انفسھم[2] عمرو بن علی سے منقول ہے "حدیث لایعرفہ محمد بن اسماعیل لیس بحدیث[3]"

اور خود صحیح بخاری کے بارے میں ابن صلاح اور امام نووی نے لکھا ہے "اول مصنف فی الصحیح المجرد صحیح البخاری ثم مسلم هما اصح الکتب بعد القرآن والبخاری اصحهما واکثرهما فوائد"[4]

اور اس قسم کے وہ بہت سے اقوال جو تذکرہ اور سوانح کی کتابوں میں منقول ہیں انہیں پڑھ کر ہر انسان کو تعجب کے ساتھ یہ شوق بھی پیدا ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ نے یہ علم وفضل کہاں اور کن ہستیوں سے حاصل کیا ہے جو عند اللہ اور عند الناس اتنا مقبول ہوا کہ دنیا جس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے

یہ بات اپنے مقام پر مسلّم اور ثابت ہے کہ انسان کی بڑائی اور عظمت میں جیسے کہ موہبت خداوندی کو دخل ہوا کرتا ہے، اسی طرح اس دنیا اور عالم اسباب میں کچھ اور خارجی اسباب اور عوامل بھی ہوتے ہیں جن کی بناء پر انسان کے ان کمالات میں نکھار اور حسن پیدا ہوتا ہے جو موہبت خداوندی سے اس کے اندر ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احسانات وانعامات بھی عام طور پر اسباب کے ساتھ معلّق ہو کر ملتے ہیں تو امام بخاریؒ کے وہ کمالات جو اللہ نے اُن کو مرحمت

۱۔ تہذیب التہذیب ص۵۲ ج ۹

۲۔ ایضاً ص۵۱ ج ۹

۳۔ تہذیب التہذیب ص۵۰ ج ۹

۴۔ التقریب للنووی ص۳

فرمائے تھے اور وہ مقبولیت جو اللہ تعالیٰ نے ان کی کتابوں کو خصوصاً صحیح بخاری کو عطا فرمائی تھی اس میں یقیناً ان کے اساتذہ کے کمالات اور محنت وتوجہ کو بھی دخل ہوگا۔

اس بنا پر ایک انسان کو خود بخود اس کی تلاش اور جستجو ہوتی ہے کہ جب شاگرد کی یہ شان ہے کہ پوری دنیا اس کی ثناخواں ہے تو وہ ہستیاں جو اس کی اساتذہ ہیں ان کا کیا مقام ومرتبہ ہوگا، اور وہ رفعت و عظمت کے کن بلند مقامات پر فائز ہوں گی۔ اس لیے اُن کے اساتذہ کا تعارف اور اُن کی عظمت سے واقف ہونا وقت کی ضرورت بھی ہے اور خود امام بخاریؒ اور اُن کی کتابوں میں مقبولیت میں ممد ومعاون بھی ہے۔

امام بخاریؒ کے اساتذہ وشیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے، خود امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ کتبت عن الف وثمانین نفساً لیس فیہم الاصاحب حدیث ؑ[1] (میں نے ایک ہزار اسی آدمیوں سے حدیثیں لکھیں ان میں سب محدث تھے) اور علامہ کرمانیؒ نے امام بخاریؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ "ورحل رحلات واسعۃ فی طلب الحدیث الی امصار الاسلام وکتب عن شیوخ متوافرات"[2]

حافظ ابن حجرؒ نے مقدمہ فتح الباری میں امام بخاریؒ کے شیوخ اور اساتذہ کے بارے میں مستقل فصل قائم کی ہے۔ اور ان کے شیوخ کے پانچ طبقات قائم کیے ہیں[3] جو مندرجہ ذیل ہیں۔

① الطبقۃ الاولیٰ:۔ تبع تابعین ۔ مثلاً محمد بن عبداللہ الانصاری، ابوعاصم النبیل، عبیداللہ بن موسیٰ، ابونعیم، خلاد بن یحییٰ، علی بن عیاش۔

② الطبقۃ الثانیہ:۔ تبع تابعین کے وہ معاصر جنہوں نے کسی ثقہ تابعی سے حدیث کی روایت نہیں کی۔ مثلاً آدم بن ایاس، ابومسہر، عبدالاعلیٰ بن مسہر، سعید بن ابی مریم۔ ایوب بن سلیمان بن بلال

③ الطبقۃ الثالثہ:۔ امام بخاریؒ کے اساتذہ کا یہ درمیانہ طبقہ ہے۔ اس میں وہ لوگ ہیں جن کو کبار تبع تابعین سے اخذ حدیث کا موقع ملا ہے۔ جیسے قتیبہ بن سعید۔ احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، نعیم بن حماد، علی ابن مدینی، یحییٰ بن معین، ابوبکر بن ابی شیبہ، عثمان بن ابی شیبہ، سلیمان بن حرب، ان اساتذہ سے حدیث کے سماع میں امام مسلمؒ آپ کے ساتھ شریک تھے۔

---

[1] کرمانی ص۱۱ ج ۱ ومقدمہ فتح الباری ص۴۷۹ و تہذیب التہذیب ص۴۹ ج ۹

[2] کرمانی شرح صحیح البخاری ص۱۱ ج ۱

[3] از ص۴۷۹ تا ص۴۸۰۔

④ الطبقة الرّابعة:- معاصرین اور ہم عصر رفقاء :- جیسے محمد بن یحییٰ الذھلی، ابوحاتم رازی، محمد بن عبدالرحیم صاعقہ، عبد بن حمید، احمد بن نصر ان مشائخ سے آپ نے وہ احادیث نقل کی ہیں جو آپ اپنے بڑے اساتذہ سے نہیں سُن سکے تھے۔ یا وہ احادیث جو اِن حضرات کے علاوہ کسی اور کے پاس موجود نہیں تھیں۔

⑤ الطبقة الخامسة:- وہ معاصرین جو امام صاحب کے تلامذہ کی صف میں تھے۔ لیکن امام صاحب نے بعض مرتبہ ان سے بھی روایت کی ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن حماد آملی، عبداللہ بن ابی العاص الخوارزمی، حسین بن محمد القبانی۔ اس طبقہ سے آپ نے بہت کم حدیثیں نقل کی ہیں۔ اور ان حضرات سے استفادہ میں امام صاحب نے امام وکیع کے اس مقولے پر عمل فرمایا ہے کہ "آدمی اس وقت تک محدث نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بڑوں، معاصرین اور چھوٹوں سے استفادہ نہ کرے" اسلئے آپ نے اپنے معاصرین اور تلامذہ سے بھی روایت کی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ عسقلانی کی اس تفصیل سے امام بخاریؒ کے شیوخ کے مراتب و طبقات کا پورا پورا اندازہ ہو جاتا ہے۔

① ہم انشاءاللہ اس مقالے میں سب سے پہلے امام بخاریؒ کے اُن شیوخ کا ذکر کریں گے جن سے آپ نے صحیح بخاری میں احادیث نقل کی ہیں۔

② دوسرے نمبر پر ان شیوخ کا تذکرہ ہوگا جن سے آپ نے تاریخ کبیر میں استفادہ کیا ہے۔

③ تیسرے نمبر پر ان شیوخ کا ذکر ہوگا جن سے تاریخ صغیر میں کچھ نقل کیا گیا ہے۔

④ چوتھے نمبر پر ان شیوخ کا ذکر کریں گے جن سے جزء القرأۃ خلف الامام میں حدیثیں منقول ہیں۔

⑤ پانچویں نمبر پر اُن شیوخ کی نشان دہی ہوگی جن سے آپ نے جزء رفع الیدین میں استفادہ کیا ہے۔

⑥ چھٹے نمبر پر ان شیوخ کا ذکر ہوگا جن سے آپ نے کتاب خلق افعال العباد میں حدیثیں نقل کی ہیں۔

⑦ ساتویں نمبر پر ان شیوخ کا تذکرہ ہوگا جن سے ادب المفرد میں حدیثیں منقول ہیں۔

واللہ ولی التوفیق



باب اوّل

تعارف فن اسماء رجال

اسماء رجال یا تاریخ رواۃ علوم حدیث میں وہ عظیم الشان فن ہے جس کو احادیث کی خدمت اور صحیح وغیرہ صحیح کی پہچان کے لئے مسلمانوں ہی نے ایجاد کیا ہے اور یقیناً اس علم میں ان کا کوئی شریک وسہیم نہیں ہے چنانچہ غیر بھی اس کا اقرار کرتے ہیں مشہور جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر حافظ ابن حجر عسقلانی کی کتاب الاصابہ کے انگریزی مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ

کوئی قوم دنیا میں ایسی گزری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء رجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ اشخاص کا حال معلوم ہو سکتا ہو۔ [۱]

احادیث نبوی کی حفاظت کے لیے یہ مسلمانوں کا وہ کارنامہ ہے کہ دوسری قومیں اپنی مذہبی روایات کے ثبوت و حفاظت کے لئے آج بھی اس سے ناآشنا ہیں۔

علامہ شبلی نعمانیؒ نے اگرچہ سیرت کے متعلق لکھا تھا لیکن اُن کی یہ بات فن حدیث پر بھی پوری طرح صادق آتی ہے کہ "اس قسم کی زبانی روایتوں کا موقع جب دوسری قوموں کو پیش آیا ہے یعنی کسی زمانے کے حالات مدت کے بعد قلمبند کئے جاتے ہیں تو یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کی بازاری افواہیں قلمبند کر لی جاتی ہیں جن کے راویوں کا نام ونشان تک معلوم نہیں ہوتا ان افواہوں سے وہ واقعات انتخاب کر لئے جاتے ہیں جو قرائن وقیاسات کے مطابق ہوتے ہیں، تھوڑے زمانے کے بعد یہی خرافات ایک دلچسپ تاریخی کتاب بن جاتے ہیں یورپ کی اکثر یورپین تصنیفات اسی اصول پر لکھی گئی ہیں لیکن مسلمانوں نے اس فن سیرت (وحدیث کیونکہ فن سیرت علم حدیث ہی کا ایک حصہ ہے) کا جو معیار قائم کیا وہ اس سے بہت ہی زیادہ بلند تھا اس کا پہلا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جائے اس شخص کی زبان سے بیان کیا جائے جو خود شریک واقعہ تھا، اور اگر خود نہ تھا تو شریک واقعہ تک تمام درمیانی راویوں کے نام بترتیب بیان کیے جائیں اس کے ساتھ یہ بھی تحقیق کی جائے کہ جو اشخاص سلسلہ روایت میں آئے کون لوگ تھے؟ کیسے تھے؟ اُن کے مشاغل کیا تھے؟ اُن کا چال چلن کیسا تھا؟ سمجھ کیسی تھی؟ ثقہ تھے؟ یا غیر ثقہ سطحی الذہن تھے یا نکتہ رس؟ عالم تھے یا جاہل؟ ان جزئی باتوں کا پتہ لگانا سخت مشکل تھا لیکن سینکڑوں ہزاروں محدثین نے اپنی عمریں اسی کام میں صرف کر دیں۔ ایک ایک شہر میں گئے اور راویوں سے ملے اُن کے متعلق ہر قسم کے حالات دریافت کیے انہی تحقیقات کے ذریعے سے اسماء الرجال کا وہ عظیم الشان

---

[۱] بحوالہ خطبات مدراس ص۴۲ و محدثین عظام ص۳۰

فن ایجاد کیا جس کی بدولت کم از کم کئی لاکھ اشخاص کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں[۱]" یہی وہ عظیم اور نافع علم ہے جس کے ذریعے ذخیرہ احادیث میں صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز ہو سکتا ہے چنانچہ مشہور محدث سفیانؒ الثوری کا قول ہے لما استعمل الرواۃ الکذب استعملنا لھم التاریخ[۲] کہ جب ناقلین حدیث میں سے بعض نے جھوٹ بولنا شروع کیا تو ہم نے ان کے لئے تاریخ استعمال کی یعنی ہم نے تاریخ کے ذریعہ اس کا دفاع کیا اور ان کا جھوٹ معلوم کیا۔

محدثین نے اس قسم کے عجیب وغریب واقعات لکھے ہیں چنانچہ مقدمہ صحیح مسلم میں معلی بن عرفان کے متعلق ابونعیم کی یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ معلی نے ابونعیم کے سامنے یہ روایت بیان کی حدثنا ابو وائل قال خرج علینا ابن مسعودؓ بصفین فقال ابو نعیم اتراہ بعث بعد الموت[۳] یعنی جنگ صفین میں حضرت عبد اللہؓ بن مسعود ہمارے پاس تشریف لائے تو ابونعیم نے کہا کہ کیا وہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گئے تھے یعنی تاریخ سے ثابت ہے کہ ان کا انتقال ۳۲ھ میں حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ہوا تھا[۴] جبکہ واقعہ صفین ۳۶ھ کے آخر میں ہوا تھا[۵] یعنی عبد اللہ بن مسعود کے انتقال کے چار سال بعد۔ اسی طرح ابوداؤد الاعمیٰ کا جھوٹ مشہور محدث قتادہ نے تاریخ کے ذریعے سے بیان کیا تھا[۶]

خطیب البغدادی نے الکفایۃ فی علم الروایۃ میں عُفیر بن معدان الکلاعی سے نقل کیا ہے کہ قدم علینا عمر بن موسیٰ حمص فاجتمعنا الیہ فی المسجد فجعل یقول حدثنا شیخکم الصالح فلمآ اکثر قلت لہ من شیخنا ھذا الصالح؟ سمہ لنا نعرفہ قال فقال خالد بن معدان قلت لہ فی ای سنۃ لقیتہ قال لقیتہ سنۃ ثمان ومائۃ قلت فاین لقیتہ قال لقیتہ فی غزاۃ ارمینیۃ قال فقلت لہ اتق اللہ یا شیخ ولا تکذب مات خالد بن معدان سنۃ اربع ومائۃ وانت تزعم انک لقیتہ بعد موتہ باربع سنین وانیدک۔ انہ لم یغز ارمینیۃ قط کان یغزو الروم[۱] عمر بن موسیٰ ہمارے پاس حمص میں

---

[۱] سیرۃ النبی ص۳۶ ج ۱ وخطبات مدراس ص۵۲ ومحدثین عظام ص۳۱

[۲] الکفایۃ ص۱۱۹ والکامل لابن عدی ص۹۲ ج ۱ طبع دار الفکر وفتح المغیث ص۳۱۱ ج ۳ واصول الحدیث لدکتور عجاج ۱ الخطیب ص۲۵۳ واعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ للسخاوی ص۹

[۳] مسلم ص۲۶ ج ۱

[۴] موسوعہ فقہ ابن مسعود ص۹ وتاریخ الکامل لابن اثیر ص۱۳۶ ج ۳

[۵] الکامل لابن اثیر ص۲۷۶ ج ۳

[۶] مقدمہ صحیح مسلم ص۲۱ وص۲۲ ج ۱

آئے ہم احادیث سننے کے لئے اُس کے پاس جمع ہوگئے وہ مجلس میں بار بار کہنے لگے کہ ہمیں تمہارے صالح شیخ نے یہ حدیث سنائی آخر مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے پوچھ لیا کہ بتا بھی دو کہ ہمارے یہ صالح شیخ کون ہیں تاکہ ہم بھی اُس کو جان لیں کہنے لگے کہ یہ شیخ صالح خالد بن معدان ہے میں نے پوچھا کہ تم ان سے کب اور کہاں ملے تھے کہنے لگے کہ ١٠٨ھ میں ارمینیہ میں ان سے ملا تھا میں نے کہا خدا کا خوف کر اور جھوٹ مت بولو اس لیے کہ خالد بن معدان کی موت تو ١٠٤ھ میں واقع ہوئی جبکہ تم کہتے ہو کہ میں ان سے ١٠٨ھ میں ملا تھا یعنی ان کے انتقال کے چار سال بعد اور دوسری بات یہ کہ وہ کبھی جہاد میں ارمینیہ کی طرف گئے ہی نہیں وہ تو اہلِ روم سے جہاد کیا کرتے تھے۔

محدثین نے اس قسم کے بہت واقعات لکھے ہیں کہ تاریخ ہی کے ذریعے بہت سے جھوٹے لوگ مجالس میں رسوا ہوئے ہیں ؎۱

احادیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے کہ کچھ لوگ تمہارے پاس ایسے آئیں گے جو مجھ سے منسوب کر کے تمہیں حدیث سنائیں گے لیکن وہ احادیث جھوٹی ہوں گی، چنانچہ مقدمہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ نے یہ حدیث مرفوع نقل کی ہے کہ انہ سیکون فی آخر امتی اُناس یحدثونکم مالم تسمعوا انتم ولا آباؤکم فایاکم وایاھم ؎۲ کہ آخری زمانہ میں میری امت کے کچھ لوگ تمہیں ایسی حدیثیں سنائیں گے جو نہ تم نے سُنی ہوں گی اور نہ تمہارے اباء اجداد نے تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ۔

حضرت ابوہریرہؓ ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یأتونکم من الاحادیث بمالم تسمعوا انتم ولا آباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم ؎۳ اس حدیث کا مفہوم بھی وہی ہے کہ کچھ دجال و کذاب تمہارے پاس آکر ایسی حدیثیں سنائیں گے جو تم نے نہیں سنی ہوں گی تم اپنے آپ کو ان سے محفوظ رکھو کہیں تمہیں گمراہ کر کے فتنہ میں مبتلا نہ کر دیں۔

اور عبداللہ بن مسعود کی روایت میں ہے کہ ان فی البحر شیاطین مسجونۃ اوثقھا سلیمان یوشک ان تخرج فتقرؤ علی الناس قرآناً ؎۴ حضرت سلیمان نے کچھ شیاطین کو دریا میں قید کر دیا تھا عنقریب وہ نکلیں گے اور لوگوں کو کچھ پڑھ کر سنائیں گے اور یہ روایت تو متواتر سندوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ من کذب علی

حاشیہ گذشتہ صفحہ ؎۵ الکفایۃ ص۱۱۹ والحدیث النبوی ص۱۹۱ دکتور محمد الصباغ وفتح المغیث ص۳۱۰ ج ۳ والاعلان ص۹

؎۱ ملاحظہ ہو الاعلان بالتوبیخ ص۹ و ص۱۰ وفتح المغیث ص۳۱۰ و ص۳۱۱ والمدخل فی اصول الحدیث الحاکم ص۲۵ و ص۲۶

؎۲ مقدمہ مسلم ص۱۲ ج ۱

؎۳ مقدمہ مسلم ص۱۲ ج ۱ ؎۴ مقدمہ مسلم ص۱۲ ج ۱

متعمداً فلیتبوء مقعدہ من النار[1] جو شخص جان بوجھ کر جھوٹ بولے تو وہ خود اپنا ٹھکانہ آگ میں مقرر کرے۔

اِن روایات پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع مل چکی تھی کہ کچھ لوگ آپ کے اوپر جھوٹ بولیں گے۔ آپ نے پہلے اپنی اُمت کو اس کی اطلاع بھی دی اور اُس کے متعلق وعید بھی بیان فرمائی جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جیسے کہ ایک عام آدمی یہ برداشت نہیں کرتا کہ اُس پر جھوٹ بولا جائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور آپ کا ہر قول و عمل دوسرے لوگوں کے اقوال و اعمال کے لیے کسوٹی اور قانون کا درجہ رکھتا ہے۔ اور یہ شان ہے کہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحیٌ یوحیٰ[2] یعنی ہر بات کو وحی جلی یا خفی کا درجہ حاصل ہو آپ کیسے یہ برداشت کر سکتے ہیں کہ آپ پر جھوٹ بولا جائے۔ اس لیے بحیثیت ایک امتی اور دین کی حفاظت کرنے والے کے ہم پر لازم ہے کہ جو احادیث آپ کی طرف منسوب کی جائیں ہم اس کی تفتیش کریں کہ کہیں کوئی ایسی بات آپ کی طرف منسوب نہ ہو اور کہیں ایسی بات پر ہم شریعت و احکام کی بنیاد نہ رکھ دیں جو حقیقتاً آپ نے ارشاد نہ فرمائی ہو اور غلط طور پر آپ کی طرف منسوب کی گئی ہو اور ظاہر ہے کہ اس تفحص و تلاش کے لیے علم اسماء الرجال کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں یہی وہ ذریعہ ہے کہ جس کو استعمال کرتے ہوئے ہم سچ اور جھوٹ میں امتیاز کر سکیں۔ چنانچہ علامہ سخاویؒ نے فتح المغیث میں لکھا ہے کہ

وھو فن عظیم الوقع من الدین قدیم النفع للمسلمین لا یستغنی عنہ ولا یغتنی باعم منہ خصوصاً ماھو القصد الاعظم منہ وھو البحث عن الرواۃ والفحص عن احوالھم فی ابتدائھم وحالھم و استقبالھم لان الاحکام الاعتقادیۃ والمسائل الفقھیۃ ماخوذۃ من کلام الھادی من الضلالۃ والمبصر من العمی والجھالۃ والنقلۃ لذلک ھم الوسائط بیننا وبینہ والروابط فی تحقیق ما اوجبہ وسنہ فکان التعریف بھم من الواجبات والتشریف بتراجم من المھمات ولذا قام بہ فی القدیم والحدیث اھل الحدیث بل نجوم الھدی ورجوم العدیٰ ووضعوا التاریخ المشتمل علی ماذکرناہ مع ضمھم لہ الضبط لوقت کل من السماع وقدوم المحدث البلد الفلانی فی رحلۃ الطالب وما اشبھہ[3]

یہ فن دین میں بہت اونچا مقام رکھتا ہے اور مسلمانوں کے لئے اس میں عظیم فوائد ہیں اس فن سے کوئی مستغنی نہیں ہو سکتا ہے اور نہ اس کو چھوڑ کر کوئی دوسرا عام فن اختیار کر سکتا ہے خاص کر اس فن تاریخ کا جو مقصد اعظم ہے وہ

---

[1] مقدمہ مسلم ص۱ ج۱

[2] النجم آیت۴

[3] فتح المغیث ص۳۰۹ و ص۳۱۰ ج۳

رواۃ حدیث کے متعلق بحث و تفتیش اور ان کے ابتدائی اور حال و مستقبل کے حالات سے واقفیت ہے کیونکہ تمام مسائل اعتقادیہ اور فقہیہ اس ذات بابرکات کے کلام سے ماخوذ ہیں جو ہادی اور جہالت کے اندھیروں سے ہدایت و شریعت کی روشنی کی طرف لانے والے تھے اور ظاہر ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان رابطہ ان ہی رواۃ کے ذریعے ہے اور آپ کے واجبات و سنن کی تحقیق و علم ہم ان ہی کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں اس لیے ان کے احوال و واقعات معلوم کرنا واجبات دین میں سے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے محدثین نے اس طرف توجہ فرمائی اور ان راویان حدیث کے متعلق وہ تاریخیں لکھیں جو ان کے احوال اور تاریخ پیدائش و تاریخ وفات اور ان کے ضبط اور سن سماع اور رحلات علمیہ جیسے اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔

حافظ ابن صلاحؒ اپنی کتاب علوم الحدیث میں لکھتے ہیں کہ

معرفۃ الثقات و الضعفاء من رواۃ الحدیث ھذا من أجلّ نوع و افخمہ فانہ المرقاۃ الی معرفۃ صحۃ الحدیث و سقمہ ولاھل المعرفۃ بالحدیث فیہ تصانیف کثیرۃ، [1] راویان حدیث میں سے ثقہ اور ضعیف کو پہچاننا علوم حدیث کے بڑے انواع میں سے ہے اس لیے کہ اسی کے ذریعے سے حدیث کے صحت و ضعف کو معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے اس فن میں محدثین کے بہت سی تصانیف ہیں۔

خطیب بغدادی نے الکفایۃ میں لکھا ہے کہ و مما یُستدل بہ علی کذب المحدث فی روایۃ عمن لم یدرکہ معرفۃ تاریخ موت المروی عنہ و مولد الراوی [2]

کہ بعض دفعہ راوی کا کذب تاریخ کی معرفت سے معلوم کیا جاتا ہے کہ مروی عنہ (یعنی جس سے وہ نقل کرتا ہے) کی تاریخ وفات اور راوی (نقل کرنے والا) کی تاریخ پیدائش معلوم ہو تو اس سے یہ فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے جیسے ماقبل میں اس قسم کے واقعات گذر چکے ہیں۔

حفص بن غیاثؒ کا قول ہے کہ اذا اتھمتم الشیخ فحاسبوہ بالسنین یعنی احسبوا سنہ وسن من کتب عنہ [3] یعنی اگر کسی محدث و راوی کے متعلق تمہیں جھوٹ بولنے کا شبہ ہو تو سن و تاریخ کے ذریعے اس کا محاسبہ کرو خود ظاہر ہو جائے گا، یعنی ناقل کی سن پیدائش اور منقول عنہ کی سن وفات سے اندازہ کر لو تو خود بخود اس کے جھوٹ و سچ کا اندازہ ہو جائے گا۔

---

[1] علوم الحدیث (مقدمہ ابن صلاح) ص۳۴۹

[2] الکفایۃ فی علم الروایۃ ص۱۱۹

[3] الکفایۃ ص۱۲۰

حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے کہ ومن المھم ایضاً معرفۃ طبقات الرواۃ ومعرفۃ موالیدھم ووفیاتھم لان بمعرفتھا یحصل الامن من دعوی المدعی للقاء بعضھم وھو فی نفس الامر لیس کذلک[1] کہ علوم حدیث کے اہم اقسام میں سے رواۃ کی تاریخ پیدائش ووفات وغیرہ ہے کیونکہ اس کے ذریعے ان لوگوں کے دعووں سے ہم محفوظ ہو سکتے ہیں جو ایسے لوگوں کے ملاقات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ جن سے ان کی ملاقات ثابت نہیں۔

ڈاکٹر عجاج الخطیب اپنی کتاب اصول الحدیث میں لکھتے ہیں کہ:۔

علم رجال الحدیث ذالک لان علم الحدیث یتناول دراسۃ السند والمتن ورجال السند ھم رواۃ الحدیث فھم موضوع علم الرجال الذی یکون احد جانبی الحدیث فلا غرو وحینئذٍ من ان یھتم علماء المسلمین بھذا العلم اھتماماً کبیراً[2] رجال حدیث کا علم علوم حدیث کے اہم علوم میں سے ہے اس لیے کہ علم حدیث میں متن وسند سے بحث ہوتی ہے اور سند میں مذکور لوگ ہی رجال حدیث کہلاتے ہیں اسی لیے مسلمان علمائے اس علم کا بہت اہتمام کیا ہے۔ متقدمین ومتاخرین کی ان عبارتوں سے علم اسماء رجال کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ بقول علامہ سخاویؒ یہ ان علوم میں سے ہے کہ جن کا جاننا علم حدیث وفقہ سے تعلق رکھنے والوں کے لیے واجب ہیں[3] اسی بناپر اس علم کی معرفت وحصول بہت ضروری ہے اب ہم اس کی تعریف وموضوع اور اس کی تدوین کو اختصار کے ساتھ بیان کریں گے۔

تعریف

علم اسماء رجال کی تعریف ہم اختصار کے ساتھ یوں کرسکتے ہیں کہ یہ وہ علم ہے کہ جو جرح وتعدیل کے مخصوص الفاظ وضوابط کے ساتھ راویانِ حدیث کے احوال اور اُن کے ثقہ اور غیر ثقہ ہونے اور سن پیدائش وسِن وفات اور رحلات واسفار علمیہ اور علم حدیث میں اُن کے مقام ومراتب سے بحث کرتا ہے

ڈاکٹر ادیب صالح نے علم اسماء رجال کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ

وھو علمٌ یقوم علی مابہ تعرف احوال رواۃ الحدیث من حیث کونھم رواۃ الحدیث[4] یہ وہ علم ہے کہ جو راویان حدیث کے احوال سے صرف ان کے راوی ہونے کی حیثیت سے بحث کرتا ہے۔ اس تعریف میں

---

[1] شرح نخبۃ الفکر ص۱۳۲

[2] اصول الحدیث للعجاج الخطیب ص۲۵۳

[3] فتح المغیث ص۳۱۰ ج ۳

[4] لمحات فی اصول الحدیث ص۴۲ وکذا فی اصول الحدیث للعجاج الخطیب ص۲۵۳

من حیث کونہم رواۃ الحدیث کی قید اس لیے لگائی گئی، ہر انسان کے بحیثیت انسان بہت سے احوال ہوتے ہیں لیکن علم اسماء رجال میں اُس کے فقط ان احوال سے بحث ہوتا ہے کہ جن احوال سے اُس کے راوی حدیث ہونیکی حیثیت سے بحث کرنا ضروری ہوتا ہے اور جن احوال سے حدیث کی صحت وسُقم اور اُس کے مراتب کی تعیین کا تعلق ہوتا ہے۔

علامہ سخاوی نے یوں تعریف کی ہے کہ التعریف بالوقت التی تضبط بہ الاحوال فی المواليد والوفیات ویلتحق بہ ما یتفق من الحوادث والوقائع التی ینشاء عنہا معان حسنۃ من تعدیل وتجریح ونحو ذالک[1] یعنی اس وقت کی معرفت کا نام تاریخ ہے کہ جس کے ساتھ احوال ضبط کئے جاتے ہیں پیدائش و وفات کے اعتبار سے اس کے ملحقات میں سے وہ واقعات بھی ہیں کہ جس سے کسی تعریف یا تنقیص یا دوسرے احوال معلوم کیے جاتے ہیں۔ یہ دونوں تعریفات حقیقتاً ناقص ہیں کیونکہ یہ تعریف علم اسماء رجال کے ان گوشوں کا احاطہ نہیں کرتی ہیں جن سے اس علم کے کتب میں بحث ہوتی ہے، اگرچہ ڈاکٹر ادیب صالح کی تعریف مجملاً کچھ وسیع ہے لیکن اس میں تصریح نہیں اور علامہ سخاوی کی تعریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس علم میں فقط سن ولادت اور وفات کا بیان ہوتا ہے اور جرح وتعدیل اور دوسرے احوال کو انہوں نے اس علم کے ملحقات میں شمار کیا ہے۔ علامہ سخاویؒ کی تعریف کے اعتبار سے اس علم کا دائرہ بہت تنگ ہو جاتا ہے کیونکہ اس علم میں جیسے کہ رواۃ حدیث کی سن ولادت و وفات کا بیان ہوتا ہے اسی طرح اس علم میں اس کے رحلات علمیہ اور ان رحلات علمیہ میں جن جن شیوخ سے اس کی ملاقات ہوئی تھی ان کا بیان پھر ان شیوخ کے مراتب اور اسی طرح ان اسفار علمیہ کی پوری سن وار تاریخ بھی بیان کی جاتی ہے پھر ان رحلات کے رفقاء اور اگر ان رحلات میں خود اس محدث سے کسی نے استفادہ کیا ہو تو ان کا بیان۔ ان تمام مقامات کا بیان بھی ہوتا ہے جہاں تک ان اسفار میں وہ محدث جا چکا ہوتا ہے اِسی طرح ان تمام اوصاف سے بھی علم اسماء رجال میں بحث کی جاتی ہے جو کسی محدث میں ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ تدلیس کرتے تھے یا نہیں؟ اگر ثقہ تھے تو کس رتبے کے تھے؟ کیونکہ تعدیل وتجریح سب کے مراتب ہیں۔

اگرچہ ڈاکٹر ادیب صالح کی تعریف میں احوال رواۃ الحدیث میں ان چیزوں کی جانب اشارہ ہوتا ہے لیکن پھر بھی اس میں اجمال و اختصار بلکہ الغاز ہے اس لیے وہ تعریف جو اس بحث کی ابتداء میں کی گئی ہے وہ ان تعریفات کی نسبت زیادہ جامع ہے۔

معنیٰ لغوی:۔ لغوی معنی کے اعتبار سے تاریخ کسی چیز کی انتہا اور غایت کو کہتے ہیں، علامہ سخاویؒ نے الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ میں کئی اقوال نقل کئے ہیں لکھا ہے کہ:۔ التاریخ فی اللغۃ الاعلام بالوقت یقال ارخت الکتاب وورختہ ای بینت وقت کتابتہ قال الجوہری التاریخ تعریف الوقت والتوریخ مثلہ یقال ارخت وورخت[2]

---

[1] فتح المغیث صہ۳۰ ج ۳ [2] الاعلان صہ۶

یعنی تاریخ لغوی معنی کے اعتبار سے اعلام اور کسی چیز کے وقت بیان کرنے کو کہا جاتا ہے۔

ابوالفرج قدامہؒ بن جعفر الکاتب کا قول ہے کہ تاریخ کل شیئٍ آخرہ فیؤرخون بالوقت الذی فیہ حوادث مشھورۃ ع۱ تاریخ ہر چیز کے آخر کو کہتے ہیں لوگ مشہور حوادث سے تاریخ مقرر کیا کرتے تھے یعنی جس وقت جو حادثہ ہوا اُس وقت اس کو لکھ لیا گیا۔

امام صولیؒ کا قول ہے کہ تاریخ کل شیئٍ غایتہٗ ووقتہ الذی ینتھی الیہ زمنہ ع۲ کہ تاریخ ہر چیز کی غایت اور منتہیٰ کو کہتے ہیں۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ عربی لفظ ہے یا فارسی لفظ چنانچہ علامہ سخاویؒ نے الاعلان بالتوبیخ میں دونوں قول نقل کئے ہیں چنانچہ مشہور امام لغت اصمعیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ عرب کے قبائل میں سے بنو قیس ارّخت تاریخاً کہتے ہیں اور بنو تمیم ورّخت کہتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ عربی ہے اور عرب کے مختلف قبائل مختلف لہجات اور کچھ حروف کے فرق کے ساتھ اس کو ادا کرتے ہیں ع۳ اور ابو منصور جوالیقی نے لکھا ہے کہ یہ عربی لفظ نہیں یقال ان التاریخ الذی یؤرخہ الناس لیس بعربی محض وانما اخذہ المسلمون من اھل الکتاب ع۴ کہ یہ عربی لفظ نہیں بلکہ مسلمانوں نے اس کو اہل کتاب سے لیا ہے۔ یا یہ فارسی لفظ ماہ روز سے معرب اور ماخوذ ہے ماہ چاند کو اور روز دن کو کہتے ہیں ع۵ بہر حال یہ لفظ عربی ہو یا عجمی لیکن اب تمام مشرقی زبانوں یعنی عربی فارسی اردو پشتو اور پنجابی وغیرہ زبانوں میں اسی ایک ہی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

موضوع :۔

اس علم کا موضوع جس سے اس علم میں بحث کی جاتی ہے وہ راویان حدیث کے وہ احوال ہیں جس سے حدیث کے صحت وسُقم پر کچھ اثر پڑتا ہو چنانچہ ڈاکٹر صباغ اپنی کتاب الحدیث النبوی مصطلحاتہ بلاغتہ وکتبہ میں لکھتے ہیں کہ علم تاریخ رجال الحدیث وموضوعہ البحث فی رواۃ الحدیث وتاریخھم وکل ما یتعلق لشؤونھم ونشأتھم وشیوخھم وتلامذتھم ورحلاتھم ومن اجتمعوا بہ اومن لم یجتمعوا بہ من اھل عصرھم ومرکزھم العلمی فی عصرھم وعاداتھم

ع۱ الاعلان ص[illegible]

ع۲ فتح المغیث ص۳۰۸ ج۳ واعلان ص۷

ع۳ الاعلان ص۶

ع۴ الاعلان ص۹

ع۵ الاعلان ص۹

وطبائعهم واخلاقهم وشهادة عارفيهم لهم اوعليهم وسائر ماله صلة بتكوين الثقة عليهم جرحاً اوتعديلاً ؏

اس علم کا موضوع راویان حدیث کے احوال اور اُن کی تاریخ و اساتذ تلامذہ اسفار علمیہ عادات و اخلاق و طبائع اور ہر اُس وصف سے بحث کرنا ہے کہ جس کا ان کے ثقاہت یا مجروح وعادل ہونے سے تعلق ہو۔ غرضیکہ اس علم کا موضوع بڑا وسیع ہے اور ان تمام جہات پر محیط ہے کہ جن کا راویان حدیث سے راوی حدیث ہونے کی حیثیت سے کوئی ادنیٰ تعلق ہو۔ چنانچہ ڈاکٹر عجاج الخطیب اپنی کتاب اصول حدیث میں لکھتے ہیں فهو يتناول بالبيان احوال الرواة ويذكر تاريخ ولادة الراوي ووفاته وشيوخه وتاريخ سماعه فهم ومن روىٰ عنه وبلادهم ومواطنهم ورحلات الراوي وتاريخ قدومه الى البلدان المختلفة وسماعه من بعض الشيوخ قبل الاختلاط ام بعده وغير ذالك مماله صلة بامور الحديث ؏ کہ یہ علم اسماء رجال یا تاریخ رجال راویان حدیث کے تمام احوال پر مشتمل ہوا کرتا ہے۔ اس میں راوی کی تاریخ پیدائش و وفات اس کے اساتذہ اور تلامذہ اور راوی کے شہر و وطن اسفار علمیہ اور مقامات سفر ان اسفار میں کس سے ملاقات ہوئی اور کس سے نہیں ہوئی کس استاذ سے اختلاط تھا سے پہلے سُنا اور کس سے اختلاط کے بعد غرضیکہ راوی کے ان تمام احوال سے اس علم میں بحث کی جاتی ہے کہ جن کا امور حدیث سے کوئی معمولی تعلق ہو۔

اس علم کی غرض وغایت یہ ہے کہ راویان حدیث کے احوال سے واقفیت حاصل کی جائے تاکہ اس کے ذریعے سے احادیث کی پہچان کی جاتے اور صحیح اور غیر صحیح میں تمیز کی جائے کیونکہ ان احادیث پر ہمارے دین کے بہت سے اعمال اعتقادیہ و فقہیہ کا دارومدار ہے جب یہ تمیز حاصل کی جائے تو احادیث صحیحہ پر دین اور احکام دین کی بنیاد رکھی جائے اور ان لوگوں کی احادیث کو رد کر دیا جائے کہ جو قابل اعتماد نہ ہوں یہ تمیز و تفتیش اگر نہ کی جائے تو دین میں بعض ایسی باتیں بھی داخل ہو جائیں گی جو بے اصل ہوں گی اور اس کے نتیجے میں دین کے اندر وہ خلط و اختلاط پیدا ہوگا جو دوسرے باطل اور بے اصل ادیان میں موجود ہے۔

ہمارا دین چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا عطیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے انسانیت کو عطا فرمایا ہے اس لیے اس کی ذمہ داری اور اس کے ذرائع بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں جس کے نتیجے میں یہ دین تا قیامت صحیح اور سالم اپنی اصل شکل وصورت میں موجود رہے گا۔ ان آلات و ذرائع سے کہ جن سے دین کی

؏ صنہ ۱۹

؏ اصول الحدیث صـ۲۵۳

حفاظت کا عظیم کام لیا گیا ہے ایک علم تاریخ خاص کر علم اسم الرجال ہے کہ اس ہی کے ذریعے ان جھوٹی باتوں کی معرفت و تمیز ممکن ہوسکی ہے کہ جو لوگوں نے مختلف اغراض فاسدہ کے حصول کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی تھی۔

تدوین تاریخ :۔

ویسے تو تاریخ کا رواج زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے چنانچہ پہلے لوگ عمروں کا اندازہ یا بعض حوادث کی تاریخ بعض بڑے حوادث کے اعتبار سے مقرر کیا کرتے تھے چنانچہ ابن اثیرؒ نے الکامل میں لکھا ہے کہ "فکانت کل طائفة من العرب تورخ بالحادثات المشهورة فيها ولم يكن لهم تاريخ" یجمعهم ۱؎ کہ عرب میں سے ہر طبقہ اور قبیلہ الگ الگ مشہور حوادث سے تاریخ مقرر کیا کرتے تھے لیکن تمام عرب کی کوئی اجتماعی تاریخ مقرر نہیں تھی۔ پھر لکھا ہے کہ "کل واحد ارخ بحادث مشهور عندهم فلو کان لهم تاریخ" یجمعهم لم يختلفوا في التاريخ ۲؎ ہر آدمی اپنے طور پر کسی مشہور حادثے سے تاریخ مقرر کیا کرتا تھا اگر ان کی کوئی اجتماعی تاریخ ہوتی تو اختلاف نہ ہوتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں تاریخ مقرر کرنے کا رواج حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے بعد سے مقرر ہوا کہ وہ اس سے تاریخ مقرر کرنے لگے پھر جب حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے بیت اللہ کی بناء کی تو بنو اسماعیل بیت اللہ کی بناء سے تاریخ مقرر کرنے لگے اس کے بعد جو قوم ان میں سے تہامہ کے علاقے سے نکل کر کہیں اور سکونت اختیار کرلیتی تو وہ اپنے نکلنے کے دن سے تاریخ مقرر کرنے لگے اس کے بعد بنو اسماعیل کے بڑے سردار کعب بن لوئی کا جب انتقال ہوا تو اس کی موت سے تاریخ مقرر کرنے لگے یہ سلسلہ واقعہ فیل تک رہا جب ابرہہ اپنے لشکر کے ساتھ کعبہ پر حملہ کرنے آئے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے حملے سے بیت اللہ کو محفوظ رکھا جس کو قرآن نے سورۃ فیل میں ذکر کیا ہے تو یہ چونکہ ایک عجیب و غریب واقعہ تھا سو ابابیلوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہاتھیوں کو مارا تھا اس لیے عرب میں اس واقعہ سے تاریخ مقرر کرنے کا رواج شروع ہوا یہ سلسلہ حضرت عمرؓ کے دور تک چلتا رہا ۳؎

اسی طرح اہل روم کے ہاں ذوالقرنین سے تاریخ مقرر کرنے کا رواج تھا اور عیسائیوں میں حضرت عیسیٰ کی ولادت سے تاریخ مقرر کرنے کا طریقہ مروّج تھا جو اب تک چلتا ہے اور اہل فارس میں بادشاہ کی تخت نشینی سے تاریخ مقرر کرنا مروّج تھا جب نئے بادشاہ کی تخت نشینی ہوتی تو پھر پرانی تاریخ ترک کر دی جاتی تھی اور نئے بادشاہ کی تخت نشینی سے نئی تاریخ مقرر کی جاتی ۴؎

۱؎ الکامل ص۱۱ ج ۱

۲؎ الکامل ص۱۳ ج ۱

۳؎ الکامل لابن اثیر ص۱۱ ج ۱

۴؎ الکامل لابن اثیر ص۱۰ ج ۱

اہل اسلام میں تاریخ مقرر کرنے کی ابتداء کب سے ہوئی اس کے متعلق مختلف اقوال مروی ہیں۔
پہلا قول یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے تو آپ نے خود تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا یہ قول ابن شہاب زہری سے منقول ہے [1]
دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے مقرر فرمایا تھا
تیسرا قول حضرت علیؓ کے متعلق ہے۔
چوتھا قول عمرو بن دینار سے منقول ہے کہ تاریخ سب سے پہلے یعلی بن امیہ نے مقرر کی تھی [2]
لیکن سب سے صحیح ترین قول یہ ہے کہ سب سے پہلے خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ نے مقرر کی تھی یہ قول مشہور اور صحیح ترین قول ہے [3]

چنانچہ منقول ہے کہ مشہور صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ جب حضرت عمرؓ کے زمانے میں گورنر تھے تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا کہ ہمارے پاس آپ کے بہت سے خطوط آئے ہیں جس کے متعلق معلوم نہیں ہوتا ہے کہ آپ نے کب لکھا ہے لہذا آپ کوئی تاریخ مقرر کر دیجئے چنانچہ حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام کے مشورہ سے ہجرت نبوی سے تاریخ مقرر کر دی جو آج تک مسلمانوں میں مروج ہے حضرت عمرؓ کا یہ عمل درحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ کے ان ارشادات کی تکمیل ہے جو تاریخ کے متعلق قرآن میں موجود ہے اور جس میں چاند و سورج کی پیدائش کی حکمت کے ساتھ تاریخ مقرر کرنے میں جو حکمت پوشیدہ ہے اس کی طرف بھی اشارہ ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ وجعلنا الليل والنهار آيتين فمحونا آية الليل وجعلنا آية النهار مبصرة لتبتغوا فضلاً من ربكم ولتعلموا عدد السنين والحساب وكل شئ فصلناه تفصيلا [4] ہم نے دن اور رات کو نشانیاں مقرر کر دی ہیں کبھی ہم رات کی نشانی کو مٹا دیتے ہیں اور دن کی نشانی کو روشن کر دیتے ہیں تاکہ تم اللہ کی جانب سے مقرر کردہ رزق تلاش کرلو اور سالوں کا حساب سیکھ لو ہم نے ہر چیز کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ وهو الذى جعل الشمس ضياءً والقمر نوراً وقدره منازل لتعلموا عدد السنين والحساب ماخلق الله ذالك الا بالحق يفصل الآيات لقوم يعقلون ان فى اختلاف الليل و

---

[1] فتح المغیث ص۳۰۹ ج ۳
[2] الکامل ص۱۱ ج ۱ و فتح المغیث ص۳۰۹ ج ۳
[3] الاعلان ص۶ الکامل ص۱۱ ج ۱ فتح المغیث ص۳۰۹ ج ۳
[4] سورۃ الاسراء آیۃ ۱۲

النهار وماخلق اللہ فی السموات والارض لآیات لقوم یتقون عـلہ یعنی ہم نے سورج وچاند کو روشن بنایا اور دونوں کے مختلف منازل بھی مقرر کر دیئے تاکہ تم حساب اور سالوں کی تعداد معلوم کرسکو اور ہم نے ان چیزوں کو اظہارِ حق کے لیے پیدا کیا ہے عقلمندوں کے لیے آیتیں کھول کھول کر بیان کی گئیں بیشک دن اور رات کے اختلاف اور زمین و آسمان کی پیدائش میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو متقی ہوں

سورۃ بقرہ میں ارشاد ہے کہ یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج الأیۃ عـ۲ـہ یعنی یہ لوگ آپ سے چاند کے متعلق پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ یہ لوگوں کے لیے اوقات اور حج کے دن معلوم کرنے کا ذریعہ ہیں۔

ان آیات میں تاریخ کی طرف اشارہ کے ساتھ ساتھ اس کی حکمت بھی ذکر کی گئی ہے کہ تاریخ کو دین کے فرائض یعنی نماز روزہ حج وغیرہ معلوم کرنے کے لیے اور اوقات معلوم کرنے کے لیے استعمال کرو۔ ان گذارشات سے تاریخ کی اہمیت بخوبی واضح ہوگئی ہوگی اب ہم تاریخ کی ایک خاص قسم تاریخ الرجال یا علمِ اسماء رجال کے متعلق کچھ گذارشات کرینگے۔

تاریخ الرجال

یہ ان اہم علوم میں سے ہے کہ جو علم حدیث کے نصف حصّے پر مشتمل ہے کیونکہ حدیث کے دو حصّے ہوتے ہیں ایک وہ جس کو سند کہتے ہیں جس کی تعریف حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے شرح نخبۃ الفکر میں طریق المتن سے کی ہے عـ۳ـہ اور دوسرا حصہ وہ ہے جو متن کہلاتا ہے، علم اسماء رجال کا تعلق سند سے ہوتا ہے اور اس کے صحت اور عدم صحت کے اعتبار سے پھر متن سے بھی تعلق ہوتا ہے گویا پورے علم حدیث سے اس کا تعلق ہے اس لیے اس کی اہمیت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے اسی لیے تو بڑے بڑے محدثین نے اس علم میں اپنی عمریں صرف کیں اور اُمّت کے سامنے راویانِ حدیث کے حالات پر مشتمل وہ کتابیں پیش کیں کہ جس سے کوئی بھی علم حدیث سے تعلق رکھنے والا مستغنی نہیں ہو سکتا ہے۔

اس لیے امام ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب الجرح والتعدیل کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ وجب الفحص عن الناقلۃ والبحث عن أحوالھم واثبات الذین عرفناھم لشرائط العدالۃ والتثبت فی الروایۃ مما یقتضیہ حکم العدالۃ فی نقل الحدیث وروایتہ بان یکونوا اُمناء فی انفسھم علماء بدینھم اھل ورع وتقویٰ وحفظ للحدیث واتقان وتثبت فیہ وان یکونوا اھل تمیز وتحصیل لایشوبھم کثیر من الغفلات ولا تغلب علیھم الاوھام فیما قد

حفظوہ ووعوہ عـ۴ـہ

عـ۱ـہ سورۃ یونس ایت ۳ وایت ۵

عـ۲ـہ سورۃ بقرہ ایت ۱۸۹

عـ۳ـہ ص ۹

عـ۴ـہ مقدمہ الجرح والتعدیل ص ۵

یعنی روایت کرنے میں واجب ہے کہ اہل تثبت اور عادل راویوں کو تلاش کیا جائے اور ان کی روایت کو ثابت کیا جائے جو عادل اور امین اور اہل تقویٰ ہو اور ان پر اوہام و غفلت کا غلبہ نہ ہو جو کچھ سنا ہو وہ اچھی طرح یاد ہو۔

ان ہی علماء جرح و تعدیل کے متعلق ڈاکٹر محمد الصباغ نے اپنی کتاب الحدیث النبوی میں لکھا ہے کہ لقد کان موقفهم منها الموقف الاسلامی السلیم فلم یقبلوها کلها لانهم لو فعلوا ذالک لحرّفوا دین الله ففیها المکذوب ولم یترکوها کلها لانهم لو فعلوا ذالک لضیعوا دین الله ولکنهم شمّروا عن ساق الجد وصرفوا فی سبیل ذالک کل اوقاتهم فلقد تتبعوا أحوال الرواة التی تساعد علی عملیة النقد وتمیز الطیب من الخبیث ودونوا فی ذالک المدونات واحصوا فیها بالنسبة الی کل راو متی ولد ومتی شرع فی الطلب ومتی سمع وکیف سمع ومع من سمع وهل رحل والی این وذکروا شیوخه الذین یحدث عنهم وبلدانهم ووفیاتهم وفصلوا القول فی احوال الشخص الواحد تفصیلا یدل علی التتبع الدقیق لکل حوادث حیاته فقد یقبلون روایة شخص فی اول حیاته ویردونها فی آخرها لانه اختلط او یقبلون عند مایروی عن أبناء بلده لانه یعرفهم ویردون روایته عند مایروی عن الاخرین لقلة معرفته بهم[1]

یعنی علماء اسلام نے علم اسماء رجال میں جو موقف اختیار کیا ہے وہ بالکل سلیم اور اسلامی موقف ہے کیونکہ ان حضرات نے نہ تو تمام راویوں کی روائیتوں کو قبول کیا، اس لیے کہ اس سے دین میں تحریف کا راستہ کھل جاتا اور نہ سب کی روائیتوں کو ترک کیا کہ اس سے دین کا بہت سا حصہ ضائع ہو جاتا بلکہ ان حضرات نے اس راہ میں تکالیف اور مشقتیں برداشت کر کے اپنے تمام اوقات صرف کئے اور راویان حدیث کے احوال کا تتبع کیا جو ان کے لیے صحیح اور غیر صحیح کی تمیز و نقد میں معاون ثابت ہوئی اس سلسلے میں ان حضرات نے کتابیں لکھیں اور ہر راوی کے حالات کا از اول تا آخر پورا احصاء کیا کہ کب پیدا ہوا تھا؟ کب اس نے طلب حدیث کی ابتداء کی، کب سنا؟ کیسے سُنا؟ کس کے ساتھ سُنا؟ کب سفر کیا؟ اور کہاں کا سفر اختیار کیا؟ اسی طرح اُن کے اساتذہ کا ذکر، ان کے علاقوں کا ذکر اور تاریخ وفات کا ذکر کیا اور بعض راویوں کے حالات میں تو ان کی زندگی کے جزی حالات بھی خوب تحقیق و تدقیق سے تلاش کئے اور ان کی زندگی کے تمام حوادث ذکر کر دیئے ہیں۔

کبھی ایک آدمی کے اول وقت کی روائیتیں قبول کرتے ہیں لیکن اختلاط کی وجہ سے آخر وقت کی روائیتیں قبول نہیں کرتے کبھی ایک آدمی کی وہ روایت جو وہ اپنے شہر والوں سے نقل کرتا ہے قبول کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے شہر کے رہنے والوں سے واقف ہوتا ہے لیکن جب وہ اپنے شہر والوں کے علاوہ کسی اور سے روایت نقل کرتا ہے تو محدثین قبول

---

[1] الحدیث النبوی ص۳۲۰

نہیں کرتے ہیں غرضیکہ راوی کی ایک ایک بات اور وصف کی خوب خوب تحقیق کی گئی ہے۔

تدوین علم اسماء رجال

ابن عدیؒ اور علامہ سخاویؒ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس علم کی ابتدا بھی صحابہ کے وقت سے ہوئی چنانچہ ڈاکٹر موفق بن عبداللہ بن عبدالقادر نے دار قطنیؒ کے کتاب الضعفاء والمتروکون کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ

و بدأ التحری فی اخذ السنة فی وقت مبکر منذ عهد ابی بکر وعمر رضی الله عنهما ثم استمر التفتیش عن احوال الرجال وازداد فتکلم عدد من التابعین فی الجرح والتعدیل [1]

یعنی سنت اور احادیث کے قبول کرنے میں تحری اور تفتیش کی ابتدا حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کے دور سے ہوئی تھی پھر تابعین کے دور میں اس میں ترقی ہوئی

امام ذہبیؒ نے بھی تذکرۃ الحفاظ میں حضرت ابوبکرؓ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ وکان اول من احتاط فی قبول الاخبار [2] اس کے ثبوت میں امام ذہبیؒ نے دادی کی میراث کا وہ واقعہ پیش کیا ہے جو موطا امام مالک اور الکفایہ میں منقول ہے [3] حضرت عمرؓ کے تذکرے میں بھی امام ذہبی نے لکھا ہے کہ وهو الذی سن للمحدثین التثبت فی النقل وربما کان یتوقف فی خبر الواحد اذا ارتاب [4] یعنی حضرت عمر ہی وہ ہستی ہے کہ جنہوں نے محدثین کے لیے نقل روایت میں تثبت کا راستہ اختیار کیا اور آنے والے محدثین کو اس کی اطلاع دی کبھی کبھی شک کی وجہ سے خبر واحد کی قبول کرنے میں توقف کیا کرتے تھے۔ لیکن غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح دین کے ضروری مسائل اور قواعد سے قرآن مجید خاموش اور خالی نہیں بلکہ صراحتاً یا اشارۃً قرآن ان چیزوں کو ضرور ذکر کرتا ہے جو اہم ہوتی ہیں اسی طرح علم اسماء رجال اور خبر لانے والے اور ذکر کرنے والے کے متعلق تفتیش کرنے اور تفتیش کے بعد صحیح خبر قبول کرنے اور غلط کو رد کرنے کی طرف بھی قرآن نے رہنمائی کی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ یا ایها الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین [5] آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تم اس کی تحقیق کر لیا کرو تاکہ بے خبری میں کسی قوم پر حملہ کر کے

---

[1] مقدمہ کتاب الضعفاء والمتروکون ص ۱۰

[2] تذکرۃ الحفاظ ص ۲ ج ۱

[3] الکفایة ص ۲۶ و تذکرۃ الحفاظ ص ۲ ج ۱

[4] تذکرۃ الحفاظ ص ۶ ج ۱

[5] سورۃ الحجرات آیت ۶

نقصان پہنچادو پھر اپنے کیے پر پشیمان رہوگے۔

اب اس آیت میں اگر غور کر لیا جائے تو تبیّن یعنی تحقیق کرنے کا حکم ہے کہ خبر لانے والے کے متعلق تحقیق کر لو اگر قابلِ اعتماد ہو تو اس کی خبر کا اعتماد کرو ورنہ اس کی خبر رد کر دو۔ علم اسماء رجال میں بھی یہی ہوتا ہے کہ راوی کے حالات کی تحقیق کی جاتی ہے اگر وہ قابلِ اعتبار ہوتا ہے تو اس کی خبر قبول کر لی جاتی ہے اور اگر قابلِ اعتبار و اعتماد نہیں ہوتا ہے تو اس کی خبر رد کر دی جاتی ہے اس سے اتنی بات معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود بعض لوگوں کے متعلق کلام منقول ہے، چنانچہ بخاری مسلم ابوداؤد وسنن ترمذی میں حضرت عائشہؓ کی سند سے یہ حدیث منقول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا جب آپؐ نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ بئس اخو العشیرۃ عـ۱ کہ یہ قبیلہ کا برا فرد ہے اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد ابن حبان نے لکھا فی ھذا الخبر دلیل علی أن اخبار الرجل بمافی الرجل علی جنس الابانۃ لیس بغیبۃٍ اذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بئس اخو العشیرۃ او ابن العشیرۃ ولو کان ھذا غیبۃً لم یطلقھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ عـ۲ کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ کسی آدمی کے اندر جو عیب ہو اس کے متعلق کسی مصلحت سے اس کا اظہار کرنا جائز ہوگا یہ غیبت میں داخل نہیں اس لیے کہ اگر یہ غیبت کی قبیل سے ہوتا تو آپ ہرگز یہ نہ فرماتے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ راویوں کے حالات کی تحقیق کرنا اور اگر ان کے اندر عیوب ہوں تو ایسے عیوب کا اظہار کر دینا کہ جن کا حدیث کی صحت پر اثر پڑتا ہو جائز بلکہ ضروری ہے بعد میں تو علماء امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہوا

طبقات علماء اسماء رجال

اس موضوع پر سب سے پہلے ابن عدی نے الکامل میں لکھا اور صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے بعد اپنے زمانے تک ان علماء کا نام لکھا ہے کہ جن سے راویان حدیث کے جرح و تعدیل کے متعلق اقوال منقول ہیں یا جنہوں نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں عـ۳ ان کے بعد پھر امام ذہبیؒ نے اس پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام من یعتمد قولہ فی الجرح والتعدیل ہے جو شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی تحقیق کے ساتھ مطبوعہ ہے عـ۴ اس رسالہ میں انہوں نے بائیس ۲۲ طبقات قائم کیے ہیں اور سات سو پندرہ ۷۱۵ علماء کا ذکر کیا ہے۔

عـ۱ کتاب الضعفاء والمجروحین ص۱۷ ج ۱۔

عـ۲ کتاب الضعفاء والمجروحین ص۱۸ ج ۱

عـ۳ الکامل لابن عدی از ص۶۱ ج ۱ تا ص۱۶۸ ج ۱

عـ۴ ملاحظہ اربع رسائل فی اصول الحدیث از ص۱۵۸ تا ص۲۱۳

اس کے بعد علامہ سخاویؒ نے المتکلمون فی الرجال کے عنوان سے ان کو اعلان بالتوبیخ اور فتح المغیث میں ۲۶ طبقات میں ذکر کیا ہے لیکن کچھ تلخیص بھی کی اپنے زمانے تک انہوں نے دو سو دس ۲۱۰ اشخاص کے نام ذکر کئے ہیں ع۱

علم اسماء الرجال کی اہم کتب

اس فن کے متعلق متقدمین اور متاخرین نے بہت کتابیں لکھی ہیں جن میں سے بعض کتابیں وہ ہیں کہ جن میں سب رجال کا ذکر ہے ثقہ اور ضعیف الگ الگ نہیں بلکہ ہر آدمی کے ترجمہ میں اس کا مرتبہ ذکر کیا گیا ہے اور بعض کتابیں ایسی ہیں کہ جس میں فقط ثقہ راویوں کے حالات مذکور ہیں۔ اور بعض کتابیں وہ ہیں کہ جن میں فقط ضعیف لوگوں کا تذکرہ ہے۔ پھر یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیئے کہ اس علم کے متعلق لکھنے والوں نے مختلف انداز سے کتابیں لکھی ہیں بعض حضرات نے طبقات کے اعتبار سے کتابیں لکھی ہیں اور بعض حضرات نے سنین کے اعتبار سے رجال کو ذکر کیا ہے اور بعض نے حروف معجم کے اعتبار سے رواۃ پر کلام کیا ہے ع۲ اور بعض حضرات نے مختلف بلاد کے رجال پر کلام کیا ہے ع۳ ان اقسام پر بھی اکتفاء نہیں کیا گیا ہے بلکہ اور بھی کئی اعتبارات سے کتابیں لکھی گئی ہیں، مثلاً فقط اسماء کے اعتبار سے۔ کنیتوں کے اعتبار سے، القاب کے اعتبار سے۔ انساب کے اعتبار سے۔ مؤتلف ومختلف من الاسماء القاب، الاخوۃ والاخوات۔ معمرین من الصحابۃ والتابعین اسماء مشتبہ اور ان کے علاوہ اور کئی حیثیتوں سے راویوں کے حالات پر اتنا کچھ لکھا گیا ہے کہ جن کو شمار کرنا اور ذکر کرنا بھی ممکن نہیں ع۴۔ اب اس فن کی بعض اہم کتب اور ان کا مختصر تعارف پیش کیا جائے گا۔

ع۱ ملاحظہ ہو اربع رسائل از ص۱۵ تا ص۱۳۹ و اعلان بالتوبیخ ص۱۶۳ تا ص۱۶۷

ع۲ اصول الحدیث للعجاج الخطیب ص۲۵۵

ع۳ نفس المصدر ص۲۵۶

ع۴ نفس المصدر ص۲۵۷

تعارف کتبِ اسمار رجال

جیسے کہ عرض کیا گیا کہ تاریخ رجال الحدیث پر لکھنے والوں نے مختلف اندازو اعتبارات سے لکھا ہے اب اس میں کوئی ترتیب قائم کرنا کہ فلاں قسم کو اس بنا پر مقدم کیا جائے بظاہر مشکل ہے ہمارے علم کے مطابق (والعلم عند اللہ) اس بارے میں سب سے بہتر ترتیب ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے اپنی کتاب بحوث فی تاریخ السنۃ المشرفۃ میں قائم کی ہے ؏۱ لہذا ہم بھی اسی کے مطابق ان کتابوں کا تعارف ذکر کریں گے۔

اس ضمن میں وہ کتابیں بھی آتی ہیں جو انبیاء علیہم وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اور خصوصاً خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق لکھی گئی ہیں اس لیے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام باوجود ان فضائل ومناقب کے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انکو عطا کیے تھے. افراد بشر تھے اور رجال میں سے تھے خود قرآن کریم نے ان پر رجال کا اطلاق کیا ہے وما ارسلنا من قبلک الا رجالاً نوحی الیہم الآیۃ ؏۲ اس لیے قصص الانبیاء یا تاریخ انبیاء یا سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ لکھا گیا ہے اگرچہ وہ بھی تاریخ رجال کے قبیل سے ہے چنانچہ حافظ سخاوی نے اس قسم کی کتب کو بھی تاریخ کے ضمن میں ذکر کیا ہے ؏۳ لیکن چونکہ اس قسم کی کتب اب اصطلاح عام کے مطابق ایک خاص اور مستقل فن یعنی فن سیرت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اس لیے ہم ان کتابوں کو تاریخ رجال کی کتابوں کے ضمن میں ذکر نہیں کریں گے۔

(۱) بلکہ اس سلسلے کی ابتداء تاریخ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کریں گے کیونکہ رجال الحدیث میں یہ حضرات سب سے پہلے مرتبہ پر فائز ہیں اس سلسلے میں بقول ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری سب سے پہلے ابوعبید معمر بن مثنیٰ المتوفی ۲۰۸ھ۔ زہیر بن عبد اللہ العبسی۔ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ ؏۴ خلیفہ بن خیاط المتوفی ۲۴۰ھ۔ یعقوب بن سفیان الفسوی المتوفی ۲۷۷ھ علی بن المدینی المتوفی ۲۳۳ھ۔ محمد بن اسماعیل بخاری الامام المتوفی ۲۵۶ھ وغیرہم نے کتابیں لکھیں اور اس کے بعد پھر اس موضوع پر ہر زمانے میں مسلسل کتابیں لکھی گئیں جس کا اندازہ مندرجہ ذیل فہرست سے ہو سکتا ہے جس کو ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری کی کتاب سے نقل کیا گیا ہے۔

؏۱ بحوث تاریخ السنۃ المشرفۃ از ص۱۷۰ تا ص۱۷۱ و اصابہ لابن حجر ص۲ ج۱ و ص۳ ج۱

؏۲ سورۃ یوسف آیت ۱۰۹

؏۳ الاعلان بالتوبیخ ص۸۷ تا ص۹۳

؏۴ انہوں نے اپنی کتاب طبقات میں صحابہ کا ذکر کیا ہے۔ بحوث ص۶۴

؏۵ حافظ ابن حجرؒ نے امام بخاریؒ کو اول من صنف فیما اعلم کہا ہے۔ اصابہ ص۲ ج۱
الاعلان بالتوبیخ ص۹۲۔ و بحوث ص۶۵۔

احمد[1] بن عبد اللہ البرقی متوفی ۲۷۰ھ۔ ابو عیسیٰ[2] محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی متوفی ۲۷۹ھ۔ ابوبکر بن ابی خثیمہ متوفی ۲۷۹ھ۔ عبد اللہ بن محمد المروزی[3] عبدان متوفی ۲۹۳ھ۔ مطین محمد بن عبد اللہ متوفی ۲۹۸ھ۔ ابو منصور محمد بن سعد الباوردی[4] متوفی ۳۱۰ھ۔ عبد اللہ بن محمد البغوی متوفی ۳۱۷ھ۔ محمد[5] بن الربیع الجیزی۔ ابو القاسم عبد الصمد بن سعید الحمصی[6] متوفی ۳۲۴ھ۔ ابوبکر عبد اللہ بن سلیمان بن ابی داؤد متوفی ۳۱۶ھ۔ ابو محمد بن جارود متوفی ۳۲۰ھ۔ ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ العقیلی[7] متوفی ۳۲۲ھ۔ محمد بن عبد الرحمٰن متوفی ۳۲۵ھ۔ ابو الحسن بن قانع الاموی متوفی ۳۵۱ھ۔ ابو القاسم الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ

ع۱ ان کی کتاب سے حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے اصابہ میں نقل کیا ہے ملاحظہ ہو ص۲۵۷ ج ۳ وص۲۵۴ ج ۳ و تھذیب التھذیب ص۱۵۹ ج ۵ و ص۱۲۵ ج ۶۔ ابن عساکر نے بھی تاریخ دمشق میں ان سے نقل کیا ہے ملاحظہ ہو ص۱۶۳ ج ۱ و ص۱۶۷ ج ۱ و ص۳۰۴ ج ۱ و ص۳۳ ج ۱ و ص۳۲۶ ج ۱۔

ع۲ ان کی کتاب کا نام تسمیۃ اصحاب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ اس کتاب کے گیارہ[11] ورق مکتبہ لالہ لی ۲۰۸۹/۱ اور ایک نسخہ جو سترہ[17] ورقات پر مشتمل ہے مکتبہ شہید علی میں ۲۸۴۰/۱ موجود ہے۔ تاریخ تراث عربی فواد سزکین ص۲۰۵ ج ۱ بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۹۵

ع۳ ان کی کتاب ستر جز تھی۔ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۹۵ حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے اصابہ میں ص۶۹ ج ۱ و ص۱۲۵ ج ۱ و ص۱۶۰ ج ۱ پر اس کتاب سے اقتباسات دیئے ہیں

ع۴ یہ ابیورد کی طرف منسوب ہے جو خراسان کا ایک گاؤں تھا حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے اصابہ اور تھذیب التھذیب میں مختلف مقامات پر ان کی کتاب سے اخذ کیا ہے۔ ملاحظہ ہو اصابہ ص۳۸ ج ۲ ص۶۵ ج ۲ و ص۴۷ ج ۲ تھذیب التھذیب ص۲۷۱ ج ۱۲۔

ع۵ ان کی کتاب فقط ان صحابہ کے بارے میں ہے جو مصر میں داخل ہوئے تھے ان کی تعداد انہوں نے ایک سو چالیس سے کچھ اوپر ذکر کی ہے، ان کی احادیث بھی ذکر کی ہیں ملاحظہ اعلام الموقعین ابن قیم ص۲۱ ج ۱ حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں ان کے اقتباسات ذکر کئے ہیں ملاحظہ ہو اصابہ ص۲۱۷ ج ۱ و ص۳۲۳ ج ۱ و ص۲۱۰ ج ۱ و ص۵۰۸ ج ۱۔

ع۶ ان کی کتاب فقط ان صحابہ کے بارے میں جو حمص میں داخل ہوئے تھے حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے اصابہ میں ان کی کتاب سے اقتباسات دیئے ہیں ملاحظہ ص۲۷۳ ج ۱ و ص۲۸۸ ج ۱ و ص۳۵۸ ج ۱۔

ع۷ ان کی کتاب سے حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں نقل کیا ہے تاریخ التراث العربی ص۳۳۵ ج ۱ و بحوث ص۶۶

ابوعلی سعید بن عثمان بن سعید ابن السکن[ع۱] - ابوحاتم[ع۲] بن حبان البستی متوفی ۳۵۴ھ - ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی[ع۳] ۳۶۵ھ
ابوالفتح الازدی متوفی ۳۶۷ھ[ع۴] - ابوسلیمان[ع۵] محمد بن عبداللہ بن احمد بن زبر متوفی ۳۷۹ھ - ابوالحسن محمد بن صالح الطبری -
ابواحمد الحسن[ع۶] بن عبداللہ العسکری متوفی ۳۸۲ھ - ابوحفص عمر بن احمد بن شاہین[ع۷] متوفی ۳۸۵ھ - ابوعبداللہ محمد بن اسحاق
بن محمد بن یحییٰ بن مندہ متوفی ۳۹۵ھ - ابونعیم الاصبہانی متوفی ۴۳۰ھ - یحییٰ بن یونس الشیرازی[ع۸] - جعفر بن محمد المستغفری متوفی
۴۳۲ھ - ابن عبدالبر القرطبی متوفی ۴۶۳ھ - خطیب بغدادی ابوبکر احمد بن علی متوفی ۴۶۳ھ - ابوعلی الحسین بن محمد الغسانی
متوفی ۴۹۸ھ - ابواسحاق بن الامین - حافظ ابن حجر عسقلانی - حافظ سیوطی - ان مذکورہ بالا اور ان جیسے بہت حضرات
نے اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔

ع۱ ان کی کتاب کا نام معجم الصحابۃ ہے ملاحظہ ہو فتح الباری ص۳۷ ج ۱ و ص۳۸ ج ۱

ع۲ ان کی کتاب کا نام أسماء الصحابۃ ہے یہ کتاب مدینۃ منورہ کے مکتبۃ عارف حکمت میں مجموعہ نمبر ۲۳۹ کے ضمن میں مخطوط موجود ہے جو تقریباً بہتر۷۲ اوراق پر مشتمل ہے۔ تاریخ التراث ص۴۲۵ ج ۱ لیکن ممکن ہے کہ اس سے مراد ان کی کتاب الثقات کی جلد اول ہو کیونکہ وہ بھی صحابہ کے تذکرہ پر مشتمل ہے

ع۳ یہ کتاب مدینۃ منورہ کے مکتبۃ عارف حکمت میں مخطوط موجود ہے نمبر ۲۷۰۔ تاریخ التراث ص۴۹۳ ج ۱

ع۴ ان کی کتاب کا نام من لم یروعنہ منہم سوی واحد ہے یعنی ان صحابہ کا ذکر جن سے ایک ہی راوی نے روایت نقل کی ہیں حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں اس کا نام کتاب الوحدان ذکر کیا ہے۔ اور بعض لوگوں نے اس کا نام المخزون ذکر کیا اس نام سے ان کی ایک اور کتاب بھی موجود ہے جس کا پورا نام المخزون فی علم الحدیث ہے۔ اصابہ میں اس کے اقتباسات ہیں ص۳۹۷ ج ۱ و ص۳۶۱ ج ۱ یہ کتاب بھی مخطوط ہے اور مکتبۃ احمد الثالث استنبول میں نمبر ۶۱۲۴/۲۰، ۲۰۶ ب - ۲۱۹ پر موجود ہے۔ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۶۶ و ص۶۷ ج

ع۵ حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب رفع الاصر عن قضاۃ مصر میں ص۲۷۱ پر اسکا تذکرہ کیا ہے بحوث ص۶۷

ع۶ سخاوی نے الاعلان بالتوبیخ ص۹۳ پر ذکر کیا ہے کہ یہ کتاب قبائل کے ذکر پر مرتب کی گئی ہے۔ ابن حجرؒ نے اصابہ میں ص۱۱۹ ج ۱ پر اور بعض دوسرے مقامات پر اس کے اقتباسات دیئے ہیں بحوث ص۶۷

ع۷ ابن حجرؒ نے اصابہ میں اس کے اقتباسات دیئے ہیں ملاحظہ ہو ص۷ ج ۱ ص۸ ج ۱ ص۲۵ ج ۱ ص۲۶ ج ۱ ص۳۱ ج ۱ ص۴۱ ج ۱ ص۵۳ ج ۱ - بحوث ص۶۷

ع۸ ان کی کتاب کا نام المصابیح فی الصحابۃ ہے ملاحظہ ہو اصابہ ص۲۸ ج ۳ و بحوث ص۶۷

ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری لکھتے ہیں کہ اس فن کی شاہکار تصانیف تو ہم تک نہ پہنچ سکیں البتہ سب سے پہلے جو کتب ہمارے ہاتھ لگی ہیں ان میں "محمد بن سعد" المتوفی ۲۳۰ھ کی "الطبقات الکبیر" اور "خلیفہ بن خیاط" المتوفی ۲۴۰ھ کی تصنیف کردہ "الطبقات" نامی کتاب شامل ہیں۔ ان دونوں کتابوں کا ایک ایک تہائی حصہ احوال صحابہؓ کے لئے مخصوص ہے[1] لیکن دونوں حضرات کا طرز ایک دوسرے سے ذرا مختلف ہے۔

ابن سعد نے سبقتِ اسلامی کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ترتیب قائم کی ہے اور ساتھ ہی ترتیب نسبی کو بھی ملحوظ رکھا ہے جبکہ خلیفہ بن خیاط نے صرف ترتیب نسبی کا خیال رکھتے ہوئے طبقات کو مرتب کیا ہے[2]۔ البتہ ابن سعد کی کتاب "الطبقات الکبریٰ" خلیفہ کی کتاب سے اس اعتبار سے بھی ممتاز ہے کہ ابن سعد نے تراجم واقوال کے بیان میں بسط وتفصیل سے کام لیا ہے، جبکہ ان کے مقابلے میں خلیفہ کی کتاب میں نہایت ایجاز واختصار نظر آتا ہے۔

علامہ ابن مدینی المتوفی ۲۳۴ھ نے بھی اس فن میں ایک کتاب "تسمیۃ اولاد العشرۃ وغیرہم من الصحابۃ" کے نام سے لکھی ہے[3]

اس کی ترتیب کچھ اس طرح ہے۔

اولاً حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہے، پھر حضرت علیؓ کی وہ اولاد جو حضرت فاطمہؓ سے ہے، اور پھر ان کے پوتوں کا تذکرہ ہے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اولاد اور ان کے پوتوں کا تذکرہ ہے۔ پھر حضرت عمرؓ کی اولاد اور پوتوں کا ذکر ہے، اسی طرح عشرہ مبشرہ میں سے باقی اصحابؓ اور چند دیگر صحابہ کی اولاد کا تذکرہ ہے، سب سے آخر میں حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کی اولاد کا تذکرہ ہے۔ چونکہ اس کتاب میں عشرہ مبشرہ ودیگر صحابہؓ کی اولاد اور پوتوں کا تذکرہ ہے اس لیے یہ کہنا کہ "اس کتاب میں فقط صحابہؓ کا تذکرہ ہے" درست نہیں ہے!

---

[1] ان دونوں کے متعلق تفصیل کے لیے "بحوث فی تاریخ السنۃ" ص۶۷ تا ص۸۰ ملاحظہ ہو

[2] تفصیل کے لیے "تاریخ فی بحوث السنۃ" ص۱۷۱ اور مابعد والے صفحات ملاحظہ ہوں۔

[3] مکتبہ ظاہریہ دمشق میں اس کے دو نسخے موجود ہیں۔ ان دونوں میں قدرے اختلاف بھی ہے؛ لیکن ان میں جو نسخہ "ابی نعیم الاصبہانی عن ابی القاسم الطبرانی عن محمد بن ہشام الدمیاط المستملی عن علی بن المدینی" کی سند سے ہے وہ بہ نسبت دوسرے کے اصح اور اوضح ہے یہ ۸ اوراق پر مشتمل ہے؛ حنبل بن اسحٰق علی بن مدینی سے دوسرے نسخے کے ناقل ہیں اس میں پہلے نسخے کے مقابلے میں کچھ اضافہ ہے؛ اس کے اوراق کی تعداد ۱۵ ہے۔ (الظاہریہ، مجموع ۱۰، ورق ۲۳)

اور امام علی بن مدینیؒ نے اس کتاب میں "جمع متفرقات" اور "شجرۂ نسب" طرز کی ترتیب قائم کی ہے، چنانچہ کہیں تو امام علی بن مدینیؒ نے "فی تسمیۃ من سمع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کا باب قائم کیا ہے اور بجائے قبائل اور معجم کی ترتیب کے بدونِ ترتیب نام ذکر کرنے پر اقتصار کیا ہے، اور کہیں باب کا عنوان "فی تسمیۃ الاخوۃ الذین روی عنھم الحدیث" تجویز کیا ہے! وغیرہ

امام علی بن مدینیؒ کی اس کتاب سے امام ابوداؤد سجستانی نے اپنے رسالے "تسمیۃ الاخوۃ من اھل الانصار" میں استفادہ کیا ہے [1]

اسی طرح ان کتابوں میں سے امام "یعقوب بن سفیان الفسوی" کی کتاب "المعرفۃ و التعریف" کا وہ حصہ بھی پایاجاتاہے جس کا تعلق معرفۃ صحابہؓ کے ساتھ ہے،

کتب الطبقات:- رجال حدیث کے متعلق بعض لکھنے والوں نے طبقات کے طرز پر کتابیں لکھی ہیں؛ یہ طرز صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعین میں امتیاز اور فرق کے سلسلے میں بہت مفید ہے! جس کی بنا پر ہمارے لیے حدیث مرسل، منقطع اور مسند کا پہچاننا بھی آسان ہوگا، اور اسی طرح اسمائے متفقہ اور متشابہ میں فرق کرنا بھی ممکن ہوگا!

اس طرز پر لکھنے والے بعض مصنفین نے فقط صحابہؓ اور تابعین کے طبقات پر اکتفا کیا ہے، اور بعض نے فقط کسی خاص شہر کے رجال حدیث کے طبقات ذکر کئے ہیں، جبکہ بعض اصحاب طبقات نے تمام رجالِ حدیث کو طبقات کے طور پر ذکر کیا ہے، چاہے وہ صحابہ ہوں یا تابعین یا ان کے بعد کے رجالِ حدیث:

اسی طرح ان حضرات نے کسی مخصوص علاقے کے رجال کے ذکر پر بھی اکتفا نہیں کیا! اس فن میں سب سے پہلے لکھی جانے والی کتابیں محمد بن عمر الواقدیؒ المتوفی ۲۰۷ھ اور ھیثم بن عدی المتوفی ۲۰۷ھ کی ہیں۔ واقدی نے یہ کتاب "کتاب الطبقات" کے نام سے لکھی تھی [2] اس کتاب سے ابن سعد نے طبقات الکبریٰ" میں متعدد مقامات پر استفادہ کیا ہے [3]

ھیثم بن عدیؒ نے اس موضوع پر دو کتابیں لکھیں ایک کا نام "طبقات من روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری کا نام "طبقات الفقہاء و المحدثین" ہے [4]

اس کے بعد تیسری، چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھی گئیں جس کا اندازہ مندرجہ ذیل

---

[1] تسمیۃ الاخوۃ من اھل الانصار ص۱۰ - بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۶۹

[2] الفہرست لابن ندیم ص۱۵۱

[3] ابن ندیم نے "الفہرست" ص۱۵۱ پر لکھا ہے کہ محمد بن سعد من اصحاب الواقدیؒ روی عنہ والف کتبہ من تصنیفات الواقدی"

[4] الفہرست لابن ندیم ص۱۵۲ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۷۶

فہرست سے ہو سکتا ہے۔

(۱) محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ۔ ان کی کتاب کا نام "الطبقات الکبریٰ" ہے۔

(۲) علی بن المدینی المتوفی ۲۳۳ھ ان کی کتاب کا نام "کتاب الطبقات" ہے جو دو اجزاء پر مشتمل ہے[1]

(۳) سلیمان بن داؤد الشاذکونی المتوفی ۲۳۴ھ۔ ان کی کتاب کا نام "التاریخ فی طبقات اھل العلم ومن نسب منہ الی مذھب" ہے[2]

(۴) ابراہیم بن المنذر المتوفی ۲۳۶ھ ان کی کتاب کا نام "کتاب الطبقات" ہے[3]

(۵) خلیفہ بن خیاط المتوفی ۲۴۰ھ ان کی کتاب کا نام بھی "کتاب الطبقات" ہے۔

(۶) ابوالقاسم محمود بن ابراہیم ابن سمیع الدمشقی المتوفی ۲۵۹ھ ان کی کتاب کا نام بھی "کتاب الطبقات" ہے[4]

(۷) مسلم بن الحجاج المتوفی ۲۶۱ھ ان کی کتاب کا نام بھی "کتاب الطبقات" ہے[5]

(۸) ابوبکر البرقی المتوفی ۲۷۰ھ ان کی کتاب کا نام بھی "کتاب الطبقات" ہے[6]

(۹) ابوحاتم الرازی المتوفی ۲۷۷ھ ان کی کتاب کا نام "کتاب طبقات التابعین" ہے

(۱۰) ابوزرعہ النصری الدمشقی المتوفی ۲۸۲ھ ان کی کتاب کا نام "کتاب الطبقات" ہے

(۱۱) ابوبکر احمد بن ہارون البرذعی البردیجی المتوفی ۳۰۱ھ ان کی کتاب کا نام "الطبقات فی الاسماء المفردة من اسماء العلماء واصحاب الحدیث" ہے

(۱۲) محمد بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ ان کی کتاب کا نام "ذیل المذیل من تاریخ الصحابة والتابعین" ہے

(۱۳) ابوالقاسم مسلمہ بن القاسم الاندلسی المتوفی ۳۵۳ھ ان کی کتاب کا نام "طبقات المحدثین" ہے

(۱۴) ابوالشیخ الانصاری المتوفی ۳۹۶ھ ان کی کتاب کا نام "طبقات المحدثین باصبہان" ہے

---

[1] فہرست لابن خیر ص۲۲۵ / الخطیب البغدادی لیوسف العش ص۱۰۹

[2] فہرست لابن خیر ص۲۳۲ / تذکرة الحفاظ ص۴۸۸ ج۲ بحوالہ بحوث فی تاریخ السنة ص۷۶

[3] الاصابہ۔ ص۵۲۵ ج۳ بحوالہ بحوث فی تاریخ السنة ص۷۶

[4] تذکرة الحفاظ ص۹۵۲ / تاریخ الاسلام للذہبی ص۱۰۳ ج۳، ص۱۹۵ ج۳، ص۲۲۳ ج۳، ص۵۲ ج۴ / الاصابہ لابن حجر ص۱۳۷ ج۱، ص۱۵۲ ج۱، ص۳۴۵ ج۱، ص۳۵۰ ج۱ / تاریخ دمشق لابن عساکر ص۳۲ ج۱ بحوالہ بحوث فی تاریخ السنة

[5] تہذیب التہذیب ص۱۳۹ ج۶

[6] تہذیب التہذیب ص۳۲ ج۲، ص۳۳ ج۳، ص۴۲ ج۷

(۱۵) ابوعمرو محمد بن العباس الخزاز ابن حیویہ المتوفی ۳۸۲ھ ان کی کتاب کا نام "الطبقات" ہے ع۱

(۱۶) ابوالفضل صالح بن احمد التیمی الھمدانی المتوفی ۳۸۴ھ ان کی کتاب کا نام "طبقات الھمذانیین" ہے ع۲

(۱۷) ابوالفضل علی بن حسین الفلکی ان کی کتاب کا نام "طبقات الرجال" جو بقول سخاویؒ ایک ہزار اجزاء پر مشتمل ہے ع۳

(۱۸) ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن مندۃ المتوفی ۴۷۰ھ ان کی کتاب کا نام "طبقات المحدثین" ہے ع۴

ان مذکورہ بالا کتابوں میں سے اکثر کتابیں ضائع ہو چکی ہیں، ان کتابوں میں قدیم ترین کتاب جو اس وقت موجود ہے وہ محمد بن سعد کی کتاب "الطبقات الکبریٰ" ہے جو آٹھ مجلدات پر مشتمل ہے۔ اس کی پہلی اور دوسری جلد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر ہے اور باقی چھ اجزاء طبقات الرجال پر مشتمل ہیں، تیسری جلد میں ان صحابہؓ کا تذکرہ ہے جو جنگ بدر میں شریک ہو کر شہید ہوئے تھے، چوتھی جلد ان قدیم الاسلام صحابہؓ کے حالات پر مشتمل ہے جو جنگ بدر میں شہید تو نہیں ہوئے لیکن فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ پانچویں جلد تابعین اور اتباع التابعین کے تراجم پر حاوی ہے، اس جلد میں عام طور پر ان حضرات کا تذکرہ ہے جن کا تعلق مندرجہ ذیل مقامات سے ہے

مکۃ المکرمہ، مدینۃ المنورہ، طائف، یمن، یمامہ اور بحرین

چھٹی جلد ان حضرات کے تراجم پر مشتمل ہے جن کا تعلق کوفہ سے تھا، ساتویں جلد اہل بصرہ، واسط، مدائن، بغداد، خراسان، ری، ہمدان، قم، انبار، شام، الجزیرہ وغیرہم کے تراجم پر مشتمل ہے۔ آٹھویں جلد میں صحابیات کے حالات مذکور ہیں ع۵

دوسری قدیم ترین کتاب جو اس وقت موجود ہے وہ خلیفہ بن خیاط کی "الطبقات" ہے۔ ابن خلیفہ کا طرز یہ ہے کہ انہوں نے عام طور پر راویوں کے نسب بیان کرنے پر زور دیا ہے حتیٰ کہ ماقبل اسلام کے زمانے تک کے انساب کو حوالہ قلم کیا ہے، البتہ متاخرین کے انساب بیان کرنے میں طوالت سے کام نہیں لیا بلکہ صرف مختلف بلاد کی طرف نسبتوں پر اکتفا کیا ہے ع۶

تیسری کتاب جو اس وقت موجود ہے وہ امام مسلم کی "الطبقات" ع۷ ہے اس میں مصنفؒ نے فقط صحابہؓ اور تابعین

ع۱ یہ تمام تفصیل "بحوث فی تاریخ السنۃ" سے ماخوذ ہے

ع۲ تاریخ بغداد للخطیب ص۲۱۴ ج ۱

ع۳ الاعلان بالتوبیخ ص۱۵۱ بحوالہ بحوث ص۷۷

ع۴ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۷۷

ع۵ ماخوذ من بحوث تاریخ السنۃ از ص۷۷ تا ص۸۰

ع۶ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۸۰

ع۷ اس کتاب کا ایک نسخہ مکتبہ احمد الثالث ۶۲۴ پر موجود ہے: بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۸۱

کے طبقات ذکر کئے ہیں بجائے حالات وسوانح عمریاں تحریر کرنیکے فقط اسماء یا کنیت پر اکتفا کیا ہے اور طبقات کی ترتیب میں مختلف بلاد کو خاص طور پر ملحوظ رکھا ہے، چنانچہ پہلے اہل مدینہ، پھر مکہ، کوفہ، بصرہ، شام، یمن اور دیگر بلاد کے صحابہؓ کا تذکرہ کیا ہے۔

چوتھی کتاب ابوبکر احمد بن ہارون کی "طبقات الاسماء المفردۃ من الصحابۃ والتابعین واصحاب الحدیث" ہے[۱] یہ کتاب پانچ طبقات پر مشتمل ہے، اس کتاب میں مصنفؒ نے نام، کنیت اور شہروں کی طرف نسبت کے ذکر کرنے کیساتھ ساتھ بعض رجال کے شیوخ اور تلامذہ کے تذکرے کا بھی خاص خیال رکھا ہے۔

پانچویں کتاب، محمد بن جریر الطبریؒ کی "ذیل المذیل من تاریخ الصحابۃ والتابعین" ہے، یہ کتاب ۱۲۲ صفحات پر مشتمل ہے اور ان کی دوسری کتاب "تاریخ الاُمم والملوک" ساتھ طبع ہو چکی ہے

چھٹی کتاب ابوعروبہ حسین بن محمد الحرانیؒ کی "المنتقی من کتاب الطبقات" ہے جس کا فقط جزء ثانی بعض مکتبوں میں پایا جاتا ہے۔[۲]

کتب جرح وتعدیل۔ علم جرح وتعدیل میں راویان حدیث کے مراتب کا بیان ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کے ضعیف اور ثقہ ہونے کے بارے میں بھی بحث کی جاتی ہے۔ یہ فن اور اس کے قواعد محدثین کے ہاں بہت دقیق سمجھے جاتے ہیں۔ عام طور پر اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ چونکہ اس فن میں لوگوں کے عیوب کا بھی ذکر ہوتا ہے جو غیبت کے قبیل سے ہے! لیکن علماء نے ضرورت شرعی کی وجہ سے ایسے موقعوں پر اظہارِ عیوب کی اجازت دی ہے:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی اس کی بعض مثالیں ملتی ہیں!

چنانچہ ایک آدمی کے متعلق آپ نے فرمایا "بئس اخو العشیر"[۳]

اسی طرح جب فاطمہ بنتِ قیسؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی شادی کے متعلق مشورہ کیا "جبکہ صحابہؓ میں سے دو افراد "یعنی حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ اور ابوالجہیمؓ" ان کو پیغام نکاح بھیج چکے تھے" تو آپ نے ارشاد فرمایا "اما ابوجہم فلا نفیع عصاہ عن عاتقہ واما معاویۃ فصلعوک لا مال لہ"[۴]

---

[۱] اس کتاب کا ایک نسخہ ترکی "کوپریلی" میں موجود ہے نمبر ۱۱۵۲! دوسرا نسخہ دار الکتب الظاہریہ دمشق میں موجود ہے، بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۸۰

[۲] اس کا ایک نسخہ دار الکتب الظاہریہ دمشق میں موجود ہے، بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۸۳

[۳] صحیح بخاری: کتاب الادب، باب مالیقول من الظن ص۲۱ ج۸/ کتاب الضعفاء والمجروحین من المحدثین لابن حبان ص۷ ج۱! الکفایۃ للخطیب البغدادی ص۳۸، ص۳۹

[۴] الکفایہ ص۳۹

اسی طرح صحابہ کرامؓ میں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ وغیرہم سے اس قسم کے واقعات مروی ہیں کہ ان تک جب کوئی حدیث پہنچتی تو وہ اس حدیث کے متعلق پوری تفتیش اور یقین دہانی کے بعد اس پر عمل کیا کرتے تھے! اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن سلامؓ، عبادہ بن الصامتؓ، انس بن مالکؓ اور حضرت عائشہؓ سے بھی بعض لوگوں کے متعلق کلماتِ جرح منقول ہیں!

زمانۂ صحابہؓ کے بعد چونکہ بعض لوگ وضع حدیث جیسے قبیح اور بدترین عمل میں ملوّث ہونا شروع ہو گئے تھے اس بناء پر محدثین نے رجالِ حدیث کے متعلق پوری تفتیش شروع کر دی اور جو لوگ ان کے نزدیک قابلِ اعتماد نہیں ہوتے تھے ان پر وہ پوری صراحت کے ساتھ جرح کیا کرتے تھے! چنانچہ تابعین میں شعبیؒ، محمد بن سیرینؒ، سعید بن المسیبؒ، سعید بن جبیرؒ وغیرہ سے بعض رجال حدیث پر کلام منقول ہے! لیکن اس دور میں چونکہ سلسلۂ وضع حدیث بہت کم تھا نیز رجالِ حدیث میں ضعفاء کی تعداد بھی زیادہ نہیں تھی اس لیے اس طبقے کے رجال کے متعلق زیادہ کلام منقول نہیں ہے! البتہ دوسری صدی ہجری میں جب وضع حدیث کثرت سے ہونے لگا، رواۃ حدیث اور ناقلین اخبار میں ضعفاء کی بھرمار ہو گئی تو محدثین نے اس سلسلے میں معاملے کی نزاکت اور اپنے فرض کی ادائیگی کو پورے طور پر محسوس کیا اور ہر آدمی کے حالات کی پوری جانچ پڑتال کر کے جس مرتبے کا وہ مستحق تھا اس کو پوری دیانت داری کے ساتھ بیان کر دیا! اس دور میں رجالِ حدیث پر کلام کرنے والوں میں مندرجہ ذیل حضرات زیادہ مشہور ہوئے۔

شعبۃ بن الحجاجؒ، معمر بن راشدؒ المتوفی ۱۵۳ھ، ہشام الدستوائی المتوفی ۱۵۴ھ، عبدالرحمٰن بن عمر الاوزاعی، سفیان الثوری، مالک بن انس المتوفی ۱۷۹ھ، عبدالعزیز بن الماجشون، المتوفی ۱۶۴ھ، حماد بن زید، لیث بن سعد، عبداللہ بن المبارک، ہشیم بن بشیر المتوفی ۱۸۳ھ، ابواسحاق الفزاری، المعافی بن عمران الموصلی المتوفی ۱۸۴ھ، بشر بن المفضل المتوفی ۱۸۶ھ، سفیان بن عیینہ، اسماعیل بن علیۃ، جریر بن وہب، وکیع بن الجراح، یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، ابوداؤد الطیالسی المتوفی ۲۰۳ھ، محمد بن یوسف الفریابی ۲۱۲ھ، ابوعاصم النبیل المتوفی ۲۱۱ھ، عبداللہ بن الزبیر الحمیدی المتوفی ۲۱۹ھ، قعنبی، ابوعبید، قاسم بن سلام، یحییٰ بن یحییٰ النیسابوری المتوفی ۲۲۶ھ، ابوالولید الطیالسی المتوفی ۲۲۷ھ ؎۱

ان مذکورہ حضرات میں سے بعض تو محدثین کی حیثیت سے مشہور ہوئے اور بعض ان میں محدث ہونے کیساتھ ساتھ فقیہ اور مجتہد بھی تھے جیسے امام اوزاعیؒ، امام مالک، الیث بن سعد ساتھ ہی یہ حضرات نقد رجال یا اسماء رجال کے عظیم فن پر گہری نظر رکھتے تھے!

البتہ بعض حضرات ایسے تھے جو محدث ہونے کے ساتھ ساتھ علم تاریخ رجال کو اپنا مزاج بنا چکے تھے! جیسے شعبہ بن حجاج

؎۱ مقدمہ کتاب "الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم" بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۸۶

یحییٰ بن سعید القطان اور عبد الرحمٰن بن مہدی!

تیسری صدی ہجری کے وسط میں علم اسماء رجال پر خصوصی توجہ دی گئی اور اہل فن نے انتہائی عرق ریزی سے اس کو اجاگر کیا! اور اسی دور کے محققین اس فن کے امام کہلانے کے بجا طور پر مستحق ہیں!

اسی دور میں علم جرح وتعدیل کے فن میں تصانیف کی ابتداء ہوئی علہ! ان کتابوں میں بعض کتابیں ایسی ہیں کہ جن میں فقط ضعیف راویوں کا ذکر ہے، اور بعض فقط ثقہ اور معتمد رواۃ کے تذکروں سے مزین ہیں اور بعض میں دونوں قسموں کے راویوں کے احوال کو نہایت خوش اسلوبی سے سمو دیا گیا ہے۔

ان کتابوں میں خود اپنے فیصلوں کے ساتھ ساتھ متقدمین آئمہ کے ان اقوال کو بھی نقل کیا گیا جو پہلے سے احادیث کی طرح زبانی نقل ہوتے چلے آرہے تھے!

جیسے امام مالک، یحییٰ بن سعید، شعبہ، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، امام احمد، ابوحاتم اور ابوزرعہ! اس سلسلے میں ان حضرات سے جو الفاظ منقول ہیں وہ اپنے مفاہیم کے اعتبار سے بہت دقیق ہیں!

جرح وتعدیل کے الفاظ میں ان آئمہ ومصنفین کی اپنی خاص اصطلاحات ہیں اور ان اصطلاحات کے بعض خاص مدلولات ہیں جنہیں ملحوظ رکھنا ناگزیر ہے!

مثلاً یحییٰ بن معین کسی راوی کے متعلق "لیس بشیئٍ" کے لفظ کو اس معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں کہ اس کی روایات کی تعداد بہت کم ہے!

اور کبھی اسی جملے کو اظہار ضعف راوی کے لیے استعمال کرتے ہیں! جبکہ عام طور پر دیگر آئمہ اس جملے کو صرف ضعف اور جرح راوی کے لیے استعمال کرتے ہیں! ع۲

اسی طرح یحییٰ بن معین "لا بأس به" کے جملے کو بمقابلہ ثقہ ذکر کرتے ہیں جب کہ دوسرے آئمہ کے نزدیک اس کا اطلاق ثقہ سے کم درجے والے راوی پر ہوتا ہے!

اسی طرح بعض الفاظ کا تعلق امثال قدیمہ کے ساتھ ہوتا ہے! مثلاً جیسے ابوحاتم بعض راویانِ حدیث کے متعلق لکھتے ہیں "هو علی يدی عدلٍ" (أی هالك)! جبکہ علامہ عراقی نے اس لفظ کو توثیق راوی کے لیے استعمال کیا ہے! لیکن حافظ ابن حجرؒ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ الفاظِ جرح میں سے ہے! ع۳ جرح وتعدیل کے الفاظ عموماً

علہ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۸۶

ع۲ الرفعہ والتکمیل لعبد الحیؒ اللکنوی ص۸ تا ص۱۰ کذا فی بحوث تاریخ السنۃ ص۸۷

ع۳ الرفعہ والتکمیل لعبد الحیؒ اللکنوی ص۷۹، بحوث فی تاریخ السنۃ ص۸۷

مدلول و مفہوم کے اعتبار سے واضح ہوتے ہیں! (ایسی (مذکورہ) دقیق مثالیں درجۂ شاذ میں ہیں!)
جیسے "ثقہ" "حجۃ" "ثبت" "ضعیف" "کذاب" "مطرح"!

علم جرح و تعدیل کے قواعد ابتدائً مدوّن نہیں تھے اور نہ ہی متقدمین نے کتب اصول حدیث میں ان کو کوئی امتیازی حیثیت دی!

مثلاً "الرامھرمزی" کی کتاب "المحدث الفاصل" اس فن کی تصنیف اوّل ہے لیکن یہ جرح و تعدیل کے قواعد کے مطابق نہیں ہے!

اس فن کے قواعد کے متعلق سب سے پہلے ابوعبداللہ الحاکم نے اپنی کتاب "معرفۃ علوم الحدیث" اور "المدخل الی معرفۃ الصحیح" میں بحث کی ہے اور باضابطہ قواعد بیان کیے ہیں! پھر اس کے بعد اصولِ حدیث کی اکثر کتب میں قواعد تفصیلاً بیان کئے گئے ہیں! مقصد ان قواعد کا یہ ہے کہ جرح و تعدیل کرنے والے حضرات ان قواعد کی روشنی میں جرح و تعدیل کرتے وقت افراط و تفریط کا شکار نہ ہوں!

اسی لیے عام کتب میں توثیق کی شروط مذکور ہیں کہ وہ آدمی ثقہ ہوگا جو عادل اور ضابطہ ہو! جیسے امام نووی نے اپنی کتاب "التقریب" میں لکھا ہے!

یشترط فیہ ای فی من تقبل روایتہ ان یکون عدلاً ضابطاً بان یکون مسلماً بالغاً عاقلاً سلیماً من اسباب الفسق وخوارم المروۃ متیقظاً حافظاً ان حدث من حفظہ ضابطاً لکتابہ ان حدث منہ عالماً بما یحیل معنیٰ ان روی بہ عـ۱

اسی طرح محدثین نے اس کی بھی صراحت کر دی ہے کہ جرح مبہم کب مقبول ہوتی ہے اور کب جرح مفسّر کی ضرورت پیش آتی ہے! اسی طرح روایاتِ اہل بدع کے متعلق قواعد بیان کئے گئے ہیں اور اس کی تصریح کر دی ہے کہ اگر کسی راوی کے متعلق جرح و تعدیل کے اقوال میں تعارض ہو تو فیصلہ کی کیا صورت ہوگی! خلاصہ یہ کہ اب ہر قسم کی صورتِ حال سے نمٹنے کے لیے ہمارے پاس مفصل قواعد موجود ہیں! (آئمہ جرح و تعدیل کے احوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس معاملہ میں انہوں نے صرف اللہ کی رضا اور حفاظتِ سنت کے جذبے سے سرشار ہو کر یہ عظیم الشان کام مکمل طور پر بغیر جانبداری سے سرانجام دیا۔ یہاں تک کہ بعض محدثین نے اسی جذبہ کے پیشِ نظر اپنے قریبی رشتہ داروں پر بھی جرح کی ہے اور اسی سلسلے میں مالی فوائد کو بھی ٹھکرایا ہے) عـ۲

عـ۱ تدریب الراوی ص۱۹۷

عـ۲ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۸۹

انواع کتب جرح وتعدیل :۔

ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری نے اپنی کتاب "بحوث فی تاریخ السنة" میں کتب جرح وتعدیل کو تین اقسام میں منقسم کیا ہے،

(۱) وہ کتابیں جن میں فقط ثقہ اور عادل راویوں کا تذکرہ ہے!
(۲) وہ کتابیں جن میں صرف ضعیف اور ساقط راویوں کے احوال مذکور ہیں!
(۳) وہ کتابیں جن میں دونوں قسم کے حالات بیان کیے گئے ہیں!

کتب الضعفاء :۔

ضعفاء کے متعلق مندرجہ ذیل حضرات نے کتابیں لکھی ہیں!

(۱) یحییٰ بن معین المتوفی ۲۳۳ھ۔ ان کی کتاب کے کچھ اجزاء مکتبہ احمد الثالث میں موجود ہیں! ع۱
(۲) علی بن مدینی المتوفی ۲۳۴ھ
(۳) محمد بن عبد اللہ البرقی الزہری المتوفی ۲۴۹ھ
(۴) ابو حفص الفلاس المتوفی ۲۴۹ھ ع۲
(۵) محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۶ھ اس موضوع پر ان کی دو کتابیں ہیں الضعفاء الکبیر، اور الضعفاء الصغیر، یہ دونوں زیور طبع سے آراستہ ہیں۔
(۶) ابراہیم بن یعقوب السعدی الجوزجانی المتوفی ۲۵۹ھ
(۷) امام ابوزرعۃ الرازی المتوفی ۲۶۴ھ
(۸) امام ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی المتوفی ۲۷۷ھ۔ ان کی کتاب کا نام کتاب الضعفاء" جس سے امام ذہبیؒ نے اپنی کتاب "المغنی فی الضعفاء" میں اقتباسات نقل کئے ہیں! ع۳
(۹) ابوعثمان سعید بن عمرو البردعی المتوفی ۲۷۲ھ ان کی کتاب کا نام "الضعفاء والکذابون والمتروکون من اصحاب الحدیث" ہے۔
(۱۰) امام نسائی المتوفی ۳۰۳ھ ان کی کتاب کا نام "الضعفاء والمتروکین" ہے جو طبع ہو چکی ہے۔

ع۱ تاریخ التراث العربی لفواد سزکین ص ۲۱۲
ع۲ فہرست لابن خیرؒ ص ۲۱۳
ع۳ المغنی فی الضعفاء للذہبیؒ ص ۴ ج ۱

(۱۱) ابومحمد عبداللہ بن علی الجارود المتوفی ۳۰۷ھ ان کی کتاب کا نام "الضعفاء" ہے جس سے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے "تعجیل المنفعۃ" "لسان المیزان" اور "تھذیب التھذیب" میں اقتباسات نقل کئے ہیں۔[۱]

(۱۲) ابو یحییٰ زکریا الساجی المتوفی ۳۰۷ھ، ان کی کتاب سے بھی حافظ ابن حجرؒ نے "تھذیب التھذیب" میں اقتباسات نقل کئے ہیں۔[۲]

(۱۳) ابو خذیمہ محمد بن اسحاق[۳]

(۱۴) محمد بن احمد بن حماد الدولابی المتوفی ۳۲۰ھ

(۱۵) ابو جعفر محمد بن عمرو العقیلی المتوفی ۳۲۲ھ ان کی کتاب "الضعفاء" کے نام سے طبع ہو چکی ہے

(۱۶) عبدالملک بن محمد بن محمد الجرجانی المتوفی ۳۲۳ھ

(۱۷) ابو عرب محمد بن احمد بن تمیم القیروانی المتوفی ۳۲۳ھ ان کی کتاب سے حافظ ابن حجرؒ نے اقتباسات نقل کئے ہیں۔[۴]

(۱۸) ابو علی سعید بن عثمان بن سکن[۵] المتوفی ۳۵۳ھ

(۱۹) محمد بن احمد بن حبان البستی المتوفی ۳۵۴ھ ان کی کتاب کا نام "معرفۃ المجروحین من المحدثین" ہے جو طبع ہو چکی ہے!

(۲۰) عبداللہ بن علی الجرجانی۔ المتوفی ۳۵۴ھ ان کی کتاب کا نام "الکامل فی ضعفاء الرجال" ہے یہ کتاب بھی طبع ہو چکی ہے۔

(۲۱) ابو الفتح محمد بن الحسین الازدی المتوفی ۳۶۷ھ ان کی کتاب سے بعض چیدہ چیدہ مقامات کو امام ذہبی اور حافظ ابن حجرؒ نے بطور اقتباس لیا ہے![۶] بقول امام ذہبیؒ یہ کتاب بہت بڑی کتاب ہے لیکن صاحب کتاب نے بعض ایسے اشخاص پر جرح کی ہے جن کے بارے میں کسی اور سے جرح منقول نہیں ہے، بالفاظ دیگر شیخ موصوف جرح میں اسراف سے کام لیتے ہیں! لیکن حافظ ابن حجرؒ نے ان کے ضعف[۷] اور

[۱] "تعجیل المنفعۃ" ص۲۴۷ / "لسان المیزان" ص۳۲ ج ۱، ص۸۳، ص۸۱، ص۸۵ ج ۴ / "تھذیب التھذیب" ص۲۲۳ ج ۳:

[۲] "تھذیب التھذیب" ص۳۶، ص۳۸، ص۴۹ ج ۲:

[۳] "المغنی فی الضعفاء للذھبیؒ" ص۴ ج ۱:

[۴] تھذیب التھذیب ص۱۵۲ ج ۲، ص۱۵۹ ج ۲، ص۵۹ ج ۳:

[۵] فہرست لابن خیر۔ ص۲۱۱

[۶] تھذیب التھذیب ص۲۴، ص۳۱۱: ج ۱، ص۳، ص۲۶۱: ج ۳ / میزان الاعتدال ص۲ ج ۱

[۷] لسان المیزان ص۱۳۹ ج ۵

غالی رافضی عـ۱ ہونے کا قول اختیار کیا ہے۔ لہٰذا دیگر ائمہ کی توثیق کے باوجود یا مطلقاً کسی کے بارے میں جرح میں متفرد ہوں تو ان کا قول قابل اعتماد نہ ہوگا! عـ۲

(۲۲) امام دارقطنیؒ المتوفی ۳۸۵ھ ان کی کتاب کا نام "الضعفاء والمتروکین" ہے جو کتب مطبوعہ کی فہرست میں شامل ہے۔ حافظ ذہبی نے اپنی کتاب المغنی میں ان کی کتاب سے بہت سا اقتباس نقل کیا ہے! عـ۳

(۲۳) عمر ابن احمد بن شاہین ابو حفص المتوفی ۳۸۵ھ ان کی کتاب کا نام "الضعفاء" ہے! جس سے حافظ ابن حجرؒ نے لسان المیزان میں کئی مقامات پر اقتباس کیا ہے! عـ۴

(۲۴) عمر ابن احمد بن عثمان بن شاہین البغدادی المتوفی ۳۸۵ھ ان کی کتاب کا نام بھی "الضعفاء" ہے! اس سے حافظ ذہبیؒ نے اپنی کتاب "المغنی" میں اقتباس کیا ہے! عـ۵

(۲۵) ابو احمد الحاکم الکبیر المتوفی ۳۷۸ھ ان کی کتاب سے ذہبیؒ اور ابن عساکرؒ وغیرہ نے اقتباس کیا ہے عـ۶

(۲۶) ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری المتوفی ۴۰۵ھ ان کی کتاب کا نام "المدخل الصحیح" ہے اس میں بہت ضعیف راویوں کا تذکرہ ہے! اس نام سے ان کی دو تصانیف ہیں "المدخل الی الصحیح" اور "المدخل الی معرفۃ الاکلیل، دونوں کتابیں طبع ہو چکی ہیں!

(۲۷) ابو نعیم الاصبہانی المتوفی ۴۳۰ھ ان کی کتاب کا نام "الضعفاء" ہے جو مکتبہ فروین میں محفوظ ہے!

(۲۸) الخطیب البغدادی المتوفی ۴۶۳ھ ان کی کتاب کا نام "الضعفاء" ہے! حافظ ذہبیؒ نے المغنی میں اس کا تذکرہ کیا ہے! عـ۷

(۲۹) ابو الفضل بن طاہر المقدسی۔ المتوفی ۵۰۷ھ ان کی کتاب کا نام "الذیل علی الکامل" یا "تکملۃ الکامل" ہے یہ "کامل" ابن عدی کی کتاب ہے!! اسی طرح ابن الجوزیؒ کی بھی اس موضوع پر "الضعفاء والمتروکین" کے نام سے ایک کتاب ہے! حافظ ذہبیؒ کی "میزان الاعتدال" اور حافظ ابن حجرؒ کی "لسان المیزان" بھی اسی موضوع پر ہیں!

عـ۱ ھدی الساری ص۱۲۵ ج۲، مطبوعہ مصطفی البابی مصر

عـ۲ ھدی الساری ص۱۵۰ ج۲

عـ۳ المغنی ص۱۶، ص۲۴ ج۱، ص۴۱ ج۱، ص۵۸،۵۱ ج۱، ص۷۲ ج۱

عـ۴ لسان المیزان ص۳۴، ص۳۴۸ ج۱، ص۷۲، ص۵۸، ص۱۸ ج۴

عـ۵ المغنی ص۴۶، ص۵۵ ج۱۔

عـ۶ المغنی للذہبیؒ ص۷۰ ج۱، التہذیب، تاریخ ابن عساکر ص۴۳۶ ج۲

عـ۷ المغنی للذہبیؒ ص۵ ج۱۔

ان مذکورہ کتابوں میں سے اکثر ضائع ہو چکی ہیں اور بعض مخطوطات کی صورت میں نادر ہونے کی وجہ سے بعض مکتبوں کی وجہ شہرت بنی ہوئی ہیں اور چند زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں! ان کے متعلق تسلی بخش تبصرہ و تفصیل کے لئے ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری کی "بحوث فی تاریخ السنۃ" کے نام سے مطبوعہ کتاب ملاحظہ کی جاسکتی ہے! [۱]

کتب الثقات۔

اس موضوع پر بھی محدثین کی ایک بہت بڑی تعداد نے کتابیں لکھی ہیں! جس کا اجمالی خاکہ یہ ہے!

(۱) علی بن عبد اللہ المدینی المتوفی ۲۳۴ھ، ان کی کتاب "الثقات والمتثبتون" ہے یہ دس اجزاء پر مشتمل ہے! حاکمؒ نے "معرفۃ علوم الحدیث" میں اور ابن رجب حنبلیؒ نے "شرح علل ترمذی" میں اسکا تذکرہ کیا ہے [۲]

(۲) ابو الحسن احمد بن عبد اللہ بن صالح العجلی المتوفی ۲۶۱ھ ان کی کتاب طبع ہو چکی ہے!

(۳) ابو العرب محمد بن احمد التمیمی المتوفی ۳۳۳ھ

(۴) محمد بن احمد بن حبان البستی المتوفی ۳۵۴ھ۔ اس موضوع پر ان کی دو کتابیں ہیں ایک "کتاب الثقات" کے نام سے ہے جو کئی اجزاء پر مشتمل ہے۔ دوسری کا نام "مشاہیر علماء الامصار" ہے یہ ذرا مختصر ہے! یہ دونوں کتابیں طبع ہو چکی ہیں۔

(۵) ابو حفص عمر بن بشران السکری المتوفی ۳۶۷ھ۔ تذکرۃ الحفاظ میں حافظ ذہبیؒ نے اور لسان المیزان میں حافظ ابن حجرؒ نے ان کی کتاب سے اقتباس کیا ہے! [۳]

(۶) عمر ابن احمد بن شاہین الواعظ المتوفی ۳۸۵ھ

(۷) ابو عبد اللہ حاکم المتوفی ۴۰۵ھ: انہوں نے المدخل الی الصحیح کے ضمن میں بعض ثقہ راویوں کا ذکر کیا ہے! متاخرین میں سے اس موضوع پر لکھنے والوں میں الشمس محمد المتوفی ۷۴۴ھ، امام ذہبی، حافظ ابن حجرؒ اور زین الدین قاسم بن قتلی الراء المتوفی ۸۷۹ھ شامل ہیں (مذکورہ کتب کے بارے میں تفصیل "بحوث فی تاریخ السنۃ" میں دیکھی جاسکتی ہے) [۴]

---

[۱] بحوث فی تاریخ السنۃ از ص ۹۴ تا ص ۱۰۰

[۲] معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۷۱/ شرح علل ترمذی ص ۲۱۶ ج ۱،

[۳] تذکرۃ الحفاظ ص ۹۶۶ ج ۳/ لسان المیزان ص ۲۷۵ ج ۳

[۴] بحوث فی تاریخ السنۃ۔ از ص ۱۰۰ تا ص ۱۰۴

کتب الثقات والضعفاء :-

اس عنوان کے تحت ان کتب کا تذکرہ ہوگا جو فقط تاریخ رجال پر لکھی گئی ہیں ، بالفاظ دیگر ایسی کتب کو بیان کیا جائیگا جس میں ثقہ اور ضعیف دونوں قسم کے رواۃ کے احوال کو حوالۂ قلم کیا گیا ہے

(۱) لیث بن سعد المتوفی ۱۷۵ھ ! اسماء الرجال کے فن پر "التاریخ" کے نام سے انہوں نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اس کا تذکرہ متاخرین کی بعض کتب میں ملتا ہے !

(۲) عبداللہ بن المبارک ! المتوفی ۱۸۱ھ نے بھی "التاریخ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے ! داؤدی نے طبقات المفسرین میں اور ابن ندیم نے الفہرست میں اس کا تذکرہ کیا ہے ! ع۱

(۳) ضمرہ بن ربیعۃ ۔ المتوفی ۲۰۲ھ ان کی کتاب کا نام بھی "التاریخ" ہے حافظ ابن حجرؒ نے "الاصابہ" اس کا تذکرہ کیا ہے ! ع۲

(۴) فضل بن دکین المتوفی ۲۱۸ھ ان کی کتاب کا نام بھی "التاریخ" ہے ! حافظ ابن حجرؒ نے الاصابہ میں اس سے اقتباس کیا ہے ! ع۳

(۵) محمد بن سعد ۔ المتوفی ۲۳۰ھ : انہوں نے "الطبقات الکبریٰ" کے نام سے ایک شاہکار کتاب تصنیف کی ہے ! اس کا تذکرہ پہلے کتب طبقات میں ہو چکا ہے !

(۶) یحییٰ بن معین المتوفی ۲۳۳ھ اس فن میں ان کی تصانیف ہیں جن میں سے ایک کا نام "معرفۃ الرجال" اور دوسری کا نام "التاریخ والعلل" ہے !

(۷) علی بن المدینی المتوفی ۲۳۴ھ "التاریخ" کے نام سے انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے جو دس اجزاء پر مشتمل ہے "الاعلان بالتوبیخ" میں حافظ سخاویؒ نے اس کا تذکرہ کیا ہے ! ع۴

(۸) ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ المتوفی ۲۳۵ھ

(۹) احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ ان کی کتاب کا نام "العلل والرجال" ہے ! داؤدی نے طبقات المفسرین

ع۱ الفہرست لابن ندیم ص۳۱۹ / طبقات المفسرین للداودی ص۲۴۴ ج ۱

ع۲ الاصابہ ص۳۲۹ ج ۲

ع۳ الاصابہ ص۳۳۳ ج ۲

ع۴ الاعلان بالتوبیخ ص۵۸۸

میں اس کا ذکر کیا ہے! ع۱

(۱۰) ابوجعفر محمد بن عبداللہ بن عمار الموصلی المتوفی ۲۴۲ھ ان کی کتاب کا نام کتاب فی علل الحدیث ومعرفۃ الشیوخ" ہے! خطیب نے تاریخ بغداد اور ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اس کا ذکر کیا ہے! ع۲

(۱۱) ابوحفص عمرو بن علی الفلاس المتوفی ۲۴۹ھ ان کی کتاب کا نام "التاریخ" ہے جو تین اجزاء پر مشتمل ہے اور تیسرا جزء علل الحدیث کے متعلق ہے ع۳

(۱۲) محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی ۲۵۴ھ اس موضوع پر ان کی تین کتابیں ہیں۔ "التاریخ الکبیر" "التاریخ الصغیر" "التاریخ الاوسط" پہلی دو طبع ہو چکی ہیں جبکہ تیسری ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئی!

(۱۳) مفضل بن غسان الغلابی المتوفی ۲۵۶ھ ان کی تصنیف کردہ کتاب "التاریخ" کا تذکرہ خطیب بغدادی، ذہبی، سخاوی اور سمعانی نے کیا ہے! ع۴

(۱۴) ابراہیم بن یعقوب السعدی الجوزجانی المتوفی ۲۵۹ھ ان کی کتاب کا نام "الجرح والتعدیل" ہے!

(۱۵) احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی المتوفی ۲۶۱ھ ان کی کتاب کا نام بھی "الجرح والتعدیل" ہے!

(۱۶) مسلم بن الحجاج النیسابوری المتوفی ۲۶۱ھ ان کی کتاب کا نام رواۃ الاعتبار" ہے!

(۱۷) حنبل بن اسحق بن حنبل الشیبانی المتوفی ۲۷۳ھ ان کی کتاب کا نام "التاریخ" ہے "تذکرۃ الحفاظ" میں حافظ ذہبی نے اس کتاب کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے "تاریخ حسن" ع۵

(۱۸) محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی المتوفی ۲۷۳ھ ان کی کتاب کا نام بھی "التاریخ" ہے! داؤدی، ذہبی اور مقدسی نے ان کی کتاب کا تذکرہ کیا ہے! ع۶

(۱۹) ابن ابی خیثمہ المتوفی ۲۷۹ھ "التاریخ الکبیر" کے نام سے انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے! سخاوی نے "ھو کثیر الفوائد"

ع۱ طبقات المفسرین ص۲۴۷ ج ۱

ع۲ تاریخ بغداد ص۴۱۷ ج ۵

ع۳ تاریخ بغداد ص۲۳۳ ج ۲/ تاریخ الاسلام للذہبی ص۱۵ ج ۱/ الاعلان بالتوبیخ ص۵۳۳/ فہرست لابن خیر ص۲۱۲

ع۴ تاریخ بغداد ص۵ ج ۷/ تاریخ الاسلام للذہبی ص۱۵ ج ۱/ الاعلان بالتوبیخ ص۵۲۲/ الانساب للسمعانی ص۳۳ ج ۲ جزء ۵۰

ع۵ تذکرۃ الحفاظ ص۶۰۰

ع۶ طبقات المفسرین ص۲۷۳ ج ۲/ تذکرۃ الحفاظ ص۶۳۶ ج ۲/ شروط الائمۃ الستۃ ص۱۷

کے الفاظ اس کے بارے میں کہے ہیں۔ ع۱

(۲۰) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ ان کی تصنیف کردہ "التاریخ" کے نام سے کتاب کا تذکرہ ابن ندیم نے الفہرست میں اور مقدسی نے "شروط الائمۃ الستۃ" میں کیا ہے ع۲

(۲۱) ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عمرو النصری الدمشقی المتوفی ۲۸۲ھ ان کی کتاب کا نام کتاب التاریخ" ہے۔ اس کا تذکرہ خطیب بغدادی اور ذہبی وغیرہ نے کیا ہے۔ ع۳

(۲۲) ابو العباس احمد بن علی الابار المتوفی ۲۹۰ھ ان کی تحریر کردہ کتاب التاریخ" کا تذکرہ ذہبی اور کتانی نے کیا ہے۔ ع۴

(۲۳) محمد بن عبداللہ بن سلیمان الحضرمی مطین المتوفی ۲۹۷ھ ان کی تاریخ کا تذکرہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں کیا ہے۔ ع۵

(۲۴) ابوجعفر محمد بن عثمان بن ابی شیبہ المتوفی ۲۹۷ھ ۔ حافظ ابن حجرؒ اور داؤدی نے ان کی تاریخ کا تذکرہ کیا ہے ع۶

(۲۵) امام نسائی المتوفی ۳۰۳ھ ان کی کتاب کا نام التمییز ہے۔ حافظ ابن حجرؒ اور علامہ سخاوی نے اسکا تذکرہ کیا ہے ع۷

(۲۶) ابو العباس محمد بن اسحاق السراج الثقفی المتوفی ۳۱۳ھ ان کی کتاب "التاریخ" کا خطیب، سمعانی اور ذہبی نے تذکرہ کیا ہے۔ ع۸

(۲۷) عبداللہ بن احمد بن محمود البلخی المتوفی ۳۱۷ھ ان کی کتاب کا نام "قبول الاخبار ومعرفۃ الرجال" ہے

(۲۸) حسین بن ادریس بن خرم الانصاری الاہروی المتوفی ۳۱۵ھ ان کی کتاب کا نام "التاریخ" ہے جو امام بخاریؒ کی تاریخ کبیر کے برابر ہے۔ ع۹

(۲۹) عبداللہ بن علی الجارود المتوفی ۳۰۷ھ ان کی کتاب کا نام "الجرح والتعدیل" ہے

ع۱ الاعلان ص۵۸۸

ع۲ الفہرست ص۳۲۵ / شروط الائمۃ الستۃ ص۱۷

ع۳ تاریخ بغداد ص۱۵ ص۵۲ ج۳ / تاریخ الاسلام ص۱۵ ج۱ / الاعلان ص۵۲۳ الرسالۃ المستطرفہ للکتانی ص۳۰

ع۴ تذکرۃ الحفاظ ص۶۳۹ / الرسالۃ المستطرفۃ ص۱۱۱

ع۵ تذکرۃ الحفاظ ص۶۶۲

ع۶ البدایہ والنہایہ ص۱۱ ج۱۱ / الاصابہ ص۵۷۷ ج۱ / طبقات المفسرین ص۱۹۲ ج۱

ع۷ تحذیب التحذیب ص۳۵۶ ج۱ / الاعلان ص۵۸۹ ...

ع۸ تاریخ بغداد ص۱۵ / الانساب ص۱۳۱ ج۳ / تذکرۃ الحفاظ ص۷۳۱

ع۹ الاعلان ص۵۸۸

(۳۰) عبدالرحمن بن ابی حاتم الرازی المتوفی ۳۲۷ھ ان کی کتاب بھی "الجرح والتعدیل" کے نام سے طبع ہوئی ہے!

(۳۱) ابوالعرب محمد بن احمد بن تمیم القراوینی المتوفی ۳۳۳ھ انکی کتاب کا نام کتاب الثقات المحدثین وضعفائہم" ہے ع۱

(۳۲) ابواحمد محمد بن احمد بن ابراہیم العسال المتوفی ۳۴۹ھ ان کی تصنیف کردہ "التاریخ" کا تذکرہ داؤدی نے طبقات المفسرین میں کیا ہے!ع۲

(۳۳) عبدالرحمٰن بن یوسف بن خراش البغدادی ان کی کتاب کا نام "الجرح والتعدیل" ہے! حافظ ابن حجرؒ نے "ھدی الساری مقدمہ فتح الباری" میں اس کے بارے میں یوں اظہار خیال فرمایا ہے "ھو مشھور بالرفض والبدعۃ فلا یلتفت الیہ" ع۳

(۳۴) محمد بن حبان البستی المتوفی ۳۵۴ھ ان کی کتاب "اوھام اصحاب التاریخ" کے نام سے ہے! یہ دس اجزاء پر مشتمل ہے!ع۴

(۳۵) مسلمۃ بن قاسم المتوفی ۳۵۳ھ ان کی کتاب کا نام "الصلۃ" ہے یہ کتاب بقول حافظ ابن حجرؒ امام بخاریؒ کی "التاریخ الکبیر" کا ذیل ہے! لیکن خود مصنفؒ کے مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کی اپنی کتاب "الزاھر" کا ذیل ہے ع۵

(۳۶) امام دارقطنی المتوفی ۳۸۵ھ! انہوں نے بھی امام بخاریؒ کی "التاریخ الکبیر" پر ذیل لکھا ہے ع۶

(۳۷) ابوحفص عمر بن احمد بن شاہین الواعظ المتوفی ۳۸۵ھ ان کی کتاب کا نام "التاریخ" ہے جو بقول امام ذہبی ایک سو پچاس اجزاء پر مشتمل ہے! ع۷

(۳۸) ابویعلی الخلیل بن عبداللہ الخلیلی المتوفی ۴۴۶ھ ان کی کتاب کا نام "الارشاد" ہے

(۳۹) ابوبکر بن المحب، انہوں نے امام بخاری کی "التاریخ الکبیر" پر تکملہ لکھا ہے! ع۸

ع۱ طبقات العلماء افریقیہ من تونس ص۱۰۵

ع۲ طبقات المفسرین ص۵۳ ج ۲

ع۳ ھدی الساری ص۱۵۴ ج ۲

ع۴ الاعلان بالتوبیخ ص۵۸۸

ع۵ الاعلان ص۵۸۸

ع۶ الاعلان ص۵۸۸/ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۰۸...

ع۷ تذکرۃ الحفاظ ص۹۸۸

ع۸ الاعلان۔ ص۵۸۸

(۴۰) ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی المتوفی ۴۷۴ھ ان کی کتاب کانام الجرح والتعدیل ہے!

ان مذکورہ کتب میں سے اکثر کتابیں ضائع ہوچکی ہیں، البتہ بعض اہم اور مشہور کتابیں جیسے امام بخاریؒ کی "تاریخ الکبیر" اور ابن ابی حاتم کی "الجرح والتعدیل" وغیرہ محفوظ ہیں!

ان پر تفصیلی تبصرہ کے لئے ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری کی کتاب "بحوث فی تاریخ السنۃ" ملاحظہ ہو!ع۱

واضح رہے کہ ابوالحجاج مزیؒ کی تھذیب الکمال ابن حجرؒ کی تھذیب التھذیب اور خزرجی کی "خلاصہ" نامی کتاب بھی اسی قبیل سے تعلق رکھتی ہے! یعنی ان میں بھی کتب مذکورہ کی طرح ہر قسم کے رجال حدیث کا ذکر ہے!

تاریخ رجال کتب الستۃ !۔

متقدمین نے رجال حدیث پر جتنی کتابیں لکھی ہیں وہ بصورت عمومی احاطۂ تحریر لائی گئی ہیں! یعنی ان میں فقط کسی ایک کتاب کے رجال کا یا ایک محدث کے تلامذہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ راویانِ حدیث کا بلا تخصیص تذکرہ ہے!

فقط ایک محدث کے تلامذہ پر کتابیں لکھنے کی ابتداء امام مسلمؒ سے ہوئی! انہوں نے عروۃ بن الزبیر کے تلامذہ پر "رجال عروۃ" کے نام سے کتاب لکھی!

پھر کتب صحاح ستۃ لکھے جانے کے بعد چوتھی صدی ہجری میں آنے والے بعض محدثین نے صحاح میں سے بعض کتابوں کے رجال پر کتابیں لکھیں!

جسکی ترتیب کچھ اس طرح ہے!

(۱) یحییٰ بن زکریا القرطبی: المتوفی ۲۵۵ھ نے "التعریف برجال المؤطا" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے!ع۲

(۲) محمد بن وضاح المتوفی ۲۸۷ھ انہوں نے "رجال عبد اللہ بن وھب" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے!ع۳

صحاح ستۃ میں صحیح بخاری چونکہ اہم کتاب ہے اور باجماع اُمّت "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" ہے!

محدثین کی ایک بڑی تعداد نے اس کے رجال کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی ہیں! جن کی تفصیل اسطرح ہے

(۳) رجال بخاری پر سب سے پہلے عبد اللہ ابن عدی الجرجانی المتوفی ۳۶۰ھ نے "اسماء من رواہ عنھم البخاری" کے نام سے کتاب لکھی!

(۴) امام دارقطنی المتوفی ۳۸۵ھ نے "ذکر اسماء التابعین ومن بعدھم ممن صحت روایتہ من الثقات عند البخاری"

ع۱ بحوث فی تاریخ السنۃ از ص۱۰۹ تا ص۱۲۳

ع۲ السنور الزکیۃ ص۱۸۱ ج ۱

ع۳ فہرست لابن خیر ص۲۲۳

کے نام سے کتاب لکھی! فواد سزکین نے "تاریخ التراث العربي" میں اس کا ذکر کیا ہے !ع۱

(۵) ابونصر احمد بن محمد بن الحسین الکلاباذی المتوفی ۳۹۸ھ نے "الھدایة والارشاد فی معرفة اھل الثقة والسداد" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی!

(۶) ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی الاندلسی المتوفی نے بھی رجال بخاری پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام کتاب التعدیل والتجریح لمن روی عنه البخاری فی الصحیح" ہے !ع۲

(۷) محمد بن یحیٰی الحذاء التیمی المتوفی ۴۱۶ھ نے "التعریف برجال الموطا" ہے زرکلی نے المستدرک میں اس کا تذکرہ کیا ہے !ع۳

(۸) ابوبکر احمد بن علی بن منجویہ الاصفہانی المتوفی ۴۲۸ھ: انہوں نے صحیح مسلم کے رجال پر ایک کتاب لکھی ہے !ع۴

(۹) ابوعلی الحسین بن محمد بن احمد الجیانی المتوفی ۴۹۸ھ انہوں نے شیوخ ابوداؤد پر "تسمیة شیوخ ابی داؤد اور رجال نسائی پر "رجال سنن النسائی" نامی کتابیں لکھی ہیں !ع۵

علاوہ ازیں بعض محدثین نے دو، تین یا ان سے زیادہ کتب کے رجال کو ایک کتاب میں جمع کردیا ہے!

(۱۰) ابوالحسن علی بن عمر الدارقطنی المتوفی ۳۸۵ھ ۔ اس موضوع پر ان کی تین کتابیں ہیں۔

(۱) رجال البخاری ومسلم (۲) ذکر قوم من اخرج لھم البخاری ومسلم فی صحیحیھما وضعفھم النسائی فی کتاب الضعفاء (۳) اسماء الصحابة التی اتفق فیھا البخاری ومسلم وما انفرد به کل منھما ع۶

(۱۱) الحمیدی ان کی کتاب کا نام الجمع بین رجال الصحیحین ہے !

(۱۲) ابوعبداللہ الحاکم النیسابوری المتوفی ۴۰۵ھ ۔ ان کی کتاب کا نام "رجال البخاری ومسلم" ہے!

(۱۳) ھبة اللہ بن الحسن الالکائی المتوفی ۴۱۸ھ ان کی کتاب کا نام "رجال البخاری ومسلم" ہے !

(۱۴) ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی المتوفی ۵۰۷ھ ان کی کتاب کا نام "الجمع بین رجال الصحیحین" ہے !ع۷

ع۱ تاریخ التراث العربی ص۳۴۲ ج ۱....

ع۲ تاریخ التراث العربی ص۳۴۲ ج ۱..../ تاریخ الثقات ص۲۹

ع۳ المستدرک للزرکلی: ص۲۳۵ ج ۲.....

ع۴ تاریخ التراث ص۵۶۲ ج ۱....../ تاریخ الثقات ص۲۹

ع۵ تاریخ التراث ص۳۸۸ ج ۱/ تذکرة الحفاظ ص۱۲۳۳/ شجرة النور الزکیة ص۱۲۳ ج ۱.....

ع۶ تاریخ التراث ص۲۶۴ ج ۱، ص۳۶۴ ج ۱، ص۳۶۵ ج ۱.....

ع۷ تاریخ الثقات ص۲۹

(۱۵) ابوبکر احمد بن محمد بن احمد بن غالب المتوفی ۴۲۵ھ ان کی کتاب کا نام تسمیۃ شیوخ البخاری ومسلم وابی داؤد والترمذی والنسائی فی مصنفاتہم عن الصحابۃ والتابعین الی شیوخہم" ہے!

(۱۶) الامام المقدسی الجاعیلی المتوفی ۶۰۰ھ، ان کی کتاب الکمال فی معرفۃ الرجال کے نام سے ہے جس میں صحاح ستہ اور ان کے مصنفین کی دوسری مشہور کتابوں کے رجال کو ذکر کیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر اس میں تقریباً ۲۵ کتابوں کے رجال کا ذکر ہے! یہ کتاب عام طور پر اس فن کی بعد والی کتب کے لئے بمنزل اصل ہے۔ چنانچہ حافظ ابوالحجاج المزی نے اس کتاب کی تہذیب کر کے اس کا نام تہذیب الکمال رکھا ہے۔ حافظ ذہبی نے اس کا اختصار الکاشف عن رجال الکتب الستۃ کے نام سے کیا ہے! اور تہذیب التہذیب کا عنوان قائم کر کے اس میں بعض رجال کے احوال کا اضافہ کیا ہے! حافظ مغلطائی المتوفی ۷۶۲ھ نے الکمال تہذیب الکمال کے نام سے اس پر ذیل لکھا ہے! احمد بن عبداللہ الساعدی الخزرجی نے تہذیب الکمال کا اختصار خلاصۃ التہذیب کے نام سے کیا ہے! ابوالعباس احمد بن سعد العسکری المتوفی ۷۵۰ھ، ابوبکر بن ابوالمجد الحنبلی المتوفی ۸۰۴ھ، حافظ الاندرشی اور قاضی ابن شہبہ الدمشقی المتوفی ۸۵۱ھ وغیرہم نے بھی اس کتاب کے خلاصے لکھے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ کی کتاب "تہذیب التہذیب" بھی تہذیب الکمال پر لکھی گئی ہے جو بارہ جلدوں میں منظر عام پر آچکی ہے۔ [1]

کتب معرفۃ الاسماء:۔

رجال حدیث میں سے بعض لوگوں کے القاب اور اُن کی کنیتیں ان کی پہچان ہوتی ہیں اس لئے عام طور پر سند حدیث میں ان کا ذکر لقب یا کنیت کے ساتھ کیا جاتا ہے سند میں نام کی صراحت نہیں ہوتی البتہ ایک آدھ بار ان کا نام صراحتہً بھی ذکر کر دیا جاتا ہے! اس بنا پر بعض لوگ اس نام صریح اور دوسرے مقام پر کنیت کو دیکھ کر غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں اور ایک ہی آدمی کو دو آدمی (مختلف) سمجھ بیٹھتے ہیں! اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے محدثین نے اسماء الرجال کے اس فن پر بھی مستقل کتابیں لکھی ہیں جنہیں اصطلاح میں "کتب الاسماء والکنی" کے نام سے پکارا جاتا ہے!

چونکہ راویانِ حدیث کی تعداد بہت زیادہ ہے اور بعض اوقات اُن کے اسماء کنیات اور القاب وغیرہ میں تشابہہ واقع ہو جاتا ہے! اس مشکل کو حل کرنے کے لئے بھی محدثین نے کتابیں تصنیف فرمائیں جو "المتفق والمتفرق" کے نام سے مشہور ہیں!

اس فن کا مقصد یہ ہے کہ وہ راوی جو مندرجہ ذیل امور میں متفق ہونے کی وجہ سے ایک نظر آتے ہیں لیکن حقیقتاً

---

[1] بحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۲۶

دو اشخاص ہوتے ہیں ان کے مابین امتیاز کیا جائے!
وہ امور یہ ہیں۔ ① نام وسلسلہ نسب ② کنیت ③ لقب ④ قبیلہ ⑤ شہر ⑥ صناعت:
مثلاً خلیل بن احمد۔ اس نام میں چھ راوی مشترک ہیں۔
اسی طرح احمد بن جعفر بن حمدان۔ اس نام میں چار راوی مشترک ہیں! ع۱
اسی طرح محدثین نے اس کے قریب علوم حدیث میں ایک اور فن ایجاد کیا ہے جس کا نام "المؤتلف والمختلف" ہے! اس فن کا فائدہ یہ ہے کہ بعض دفعہ راویوں کے اسماء رسم الخط کے اعتبار سے ایک جیسے دکھائی دیتے ہیں لیکن باعتبار تلفظ ان میں فرق ہوتا ہے! ان فروق کی پہچان کے لیے یہ مفید ہے!
مثلاً سلام، سلام۔ یا ابوعمرو السیبانی، عمرو الشیبانی یا ابوحمزہ اور ابوجمرۃ: یہ اسماء بظاہر رسم الخط کے اعتبار سے ایک جیسے نظر آتے ہیں خصوصاً جبکہ متقدمین کے ہاں نقطے لگانے کا رواج نہیں تھا، لیکن تلفظ کے اعتبار سے ان میں فرق ہے۔ یہ مشکل اس وقت اور زیادہ ہو جاتی ہے جبکہ اس قسم کے راوی ہم عصر ہوں اور ایک استاد کے شاگرد ہوں! ع۲
مثلاً۔ ابوحمزہ اور ابوجمرہ یہ دونوں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کرتے ہیں، اسی طرح ابوصالح کے نام کے بیس آدمی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں ع۳!
اسماء القاب اور کُنیٰ کی مشہور کتابیں مندرجہ ذیل ہیں!
① کتاب الکنیٰ: اس نام سے علی بن مدینی المتوفی ۲۳۴ھ نے سب سے پہلے کتاب لکھی!
② الاسماء والکنیٰ: یہ امام احمد بن حنبلؒ المتوفی ۲۴۱ھ کی کتاب ہے!
③ امام بخاری المتوفی ۲۵۶ھ نے بھی "الکنیٰ" کے نام سے کتاب لکھی ہے جو ان راویوں کے احوال پر مشتمل ہے جو کنیت کے ساتھ مشہور ہو چکے ہیں اور ان کے نام معلوم نہیں! لیکن یہ کتاب درحقیقت مستقل کتاب نہیں بلکہ ان کی شہرۂ آفاق تصنیف "تاریخ کبیر" کا جز ہے!
④ امام مسلم بن الحجاج النیسابوری المتوفی ۲۶۱ھ انہوں نے "کتاب الکنیٰ والاسماء" کے نام سے کتاب لکھی ہے! ع۴ یہ کتاب ایسے لوگوں کی کنیتوں پر مشتمل ہے جن کے اسماء بھی معروف ہیں!

ع۱ مقدمہ ابن صلاح ص۱۳۹
ع۲ المحدث الفاصل ص۲۷۵ / بحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۳۱
ع۳ المحدث الفاصل ص۲۸۷
ع۴ تاریخ التراث ص۳۶۹ ج ۱

حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں ابو احمد الحاکم کبیر کا قول نقل کیا ہے کہ امام مسلم کی یہ کتاب امام بخاری کی کتاب سے مقتبس ہے! اگرچہ امام مسلمؒ نے اسکی تصریح نہیں کی! ع۱

(۵) ابو عبد اللہ محمد بن احمد المقدسی ۳۰۱ھ۔ ان کی کتاب کا نام "اسماء المحدثین وکناھم" ہے! ع۲

(۶) امام نسائی المتوفی ۳۰۳ھ۔ ان کی کتاب کا نام "الکنیٰ" ہے!

(۷) ابو عروبۃ الحسن بن محمد بن مودود الحرانی المتوفی ۳۱۸ھ ان کی کتاب کا نام "الاسامی والکنیٰ" ہے اس کا ذکر سمعانی نے التحبیر میں کیا ہے۔ ع۳

(۸) ابن الجارود المتوفی ۳۲۰ھ۔ ان کی کتاب کا نام "الاسماء والکنیٰ" ہے جو سولہ[۱۶] اجزاء پر مشتمل ہے! ع۴

(۹) ابو بشر الدولابی المتوفی ۳۲۰ھ ان کی کتاب کا نام "الکنیٰ والاسماء" ہے جو کہ حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب ہے اس میں تبیین اسماء کے ساتھ ساتھ جرح وتعدیل کا بھی بیان ہوتا ہے اور بعض راویوں کے آثار بھی منقول ہیں! یہ کتاب دو جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔

(۱۰) ابن ابی حاتم الرازی المتوفی ۳۲۷ھ۔ ان کی کتاب کا نام "الجرح والتعدیل" ہے!

(۱۱) محمد بن حبان البستی المتوفی ۳۵۴ھ اس موضوع پر ان کی دو کتابیں ہیں۔ ایک کا نام "اسامی من یعرف بالکنیٰ" اور دوسری کا نام "کنیٰ من یعرف بالاسماء" ہے ع۵

(۱۲) ابو الحسن محمد بن عبد اللہ زکریا بن حیوۃ المتوفی ۳۶۶ھ ان کی کتاب کا نام "من وافقت کنیتہ کنیۃ زوجہ من الصحابہ" ہے: یہ ایک مختصر کتاب ہے اس میں مصنفؒ نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ ترتیب وار پہلے صحابی کی کنیت، ان کا نام، ان کی ایک روایت، ان کی بیوی کی کنیت، ان کا نام اور پھر ان کی روایت ذکر کرتے ہیں ع۶

(۱۳) ابو الفتح محمد بن الحسین الازدی المتوفی ۳۶۷ھ۔ ان کی کتاب کا نام "تسمیۃ من وافق اسمہ اسم ابیہ من الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم من المحدثین" ع۷

ع۱ تھذیب التھذیب ص۳۵۸ ج ۵.....

ع۲ تاریخ التراث ص۲۱۹ ج ۱.....

ع۳ تاریخ التراث ص۱۳۳

ع۴ فھرست ابن خیر ص۲۱۳

ع۵ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۳۳

ع۶ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۳۴ ....

ع۷ تاریخ الادب العربی بروکلمان ص۲۲۶ ج ۳.

(١٤) ابو احمد الحاکم الکبیر النیسابوری المتوفی ۳۷۸ھ۔ ان کی کتاب کا نام "الکنی" ہے جو امام مسلمؒ کی کتاب کی ترتیب پر ہے، اور بقول حاجی خلیفہ اس کتاب کی ترتیب بہت عمدہ ہے۔ اس کتاب کے بعض اجزاء مخطوط شکل میں بعض مکتبوں میں موجود ہیں! علے

(١٥) ابوعبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ الاصبہانی المتوفی ۳۹٦ھ۔ اس فن میں انہوں نے دو کتابیں لکھی ہیں۔ ایک کا نام "کتاب الاسماء والکنیٰ" ہے اور دوسری کا نام "فتح الباب فی الکنیٰ والالقاب" ہے عے

(١٦) ابوالولید بن الفرضی المتوفی ۴۰۳ھ ان کی کتاب کا نام مجمع الادلب فی معجم الاسماء والالقاب" ہے

(١٧) ابوعبداللہ الحاکم النیسابوری المتوفی ۴۰۵ھ۔ ان کی کتاب کا نام "الکنی والالقاب" ہے!

(١٨) ابوالفضل علی بن الحسین الفلکی المتوفی ۴۲۷ھ۔ ان کی کتاب کا نام منتہیٰ الکمال فی معرفۃ الالقاب الرجال" ہے

(١٩) ابن عبدالبر القرطبی المتوفی ۴٦۳ھ ان کی کتاب کا نام "الاستغناء فی معرفۃ الکنیٰ" ہے جو درحقیقت مندرجہ ذیل تین کتابوں کا مجموعہ ہے! (١) من عرف من الصحابۃ بالکنیۃ ولم یوقف لہ علیٰ اسم او اختلف فیہ (٢) اسماء المعروفین بالکنیۃ من التابعین ومن بعدھم (٣) من لم یوقف لہ منھم علیٰ اسم ولا عرف لغیر کنیۃ عے

کتب المؤتلف والمختلف:۔

اس موضوع پر بھی محدثین کی ایک بڑی تعداد نے کتابیں تصنیف کی ہیں، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے!

(١) ابواحمد الحسن بن عبداللہ العسکری المتوفی ۳۸۲ھ۔ ان کی کتاب کا نام "تصحیفات المحدثین" ہے جو دو جلدوں پر چھپ کر منظرعام پر آچکی ہے۔

(٢) امام دارقطنی المتوفی ۳۸۵ھ۔ ان کی کتاب کا نام "المؤتلف والمختلف" ہے

(٣) ابوالولید عبداللہ بن محمد القرطبی المعروف بابن الفرضی المتوفی ۴۰۳ھ۔ ان کی المؤتلف والمختلف اور "مشتبہ النسبۃ" نامی اس فن میں دو کتابیں ہیں!

(۴) عبدالغنی بن سعید الازدی المتوفی ۴۰۹ھ۔ اس موضوع پر انہوں نے دو کتابیں تصنیف کی ہیں ایک "المؤتلف والمختلف فی اسماء الرجال" اور دوسری "مشتبہ النسبۃ" کے نام سے ہے!

علے کشف الظنون ص۸۰ ج١/ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۳۵

عے رسالہ مستطرفۃ ص۱۲۱/ تاریخ الادب العربی ص۲۲۹ ج۳/ تاریخ التراث ص۵۳۰ ج١.....

عے بحوث تاریخ السنۃ ص۱۳۵

(۵) ابوسعید احمد بن محمد المالینی المتوفی ۴۱۲ھ ۔ ان کی کتاب کا نام "المؤتلف والمختلف" ہے:

(۶) ابوالقاسم یحییٰ بن علی الحضرمی المعروف بابن الطحان المتوفی ۴۱۶ھ ۔ انہوں نے بھی اس موضوع پر ایک کتاب تصنیف کی ہے!

(۷) ابوالعباس جعفر بن محمد المستغفری المتوفی ۴۳۲ھ ۔

(۸) ابوحامد احمد بن محمد بن احید الامانی المتوفی ۴۳۶ھ ان کی کتاب کا نام "المختلف والمؤتلف فی الاسماء" ہے ع۱

(۹) خطیب البغدادی المتوفی ۴۶۳ھ ان کی "المؤتلف تکملۃ المختلف" کے نام سے ایک کتاب ہے۔

(۱۰) امیر ابن ماکولا المتوفی ۴۷۵ھ اس موضوع پر ان کی دو کتابیں ہیں۔ ایک "الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف من الاسماء والکنی والالقاب" (یہ چھ جلدوں میں منظر عام پر آچکی ہے) اور دوسری مستمر الاوہام علی ذوی التمنی والاحلام" کے نام سے مشہور ہیں! ع۲

(۱۱) حسین بن محمد بن احمد الغسانی الجیانی المتوفی ۴۹۸ھ ۔ ان کی کتاب کا نام تقیید المھمل وتمییز المشکل" یہ کتاب رجال صحیحین کے ضبط اسماء کے متعلق ہے!

(۱۲) ابوالمظفر محمد بن احمد الابیوردی المتوفی ۵۰۷ھ ان کی کتاب کا نام "المؤتلف والمختلف" ہے!

(۱۳) ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی المتوفی ۵۰۷ھ ان کی کتاب کا نام "المؤتلف والمختلف من الاسماء" ہے یہ کتاب خط اور ضبط کی وجہ سے واقع اشتباہ کے رفع کرنے میں مفید ہے!

کتب المتفق والمتفرق والمتشابہ:۔

ڈاکٹر اکرم رضا عمری کے قول کے مطابق اس فن میں تصنیف کا رواج کافی تاخیر سے شروع ہوا۔ اس فن میں اہل فن کی خدمات کی جھلک پیش خدمت ہے!

(۱) ابوبکر محمد بن عبداللہ الجوزقی المتوفی ۳۸۲ھ ۔ ان کی اس فن میں دو کتابیں ہیں ایک کا نام "المتفق والمتفرق" اور دوسری کا نام "المتفرق الکبیر" ہے! ع۳

(۲) خطیب البغدادی المتوفی ۴۶۳ھ ان کی ایک کتاب "المتفق والمتفرق" اور دوسری "موضح اوھام الجمع والتفریق" کے نام سے ہے۔ اسی طرح اسماء المتشابہ پر بھی ان کی دو کتابیں ہیں ایک کا نام "تلخیص المتشابہ فی الرسم و

ع۱ معجم المؤلفین رضا کحالۃ ص۷۹

ع۲ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۳۶ ج۱.....

ع۳ التحبیر ترجمہ رقم ع۴۲ / تذکرۃ الحفاظ ص۱۰۱۳ ج۳۔

حایة ما اشکل منہ من بوادر التصحیف والوھم" اور دوسری کا نام "تالی التلخیص" ہے!

تواریخ الوفیات:-

عام طور پر محدثین تاریخ اور جرح والتعدیل کی کتابوں میں راویوں کے حالات ذکر کرنے کیساتھ ساتھ ان کی سن ولادت اور سن وفات کو بھی ذکر کرتے ہیں ابتداً محدثین اور مورخین عادتاً یا رواجاً سن ولادت اور سن وفات کو ذکر کیا کرتے تھے! لیکن تیسری صدی ہجری کے آخر سے یہ ایک مستقل فن شمار ہونے لگا! اور محدثین نے صرف راویوں کی تاریخ اور سن وفات پر مستقل کتابیں لکھنی شروع کر دیں!

تاریخ وفات کی اہمیت محدثین کے یہاں اس لئے ہے کہ اس سے وہ نقد اسنادمیں فائدہ اٹھاتے ہیں! چنانچہ اس ذریعہ سے محدثین نے بہت سے راویوں پر تنقید کی ہے اور ان کے جھوٹ کو ظاہر کیا ہے! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر محدثین کے یہاں راویوں کی تاریخ وفات کا اہتمام نہ ہوتا تو وہ بعض لوگوں پر تنقید کرنے اور ان کے جھوٹ کو ظاہر کرنے سے عاجز ہوتے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل واقعات سے اس فن کے فوائد اور اس کے ذریعہ سے محدثین کے نقد کا اندازہ کیا جاسکتا ہے!

(۱) امام مسلمؒ نے مقدمہ صحیح مسلم میں نقل کیا ہے کہ" ان المعلیٰ بن عرفان قال حدثنا ابو وائل قال خرج علینا ابن مسعودؓ بصفین فقال ابونعیم أتراه بعث بعد الموت" ؎۱ کہ معلیٰ بن عرفان نے کہا کہ ہمیں ابو وائل نے بتایا کہ جنگ صفین میں عبداللہ بن مسعودؓ ہمارے پاس آئے، تو ابونعیم نے معلیٰ بن عرفان سے کہا کہ کیا ابن مسعودؓ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوئے تھے! اب اس واقعہ میں ابونعیم فضل بن دکین نے معلیٰ کے جھوٹ کو سن وفات کے ذریعہ سے معلوم کیا۔ کیونکہ عبداللہ بن مسعودؓ کا انتقال ۳۲ھ یا ۳۳ھ میں ہوا ہے (حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں) اور جنگ صفین ۳۷ھ میں ہوئی ہے! یعنی عبداللہ بن مسعودؓ کا انتقال اس جنگ سے چار یا پانچ سال قبل ہوا ہے تو وہ کیسے جنگ صفین کے موقع پر حاضر ہوتے!

(۲) اسی طرح سہیل بن ذکوان کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے حضرت عائشہؓ سے اپنی ملاقات اور سماع کا دعوےٰ کیا اور کہا کہ میں نے واسط کے مقام پر حضرت عائشہؓ سے فلاں حدیث سنی ہے۔ حالانکہ واسط کی بناء حجاج کے دور میں ہوئی جبکہ حضرت عائشہؓ کا انتقال اس سے بہت پہلے ہو چکا تھا! ؎۲

(۳) ایک آدمی نے مشہور محدث اسماعیل بن عیاش کے سامنے اس بات کا دعویٰ کیا کہ میں نے خالد بن معدان سے

؎۱ مقدمہ صحیح مسلم ص۲۶ ج ۱ / اعلان بالتوبیخ۔ ص۳۹۱

؎۲ اعلان بالتوبیخ ص۳۹

روایتیں سُنی ہیں۔ اسماعیل بن عیاش نے اِن سے پوچھا کہ تم نے کب سُنی ہیں، اس نے کہا ۱۱۳ھ میں۔ اسماعیل نے جواب دیا کہ خالد کا انتقال تو ۱۰۶ھ میں ہوا ہے تو کیا تم نے ان کے انتقال کے سات سال بعد ان سے حدیثیں سُنی ہیں! [ع۱]

(۴) سفیان بن عیینہ کی مجلس میں کسی نے اطلاع دی کہ بخارا سے ایک آدمی آیا ہے جو ابنِ طاؤس سے حدیث سننے کا دعویٰ کرتا ہے! سفیان نے فرمایا کہ اس سے اس کی عمر کے متعلق معلوم کرو۔ پتہ کیا اور حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ اس کی پیدائش طاؤس کے انتقال کے دو سال بعد ہوئی ہے! [ع۲]

(۵) ابوعبداللہ حاکم صاحب مستدرک سے منقول ہے کہ جب ہمارے پاس ابوجعفر محمد بن حاتم الکشی آئے اور عبد بن حمید سے بلاواسطہ روایتیں نقل کرنی شروع کر دیں تو میں نے ان کی سنِ پیدائش کے متعلق دریافت کیا! اس نے جواب دیا کہ وہ ۲۶۰ھ میں پیدا ہوا ہے تو میں نے لوگوں سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے عبد بن حمید سے ان کے انتقال کے تیرہ ۱۳ سال بعد حدیثیں سُنی ہیں! [ع۳] اس لیے کہ عبد بن حمید کا انتقال اس کی پیدائش سے تیرہ سال قبل ۲۴۷ھ میں ہوا تھا!

ان تمام واقعات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رواۃ حدیث پر نقد اور لوگوں کے جھوٹ معلوم کرنے کے لئے تاریخ وفات ایک بہترین ذریعہ ہے! اسی لیے سفیان ثوریؒ سے منقول ہے کہ جب بعض راویانِ حدیث نے جھوٹ بولنا شروع کیا تو ہم نے ان کے مقابلے میں تاریخ کو استعمال کرنا شروع کیا! [ع۴] یعنی ان کے جھوٹ کو تاریخ کے ذریعے سے معلوم کیا اور پھر اسی ذریعہ سے اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کیا!

حفص بن غیاث سے منقول ہے کہ اگر کسی راویٔ حدیث پر جھوٹ کا گمان ہو جائے تو تاریخ اور سن وفات وغیرہ کے ذریعہ سے حساب لگا لیا کرو اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ ظاہر ہو جائے گا! [ع۵]

حسان بن زید سے منقول ہے کہ کذابین کے جھوٹ کو معلوم کرنے کے لئے سب سے زیادہ استعانت تاریخ سے ملتی ہے۔ [ع۶] انہی فوائد کے لیے محدثین وفیات کے معلوم کرنے کا بھی اتنا ہی اہتمام کیا کرتے تھے جتنا کہ حدیث سننے اور جمع کرنے کا!!

ع۱ مقدمہ ابن صلاح ص۱۵۴ / اعلان بالتوبیخ ص۳۹۰

ع۲ تاریخ بغداد للخطیب ص۳۱۴ ج ۶

ع۳ تاریخ دمشق ص۲۵ ج ۱ / مقدمہ ابن صلاح ص۱۵۴

ع۴ اعلان ص۳۹۰.....

ع۵ تهذیب تاریخ دمشق ص۲۵ ج ۱.....

ع۶ تهذیب تاریخ دمشق ص۲۶ ج ۱......

چنانچہ حسن بن ربیع سے منقول ہے کہ جب میں بغداد سے واپس جانے لگا تو بعض محدثین مجھے رخصت کرنے آئے بعین روانگی کے وقت امام احمدؒ بھی تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا کہ عبداللہ بن مبارک کا انتقال کب ہوا؟ میں نے کہا ۱۸۱ھ میں! کسی نے امام احمدؒ سے پوچھا کہ اس سوال کا کیا مقصد تھا! آپ نے فرمایا کہ اس کے ذریعے ہم کذابین کو معلوم کرتے ہیں! ع۱

چنانچہ اس سن وفات کے ذریعہ سند حدیث کا انقطاع، عضل، تدلیس اور ارسال کو معلوم کیا جاتا ہے نیز اس فن کے ذریعے سے "مؤتلف ومختلف" "متفق ومتفرق" اسماء اور نسبتوں میں اشتباہ وغیرہ اور اس قسم کے بہت سارے فنون و مقامات میں فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے ع۲

مثلاً حافظ ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی کے متعلق بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ "جریری المذهب" ہے! اب اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشہور مجتہد محمد بن جریر الطبری کی طرف منسوب ہیں! حالانکہ صحیح یہ ہے کہ یہ جریر بن عثمان کی طرف منسوب ہے اور صحیح عبارت یوں ہے کہ "حریزی المذهب" گویا کہ پہلی عبارت میں تصحیف ہوئی ہے! کیونکہ اگر دونوں کی تاریخ وفات کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ابراہیم بن یعقوب محمد بن جریر طبری کے مشائخ کے طبقے کا آدمی ہے اس لیے ان کی نسبت محمد بن جریر طبری کی طرف کیسے ہو سکتی ہے!

اسی طرح مثلاً احمد بن نصر الہمدانی اور احمد بن نصر الداودی کو بعض لوگوں نے ایک ہی آدمی سمجھا ہے، حالانکہ تاریخ وفات سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں الگ الگ آدمی ہیں کیونکہ اول الذکر کی سن وفات ۳۱۷ اور مؤخر الذکر کی ۴۰۲ ہے ع۳

ان ہی فوائد و وجوہات کی بناء پر محدثین نے اس فن کو اہمیت دی! اگرچہ تاریخ رجال کے ابتدائی دور میں اس کا اہتمام زیادہ نہیں تھا جیسے کہ امام بخاریؒ کی تاریخ کبیر کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے! لیکن بعد میں اس کا خوب اہتمام ہوا جیسے کہ تاریخ بغداد وغیرہ سے اندازہ ہوتا ہے! ع۴

کتب الوفیات!۔

اس فن میں مندرجہ ذیل حضرات نے کتابیں لکھی ہیں!

(۱) عبدالباقی بن قانع البغدادی المتوفی ۳۵۱ھ۔ ان کی کتاب کا نام "الوفیات" ہے جس میں ۳۴۶ھ تک کے

ع۱ تاریخ دمشق ص۲۶ ج ۱ / اعلان ص۴۵۴

ع۲ اعلان ص۳۸۶ .....

ع۳ اعلان بالتوبیخ ص۳۹۲

ع۴ تاریخ اسلام للذهبی ص۱۷ ج ۱ .....

علماء اور مشاہیر کے وفیات کا ذکر ہے! ع۱

(۲) محمد بن عبد اللہ بن زبر الربعی الدمشقی المتوفی ۳۷۹ھ ان کی کتاب کا نام تاریخ مولد العلماء و وفیاتھم ہے ع۲ بقول سخاوی اس کتاب میں ابتداء ہجرت سے لے کر ۳۳۸ھ تک کے وفیات کا ذکر ہے!

(۳) الخطیب البغدادی المتوفی ۴۶۳ھ۔ ان کی کتاب کا نام "السابق و اللاحق فی تباعد مابین وفات الراویین عن شیخ واحد" ع۳

(۴) ابو محمد عبد العزیز بن احمد الکنانی الدمشقی المتوفی ۴۶۶ھ۔ انہوں نے ابن زبر کے وفیات کا ذیل لکھا ہے جو ۳۳۸ھ سے ۴۶۲ھ تک کے وفیات پر مشتمل ہے ع۴

(۵) ابو القاسم عبد الرحمٰن بن منده المتوفی ۴۷۰ھ ان کی کتاب کا نام "الوفیات" ہے! جس کے متعلق حافظ ذہبی کا قول ہے کہ "لم ار اکثر استحابا منه" ع۵

(٦) ابو محمد ہبۃ اللہ بن احمد الاکفانی المتوفی ۵۲۴ھ۔ ان کی کتاب کا نام "جامع الوفیات" ہے جو کنانی کی کتاب کا ذیل ہے جس میں ۴۶۳ھ سے ۴۸۵ھ تک کے وفیات کا ذکر ہے!

ابن خلکان کی وفیات الاعیان وغیرہ بھی اسی قسم کی کتابیں ہیں!

تواریخ المحلیۃ !۔

تواریخ محلیۃ سے اسماء رجال اور تاریخ کی وہ کتابیں مراد ہیں جو کسی خاص علاقے کی تاریخ اور وہاں کے علماء محدثین کے متعلق لکھی گئی ہوں اگرچہ ابتداءً اس کا رواج نہیں تھا لیکن بقول ڈاکٹر ضیاء عمری تیسری صدی ہجری کے نصف سے اس کا رواج شروع ہوا اور اس فن پر علاقوں کے لحاظ سے کتابیں لکھی جانے لگیں ع٦ چونکہ ہر عالم اپنے علاقے اور قریب کے رہنے والے علماء اور اصحاب فنون سے بہ نسبت دوسروں کے زیادہ واقف ہوتا ہے اس لئے اس قسم کی تاریخی کتابیں رجال کے تعاون کے سلسلے میں دوسری کتب سے زیادہ مفید اور معلومات افزاء ہوتی ہیں اور ویسے بھی محدثین کا

ع۱ اعلان بالتوبیخ للسخاوی ص۱۰۸....

ع۲ تاریخ الادب العربی ص۲۲۷ ج ۳ / تاریخ التراث ص۵۰۲ ج ۱....

ع۳ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۳۱

ع۴ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۳۲

ع۵ الرسالۃ المستطرفۃ ص۲۱۱

ع٦ بحوث فی تاریخ السنۃ المشرفۃ ص۱۳۲

قاعدہ یہ ہے کہ علم حدیث طلب کرنے والے طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے وہ اپنے شہر کے محدثین و شیوخ سے واقف ہو [۱] اسی وجہ سے علاقائی تواریخ محدثین کے ہاں زیادہ قابلِ اعتماد بھی تھی بلکہ اس قسم کی تاریخی کتب باقاعدہ علماء کے حلقوں میں درس میں داخل ہوا کرتی تھی [۲] اس قسم کی تاریخی کتب اگرچہ بعض دفعہ تعصب اور اپنے علاقوں پر فخر کے جذبے کے تحت لکھی گئی ہیں [۳] لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ عام طور پر اس قسم کی کتابیں علم حدیث کی خدمت کے جذبے کے تحت لکھی گئی ہیں، مندرجہ ذیل کتابیں اسی قبیل کی ہیں۔

(۱) التاریخ فی رجال المحدثین بمرو یہ سعید بن کثیر بن عضیر المصری المتوفی ۲۳۶ھ کی کتاب ہے [۴]

(۲) اُخبار مرو یہ ابوالحسن احمد بن سیار بن ایوب المروزی متوفی ۲۶۸ھ کی کتاب ہے، اس کا ذکر خطیب بغدادی ذہبی، سبکی اور حافظ ابن حجرؒ وغیرہم نے کیا ہے [۵] یہ دونوں کتابیں مرو کی تاریخ اور وہاں کے علماء و محدثین کے متعلق لکھی گئی ہیں لیکن یہ دونوں کتابیں اب موجود نہیں ہیں اس لئے کہ مشہور کتب خانوں کی فہرستوں میں اس کا ذکر نہیں ہے۔

(۳) تاریخ قزوین یہ مشہور محدث اور سنن ابن ماجہ کے مصنف ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ الربعی القزوینی المتوفی ۲۷۳ھ کی تصنیف ہے اس کا ذکر ابن خلکانؒ ابن کثیرؒ اور صاحب کشف الظنون اور سخاویؒ نے کیا ہے مشہور محدث حافظ ابن طاہر المقدسی المتوفی ۵۰۷ھ نے قزوین میں اس کا ایک ایسا نسخہ دیکھا تھا جس کے خاتمہ پر امام ابن ماجہ کے شاگرد جعفر بن ادریس کے قلم سے تحریر بھی موجود تھی لیکن آج جس طرح ابن ماجہ کی تفسیر ناپید ہے اس طرح ان کی تاریخ بھی موجود نہیں ہے اور نہ متداول کتابوں میں اس کے حوالے ملتے . . . .
. . . . . اگرچہ صاحب کشف الظنون اور ڈاکٹر ضیاء عمری کی رائے یہ ہے کہ تاریخ پر ابن ماجہ کی دو کتابیں تھیں ایک التاریخ کے نام سے تھی اور ایک تاریخ قزوین کے نام سے تھی لیکن مولانا عبدالرشید نعمانی نے اپنی کتاب ابن ماجہ اور علم حدیث میں لکھا ہے کہ ہمارے خیال میں تاریخ قزوین کوئی مستقل کتاب

---

[۱] تاریخ بغداد ص ۲۱۴ ج ۱

[۲] معجم الادباء ص ۲۳۶ ج ۱

[۳] تاریخ جرجان للسہمی ص ۳ و ص ۴ و بحوث فی تاریخ السنۃ ص ۱۹۸

[۴] فہرست ابن خیر ص ۲۲۸ و اعلان بالتوبیخ للسخاوی ص ۱۵۳ و الانساب للسمعانی ص ۴۲۱

[۵] تاریخ بغداد ص ۱۸۸ ج ۴۔ تذکرۃ الحفاظ ص ۵۶۰۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص ۱۸۳ ج ۲ اعلان بالتوبیخ ص ۶۳۲ تہذیب و التہذیب ص ۳۵ ج ۱

نہیں ہے بلکہ التاریخ کے نام سے جو بڑی کتاب ہے یہ اس کا جزء ہے ع۱

(۴) تاریخ واسط یہ ابو الحسن اسلم بن سہل بحشل الواسطی المتوفی ۲۸۸ھ کی تصنیف ہے یہ کتاب بغداد میں ۱۹۶۷ء میں کورکیس عواد کی تحقیق کے ساتھ طبع ہوئی تھی ع۲

(۵) تاریخ بلخ یہ ابو علی عبد اللہ بن محمد بن علی البلخی المتوفی ۳۹۴ھ کی تصنیف ہے جس میں بلخ کے علماء اور محدثین کے حالات اور تراجم مذکور ہیں امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اس کا تذکرہ کیا ہے ع۳

(۶) تاریخ الحمصیین یہ احمد بن محمد بن عیسیٰ البغدادی کی تصنیف ہے ابن عساکرؒ خطیب بغدادی اور حافظ ابن حجرؒ وغیرہ نے اس کا ذکر اپنی کتابوں میں کیا ہے ع۴

(۷) تاریخ المراوزۃ یہ ابو رجاء محمد بن حمدویہ السنجی الہورقانی المتوفی ۳۰۶ھ کی تصنیف ہے اس کا ذکر خطیب، ابن ماکولا اور سخاوی نے کیا ہے ع۵

(۸) تاریخ بلخ یہ محمد بن عقیل ابن الازہر المتوفی ۳۱۶ھ کی تصنیف ہے اس کا ذکر امام بیہقی اور امام ذہبیؒ نے کیا ہے ع۶

(۹) تاریخ حران

(۱۰) کتاب الجزیرۃ

(۱۱) کتاب الرقۃ یہ تینوں کتابیں ابو عروبۃ الحسین بن محمد بن مودود الحرانی المتوفی ۳۱۸ھ کی ہیں ان کتابوں کا ذکر امام سمعانی اور سخاویؒ وغیرہ نے کیا ہے ع۷

ع۱ البدایۃ والنھایۃ ص۵۲ ج ۱۱ - الرسالۃ المستطرفۃ ص۱۳۳ وبحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۴۳ وامام ابن ماجہ اور علم حدیث ص۱۲۶ وص۱۲۷

ع۲ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۴۴

ع۳ تذکرۃ الحفاظ ص۹۰۱ وبحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۴۴

ع۴ ملاحظہ ہو تاریخ بغداد ص۶۳ ج ۵ - اصابہ ص۹۷ ج ۱ ص۱۵۴ ج ۱ ص۱۶۷ ج ۱ - تاریخ دمشق لابن عساکر ص۹۷ ج ۱ وص۱۰۹ وص۲۴۶ بحوالہ بحوث فی تاریخ السنۃ وکذا فی کنز العمال ص۳۳۰ ج ۱

ع۵ تاریخ بغداد ص۳۶۰ ج ۵ والاکمال ص۴۷۳ ج ۴ واعلان بالتوبیخ ص۶۴۳

ع۶ تاریخ بیہقی ص۲۱ بحوالہ بحوث ص۱۴۴ وتذکرۃ الحفاظ ص۷۹۱

ع۷ الانساب للسمعانی ص۱۰ ج ۴ ، الارشاد للخلیلی ق ۶۰ بحوالہ بحوث ص۱۴۴ واعلان بالتوبیخ ص۶۲۷ وص۶۳۲

(۱۲) تاریخ نیسابور یہ عبداللہ بن علی الجارود النیسابوری المتوفی ۳۲۰ھ کی لکھی ہوئی ہے علامہ کتانی نے الرسالۃ المستطرفۃ میں اس کا ذکر کیا ہے ع۱

(۱۳) طبقات علماء بلخ یہ علی بن الفضل بن طاہر البلخی المتوفی ۳۲۳ھ کی تصنیف ہے سخاویؒ نے الاعلان بالتوبیخ میں اس کا ذکر کیا ہے ع۲

(۱۴) طبقات علماء بلخ یہ اس نام سے دوسری کتاب ہے جو ابوعبداللہ محمد بن جعفر بن غالب الورّاق الجویباری کی تصنیف ہے یہ ماقبل میں مذکور علی بن الفضل کے ہم عصر ہیں ان کی کتاب کا ذکر علامہ سمعانیؒ اور علامہ سخاویؒ نے کیا ہے ع۳

(۱۵) طبقات علماء بلخ یہ اس نام سے تیسری کتاب ہے اس کے مصنف ابواسحاق ابراہیم بن احمد المستملی ہیں یہ بھی علی بن الفضل کے ہم عصر ہیں اس کتاب کا ذکر علامہ سخاویؒ نے اپنی کتاب اعلان بالتوبیخ میں کیا ہے ع۴

(۱۶) تاریخ حمص یہ عبدالصمد بن سعید بن علی الحمصی المتوفی ۳۲۴ھ کی کتاب ہے ع۵

(۱۷) طبقات علماء افریقیۃ وتونس یہ کتاب ابوالعرب محمد بن احمد بن تمیم القیروانی المتوفی ۳۳۳ھ کی تصنیف ہے اس کا اختصار ابوعمر احمد بن محمد الطلمنکی المتوفی ۴۲۹ھ کیا ہے علی شابی اور نعیم حسن الیانی کی تحقیق کے ساتھ الدار التونسیۃ للنشر سے ۱۹۶۸ئ میں طبع ہوا تھا ع۶

(۱۸) تاریخ الرقۃ یہ محمد بن سعید القشیری المتوفی ۳۳۴ کی لکھی ہوئی ہے جو طاہر النفسانی کی تحقیق کے ساتھ حماۃ میں مطبعہ الاصلاح سے طبع ہوئی ہے ع۷

(۱۹) تاریخ ھراۃ یہ ابواسحاق احمد بن محمد بن یاسین الحداد الہروی المتوفی ۳۳۴ھ کی تصنیف ہے امام بیہقیؒ اور علامہ سبکیؒ نے اس کا ذکر کیا ہے ع۸

ع۱ الرسالۃ ص۱۳۰

ع۲ الاعلان ص۶۲۴

ع۳ ملاحظہ ہو انساب ص۱۷۱ ج ۵ و الاعلان ص۶۲۴

ع۴ الاعلان ص۶۲۳

ع۵ بحوث فی تاریخ السنۃ المشرفۃ ص۱۲۵

ع۶ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۲۵

ع۷ بحوث ص۱۲۵

ع۸ ملاحظہ ہو تاریخ بیہق ص۱۱ وطبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص۲۹۵ ج ۲ وبحوث ص۱۲۵

(٢٠) طبقات العلماء والمحدثين من أهل موصل یہ ابوزکریا یذید بن محمد بن ایاس الازدیؒ المتوفی ٣٣٤ھ کی تصنیف ہے خطیبؒ بغدادی ابن حجرؒ اور ابن الاثیر نے اس کا ذکر کیا ہے ع١

(٢١) تاریخ البصرۃ یہ دونوں کتابیں ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد ابن الاعرابی المتوفی ٣٤٠ھ کی تصانیف میں سے ہے۔ امام ذہبیؒ اور علامہ سخاویؒ نے ان کتابوں کا ذکر کیا ہے ع٢

(٢٢) تاریخ مصر یہ ابوسعید عبدالرحمٰن بن احمد بن یونس الصدفی المصری المتوفی ٣٤٧ھ کی کتاب ہے یہ بہت مشہور اور متداول کتاب تھی خطیبؒ ذہبیؒ ابن حجرؒ اور سخاویؒ وغیرہ نے اس کا ذکر بھی کیا ہے اور اس سے اپنی کتابوں میں اقتباسات بھی نقل کئے ہیں ع٣

(٢٣) تاریخ الموصل یہ ابوبکر محمد بن عمر بن مسلم ابن الجابی المتوفی ٣٥٥ھ کی کتاب ہے حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں اس کا اقتباس نقل کیا ہے ع٤

(٢٤) کتاب فی محدثی بغداد یہ بھی مذکورہ بالا ابوبکر محمد بن عمر کی تصنیف ہے خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں اس کا اقتباس نقل کیا ہے ع٥

(٢٥) تاریخ اصبہان یہ حمزۃ بن الحسین الاصبہانی المتوفی ٣٦٠ھ کی تصنیف ہے علامہ سمعانیؒ اور سخاویؒ نے اسکا ذکر کیا ہے ع٦

(٢٦) طبقات المحدثین باصبہان والواردین علیہا یہ ابوالشیخ الانصاری المتوفی ٣٦٩ھ کی لکھی ہوئی ہے اور دمشق کے دارالکتب الظاہریۃ میں اس کا مخطوط نسخہ موجود ہے ع٧

ع١ ملاحظہ ہو تاریخ بغداد ص٦ ج٤ الاصابۃ ص٦٣ ج١ و تہذیب التہذیب ص٥١ ج٢ ص٣٤٢ ج٢ ص٢١٤ ج٣ و ص٢٥٣ ج٤ و ص٣٣٩ ج٤ اسد الغابۃ ص١١ ج١

ع٢ ملاحظہ ہو تذکرۃ الحفاظ ص٨٥٢ و اعلان بالتوبیخ ص١٧٥ و الرسالۃ المستطرفۃ ص١٣٧ و اعلان ص٦٥٠

ع٣ تاریخ بغداد ص٧٥ ج٦ تذکرۃ الحفاظ ص٨٩٨ و تاریخ اسلام ص١٦ ج١ و اعلان ص٥٩٢ و ص٦٣٥ و تہذیب التہذیب ص٢١٨ ج٦ و اکمال تہذیب الکمال ص١٠٨

ع٤ تہذیب التہذیب ص١٥٤ ج٩

ع٥ ص٩٠ ج١

ع٦ ملاحظہ ہو الانساب ص٢٨٣ ج١ و الاعلان ص٦١٦

ع٧ بحوث فی تاریخ السنۃ ص١٣٦

(۲۷) تاریخ داریا یہ ابوعبداللہ عبدالجبار بن عبداللہ الخولانی المتوفی ۳۷۰ھ کی تصنیف ہے اور سعید الافغانی کی تحقیق سے دمشق میں ۱۹۵۰ء میں طبع ہوئی تھی

(۲۸) طبقات الھمذانیین یہ صالح بن احمد التمیمی المتوفی ۳۸۴ھ کی کتاب ہے خطیبؒ بغدادی امام ذہبیؒ نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس کے اقتباسات بھی نقل کئے ہیں ؏۱

(۲۹) تاریخ المراوزۃ یہ احمد بن سعید بن أبی معدان المتوفی ۳۷۵ھ کی لکھی ہوئی ہے امام بیہقیؒ اور سخاویؒ نے اس کا ذکر کیا ہے ؏۲

(۳۰) تاریخ الرّی یہ ابن بابویہ المتوفی ۳۸۱ھ کی تصنیف ہے حافظ ابن حجرؒ اور داؤدی نے اسکا ذکر کیا ہے ؏۳

(۳۱) تاریخ سمرقند یہ حافظ ابوسعید عبدالرحمٰن بن محمد الادریسی الاسترابادی المتوفی ۴۰۵ھ کی کتاب ہے خطیب بغدادیؒ ذہبیؒ اور سخاویؒ نے اس کا ذکر کیا ہے ؏۴

(۳۲) تاریخ استراباذ یہ بھی مذکورہ بالا مصنف کی کتاب ہے۔ علامہ سمعانیؒ ذہبیؒ اور سخاویؒ نے اس کا ذکر کیا ہے ؏۵

(۳۳) تاریخ اصبہان یہ ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویۃ المتوفی ۴۱۰ھ کی ہے داؤدی نے طبقات المفسرین میں اس کا ذکر کیا ہے ؏۶

۳۴ تاریخ بخاریٰ یہ محمد بن احمد بن سلیمان الغنجار البخاری المتوفی ۴۱۲ھ کی تالیف ہے خطیبؒ ذہبیؒ اور سخاویؒ نے اس کا ذکر کیا ہے ؏۷

(۳۴) الذیل علی تاریخ مصر یہ ابوالقاسم یحیی بن علی الحضرمی المتوفی ۴۱۶ھ کی کتاب ہے یہ ابوسعید عبدالرحمٰن بن احمد (جو ماقبل میں مذکور ہے) کی تاریخ مصر پر ذیل ہے ؏۸ اس کی پہلی جلد دمشق کے کتب خانہ الظاہریہ میں موجود ہے،

؏۱ تاریخ بغداد ص۳۳۱ ج۹ تذکرۃ الحفاظ ص۹۸۵ ص۹۸۶

؏۲ تاریخ بیہق ص۲۱ و اعلان ص۶۴۷

؏۳ تھذیب التھذیب ص۴۷۰ ج۹ وطبقات المفسرین للداودی ص۱۰۶ ج ۳

؏۴ تاریخ بغداد ص۳۰۲ ج۱۰ وص۳۰۳ ج۱۰ وتذکرۃ الحفاظ ص۱۰۶۳ و اعلان ص۶۱۵

؏۵ ملاحظہ ہو الانساب ص۱۹۹ ج۱ وتذکرۃ الحفاظ ص۱۰۶۲ و اعلان ص۶۱۵

؏۶ طبقات المفسرین ص۹۳ ج۱ ورسالۃ المستطرفۃ ص۱۳۱ وبحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۴۷

؏۷ تاریخ بغداد ص۲۷ ج۱۰ تذکرۃ الحفاظ ص۱۰۵۲ والاعلان ص۶۲۰

؏۸ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۴۸

(۳۵) تاریخ المغاربۃ یہ محمد بن عبید اللہ بن احمد المسبحی المتوفی ۴۲۰ھ کی تصنیف ہے علامہ سخاوی نے اور ڈاکٹر ضیاء العمری نے اس کا ذکر کیا ہے ع۱

(۳۶) تاریخ جرجان یہ ابوالقاسم حمزۃ بن یوسف السہمی المتوفی ۴۲۷ھ کی تصنیف ہے پہلے حیدرآباد دکن سے ۱۹۵۰ء میں طبع ہوئی اور پھر کئی دفعہ طبع ہوئی ہمارے پیش نظر اس کی تیسری طبع ہے جو عالم الکتب بیروت لبنان سے ۱۹۸۱ء میں طبع ہوئی ہے

(۳۷) ذکر اخبار اصبہان یہ مشہور محدث ابونعیم اصبہانی صاحب الحلیۃ وغیرہا المتوفی ۴۳۰ھ کی تصنیف ہے یہ کتاب بھی حیدرآباد دکن سے طبع ہوئی تھی اس وقت ہمارے پیش نظر یہی نسخہ ہے۔

(۳۸) تاریخ نسف

۳۹ تاریخ کش۔ یہ دونوں کتابیں جعفر بن محمد المستغفری المتوفی ۴۳۳ھ کی تصانیف میں سے ہیں ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں اس کا ذکر کیا ہے ع۲

(۳۹) الذیل علی تاریخ بخاریٰ یہ ماقبل میں مذکورہ غنجار کے تاریخ بخاریٰ پر ذیل ہے اور احمد بن محمد بن اُحید بن علی بن سامانی المتوفی ۴۳۶ھ کی تصنیف ہے فوادسزگین نے اس کا ذکر کیا ہے ع۳

(۴۰) تاریخ بغداد یہ مشہور متداول اور مطبوع کتاب ہے احمد بن علی المشہور الخطیب البغدادی المتوفی ۴۶۳ھ یہ کتابیں چودہ جلدوں میں ہیں اور خطیب بغدادی کی کتابوں میں اس کی ایک امتیازی شان ہے ع۴ ہمارے پیش نظر اس کا وہ نسخہ ہے جو بیروت میں طبع ہوا ہے یہ کتاب سب سے پہلے ۱۹۳۱ء میں مصر میں طبع ہوئی تھی اس کے بعد اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے ہیں

(۴۱) تاریخ اصبہان یہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن محمد بن اسحاق بن مندہ المتوفی ۴۷۰ھ کی کتاب ہے کتانی اور ڈاکٹر ضیاء عمری نے اس کا ذکر کیا ہے ع۵

ع۱ الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ ص۶۳۶ و بحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۴۸

ع۲ تذکرۃ الحفاظ ص۱۱۰۲ و بحوث ص۱۴۸

ع۳ بحوث فی تاریخ السنۃ ص۱۴۸

ع۴ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو الحافظ الخطیب البغدادی و اثرہ فی علوم الحدیث۔ ڈاکٹر محمود طحان طبع دار القرآن الکریم بیروت لبنان

ع۵ الرسالۃ لکتانی ص۱۳۱ و بحوث ص۱۴۸

(۴۲) تاریخ مرو یہ ابوصالح احمد بن عبدالملک بن علی النیسابوری المؤذن المتوفی ۴۷۰ھ کی تصنیف ہے حافظ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں اس کا ذکر کیا ہے ع۱

(۴۳) تاریخ اصبہان یہ ابوذکریا یحییٰ بن عبدالوہاب بن مندہ المتوفی ۵۱۱ھ کی کتاب ہے ع۲

اس فہرست سے واضح ہوا کہ علماء تاریخ و اسماء رجال نے ہر شہر کے راویوں اور علماء و محدثین کی الگ الگ تاریخیں بھی لکھی ہیں بلکہ ایک ایک شہر کی متعدد تاریخیں لکھی گئی ہیں۔

ان کتابوں میں سے اکثر کتابیں تو اب محفوظ و موجود نہیں ہیں البتہ بعض کتابیں دنیا کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں اور بعض مطبوعہ بھی ہے جس کی تفصیل ڈاکٹر ضیاء العمری کی تاریخ السنۃ المشرفۃ میں موجود ہے ع۳۔

معاجم الشیوخ

اس قسم کی کتابوں میں عام طور پر علماء اور محدثین اپنے ان اساتذہ کا ذکر کرتے ہیں جن سے انہوں نے علم حاصل کیا ہوتا ہے یا اپنی کسی کتاب میں ان سے روایات نقل کی ہوتی ہیں ان کتابوں میں عام طور پر حروف تہجی کی ترتیب سے اسماء کو ذکر کیا جاتا ہے اور کبھی شہروں کی ترتیب سے ذکر کرتے ہیں عام طور پر ان کتابوں میں فقط شیوخ کے اسماء کو ذکر کیا جاتا ہے ان کے تفصیلی حالات یا ان پر جرح و تعدیل کا ذکر نہیں ہوتا ہے لیکن چونکہ یہ ایسے لوگوں کی لکھی ہوئی کتابیں ہوتی ہیں جو براہ راست ان لوگوں سے ملاقات کر چکے ہوتے ہیں اور ان کے حالات سے واقف ہوتے ہیں جن کے حالات وہ لکھتے ہیں اس لئے یہ فن اسماء رجال کا ایک قیمتی ذخیرہ ہے جس سے استغناء ممکن نہیں ہے ع۴ اس قسم کی کچھ کتابوں کا تذکرہ ہم ذیل میں مختصراً کرتے ہیں۔

(۱) معجم الشیوخ لابی یوسف لیعقوب الفسوی المتوفی ۲۷۷ھ علامہ کتانی نے الرسالۃ میں ذکر کیا ہے کہ یہ ان شہروں کی ترتیب پر لکھی گئی جن شہروں میں فسوی زمانہ تحصیل علم میں داخل ہوئے تھے اس کتاب کے دو جزء کتب خانہ ظاہریہ دمشق کے مخطوطات میں موجود ہے

(۲) معجم الشیوخ للنسائیؒ یہ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی المتوفی ۳۰۳ھ کی کتاب ہے جس میں انہوں

ع۱ ملاحظہ ہو ۱۲۲۲/۳ و بحوث ص۱۴۸

ع۲ الرسالۃ المستطرفۃ ص۱۳۱

ع۳ ملاحظہ ہو کتاب مذکور از ص۱۲۹ تا ص۱۵۵

ع۴ بحوث فی تاریخ السنۃ المشرفۃ ص۱۵۶ و اعلان بالتوبیخ ص۶۰۵

نے اپنے اساتذہ وشیوخ کو حروف تہجی کی ترتیب سے جمع کیا ہے ع۱

(۳) معجم الشیوخ لابی یعلی الموصلی المتوفی ۳۰۷ھ ع۲

(۴) تاریخ وفاۃ شیوخ البغوی یہ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغوی المتوفی ۳۱۷ھ کی کتاب ہے ع۳

(۵) معجم الشیوخ لابی عبداللہ محمد بن مخلد الدوری العطار المتوفی اس کا ذکر خطیب نے تاریخ بغداد میں کیا ہے ع۴

(۶) معجم الشیوخ لابی العباس ابن عقدہ المتوفی سنہ ۳۳۲ھ اس کا ذکر بھی تاریخ بغداد میں ہے

(۷) معجم الشیوخ لابی الحسین عبدالصمد بن علی الطستی المتوفی ۳۴۶ھ اس کا ذکر بھی خطیب نے تاریخ بغداد میں کیا ہے ع۵

(۸) معجم الشیوخ لابی اسحاق ابراہیم بن محمد بن حمزۃ الاصبہانی المتوفی ۳۵۳ھ اس کا ذکر ڈاکٹر ضیاء عمری نے بحوث فی تاریخ السنۃ المشرفۃ میں کیا ہے ع۶

(۹) امام ابوالقاسم الطبرانی المتوفی ۳۶۰ھ نے بھی معجم اوسط اور معجم صغیر میں احادیث کو اپنے شیوخ کے اسماء پر مرتب کیا ہے بقول ڈاکٹر ضیاء عمری معجم اوسط تقریباً تیس ہزار (۳۰،۰۰۰) احادیث پر مشتمل ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ دس ہزار احادیث پر مشتمل ہے جس کی تین جلدیں جو تقریباً تین ہزار احادیث پر مشتمل ہے ڈاکٹر محمود الطحان کی تحقیق وتخریج اور تعلیق کے ساتھ طبع ہو چکی ہے محقق نے خود ایک ملاقات میں بتایا کہ ہر جلد ایک ہزار احادیث پر مشتمل ہوگی اور پوری کتاب دس جلدوں میں طبع ہوگی اس کتاب میں امام طبرانی نے اپنے دو ہزار اساتذہ سے احادیث نقل کی ہیں

ع۱ بحوث ص۱۵۶ وتسمیۃ ما ورد بہ الخطیب رقم ۳۹۴

ع۲ بحوث ص۱۵۶

ع۳ اس کا تذکرہ مخطوطات دار الکتب الظاہر ص۲۲۵ یوسف العشی میں ہے بروکلمان کی تاریخ الادب العربی ص۲۲۳ ج ۳، اور البانی کی فہرست مخطوطات الظاہریہ ص۲۳۶ وص۲۳۷ میں بھی اس کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نسخہ مخطوطہ موجود ہے بحوث ص۱۵۶

ع۴ تاریخ بغداد ص۲۳۲ ج ۱

ع۴ ص۳۱۸ ج ۳

ع۵ تاریخ بغداد ص۵ ج ۷

ع۶ بحوث ص۱۵۷

معجم صغیر تقریباً پندرہ سو (۱۵۰۰) احادیث پر مشتمل ہے جو ایک جلد میں طبع ہو چکی ہے جس میں مصنف نے اپنے ایک ہزار اساتذہ سے حدیثیں نقل کی ہیں ؎۱

(۱۰) معجم الشیوخ لابی احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی المتوفی ۳۶۰ھ ؎۲
(۱۱) معجم الشیوخ لابی بکر احمد بن ابراھیم الاسماعیلی المتوفی ۳۷۱ھ
(۱۲) معجم الشیوخ لابی الشیخ ابن حیان الانصاری المتوفی ۳۶۹ھ
(۱۳) معجم الشیوخ لابی احمد الحال ؎۳
(۱۴) معجم الشیوخ لابی بکر محمد بن ابراھیم بن المقری، المتوفی ۳۸۱ھ ؎۴
(۱۵) معجم الشیوخ لابی الحسن محمد بن العباس بن الفرات المتوفی ۳۸۴ھ اس کا ذکر ابن النجار نے کیا ہے ؎۵
(۱۶) معجم الشیوخ لابی الفتح یوسف بن عمر القواس المتوفی ۳۸۵ھ اس کا ذکر خطیب نے تاریخ بغداد میں کیا ہے ؎۶
(۱۷) معجم الشیوخ لابی عبد اللہ محمد بن اسحاق بن مندۃ المتوفی ۳۹۵ھ ؎۷
(۱۸) معجم الشیوخ لابی عبد اللہ الحاکم صاحب المستدرک المتوفی ۴۱۵ھ اس کا ذکر سمعانی نے التحبیر میں کیا ہے ؎۸
(۱۹) معجم الشیوخ لابی ذر عبد بن احمد الھروی المتوفی ۴۳۴ھ ؎۹
(۲۰) معجم الشیوخ لعبید اللہ بن عبد اللہ بن احمد الھروی المتوفی ۴۳۸ھ ؎۱۰

؎۱ کشف الظنون ص۲۹۰ ج ۲ و الرسالۃ المستطرفۃ ص۱۰۱ و بحوث ص۱۵۷
؎۲ بحوث ص۱۵۷
؎۳ بحوث ص۱۵۷
؎۴ الاعلان بالتوبیخ ص۶۵۰
؎۵ التاریخ المجدد لمدینۃ السلام لابن النجار مخطوط ق ۱۴۵ بحوالہ بحوث ص۱۵۷
؎۶ ملاحظہ ہو ص۱۶ ج ۶
؎۷ تاریخ التراث العربی لفواد سزکین ص۵۳۰ ج ۱
؎۸ التحبیر ترجمہ نمبر ۷۳
؎۹ بحوث ص۱۵۸
؎۱۰ تاریخ التراث لفواد سزکین ص۳۸۹ ج ۱

(۲۱) معجم الشیوخ لابی علی الحسن بن احمد بن ابراهیم بن شاذان البزاز المتوفی ۴۲۶ھ اس کا ذکر علامہ سخاوی نے الاعلان میں کیا ہے [۱]

(۲۲) معجم الشیوخ لابی نعیم الاصبهانی المتوفی ۴۳۰ھ

(۲۳) معجم الشیوخ لابی الحسین محمد بن علی بن المهتدی باللہ

(۲۴) معجم الشیوخ لابی عبداللہ القضاعی [۲]

(۲۵) معجم الشیوخ لابی علی الحداد الاصفهانی المتوفی ۵۱۵ھ ان کی کتاب کا نام معجم اسامی مشائخ ابی علی الحداد الاصبهانی ہے اس کا ذکر دارالکتب المصریہ کے مخطوطات کی فہرست میں ہے [۳]

ان مذکورہ بالا معاجم کے علاوہ متاخرین محدثین نے بھی اپنے اساتذہ اور شیوخ کا تذکرہ اپنے معاجم میں کیا ہے جیسے کہ ذہبیؒ، ابن حجرؒ علامہ بدرالدین عینی وغیرہم نے اپنے اساتذہ کے تذکرے کے لیے معاجم لکھے ہیں۔ ان معاجم میں سے اکثر زمانہ کے دست و برد سے محفوظ نہیں رہے البتہ بعض معاجم مطبوع ہیں اور بعض مخطوط موجود ہیں جس کی تفصیل بحوث فی تاریخ السنۃ سے معلوم کی جاسکتی ہے [۴]

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ اسماء رجال کا فن ایک زندہ اور مخدوم فن ہے جس کی ہر دور میں ہر حیثیت سے خدمت کی گئی ہے اور اسانید حدیث کے ایک ایک راوی کے پورے حالات شرح و بسط کے ساتھ ہمارے سامنے موجود ہیں جس کے ذریعے سے ہر حدیث کی حیثیت معلوم کی جاسکتی ہے اور بقول کسے یہ وہ فن ہے کہ جس کی نظیر دوسرے مذاہب و ادیان میں نہیں ملتی اور نہ تاریخ عالم میں اہل اسلام کے علاوہ اس کی نظیر پیش کی جاسکتی ہے اس لئے مشہور جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر (جو ۱۸۵۴ء اور اس کے بعد تک ہندوستان میں رہا اور بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کا سیکرٹری تھا اس ہی کی محنت سے واقدی کی المغازی اور ابن حجرؒ کی الاصابہ پہلی بار طبع ہوئی تھی موصوف (لائف آف محمدؐ کے مصنف بھی ہیں جس میں اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں ناقدانہ طرز اختیار کیا ہے) بھی ان الفاظ کے لکھنے پر مجبور ہوا کہ کوئی قوم دنیا میں ایسی نہ گذری اور نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء رجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہوسکتا ہو [۵]

---

[۱] ص ۶۰۹

[۲] ان تینوں کا ذکر بحوث ص ۱۵۸ میں ہے

[۳] فہرست مذکور ص ۲۶۵ و بحوث ص ۱۰۸

[۴] ملاحظہ ہو از ص ۱۵۸ تا ص ۱۶۰

[۵] بحوالہ خطبات مدراس ص ۴۴

علامہ شبلیؒ نعمانی سیرۃ النبی کے مقدمہ میں لکھتے ہیں

لیکن مسلمانوں نے اس فن سیرت کا جو معیار قائم کیا وہ اس سے بہت ہی زیادہ بلند تھا (یعنی اہل مغرب کے معیار وطرز سے) اس کا پہلا اصول یہ تھا کہ جو واقعہ بیان کیا جائے اُس شخص کی زبان سے بیان کیا جائے جو خود شریک واقعہ تھا اور اگر خود نہ تھا تو شریک واقعہ تک تمام درمیانی راویوں کے نام بہ ترتیب بیان کیے جائیں اس کے ساتھ یہ بھی تحقیق کی جائے کہ جو اشخاص سلسلہ روایت میں آئے کون لوگ تھے؟ کیسے تھے؟ ان کے مشاغل کیا تھے؟ اُن کا چال چلن کیسا تھا؟ سمجھ کیسی تھی؟ ثقہ تھے؟ یا غیر ثقہ؟ سطحی الذہن تھے یا نکتہ رس؟ عالم تھے یا جاہل؟ ان جزی باتوں کا پتہ لگانا سخت مشکل تھا لیکن سینکڑوں ہزاروں محدثین نے اپنی عمریں اس کام میں صرف کر دیں ایک ایک شہر میں گئے اور راویوں سے ملے اُن کے متعلق ہر قسم کے حالات دریافت کیے ان ہی تحقیقات کے ذریعہ سے اسماء الرجال کا وہ عظیم الشان فن ایجاد کیا جس کی بدولت کم از کم کئی لاکھ اشخاص کے حالات معلوم ہو سکتے ہیں ؏۱

بخلاف اس کے دوسری اقوام کو جب اس قسم کی تاریخ مرتب کرنی پڑی اور کسی زمانے کے حالات مدت کے بعد قلمبند کرنے پڑے تو یہ طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ ہر قسم کی بازاری افواہیں قلمبند کر لی جاتی ہیں جن کے راویوں کے نام و نشان تک معلوم نہیں ہوتا۔ ان افواہوں میں سے وہ واقعات انتخاب کر لیے جاتے ہیں جو قرائن اور قیاسات کے مطابق ہوتے ہیں پھر تھوڑے زمانے کے بعد یہی خرافات ایک دلچسپ تاریخی کتاب بن جاتی ہیں یورپ کی اکثر یورپین تصنیفات اسی اصول پر لکھی گئی ہیں ؏۲

؏۱ مقدمہ سیرت النبی ص ، ج ۱

؏۲ خطبات مدراس ص ۵۷

باب دوم

امام بخاریؒ کا سلسلہ نسب اور تاریخ پیدائش و وفات ؎۱

امام بخاریؒ کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا گیا ہے محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بردزبۃ، امام بخاریؒ کے اجداد میں سے سب سے پہلے بردزبۃ کے بیٹے مغیرۃ نے اسلام قبول کیا تھا۔ مغیرۃ کے والد بردزبۃ بقول حافظ ابن حجرؒ عسقلانی اپنے مذہب فارسی یعنی مجوسیت پر قائم رہے اور اسی دین پر دنیا سے چلے گئے تھے۔ مغیرۃ والی بخاری یمان الجعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے اور ولاء اسلام کے طور پر مغیرہ اور پھر ان کی اولاد ان کے قبیلے کیطرف منسوب ہو کر الجعفی کہلاتے ہیں، امام بخاریؒ کی کنیت ابوعبداللہ ہے آپ کی ولادت ۱۳؍ شوال ۱۹۴ھ کو ہوئی تھی اور انتقال عید الفطر کی رات ۲۵۶ھ میں ہوئی۔ امام بخاریؒ کے سلسلۂ نسب میں آخری نام بردزبۃ ہے یہ فارسی نام ہے اس کا معنی علامہ ذہبی اور ابن حجرؒ نے زراع یعنی مزارع اور کاشت کرنے والا ذکر کیا ہے۔

مغیرۃ اور ابراہیم کے متعلق محدثین نے کچھ نہیں لکھا ہے البتہ امام بخاریؒ کے والد اسماعیل کے متعلق ابن حبانؒ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے لکھا ہے کہ وہ اہل علم میں سے تھے انہوں نے خود بھی اساتذہ حدیث امام مالک بن انس اور حماد بن زید وغیرہ سے روایتیں سنی اور ان سے بھی مشہور محدث یحییٰ بن جعفر البیکندی وغیرہ نے حدیثیں

؎۱ امام بخاریؒ کے حالات کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد لی گئی ہے تاریخ صغیر کا مقدمہ۔ کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ص۱۹۱ ج۷ طبقات الحنابلۃ ص۲۷۱ ج۱ تا ص۲۷۹ ج۱ تاریخ بغداد ص۴ ج۲ تا ص۳۴ ج۲ ۔ الانساب للسمعانی ص۶۲ ج۱ تقیید المہمل للغسانی ص۵ تا ص۲۵ اللباب ص۱۲۵ ج۱ تہذیب الاسماء و اللغات از ص۶۷ ج۱ تا ص۷۶ ج۱ وفیات الاعیان ص۱۸۸ ج۴ تا ص۱۹۱ ج۴ تہذیب الکمال ص۱۱۶۸ ج۳ تا ص۱۱۷۳ ج۳ تہذیب التہذیب ص۱۸۵ ج۳ جامع الاصول ص۱۸۶ ج۱ ۔ العبر ص۱۲ ج۲ و ص۱۳ ج۲ تذکرۃ الحفاظ ص۵۵۵ ج۲ تا ص۵۵۷ ج۲ الوافی بالوفیات ص۲۰۶ ج۲ تا ص۲۰۹ ج۲ ۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص۲۱۲ ج۲ ص۲۴۱ ج۲ البدایۃ والنہایۃ از ص۲۴ ج۱۱ تا ص۲۶ ج۱۱ ۔ تہذیب التہذیب ص۴۷ ج۹ تا ص۵۵ ج۹ مقدمۃ فتح الباری از ص۴۷۷ تا ص۴۹۳ النجوم الزاہرۃ ص۲۵ ج۳ تا ص۲۶ ج۳ طبقات الحفاظ ص۲۴۸ و ص۲۴۹ ۔ خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال للخزرجی ص۳۲۷ طبقات المفسرین ص۱۰۰ ج۲ مرآۃ الجنان ص۱۶۷ ج۲ مفتاح السعادۃ ص۱۳۰ ج۲ شذرات الذہب ص۱۳۴ ج۲ تا ص۱۳۶ ج۲ و بستان المحدثین از شاہ عبد العزیز و سیر اعلام النبلاء از ص۳۹۱ ج۱۲ تا ص۴۷۵ ج۱۲

نقل کی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کے والد بھی محدث تھے[1] اور بقول حافظ ابن حجرؒ صالحین میں سے تھے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ نے مقدمہ فتح الباری میں نقل کیا ہے کہ احمد بن حفص فرماتے ہیں کہ میں مرض الموت میں بخاریؒ کے والد اسماعیل کی عیادت کے لیے گیا تو اثناء کلام میں انہوں نے فرمایا کہ میرے مال میں الحمدللہ ایک درہم بھی حرام کا نہیں ہے حالانکہ وہ بہت مالدار آدمی تھا[2] چنانچہ اس ورع اور تقویٰ کا کامل پرتو خود امام بخاریؒ کی زندگی میں بھی موجود تھا جس کی تفصیل آئندہ اوراق میں آئے گی۔

بچپن ہی میں والد کا انتقال ہو گیا۔ بعض حضرات نے نقل کیا ہے کہ بچپن میں ان کی نظر ختم ہو گئی تھی اور بالکل نابینا ہو گئے تھے ایک رات ان کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا کہ تیرے بہت زیادہ رونے اور دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی بینائی واپس لوٹا دی ہے

چنانچہ صبح جب اٹھ کر دیکھا تو بچہ بالکل صحیح تھا۔[3] بچپن میں والد کے انتقال کے بعد آپ اپنی والدہ اور بھائی احمد کی پرورش میں رہے چنانچہ بچپن ہی میں والدہ اور بھائی کے ساتھ حج کے لیے مکہ مکرمہ گئے حج کی ادائیگی کے بعد والدہ اور بھائی تو بخارا واپس ہوئے اور آپ کچھ عرصہ مکہ مکرمہ میں طلبِ علم کے لیے مقیم رہے[4]

بچپن ہی میں آپ کو علم حدیث کا شوق تھا چنانچہ امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں محمد بن حاتم سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام بخاریؒ سے پوچھا کہ آپ کی طلبِ علم کی ابتدا کس طرح ہوئی فرمایا کہ میں مکتب میں تھا کہ مجھے حدیث کے حفظ کرنے کا شوق شروع ہوا اور میں نے احادیث کو حفظ کرنا شروع کیا میں نے پوچھا اس وقت آپ کی عمر کیا تھی فرمایا کہ دس سال پھر جب میں مکتب سے فارغ ہوا تو مشہور محدث داخلی کے درس میں جانا شروع کیا اسی دوران وہ مشہور واقعہ پیش آیا، جس کا ذکر اکثر محدثین نے امام بخاریؒ کے حالات میں کیا ہے کہ ایک دن وہ اپنے تلامذہ کے سامنے ایک حدیث کی سند پڑھ رہے تھے کہ سفیان عن ابی الزبیر عن ابراہیم امام بخاریؒ نے کہا کہ ابو الزبیر ابراہیم سے نقل نہیں کرتے ہیں فرمایا کہ میں چونکہ بچہ تھا اس لیے داخلی نے میری بات پر توجہ نہیں دی اور مجھے ڈانٹا میں نے کہا کہ آپ اپنی اصل کتاب کی طرف رجوع کر لیں چنانچہ وہ گھر چلے گئے جب واپس تشریف لائے تو مجھ سے پوچھا کہ صحیح سند کیا ہے میں نے کہا کہ یہ

---

[1] ملاحظہ ہو تاریخ کبیر للبخاری ص۳۴۲ و ص۳۴۳ ج۱ وکتاب الثقات لابن حبان ج۸ ص۹۸ وسیر اعلام النبلاء ص۳۹۲ ج۱۲ وتہذیب التہذیب ص۲۷۴ و ص۲۷۵ ج۱ ومقدمہ فتح الباری ص۴۷۷

[2] مقدمہ فتح الباری ص۴۷۹

[3] سیر اعلام النبلاء ص۳۹۳ ج۱۲ و مقدمہ ص۴۷۸

[4] مقدمہ فتح الباری ص۴۷۷

زبیر بن عدی ہے جو ابراہیم سے نقل کرتے ہیں چنانچہ انہوں نے قلم لے کر اپنی کتاب کی تصحیح کی پھر مجھ سے فرمایا کہ تو نے صحیح کہا، امام بخاریؒ نے جب مجلس میں یہ واقعہ بیان کیا تو کسی نے پوچھا کہ اس وقت آپ کی عمر کیا تھی فرمایا کہ گیارہ سال[1] اس کے بعد فرمایا کہ جب میری عمر سولہ سال ہوئی تو میں نے عبداللہؒ بن مبارک اور وکیع کی کتابیں حفظ کر لی تھیں اس طرح اس عمر میں فقہا کی کچھ کتابیں بھی حفظ کی تھیں۔ سولہ سال ہی کی عمر میں آپ کا پہلا سفر حج شروع ہوا تھا جس میں آپ کی والدہ اور بڑے بھائی تو واپس ہوتے اور آپ کچھ عرصہ کے لیے طلب علم کے واسطے مکہ ہی میں ٹھہرے رہے[2] چنانچہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طلب حدیث کے لیے یہ پہلا سفر جو آپ نے کیا یہ ۲۱۰ھ میں تھا[3]

مکہ سے واپس آنے کے بعد مشہور محدث عبدالرزاق بن ہمام کے پاس صنعاء یعنی یمن جانے کا ارادہ کیا لیکن عبدالرزاق کے موت کی اطلاع ملی اس لیے آپ نے سفر کا ارادہ ملتوی کیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اطلاع غلط تھی اور عبدالرزاق زندہ ہے لیکن زادراہ نہ ہونے کی وجہ سے آپ نے دوبارہ سفر نہیں کیا بلکہ ان کی احادیث ان کے شاگردوں سے سنیں[4]

تحصیل علم حدیث :-

جیسے کہ بچپن کے حالات کے ضمن میں معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ نے بچپن ہی میں طلب حدیث کا سلسلہ شروع کیا تھا اور مکتب سے فارغ ہونے کے بعد اپنے شہر کے مشہور محدث داخلی کے درس میں جانا شروع کیا تھا اور بچپن ہی میں اس علم میں اتنی بصیرت حاصل ہوئی تھی کہ اپنے وقت کے ایک بڑے محدث کی ایک غلطی کی اصلاح کی تھی اس کے بعد تقریباً سولہ سال کی عمر میں حجاز کا سفر اختیار کیا اور ارکان حج کے بعد وہیں پر علم حدیث کی تحصیل کے لئے رک گئے تھے۔ امام ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں لکھا ہے کہ سفر سے پہلے اپنے شہر میں محدث داخلیؒ کے علاوہ عبداللہ بن محمد عبداللہ بن جعفر بن الیمان الجعفی المسندی اور محمد بن سلام البیکندی اور بہت سارے محدثین سے حدیث کا سماع کر چکے تھے اس کے بعد پھر سفر اختیار کیا۔ چنانچہ بلخ میں مکی بن ابراہیم، مرو میں عبدان بن عثمان۔ علی بن الحسن بن شقیق صدقۃ بن الفضل وغیرہم سے احادیث کا سماع کیا۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء ص ۳۹۳ ج ۱۲ و مقدمہ ص ۴۷۸

[2] سیر ص ۳۹۳ ج ۱۲ و مقدمہ ص ۴۷۷

[3] مقدمہ ص ۴۷۸

[4] مقدمہ ص ۴۷۸

نیشاپور میں یحییٰ بن یحییٰ رحمۃ میں ابراھیم بن موسیٰ بغداد میں ۲۱۰ھ کے آخیر میں محمد بن عیسیٰ ابن الطباع، شریح بن النعمان، محمد بن سابق اور عفان سے اس علم کو حاصل کیا بصرہ میں عاصم بن النبیل انصاری۔ عبد الرحمٰن بن حماد الشعیثی۔ محمد بن عرعرۃ حجاج بن منہال۔ بدل بن المحبّر۔ عبد اللہ بن رجاء سے استفادہ کیا۔

کوفہ میں عبید اللہ بن موسیٰ۔ ابونعیم۔ خالد بن مخلد۔ طلق بن غنام۔ خالد بن یزید المقریؒ و غیرہم سے استفادہ حاصل کیا۔

مکہ مکرمہ میں ابو عبد الرحمٰن المقریؒ۔ خلاد بن یحییٰ۔ حسان بن حسان البصری ابو الولید احمد بن محمد الازرقی حمیدی۔ مدینۃ المنورۃ میں عبد العزیز الاویسی ایوب بن سلیمان بن بلال۔ اسماعیل بن ابی اویس۔ مصر میں سعید بن ابی مریم۔ احمد بن اشکاب عبد اللہ بن یوسف اصبغ وغیرہم کے دروس میں شرکت کی۔

شام میں ابو الیمان۔ آدم بن ابی ایاس۔ علی بن عیاش۔ بشر بن شعیب سے اور ابو المغیرۃ عبد القدوس۔ احمد بن خالد الوھبی۔ محمد بن یوسف الفریابی۔ ابو مسہر وغیرہم سے احادیث کا سماع کیا[۱]

حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے مقدمہ فتح الباری میں خود امام بخاریؒ کا قول نقل کیا ہے کہ میں علم حدیث کے حصول کے لیے شام مصر اور الجزیرۃ دو مرتبہ گیا تھا بصرہ کا سفر چار مرتبہ کیا اور حجاز میں چھ سال تک قیام کیا اور بغداد کو فہ (جو علم حدیث کے عظیم مراکز میں سے تھے) کا سفر اتنی مرتبہ کیا ہے کہ مجھے یاد بھی نہیں[۲]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام بخاریؒ نے اس علم کے حاصل کرنے کے تقریباً پورے اسلامی دنیا کا سفر کیا تھا بلکہ ایک شہر میں بار بار حاضر ہوئے تھے اور ان کے وقت میں علم حدیث کے جتنے مراکز تھے ان سب کا پورا ذخیرہ گویا ان کو مستحضر تھا اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ انہوں نے صرف اپنے زمانے کے بڑے بڑے شیوخ سے علم حاصل کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے معاصرین و تلامذہ کے پاس اگر کوئی نادر روایت ہوتی تو ان سے بھی لینے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے اور بقول وکیعؒ کمال حاصل کرنے کے لیے یہ ضروری بھی ہے چنانچہ وکیعؒ اور امام بخاریؒ دونوں سے منقول ہے کہ آدمی اس وقت تک کامل محدث نہیں بن سکتا ہے جب تک کہ اپنے سے بڑے اور اپنے جیسے بلکہ خود سے کم تر و کم عمر لوگوں سے بھی اس علم کو حاصل نہ کرے[۳] چنانچہ امام ذہبیؒ اور حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے امام بخاریؒ کے اساتذہ کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے

---

[۱] سیر اعلام النبلاء ص ۳۹۴ ج ۱۲ تا ص ۳۹۵ ج ۱۲

[۲] مقدمہ ص ۴۷۸

[۳] مقدمہ ص ۴۷۹

(۱) پہلا طبقہ وہ ہے کہ جنہوں نے تابعین سے حدیثیں نقل کی ہیں جیسے محمد بن عبداللہ الانصاری، ابوعاصم النبیل، عبیداللہ بن موسیٰ، ابونعیم۔ خلاد بن یحییٰ، علی بن عیاش، عصام بن خالد یہ تمام حضرات تابعین کے شاگرد ہیں اور ان سے حدیثیں نقل کرتے ہیں ؏۱

(۲) امام بخاریؒ کے شیوخ کا دوسرا طبقہ وہ ہے کہ جو پہلے طبقے کا ہم عصر تھا لیکن ثقہ اور قابلِ اعتماد تابعین سے ان کا سماع یعنی احادیث سننا ثابت نہیں ہے جیسے آدم بن ایاس، ابومسہر، سعید بن ابی مریم۔ ایوب بن سلیمان بن بلال وغیرہم ؏۲

(۳) آپ کے اساتذہ کا تیسرا طبقہ وہ ہے کہ جن کی ملاقات تابعین سے نہیں ہوئی اور کبار تبع تابعین سے یہ لوگ روایات نقل کرتے ہیں یہ آپ کے اساتذہ کا درمیانہ طبقہ ہے جیسے سلیمان حرب، قتیبہ بن سعید، نعیم بن حماد۔ علی بن المدینی، یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابوبکر بن ابی شیبۃ، عثمان بن ابی شیبۃ اور اس طبقے کے دوسرے محدثین امام مسلمؒ اس طبقے سے احادیث نقل کرنے میں آپ کے ساتھ شریک رہے تھے ؏۳

(۴) چوتھا طبقہ وہ ہے کہ جو آپ کے رفقاء اور ساتھی یعنی ہم عصر تھے لیکن ان لوگوں نے طلب حدیث آپ سے پہلے شروع کیا تھا جیسے محمد بن یحییٰ الذھلی، ابوحاتم الرازی، محمد بن عبدالرحیم صاعقۃ، محمد بن حمید، احمد بن النضر وغیرہم ان لوگوں سے عام طور پر امام بخاریؒ وہ روایات نقل کرتے ہیں جو امام بخاریؒ ان کے اساتذہ سے خود نہیں سن سکے تھے یا جو روایات بڑے شیوخ کے پاس موجود نہ ہوں ؏۴

(۵) پانچواں طبقہ وہ ہے کہ جو آپ کے تلامذہ اور شاگردوں کے زمرے میں تھے بعض فوائد کے لیے آپ نے اس طبقے کے لوگوں سے بھی کچھ روایات سنی تھیں جیسے عبداللہ بن حماد الآملی، عبداللہ بن ابی العاص الخوارزمی، حسین بن محمد القبانی وغیرہم اس طبقے سے آپ نے بہت تھوڑی سی روایات لی ہیں اور در حقیقت وکیع کے اور اپنے اس مذکورہ بالا قول پر عمل کرنا مقصود تھا ؏۵

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ آپ کے اساتذہ میں ہر طبقے کے لوگ موجود ہیں اور اپنے وقت کا پورا ذخیرہ احادیث

؏۱ سیر اعلام النبلاء ص۳۹۵ ج ۱۲ و مقدمہ ص۴۷۹

؏۲ سیر ص۳۹۶ ج ۱۲ و مقدمہ ص۴۷۹

؏۳ ایضاً

؏۴ ایضاً

؏۵ مقدمہ ص۴۷۹

امام بخاریؒ کے پاس جمع ہو چکا تھا، آپ کے اساتذہ کی تعداد ایک ہزار اسی ۱۰۸۰ تھی ؏۱

امام بخاری بحیثیت محدّث :۔

امام بخاریؒ محدّث کی حیثیت سے با جماع محدّثین ایک ایسے اعلیٰ مقام پر فائز ہے جس کے متعلق کچھ کہنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے ڈاکٹر مصطفےٰ السباعی نے اپنی کتاب میں امام بخاریؒ کے متعلق لکھا ہے وہ علی الاطلاق محدثین کے امام ہیں اور اپنے زمانے کے حفّاظِ حدیث کے شیخ ہیں ؏۲ ان کی اس حیثیت کو ان کے زمانے کے اور بعد میں آنے والے سب محدثین نے تسلیم کیا ہے چنانچہ مشہور محدث عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی کا قول ہے کہ میں نے حرمین شریفین حجاز، شام اور عراق کے سب علماء محدثین کو دیکھا میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے زیادہ جامع کسی کو نہیں دیکھا امام ابوحاتم رازی فرماتے ہیں کہ خراسان کی سرزمین سے محمد بن اسماعیل بخاری سے بڑا حافظ کوئی پیدا نہیں ہوا حسین بن محمد بن عبید العجلی فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری اور مسلم بن الحجاج جیسا حافظ نہیں دیکھا لیکن مسلم بخاریؒ کے مرتبے کے نہیں تھے۔

امام دارمیؒ سے ایک حدیث کے متعلق پوچھا گیا جس کو امام بخاری نے صحیح کہا تھا تو دارمیؒ نے فرمایا کہ بخاری مجھ سے حدیث کے معاملے میں زیادہ بصیرت رکھتے ہیں وہ مجھ سے زیادہ ہوشیار اور اللہ کی کتاب اور سنت نبویؐ کو سمجھنے والے تھے ؏۳

بعض حضرات سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ امام بخاری کو بحیثیت محدّث امام احمد بن حنبل وغیرہ پر ترجیح دیتے تھے چنانچہ ایک محدّث ابومصعب احمد بن ابی بکر الزہری کا قول ہے کہ ہمارے نزدیک محمد بن اسماعیل علم حدیث کی بصیرت میں امام احمد سے بھی آگے ہے۔ یہ سن کر ایک آدمی نے کہا کہ آپ حد سے تجاوز کر رہے ہیں ابومصعب نے کہا اگر تو امام مالک کو دیکھ چکا ہوتا تو تو خود بھی اسکی گواہی دیتا کہ امام مالک و امام بخاری علم فقہ و حدیث میں مساوی ہیں ؏۴

امام بخاریؒ کے عظیم محدث ہونے کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ امام ترمذیؒ امام مسلم اور امام نسائی جیسے بڑے بڑے محدثین آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں بلکہ خود آپؒ کے اساتذہ بھی آپ سے نسبت تلمذ پر فخر کیا کرتے تھے

؏۱ سیر ص۳۹۵ ج ۲ و مقدمہ عمدۃ القاری ص۲۲ ج ۱

؏۲ کتاب السنۃ و مکانتہا فی التشریع الاسلامی ص۴۳۵

؏۳ مقدمہ فتح الباری ص۴۸۴

؏۴ مقدمہ ص۴۸۲

امام بخاریؒ کی قوت حافظہ

کسی شخص کے حافظے کا قوی ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے محدثین کرام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس نعمت سے خوب نوازا تھا، امام بخاریؒ چونکہ محدثین کے امام تھے اس لیے اللہ نے اس نعمت کا وافر حصہ ان کو عنایت کیا تھا تاریخ وتراجم کی متعدد کتابوں میں یہ واقعہ مذکور ہے جو امام بخاریؒ کے قوت حافظہ پر دلالت کرتا ہے ابن عدیؒ نے اس کو متعدد مشائخ سے نقل کیا ہے :- کہ ایک مرتبہ امام بخاریؒ بغداد تشریف لائے جب وہاں کے محدثین کو علم ہوا تو امام بخاریؒ کے امتحان کے لیے سو احادیث منتخب کیں جن کے متون و اسانید کو تبدیل کیا اور دس دس احادیث ایک ایک آدمی کے حوالے کیں تاکہ سوال کرنے والے کئی آدمی ہوں جس سے سازش کا اندازہ نہ ہوسکے۔ جب امام بخاریؒ مجلس درس میں بیٹھ گئے تو ان میں سے ایک آدمی اٹھا اور ایک متن کے ساتھ دوسری حدیث کی سند کو ملا کر پوچھا کہ اس حدیث کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے امام بخاریؒ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا اس طرح دس روایتوں کے متعلق سوال کیا اور پھر باقی نو آدمیوں نے بھی علی الترتیب اسطرح سوالات کئے آپ ہر دفعہ لااعرف سے جواب دیتے سمجھدار لوگ تو سمجھ گئے کہ بخاریؒ کو اندازہ ہوگیا اور حقیقت حال سمجھ گئے ہیں البتہ ناواقف لوگ یہ خیال کرنے لگے کہ شاید امام بخاریؒ کو ان احادیث کے متعلق کچھ بھی معلوم نہیں ہے جب لوگ سوال کرنے سے فارغ ہو گئے تو آپ پہلے نمبر پر سوال کرنے والے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تو نے پہلی حدیث کے متعلق جو پوچھا تھا تو اصل حدیث یہ ہے اور اس کی سند یہ ہے دوسری سند کا اصل متن یہ ہے اسی طرح سوالوں کی ترتیب کے مطابق اس کے جوابات دیئے اور پھر دوسرے کے سوالوں کی ترتیب کے مطابق اس کے جوابات دیئے یہاں تک کہ سب کے سوالوں کی ترتیب کے مطابق ان کے سوالوں کے جوابات عنایت فرمائے، اہل مجلس اس غضب کا حافظہ دیکھ کر دنگ رہ گئے، حافظ ابن حجرؒ عسقلانی فرماتے کہ مجھے صحیح جوابات دینے پر اتنا تعجب نہیں کیونکہ بخاریؒ حفاظ حدیث میں سے تھے بلکہ تعجب اس پر ہے کہ ان کے غلط سوالوں کو بھی یاد رکھا اور اسی ترتیب سے اس کے جوابات دیئے جبکہ سوالات کرنے والوں نے صرف ایک دفعہ اپنے سوالات دہرائے تھے[۱] امام ابوبکر الکلوذانی سے منقول ہے کہ امام بخاریؒ جب ایک دفعہ کسی کتاب کو دیکھ لیتے تو پھر اس کتاب کی سب

---

۱ تاریخ بغداد ص۲۰ ج۲ وفیات الاعیان ص۱۹۰ ج۴ تہذیب الکمال ص۱۶۸ وطبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص۲۱۸ ج۲ سیر اعلام النبلاء ص۴۰۸ ج۱۲ ومقدمہ الفتح ص۴۸۶ وص۴۸۷

احادیث ان کو یاد ہو جاتی تھیں ؏١

امام بخاری سے منقول ہے کہ مجھے ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث یاد ہیں ؏٢

ایک اور روایت میں ان سے منقول ہے کہ میں نے ایک رات غور کرنا شروع کیا کہ میری کتابوں میں کتنی احادیث ہیں تو اندازہ ہوا کہ تقریباً دو لاکھ احادیث میری تصانیف میں موجود ہیں ؏٣

ایک قول ان سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ میں ایک مجلس میں صرف نماز کے متعلق دس ہزار احادیث سنا سکتا ہوں ؏٤

ایک مرتبہ امام بخاری بصرہ تشریف لائے جب جامع مسجد میں نماز پڑھ چکے تو اہل بصرہ نے مجلس حدیث قائم کرنے کی درخواست کی، آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں شہر والوں کی وہ حدیثیں سناؤں گا جو تمہارے پاس موجود نہیں ہوں گی، پھر احادیث سنانی شروع کیں اور ہر حدیث کی سند پڑھ کر وضاحت کرتے کہ تمہارے پاس یہ حدیث فلاں راوی سے ہے اور میں تمہارے شہر کے فلاں سے اس کو نقل کرتا ہوں ؏٥

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بلخ گیا وہاں کے محدثین نے مجھ سے حدیث کی املاء کی خواہش کی میں نے اپنے ایک ہزار اساتذہ سے ایک ہزار حدیثیں ان کو املاء کرائیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے مقدمہ فتح الباری میں نقل کیا ہے کہ بخاریؒ کے ایک قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو قریباً دو کروڑ احادیث یاد تھیں ؏٦

حاشد بن اسماعیل سے منقول ہے کہ زمانہ طالب علمی میں جب ہم شیوخ کی مجلس میں حاضر ہوتے تو باقی لوگ تو ان کی احادیث کو لکھا کرتے تھے لیکن امام بخاری صرف روایات سننے پر اکتفا کرتے تھے لکھتے نہیں تھے جب ساتھیوں نے ملامت کرنا شروع کیا کہ تم بے کار اپنا وقت ضائع کرتے ہو تو تنگ آکر فرمایا کہ تم لوگوں نے جو حدیثیں لکھی ہیں وہ کتنی ہیں جب تعداد بتائی گئی تو آپ نے ان سب کو اپنے حفظ سے پڑھنا شروع کیا اور سب سنا دیں یہاں تک کہ ساتھیوں نے اپنی کتابوں کی تصحیح آپؒ کے حافظے سے کی ؏٧

؏١ مقدمہ ص٤٨٦ و سیر اعلام ص٤١٦ ج ٣

؏٢ طبقات الحنابلة ص٢٧٥ ج١ و تاریخ بغداد ص٢٥ ج٢ و تہذیب الاسماء و اللغات ص٦٨ ج١ و تہذیب الکمال ص١١٦٧ و طبقات الشافعیة ص٢١٨ ج٢ و مقدمۃ الفتح ص٤٨٨

؏٣ سیر اعلام ص٤١٣

؏٤ ایضاً ص٤١٢

؏٥ تاریخ بغداد ص١٦ ج٢ و سیر ص٣٠٩ ج١٢

؏٦ مقدمہ ص٤٨٧

؏٧ مقدمہ ص٤٨٦

انسائیکلو پیڈیا کے مصنفین نے بھی امام بخاری کے کمال حفظ کے متعلق لکھا ہے کہ امام بخاریؒ کا حافظہ و استحضار اس غضب کا تھا کہ معاصرین آئمہ تک کو وہ ایک کرامت نظر آتا تھا۔[1]

امام بخاریؒ کا زہد و تقویٰ

امام بخاریؒ کے زہد و تقویٰ کے متعلق محدثین نے تاریخ و تراجم کی کتابوں میں بہت تفصیل سے واقعات نقل کئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ علم جب صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حاصل کیا جاتے تو وہ خود زہد و تقویٰ کے لیے باعث اور سبب ہوا کرتا ہے۔ امام بخاریؒ کے متعلق ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ ان کے والد نے مرض موت میں ارشاد فرمایا کہ میرے مال میں ایک درہم بھی حرام کا نہیں ہے[2] ظاہر ہے کہ جب حلال وطیب مال سے ان کی تربیت ہوئی تھی تو ان کے زہد و تقویٰ کا ٹھکانہ کیا ہوگا پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ ان کا تعلق بچپن سے احادیث کے ساتھ رہا تھا۔

مقسم بن سعد سے منقول ہے کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوتا تھا تو آپ کے شاگرد اور متعلقین آپ کے پاس جمع ہو جاتے تھے آپ تراویح کی نماز اس طرح پڑھاتے کہ ہر رکعت میں بیسؔ آیت پڑھا کرتے تھے اسی طرح پورا قرآن رمضان المبارک میں ختم کیا کرتے تھے۔ تہجد کے وقت نصف یا تہائی قرآن پڑھا کرتے تھے۔ ہر تین رات میں ختم کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ہر ختم پر ایک دعا قبول ہوا کرتی ہے۔ یہ بھی منقول ہے کہ صحیح بخاری لکھتے وقت ہر حدیث لکھنے کے لیے دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔

ابن حجر وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ آپ کو تیر اندازی کا شوق تھا چنانچہ ایک دفعہ فربر کے شہر سے باہر تیر اندازی کرنے کے لیے نکلے۔ تیر اندازی شروع کی تو ایک تیر نہر پر واقع ایک پل کے کیل پر لگا جس سے اس پل کو کچھ معمولی نقصان پہنچا آپ اپنی سواری سے اُترے اور تیر اپنے ہاتھ سے نکالا واپس ہوئے اور ابو جعفر نامی اپنے ایک شاگرد کو پل کے مالک کے پاس بھیجا کہ یا تو وہ نقصان کا معاوضہ لے یا خود ہمیں پل کی مرمت کی اجازت دے۔ اتفاق سے پل کا مالک حمید بن الاخضر آپ کا معتقد تھا اس نے عرض کیا میری طرف سے آپ معاف ہیں بلکہ میرا پورا مال آپ پر فدا اور قربان ہے ابو جعفر فرماتے ہیں کہ جب میں نے واپس آکر آپ کو اطلاع دی تو آپ بہت خوش ہوتے اور خوشی میں طلبہ کو اس دن پانچ سو حدیثیں املا کرائیں اور تین سو درہم صدقہ کیے۔[3]

---

[1] انسائیکلو پیڈیا آف اسلام ص۷۵۵ ج ۴

[2] مقدمہ ص۴۷۹

[3] مقدمہ ص۴۸۰

اپنے ایک شاگرد ابومعشر الضریر سے ایک دفعہ معافی مانگنے لگے وہ گھبرا کر پوچھنے لگے کہ کیا بات ہوئی فرمایا کہ ایک دن میں نے ایک حدیث بیان کی تو تم خوشی سے جھومنے لگ گئے۔ اور اس حال میں تم اپنے ہاتھ اور سر ہلانے لگے تمہاری یہ حالت دیکھ کر میں تم پر ہنسا تھا انہوں نے فرمایا اللہ آپ پر رحم فرماتے میں معاف کر چکا ہوں ع۱

مقدمہ فتح الباری اور متعدد کتابوں میں یہ واقعہ بھی منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کچھ سامان فروخت کر رہے تھے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے اور پانچ ہزار نفع کی پیشکش کی آپ نے فرمایا کہ میں سوچ کر صبح بتاؤں گا کل پھر کچھ اور لوگ آئے اور دس ہزار نفع کی پیشکش کی لیکن آپ نے فرمایا کہ میں رات کو پہلی جماعت کو فروخت کرنے کی نیت اور ارادہ کر چکا ہوں اب پانچ ہزار کے لیے اپنی نیت کو نہیں بدل سکتا ع۲

امام کرمانی کہتے ہیں کہ امام صاحب کو اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی دولت عطاء فرمائی تھی انہوں نے اپنے والد سے ترکہ میں بہت سا مال پایا تھا اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے رہتے تھے اور بسا اوقات آپ کو دو یا تین بادام پر ایک دن گزارنا پڑا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ کان قلیل الاکل جداً مفرداً فی الجود وکان یقنع کل یوم بلوزتین او ثلاث ع۳

امام صاحب موصوف نے کسی امیر یا بادشاہ کی فیاضی سے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا حالانکہ بارہا اس کے مواقع آئے ان کے شاگرد امام صاحب کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ جس وقت آدم بن ایاس کی خدمت میں حاضر ہوا تو خرچ کے آنے میں بڑی تاخیر ہوئی یہاں تک کہ مجھ کو گھاس کھا کر دو دن گزارنے پڑے تیسرے دن ایک صاحب نے آکر مجھے دینار کی تھیلی پیش کی جن کو میں پہچانتا بھی نہ تھا اس طرح ان کے ایک اور شاگرد کا امام صاحب کے واسطے سے بیان ہے کہ جس وقت مجھے غیبت کی حرمت معلوم ہوئی اس وقت سے میں نے کسی کی غیبت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ سے مجھے امید ہے کہ وہ اس بارے میں میرا محاسبہ نہیں فرمائے گا ع۴

امام صاحب ایک مرتبہ بیمار ہوئے ان کا قارورہ حبیب اطباء کو دکھایا گیا انہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سالن استعمال نہیں کرتے امام صاحب سے جب یہ پوچھا گیا تو آپ نے تصدیق کی فرمایا کہ میں نے چالیس سال سے سالن استعمال نہیں کیا ہے جب علاج پوچھا گیا تو سالن کا استعمال بتایا گیا پھر بھی آپ انکار فرماتے رہے لیکن پھر اہل علم و محدثین

ع۱ مقدمہ ص۴۸۰

ع۲ ایضاً

ع۳ فیما یجب حفظہ للناظر ص۲ سیر ص۴۵۰ ج ۱۲

ع۴ سیر اعلام النبلاء ص۴۳۹ ج ۱۲

کی الحاح سے اس پر راضی ہوئے ؎۱

آپ کے عبادات میں استغراق کا یہ واقعہ متعدد کتابوں میں نقل کیا گیا ہے کہ ایک بار ظہر کی نماز سے فراغت کے بعد نفل میں مشغول تھے فارغ ہونے کے بعد اپنی قمیص کا دامن اٹھاکر اپنے بعض ساتھیوں سے فرمایا کہ دیکھو قمیص کے اندر کچھ ہے تو نہیں انہوں نے دیکھا تو بھڑ نکلی جس کے ڈنک سے سترہ نشانات تھے اور جسم کا وہ حصہ متورم ہوگیا تھا ایک صاحب نے عرض کیا کہ آپ نے نماز کیوں نہیں توڑ دی فرمایا کہ میں ایسی سورت پڑھ رہا تھا کہ دل چاہتا تھا کہ اس کو ختم کروں ؎۲

امام بخاری معاصرین کی نظر میں

حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے فرمایا کہ امام صاحب کی مدح و توصیف میں اگر متاخرین کے اقوال نقل کئے جائیں تو کاغذ اور روشنائی ختم ہوجائے گی لیکن آپ کی مداح ختم نہ ہوگی خذ الله۔ بحرٌ لا ساحل له گویا سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کیلیے اس لیے ہم صرف ان کے شیوخ و معاصرین کے چند اقوال پر اکتفا کرتے ہیں

ان کے شیوخ و معاصرین سب ان کے کمالات کے معترف تھے ایک مرتبہ عمرو بن زرارہ اور محمد بن رافع امام بخاریؒ سے علل حدیث کے متعلق مختلف سوالات کے جوابات حاصل کرنے کے بعد جب رخصت ہونے لگے تو حاضرین مجلس سے مخاطب ہوکر کہا کہ ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری ہم سب سے بڑے عالم اور بصیرت والے ہیں امام کے استاذ اور مشہور محدث اسحاق بن راہویہ سے منقول ہے کہ بخاریؒ علم حدیث میں مجھ سے زیادہ بصیرت رکھتے ہیں۔ حالانکہ اسحاق بن راہویہ جس وقت یہ بات ارشاد فرمارہے تھے اس وقت امام بخاریؒ کا سبزہ آغاز تھا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اسانید و علل کے علم میں میں نے امام بخاریؒ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ کے شاگرد اور مشہور محدث نے آپ کی خدمت میں یہ شہادت دی ہے کہ اشهد انه ليس في الدنيا مثلك یعنی میں نے آپ کے مثل دنیا میں کسی کو نہیں دیکھا

ابن خزیمہ فرماتے ہیں کہ اس آسمان کے نیچے میں نے امام بخاری سے بڑھ کر کسی کو عالم حدیث نہیں دیکھا ؎۳

قتیبہ بن سعید فرماتے ہیں کہ میرے پاس مشرق و مغرب سے لوگ علم حدیث حاصل کرنے کے لئے سفر کرکے آتے ہیں لیکن ان میں میں نے ———

؎۱ مقدمہ فتح الباری ص۴۸۱

؎۲ مقدمہ قسطلانی ص۳۱ و مقدمہ لامع الدراری ص۸ و مقدمہ فتح ص۴۸۰ و سیر اعلام ص۴۴۱ و تاریخ بغداد ص۱۲ ج ۲ و تہذیب الکمال ص۱۱۶۷ و طبقات الحنابلۃ ص۲۷۱ ج ۱

؎۳ مقدمہ فتح الباری و تہذیب الاسماء واللغات للنوویؒ ص۷ ج ۱

محمد بن اسماعیل بخاری جیسا کسی کو نہیں دیکھا ع۱ے

محمد بن بشار کا قول ہے کہ دنیا میں حفاظ حدیث چار ہیں۔ ابوزرعۃ الرازی، امام دارمیؒ، محمد بن اسماعیل البخاری مسلم بن الحجاج ع۲ے

امام ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں علماء حرم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ محمد بن اسماعیل امامنا وفقیہنا وفقیہ خراسان ع۳ے

اس قسم کے اقوال بہت زیادہ ہیں آخر میں ہم محمد بن بشار کے اس قول پر اختتام کرتے ہیں، بخاریؒ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ھذا افقہ خلق اللہ فی زماننا ع۴ے

امام بخاریؒ کی ابتلاء و آزمائش

حدیث میں ہے کہ اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الامثل فالامثل ع۵ے یعنی ابتلاء و آزمائش اور تکالیف و امتحانات سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام کو پیش آتے ہیں پھر جو شخص ان کے جتنا قریب ہو اس کو بھی ابتلاء و آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔

چنانچہ اسی کے مطابق امام موصوف کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے بڑے بڑے امتحانات میں ڈالا۔ امام صاحب جب سنہ ۲۵۰ھ میں نیشاپور تشریف لائے تو محمد بن یحییٰ ذہلی (جو آپ کے شیوخ میں سے ہیں) نے لوگوں سے کہا کہ بخاری کی خدمت میں جاکر ان سے حدیثیں سنو۔ ان کے کہنے پر لوگ اس کثرت سے امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ خود محمد بن یحییٰ ذہلی کی مجلس درس ماند پڑ گئی اور پھر یہ کہ امام صاحب جس شان سے نیشاپور میں داخل ہوئے تھے اس کی تصویر امام مسلمؒ نے ان الفاظ میں کھینچی ہے کہ اہل نیشاپور نے اس سے پہلے کسی والی یا کسی عالم کا ایسا استقبال نہیں کیا تھا اس کے استقبال کے لئے نیشاپور سے دو تین منزل باہر نکل آئے تھے۔ امام بخاری نیشاپور پہنچ کر طلباء حدیث کے اصرار پر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے امام ذہلیؒ نے اعلان کر دیا تھا کہ کسی اختلافی مسئلہ میں بخاریؒ

ع۱ے ایضاً ص۴۲۱ ج ۱۲ و تہذیب الکمال ص۱۱۶۸ و مقدمۃ الفتح ص۴۸۴

ع۲ے سیر ص۴۲۳ ج ۱۲

ع۳ے ص۴۲۵ ج ۱۳

ع۴ے ایضاً ص۴۲۹ ج ۱۲

ع۵ے سنن ترمذی ابواب الزھد باب نمبر ۵۷ سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب ع۲۳ ۔ سنن دارمی کتاب الرقاق ص۶۷ مسند احمد ص۱۷۲ ج ۱ ص۱۸۰ ج ۱ و ص۱۸۵ ج ۱

سے گفتگو نہ کی جائے مبادا کہیں ان کا جواب ہمارے خلاف ہوا تو خراسان کے لوگ ہمارا مذاق اڑائیں گے لیکن امام صاحب کے آنے کے دو ہی چار دن کے بعد جب آپ کے اشتیاق میں مکانوں اور چھتوں پر لوگوں کا ہجوم تھا کہ ایک شخص نے قرآن کے الفاظ کے متعلق بار بار سوال کیا اس لیے مجبوراً امام صاحب کو اس کا جواب دینا پڑا۔ آپ نے فرمایا القرآن کلام اللہ غیر مخلوق الفاظنا من افعالنا وافعالنا مخلوقۃ والامتحان عنہ بدعۃ، کہ قرآن کلام الٰہی غیر مخلوق ہے، الفاظ ہماری زبان کا فعل ہے اور ہمارے تمام افعال مخلوق ہیں اور اس مسئلے میں امتحان لینا بدعت ہے عوام اس دقیق جواب کو سمجھ نہیں سکے اور آپ کی بات کو غلط نقل کرنا شروع کیا چنانچہ امام ذہلی نے شدت کے ساتھ امام صاحب کی مخالفت شروع کر دی اور اپنی مجلس میں اعلان کرا دیا کہ جو شخص بھی لفظی بالقرآن مخلوق کا قائل ہو وہ ہماری مجلس درس میں نہ آئے اس پر امام مسلمؒ احمد بن سلمہ نے جو ذہلیؒ کے حلقہ درس کے ممتاز طالب علم تھے امام ذہلیؒ کی ساری تقریروں کو واپس کر دیا اور ان کا حلقہ درس چھوڑ دیا[1]

خلق قرآن کے بارے میں اوپر امام بخاریؒ کا جو قول نقل کیا ہے اس سے ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو شبہ ہو کہ وہ اس مسئلہ میں امام کے خلاف ہے حالانکہ اگر غور کیا جائے تو حقیقتاً دونوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے واقعہ یہ ہے کہ معتزلہ نے جب یہ مسئلہ اٹھایا کہ جس طرح خدا نے دنیا کو کُن فیکون کے ذریعے پیدا کیا ہے اسی طرح قرآن کو بھی پیدا کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مخلوق ہے لیکن یہ عقیدہ جمہور اہل سنت کے خلاف ہے امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ قرآن کلام الٰہی ہے اور باری تعالیٰ کی صفت ہے متلو تو قدیم ہے اور تلاوت ہمارا فعل ہے اس لیے وہ حادث ہے۔ بعض لوگ اس تفریق کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن امام بخاری متلو اور تلاوت کے درمیان فرق کرتے تھے اور امام ذہلیؒ کو اس پر اعتراض تھا[2]

امام احمدؒ بن حنبل نے ان لوگوں پر جنہوں نے کلام اللہ کو مخلوق یا غیر اللہ کہا یا اس بارے میں توقف اختیار کیا اس لیے سخت تنقید کی اور پوری قوت سے ان کا رد کیا تاکہ آئندہ کے لیے اس مسئلہ پر گفتگو کا دروازہ بند ہو جائے بعد میں حنابلہ نے یہاں تک غلو کیا کہ کلام مجید کی روشنائی اور اوراق سب کو قدیم کہا بعض نے قلم تک کو جس سے قرآن مجید لکھا گیا ہے قدیم کہہ دیا

امام بخاریؒ کو اس غلو سے اختلاف تھا اور ہونا بھی چاہئے تھا جیسا کہ صحیح بخاری جلد ثانی باب خلق افعال العباد

---

[1] سیر اعلام النبلاء ص۴۵۳ ج ۱۲ تاریخ بغداد ص۳۰ ج ۲ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص۳۰ ج ۲ مقدمہ فتح الباری ص۴۹۰ و ص۴۹۱

[2] کتاب الاسماء واللغات ص۱۹۸ ج ۱

میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے اس بنا پر امام بخاریؒ اور حنابلہ میں کش مکش پیدا ہو گئی اور امام صاحب کو قید و بند کی تکلیفیں بھی برداشت کرنا پڑیں کیونکہ حکومت پر حنابلہ کا اثر تھا غرض نیشاپور میں لوگوں نے محض فتنہ انگیزی کے لیے اس قسم کے سوال وجواب پر امام بخاریؒ کو مجبور کیا جس کے نتیجہ میں ان کو نیشاپور چھوڑ کر اپنے وطن مالوف بخارا واپس آنا پڑا لیکن وہاں بھی مخالفین نے سکون سے رہنے نہ دیا ع۱

امام بخاریؒ کی وفات اور ابتلائکا دوسرا واقعہ

اس فتنے کے نتیجہ میں امام بخاریؒ کو نیشاپور چھوڑنا پڑا اور وہ اپنے وطن بخارا تشریف لائے لیکن امام کے مخالفین نے یہاں بھی آپ کو سکون سے نہیں رہنے دیا چنانچہ بخارا آنے کے بعد لوگوں نے والئ بخارا کو آپ کے خلاف بھڑکانے کے لیے مختلف مقامات سے اس کے پاس خطوط لکھے۔ امام ذہبیؒ نے بھی اس میں حصہ لیا ان خطوط پر والئ بخارا امام صاحب سے ناراض ہو گیا ع۲

کچھ لوگوں کے بیان کے مطابق والی بخارا کی خواہش تھی کہ امام صاحب ان کے گھر جاکر ان کے بچوں کو الجامع الصحیح اور التاریخ الکبیر پڑھایا کریں، امام صاحب نے اس بناء پر اس سے انکار کیا کہ اس میں علم اور اہلِ علم کی توہین تھی تو والئ بخارا نے کہا کہ لڑکے خود امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جایا کریں گے لیکن اس وقت وہاں کوئی دوسرا طالب علم نہ ہو اس کو بھی امام صاحب نے منظور نہیں کیا اس پر والئ بخارا آپ پر بہت برہم ہو گیا اور آپ کو بخارا سے نکل جانے کا حکم دیا جب سمرقند والوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے امام صاحب کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دی لیکن وہاں کے لوگوں میں بھی اختلاف پیدا ہو گیا مجبور آپ کو اپنے ننھیال خرتنگ جانا پڑا جو بخارا سے تھوڑے فاصلے پر تھا، پھر رمضان المبارک کا مہینہ وہیں گزار کر شوال میں سمرقند جا رہے تھے کہ راستہ میں دفعۃً پیام اجل آگیا ۲۵۶ھ میں باسٹھ سال کی عمر میں حدیث رسول کا یہ آفتاب تاباں غروب ہو گیا ع۳

دفن کے بعد آپ کی قبر کی مٹی سے خوشبو نکل رہی تھی ع۴

ع۱ مقدمہ لامع الدراری ص۱۳ ج۱ و محدثین عظام ص۱۴۴ و ص۱۴۵

ع۲ مقدمہ لامع ص۱۳ ج۱ و سیر اعلام النبلاء ص۴۶۳ ج۱۲ و محدثین عظام ص۱۴۵

ع۳ مقدمہ فتح الباری ص۴۹۴ و محدثین عظام ص۱۴۶ و مقدمہ فتح الباری ص۴۹۳ و سیر اعلام النبلاء ص۴۶۴ ج۳ و تاریخ بغداد ص۳۳ ج۲ و تہذیب الکمال ص۱۱۷ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص۲۳۲ ج۲ و ص۲۳۳ ج۳

ع۴ سیر اعلام النبلاء ص۴۶۷ و طبقات ص۲۳۲ ج۲

امام بخاریؒ کا مسلک

امام صاحب کے مسلک کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے احناف کے علاوہ باقی سب نے امام بخاریؒ کو اپنے اپنے مسلک فقہی کی طرف منسوب کر کے اپنی طبقات کی کتابوں میں امام کا ذکر کیا ہے اس بنا پر امام کبار محدثین کے ساتھ ہمیشہ یہ معاملہ رہا ہے کہ مختلف مسلک والوں نے ان کو اپنے اپنے مسلک پر پیرو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے یہی معاملہ امام موصوف کے ساتھ بھی ہوا تقی الدین سبکی نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں اور نواب صدیق حسنؒ خان نے ابجد العلوم میں امام بخاری کو شافعی المسلک لکھا ہے ع۱ حافظ ابن حجر عسقلانی کی رائے یہ ہے کہ امام بخاریؒ کے مباحث فقہیہ کا غالب حصہ امام شافعیؒ سے ماخوذ ہے ع۲ امام ابن قیمؒ کی رائے یہ ہے کہ امام بخاریؒ حنبلی تھے ع۳ حنابلہ نے اپنے طبقات کی کتابوں میں ان کو ذکر بھی کیا ہے۔ علامہ طاہر جزائری فرماتے ہیں کہ آپ مجتہد مطلق تھے کسی کے مقلد یا پیرو نہیں تھے ع۴ علامہ انورؒ شاہ کشمیری کی رائے بھی یہی ہے اور یہ شہرت کہ آپ شافعی تھے اور آپ نے مسائل مشہور جیسے فاتحہ خلف الامام یا رفع الیدین میں امام شافعیؒ کے مسلک کی پیروی کی ہے صحیح نہیں ہے چنانچہ بہت سارے مسائل میں آپ نے امام ابوحنیفہؒ کی موافقت کی ہے، ایسے مسائل کی تعداد ان مسائل سے کم نہیں ہے جن میں امام شافعیؒ کے مسلک کی پیروی کی گئی ہے ع۵ البتہ اس پر یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ اگر امام بخاریؒ مجتہد مطلق تھے تو پھر ان کے خاص شاگرد امام ابوعیسیٰ ترمذی نے جہاں اپنی کتاب سنن ترمذی میں ہر باب کے ذیل میں مذاہب کی طویل فہرست بیان کی ہے اس میں امام بخاریؒ کا مسلک پوری کتاب میں صرف ایک جگہ یعنی باب الاقتداء بالامام میں نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود ان کے خاص شاگرد امام ترمذیؒ کی نظر میں بھی امام بخاریؒ مجتہد مطلق نہیں تھے ورنہ دوسرے مجتہدین کی طرح وہ امام موصوف کے مسلک کو بھی ہر باب کے ذیل میں نقل فرماتے اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ ان کا مذہب رائج نہیں تھا اور نہ ان کے مقلد اور پیرو موجود ہوئے اس لیے ترمذیؒ نے ان کے مسلک کو نقل کرنے اور محفوظ رکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی ع۶

ع۱ ابجد العلوم

ع۲ فتح الباری ص۱۳۳ ج۱

ع۳ اعلام الموقعین ص۲۳۶ ج۱

ع۴ توجیہہ النظر ص۱۸۵

ع۵ فیض الباری ص۵۸ ج۱

ع۶ محدثین عظام ص۱۴۷

امام بخاریؒ کی تصنیفات

امام بخاریؒ نے متعدد تصانیف یادگار چھوڑی ہیں ان کی اجمالی فہرست یہ ہے

① الجامع الصحیح ② الادب المفرد ③ التاریخ الکبیر ④ التاریخ الاوسط ⑤ التاریخ الصغیر ⑥ خلق افعال العباد ⑦ جزء رفع الیدین ⑧ قرأۃ خلف الامام ⑨ برالوالدین ⑩ کتاب الضعفاء ⑪ الجامع الکبیر ⑫ التفسیر الکبیر ⑬ کتاب الاشربۃ ⑭ کتاب الہبۃ ⑮ کتاب المبسوط ⑯ کتاب الکنی ⑰ کتاب العلل ⑱ کتاب الفوائد ⑲ کتاب المناقب ⑳ اسامی الصحابۃ ㉑ کتاب الوحدان ㉒ قضایا الصحابۃ ؎۱

صحیح البخاری کے ناقلین تقریباً نوے ہزار سے زائد ہیں امام موصوف کے شاگرد فربری نے اپنے وقت میں ذکر فرمایا کہ نوے ہزار آدمیوں نے امام موصوف سے یہ کتاب سُنی تھی لیکن اب اس وقت میرے علاوہ (فربری) کوئی اس کا راوی موجود نہیں ہے بقول ابن حجرؒ یہ دعویٰ انہوں نے اپنے علم اور معلومات کے مطابق کیا تھا ورنہ ابوطلحہ منصور بن محمد بن علی بن قریبۃ البزدوی کا انتقال ۳۲۹ھ میں فربری کے نو سال بعد ہوا اور وہ بھی صحیح بخاری کو مصنف سے نقل کرنے والوں میں سے تھے۔ ابراہیم بن معقل النسفی اور حماد بن شاکر النسوی بھی صحیح بخاری کے ناقلین میں سے تھے۔

الادب المفرد کے راوی امام موصوف سے احمد بن محمد بن الجلیل البزار تھے۔ جزء رفع الیدین اور جزء قرأت خلف الامام کے راوی محمود بن اسحاق الخزاعی تھے۔ بر الوالدین محمد بن دلویہ الوراق نے نقل کی ہے۔ تاریخ الکبیر کے ناقل امام سے ابواحمد محمد بن سلیمان بن فارس اور ابوالحسن محمد بن سہل النوری وغیرہما ہیں۔ التاریخ الاوسط کے راوی عبداللہ بن احمد بن عبدالسلام الخفاف اور زنجویہ بن محمد اللباد ہیں التاریخ الصغیر کے راوی عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن الاشقر ہیں۔ اور خلق افعال العباد کو یوسف بن ریحان بن عبدالصمد اور فربری نے نقل کیا ہے۔ کتاب الضعفاء کے راوی ابوالبشر محمد بن احمد بن حماد الدولابی، ابوجعفر شیخ ابن سعید اور آدم بن موسیٰ الخواری ہیں، حافظ ابن حجرؒ کے وقت تک یہ مذکورہ بالا تصنیفات موجود تھیں ؎۲ اور لوگ اس کی روایت کیا کرتے تھے۔ الجامع الکبیر کا ذکر ابن طاہر اور المسند الکبیر و تفسیر الکبیر کا ذکر فربری نے کیا ہے۔ کتاب الاشربۃ کو امام دارقطنی نے اپنی کتاب المؤتلف والمختلف میں کیسہ کے حالات میں ذکر کیا ہے۔

؎۱ مقدمہ لامع الدراری ص۲۳ ج۱ و مقدمۃ الفتح ص۴۹۱ و ص۴۹۲ و سیر اعلام النبلاء ص۴۰۰ ج۱۲ و محدثین عظام ص۱۴۵۔ مقدمہ عمدۃ القاری ص۲۳ ج۱

؎۲ مقدمۃ الفتح ص۴۹۲

کتاب الهبۃ کاذکر امام بخاریؒ کے وراق نے کیا ہے۔ اسامی الصحابۃ کاذکر ابوالقاسم ابن مندہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے اور اس کی سند بھی ابن فارس کے واسطے سے امام تک ذکر کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ابن مندہ تک پہنچی تھی۔ کتاب الوحدان اور الکبیر کاذکر بھی ابن مندہ نے کیا ہے کتاب المبسوط کو خلیلی نے الارشاد میں ذکر کیا ہے اور صہیب بن سلیم کو اس کا راوی تبلایا ہے۔

کتاب العلل کاذکر ابن مندہ نے کیا ہے اور محمد بن عبداللہ بن حمدون عن ابی محمد عبداللہ بن الشرقی کے سند سے اس کو ذکر کیا ہے۔ کتاب الکنیٰ کاذکر ابواحمد الحاکم نے کیا ہے اور کتاب الفوائد کو امام ترمذی نے اپنی کتاب میں مناقب کے ابواب میں ذکر کیا ہے ع۱

اب موجودہ وقت میں آپ کی مندرجہ ذیل کتابیں مطبوع ہیں اور ملتی ہیں (۱) الجامع الصحیح یعنی صحیح بخاری (۲) التاریخ الکبیر جو پہلے حیدر آباد دکن سے اور بعد میں بیروت سے طبع ہوئی (۳) جزء القرأۃ خلف الامام (۴) جزء رفع الیدین (۵) التاریخ الصغیر (۶) الادب المفرد (۷) خلق افعال العباد

الجامع الصحیح یعنی صحیح بخاری

آپ کی جملہ تصانیف میں سب سے مہتم بالشان الجامع الصحیح ہے جس پر ہم کچھ مختصر عرض کریں گے۔ متعین طور سے تو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ امام صاحب موصوف نے اس کتاب کی تصنیف کا آغاز کس سن میں کیا اور کب اس سے فارغ ہوئے لیکن اتنا معلوم ہے کہ تصنیف کرنے کے بعد اس کو اپنے شیوخ امام احمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ علی بن المدینی المتوفی ۲۳۴ھ اور یحییٰ بن معین المتوفی ۲۳۳ھ کے سامنے پیش کیا تھا

یحییٰ بن معین کا انتقال چونکہ ۲۳۳ھ میں ہے لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سنہ میں امام بخاریؒ تصنیف سے فارغ ہو چکے تھے البتہ اس میں کچھ زیادات اور اضافے بعد میں بھی کرتے رہے۔ ع۲

یہ کتاب امام صاحب نے سولہ سال میں مکمل کی خود امام کا بیان ہے کہ صنفت کتابی الصحیح فی ستۃ عشرۃ سنۃ ع۳ اس اعتبار سے اس کا آغاز ۲۱۷ھ میں ہوگا جب کہ آپ کی عمر شریف تیئس سال تھی ع۴

ع۱ مقدمۃ الفتح ص۴۹۳

ع۲ مقدمۃ اللامع ص۳۷ ج۱

ع۳ وفیات الاعیان ص۳۲۵ ج۲

ع۴ مقدمہ اللامع ص۳۶ و مقدمۃ الفتح ص۴۸۹ و سیر اعلام النبلاء ص۴۰۵ ج۱۲ و تاریخ بغداد ص۱۴ ج۲ تھذیب الاسماء واللغات ص۷۴ ج۱ وطبقات الشافعیۃ الکبریٰ ص۲۲۱ ج۲ وطبقات الحنابلہ ص۲۷۶ ج و تھذیب الکمال ص۱۱۶۸

وجہ تالیف

امام بخاریؒ کے عہد تک احادیث کے بہت سے مجموعے تیار ہو گئے تھے جب انہوں نے ان مجموعوں کو دیکھا اور پرکھا تو اس میں صحیح وضعیف ہر قسم کی روایات نظر آئیں اس لئے انہوں نے احادیث صحیحہ کا ایک مجموعہ تیار کرنے کا ارادہ کیا جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ ہو ان کے استاذ امیر المؤمنین فی الحدیث اسحاق بن راہویہ نے ان کے ارادہ کو اور زیادہ قوی کر دیا۔

چنانچہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم ان کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے فرمایا کاش احادیث صحیحہ کے عنوان پر ایک کتاب تم جمع کر دیتے امام صاحب فرماتے ہیں ان کی یہ بات میرے دل میں بیٹھ گئی ؏۱ دوسری غیبی تائید یہ ہوئی کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہیں ان کے ہاتھ میں ایک پنکھا ہے جس کے ذریعے آپ کے سامنے پنکھا جھل رہے ہیں اور مکھیوں وغیرہ کو ہٹا رہے ہیں بیدار ہو کر بعض معبرین سے تعبیر دریافت کی انہوں نے کہا کہ تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے کذب کو دفع کرو گے اس خواب نے ان کے شوق وہمت کو اور بلند کر دیا اور الجامع الصحیح کی تالیف میں ہمہ تن مشغول ہو گئے حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے لکھا ہے مؤلف نے پوری کتاب میں صحت کا التزام رکھا ہے جو اس کے نام سے ظاہر ہے ؏۲

اس کتاب کا پورا نام یہ ہے الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ۔

الجامع محدثین کی اصطلاح میں حدیث کی اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں فن حدیث کے آٹھوں ابواب ہوں جو اس شعر میں بیان ہیں کہ سیر اداب وتفسیر وعقائد۔ فتن احکام واشراط ومناقب اس کو جامع کہتے ہیں صحیح بخاری میں یہ موجود ہیں۔

الصحیح وہ کتاب جس کی تمام حدیثیں صحیح ہوں اگر کوئی معلّل یا شاذ روایت آگئی تو اس کا ضمناً ذکر ہے

المسند بطور تاکید کے ہے

سننہ یعنی آپؐ کے اقوال وافعال واحوال پر مشتمل ہے۔

ایامہ امام بخاری نے دورِ جاہلیت کے بعض ایسے واقعات کا بھی ذکر کیا ہے جس سے آپؐ کی زندگی کا تعلق ہے۔

؏۱ تاریخ بغداد ص۹ ج۲ تھذیب الکمال ص۱۱۶۶ - وطبقات الشافعیۃ الکبری ص۲۲۱ ج۲۔ وسیر اعلام النبلاء ص۴۰۱ ج ۱۲

؏۲ مقدمہ فتح الباری ص۵

تصنیف میں اہتمام

اس کتاب کی تصنیف امام بخاریؒ نے سولہ سال میں مکمل کی[1] اور اس کو انہوں نے تین بار تصنیف کیا فرماتے ہیں کہ قد صنفت کتبی ثلاث مرات ملا علی قاریؒ فرماتے کہ اس کا مقصد اچھی طرح تنقیح کرنا تھا[2] یعنی اپنی کتابوں کی تنقیح و تہذیب تین بار فرمائی۔ علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ابن طاہر کا قول ہے کہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کو بخارا میں تصنیف کیا۔ ابن بجیر فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بصرہ میں اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں تصنیف ہوئی[3] لیکن خود امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ میں نے الجامع الصحیح کو مسجد حرام میں تصنیف کیا اور ہر حدیث کو درج کرنے سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ سے استخارہ کرکے دو رکعت نماز پڑھتا تھا اور جب اس کی صحت پر پوری طرح انشراح ہو جاتا تھا تو اس وقت حدیث کو کتاب میں جگہ دیتا تھا[4] اس اہتمام کی وجہ سے لوگوں کا قول ہے کہ امام بخاریؒ نے گویا براہ راست حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔

کان البخاری فی جمعہ ۔ تلقیٰ من المصطفیٰ ما اکتتب[5]

امام بخاریؒ تراجم یعنی الابواب اور عنوانات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک اور منبر شریف کے درمیان مسودہ سے بیضہ میں منتقل کیا اور ہر ترجمہ کے لیے بھی دو رکعت نماز پڑھتے تھے[6]

مقام تصنیف کے بارے میں جو متعدد مقامات بیان کئے جاتے ہیں ان میں حافظ ابن حجرؒ عسقلانی نے یہ تطبیق دی ہے کہ تصنیف کا ابتدائی خاکہ اور ترتیب الابواب تو مسجد حرام میں لکھ لیے تھے اور مختلف مقامات پر احادیث کی تخریج فرماتے رہے تراجم والابواب کے مسودہ کو مزار مبارک اور ممبر شریف کے درمیان بیضہ میں تبدیل فرمایا یہ تطبیق اس لیے ضروری ہے کہ مدۃ تصنیف سولہ سال ہے اور اتنی مدت آپ نے کسی ایک مقام پر قیام نہیں کیا ہے[7]

ع۱ مرقات المفاتیح ص۱۳ ج ۱

ع۲ عمدۃ القاری ص۵ ج ۱ ع۳ عمدۃ القاری ص۵ ج ۱

ع۴ تاریخ بغداد ص۱۳ ج ۲ ۔ تہذیب الاسماء واللغات ص۶۷ ج ۱ ۔ تہذیب الکمال ص۱۱۶ وطبقات الشافعیۃ ص۲۲۲ ج ۲ ومقدمہ الفتح ص۴۸۹ وارشاد الساری ص۳۰ وسیر اعلام النبلاء ص۴۰۴ ج ۱۲

ع۵ ارشاد الساری ص۳۰ ج ۱

ع۶ سیر اعلام النبلاء ص۴۰۴ ج ۱۲ ومقدمہ الفتح ص۴۸۹ ومحدثین عظام ص۱۵۰

ع۷ مقدمہ الفتح ص۴۸۹

صحیح بخاری کی مقبولیت

بخاری شریف کے محاسن وفضائل بے شمار ہیں جس کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا حافظ ابن صلاحؒ بخاری ومسلم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کتابا هما اصح الکتاب بعد کتاب اللہ العزیز ثم ان کتاب البخاری اصح الکتابین صحتاً واکثرها فوائداً یعنی کتاب اللہ کے بعد ان دونوں کتابوں کا درجہ ہے پھر صحیح بخاری کا مرتبہ صحت اور کثرت فوائد کے لحاظ سے مقدم وممتاز ہے امام نسائی فرماتے ہیں کہ اجود هٰذہ الکتب کتاب البخاری کہ احادیث کی کتابوں میں سب سے بہتر اور صحیح بخاری کی کتاب ہے [1]

ابوزید مروزی فرماتے ہیں کہ میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان سویا ہوا تھا کہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا اے ابوزید شافعیؒ کی کتاب کا درس کب تک دوگے میری کتاب کا درس آخر کب دو گے انہوں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی کتاب کون سی ہے فرمایا محمد بن اسماعیل بخاری کی الجامع الصحیح [2] حضرت شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ جو شخص اس کتاب کی عظمت کا قائل نہ ہو وہ مبتدع ہے اور مسلمانوں کی راہ کے خلاف ہے [3] شاہ صاحب قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کو جو شہرت ومقبولیت حاصل ہوئی اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے [4]

حافظ ابن کثیر (مصنف البدایہ والنہایۃ والتفسیر وغیرها من الکتب) فرماتے ہیں کہ بخاری شریف کے پڑھنے سے قحط سالی دور ہوجاتی ہے اور قحط کے زمانے میں اس کے ختم کی برکت سے بارش کا نزول ہوتا ہے [5] ایک محدث نے اس کو ایک سو بیس مرتبہ مختلف مقاصد کے لئے پڑھا اور ہر مرتبہ کامیابی ہوئی [6]

صحیح بخاری کا مقصد ومقصود اعظم

حافظ ابن حجرؒ عسقلانی فرماتے ہیں کہ مصنف نے پوری کتاب میں صحت کا التزام رکھا ہے اور اس میں صرف احادیث صحیحہ ہی لائے ہیں جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس کے ساتھ انہوں نے فقہی مسائل اور حکیمانہ

---

[1] تهذیب الاسماء واللغات ص۷۴ ج۱

[2] مقدمہ فتح الباری ص۴۸۹

[3] حجۃ اللہ البالغہ ص۱۳۴ ج۱

[4] حجۃ اللہ البالغہ ص۱۵۱ ج۱

[5] ارشاد الساری ص۲۹ ج۱

[6] اتحاف النبلاء ص۱۴۲ ومقدمہ لامع الدراری ص۲۴ ج۱

نکتوں کا بھی لحاظ رکھا ہے۔ چنانچہ متون احادیث سے بہت سے معنی استنباط فرماتے ہیں اسی طرح آیات احکام کی طرف بھی پوری توجہ رکھی ہے اور اس کے عجیب و غریب معانی کی طرف اشارہ کیا ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ امام بخاری کی اصل غرض احادیث کے ذخیرہ میں سے صحیح و مستفیض و متصل کا انتخاب ہے اور فقہ و سیرت اور تفسیر کو بھی استنباط کیا ہے اور حدیث کو لینے اور اپنی کتاب میں نقل کرنے کے لیے جو شرط انہوں نے مقرر کی تھی وہ بدرجہ کمال پوری کی ہے ؏۱ اس سے معلوم ہوا کہ امام موصوف کا مقصود اعظم اپنی الجامع الصحیح میں طرق استنباط کو واضح کرنا ہے اسی لیے فقہ البخاری فی تراجمہ کہا گیا ہے کہ بخاری کا سارا کمال ان کے تراجم الابواب میں ہے ؏۲

صحیح البخاری میں مذکورہ روایات کے سلسلے میں امام بخاریؒ کی شرائط

شروط الائمہ پر علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ محمد بن طاہر مقدسی فرماتے ہیں کہ ان آئمہ یعنی بخاری مسلم اور سنن اربعہ کے مصنفین میں سے کسی سے بھی تخریج روایات میں ان کی شرائط منقول نہیں بلکہ ان کتابوں کے مطالعہ سے ان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ؏۳

صحیح بخاری میں روایات کی تخریج کے لئے امام بخاریؒ کی شرائط یہ ہیں کہ ① وہ ایسی روایت کی تخریج کرتے ہیں جس کے سارے راوی اور ناقلین صحابی تک ثقہ ہوں اور ان کے ثقہ اور قابل اعتماد ہونے پر کبار محدثین کا اتفاق ہو ② اس کی سند متصل ہو منقطع نہ ہو جس روایت کے صحابی سے دو یا دو سے زیادہ راوی ہوں وہ نہایت ہی اعلیٰ وارفع ہوگی اور اگر ایک ہی راوی ہو اور اس کی سند صحیح ہو تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ امام مسلم نے ایسے لوگوں سے بھی حدیث کی تخریج کی ہے جن کی حدیث کو کسی شبہ کی بناء پر امام بخاری رح نے ترک کر دیا تھا جس کی مثال امام زہریؒ کے تلامذہ میں جو اوصاف کی کمی و زیادتی کے لحاظ سے پانچ طبقوں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ امام بخاریؒ نے ان میں سے طبقہ اولیٰ سے اصالۃً اور طبقہ ثانیہ سے جن کی احادیث پر اعتماد تھا ان کو صحیح بخاری میں روایت کیا ہے لیکن بالاستیعاب لیا ہے اسی طرح طبقہ ثالثہ کی روایات کو امام بخاریؒ نے بالکل قبول نہیں کیا ہے لیکن امام ان سے بھی کبھی کبھی روایت کرتے ہیں ؏۴

؏۱ حجۃ اللہ البالغہ ص۱۵۱ ج۱

؏۲ مقدمہ لامع الدراری ص۲۴۳

؏۳ شروط الائمۃ الخمسہ ص۱

؏۴ تدریب الراوی ص۹۲ ج۱ و مقدمہ فتح الباری ص۹ ۔ عمدۃ القاری ص۷ ج۱

کتب احادیث میں صحیح بخاری کا مقام

مذکورہ بالا شرائط اور دیگر وجوہ کی بناء پر امت کا اتفاق ہے کہ صحیح بخاری کو صحاح اور تمام کتب حدیث پر ترجیح حاصل ہے امام نووی فرماتے ہیں کہ علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ صحیح بخاری صحت اور دیگر فوائد کے لحاظ سے صحیح مسلم پر فائق ہے ع۱

حافظ ابن کثیر البدایۃ والنہایۃ میں لکھتے ہیں کہ لا یلوا نیہ فیہ غیرہ لا صحیح مسلم ولا غیرہ یعنی صحیح بخاری کا صحیح مسلم یا اور کوئی کتاب مقابلہ نہیں کرسکتی ع۲

امام شافعیؒ المتوفی ۲۰۴ھ سے بعض اقوال ایسے مروی ہیں کہ جس سے مؤطا امام مالکؒ کی ترجیح صحیح بخاری وغیرہ پر ثابت ہوتی ہے لیکن بقول امام نوویؒ جس وقت امام شافعیؒ کی ترجیح اپنے زمانے کی کتابوں اور حدیث کے دوسرے مجموعوں پر تھی جو اس وقت موجود تھی

اسی طرح حافظ ابوعلی نیساپوری اور بعض مغربی علماء سے ایسے اقوال منقول ہیں کہ جس سے صحیح مسلم کی صحیح بخاری پر ترجیح ثابت ہوتی ہے لیکن بقول ابن حجرؒ وغیرہ وہ ترجیح حسن ترتیب وغیرہ کے اعتبار سے ہوگی نہ کہ صحت کے اعتبار سے کما قیل ع۳

تنازع قوم فی البخاری ومسلم
لدی فقالوا ای ذین یقدم
فقلت لقد فاق البخاری صحۃً
کما فاق فی حسن الصناعۃ مسلم

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ مؤطا کی اکثر روایات مرفوعہ صحیح بخاری میں موجود ہیں اور اس سے زائد فوائد اور احادیث صحیحہ بھی موجود ہیں ع۴ صحیح بخاری کی صحیح مسلم پر ترجیح کی ایک قوی دلیل یہ بھی ہے کہ بخاری کی روایات کے مقابلے میں مسلم کی روایات پر زیادہ کلام کیا گیا ہے، حافظ ابن حجرؒ عسقلانی فرماتے ہیں کہ جن روایات پر کلام کیا گیا ہے ان کی تعداد دو سو بیس ہے جس میں ۳۲ میں صحیحین کا اشتراک ہے

ع۱ مقدمہ شرح مسلم ص ج ۱ و مقدمہ فتح الباری ص۸ و تقریب مع تدریب الراوی ص۹۱ ج ۱
ع۲ البدایۃ والنہایۃ ص۲۸ ج ۱۱
ع۳ مقدمہ الفتح ص
ع۴ عجالۃ نافعہ مع فوائد جامع ص۲

اور ۷۸ صحیح بخاری میں اور ستو صحیح مسلم میں ہیں ؎۱

صحیح بخاری کی خصوصیات

① امام بخاریؒ کو دوران تالیف میں جب کبھی تالیف کا سلسلہ چھوڑنا پڑا تو دوبارہ جب بھی شروع کیا تو اس کی ابتداء بسم اللہ سے کی اس لیے درمیان میں متعدد جگہوں پر بسم اللہ مذکور ہے۔

② عام طور پر مشہور ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں صیغہ تمریض یعنی قیل سے روایات کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ جن معلق روایات کو امام موصوف نے صیغہ جزم یعنی قال فلاں سے بیان کیا ہے ان کی صحت کا فیصلہ کیا گیا ہے لیکن جب صیغہ تمریض سے بیان کرتے ہیں تو ان کی صحت کا حکم تو نہیں لگایا جائے گا لیکن صحیح بخاری میں آجانے کی وجہ سے ناقابل اعتبار بھی نہیں سمجھا جائے گا۔

حافظ ابن حجرؒ نے امام نوویؒ کے کلام پر تعقب کیا ہے فرماتے ہیں کہ اس سلسلے میں صحیح رائے ہمارے شیخ کی ہے کہ امام بخاری صیغہ تمریض کو ضعف اسناد کے ساتھ خاص نہیں کرتے بلکہ جب کبھی متن کو بالمعنیٰ اختصار کے ساتھ بیان کرنا مقصود ہو تو صیغہ تمریض سے اس اختلاف کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

③ صحیح بخاری کا امراض و مصائب، دشمنوں کے خوف اور مہنگائی وغیرہ کے لئے پڑھنا تریاق مجرّب ہے۔

④ عام طور پر مشہور ہے کہ امام بخاری جب قال فلان کہتے ہیں تو یہ مذاکرہ پر محمول ہوتا ہے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مرتبہ تحدیث یعنی حدثنا سے کم ہے یہ صیغہ وہاں استعمال کرتے ہیں جہاں روایت ان کی شرط پر نہیں ہوتی لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہیں کیونکہ کبھی اس کو صیغہ تحدیث سے بھی بیان کر دیتے ہیں ؎۲

⑤ امام بخاریؒ کا معمول ہے کہ جب حدیث میں کوئی ایسا غریب لفظ آجاتا ہے جس کی نظیر کتاب اللہ میں موجود ہے تو اس کی وضاحت میں مفسرین کے اقوال نقل کر دیتے ہیں اسی طرح کبھی باب کی مناسبت سے آیات قرآنی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں اور اکثر آیات کے بجائے صرف اس کے چند الفاظ نقل کر دیتے ہیں کتاب التفسیر اور کتاب بدء الخلق میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں

⑥ محدثین کرام کے نزدیک سند عالی (یعنی کم واسطوں والی سند) کی بڑی خصوصیت رہی ہے۔ بخاری کا

؎۱ مقدمہ فتح الملہم

؎۲ مقدمہ لامع ص ۳ ج ۱

یہ خاص امتیاز ہے کہ اس میں بائیس[۲۲] روایات ثلاثی ہیں جن کا تذکرہ صحیح بخاری کے حاشیہ پر نہایت جلی قلم سے کیا گیا ہے ان میں سے اکثر ثلاثیات کے شیوخ حنفی ہے۔ البتہ دو ثلاثیات کے متعلق تحقیق نہیں ہوئی [ع۱]

⑦ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ امام بخاریؒ کے پیش نظر طرق استنباط ہے اس لیے ایک ہی حدیث کو استنباط مسائل یا کسی دوسرے مقصد سے متعدد مقامات پر بیان کرتے ہیں مثلاً انما الاعمال بالنیات والی روایات کو تیرہ مقام پر ذکر کیا ہے حالانکہ امام موصوف نے خود فرمایا ہے کہ مکرر روایات کو اس کتاب میں داخل نہ کروں گا [ع۲] حافظ ابن حجرؒ نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ بلا ارادہ اپنی کتاب میں ایک ہی سند و متن کو مکرر نہیں لاتے اگر کہیں تکرار ہے تو محض اتفاقی ہے [ع۳] اس طور پر پوری کتاب میں صرف بائیس[۲۲] روایات مکرر ہیں جو اتنی ضخیم کتاب کے لیے زیادہ نہیں کہی جا سکتیں۔

⑧ تاریخ پر بھی امام بخاری کی مجتہدانہ نظر ہے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ امام بخاری ہر کتاب کے شروع میں اس کے زمانہ نزول اور مشروعیت کی ابتداء کی طرف بھی کبھی کبھی اشارہ کر دیتے ہیں خصوصاً جب کہ اس میں کوئی اختلاف ہو اور کبھی صراحت بھی کر دیتے ہیں۔

⑨ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ امام موصوف ہر کتاب کے اختتام پر کوئی نہ کوئی ایسا لفظ لاتے ہیں جس سے ختم کتاب کی طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً بدء الوحی کے آخر میں فکان ذالک آخر شان ہرقل اور کتاب الحج کے ختم پر واجعل موتی ببلد رسولک۔ حضرت مولانا محمد زکریاؒ صاحب کی رائے یہ ہے کہ کتاب کے اختتام کے ساتھ ساتھ زندگی کے اختتام کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کتاب کو موت کے استحضار کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔

⑩ کتاب کی ابتداء اور انتہا میں گہرا ربط ہے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اپنے استاذ کا قول نقل کیا ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب کو کتاب التوحید پر ختم کیا کیونکہ توحید ہی آخرت میں کامیابی اور ناکامی کی اصلی میزان ہے اور اس کی ابتداء انما الاعمال بالنیات کی حدیث سے فرمائی کیونکہ اعمال کی عنداللہ مقبولیت کیلئے اخلاص نیت ضروری ہے اور آخرت میں صرف وہی اعمال وزنی ہونگے جو اخلاص کیساتھ رضائے الٰہی کیلئے کیے جائیں [ع۴]

ع۱ مقدمہ لامع ص۳ ج ۱

ع۲ صحیح البخاری ص۲۱۳ ج ۱

ع۳ مقدمہ فتح الباری ص۱۵

ع۴ والتفصیل فی مقدمہ اللامع

صحیح بخاری کی روایات کی تعداد

امام نووی اور حافظ ابن صلاح کے نزدیک تکرار کے ساتھ صحیح بخاری کی روایات کی تعداد سات ہزار دو سو پچھتر (۷۲۷۵) ہے اور عدم تکرار کے ساتھ چار ہزار (۴۰۰۰) ہے[1]

لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی نے پوری احتیاط سے شمار کیا تو روایات مرفوعہ کی تعداد سات ہزار تین سو ستانوے (۷۳۹۷) اور تکرار کے ساتھ متابعات و تعلیقات کی تعداد ایک ہزار تین سو اکتالیس (۱۳۴۱) ہے جن میں اکثر کو امام بخاری نے مسنداً بیان کر دیا ہے اور سو توفات صحابہ و مقطوعات تابعین کی تعداد تین سو اکتالیس (۳۴۱) ہے اس طرح مجموعی تعداد نو ہزار چار سو سات (۹۴۰۷) ہے غیر مکرر روایات مرفوعہ دو ہزار تین سو ترپین (۲۳۵۳) اور غیر مکرر متابع و معلق ایک سو ساٹھ (۱۶۰) ہیں اسی طرح غیر مکرر مجموعہ دو ہزار پانچ سو تیرہ ہے اس تعداد میں آثار صحابہ و تابعین جن کا تراجم الابواب میں تذکرہ ہے شامل نہیں ہیں[2]

صحیح بخاری کی شروح و حواشی

صحیح بخاری کی اہمیت و مقبولیت کی بنا پر ہر دور کے علماء نے اس پر شروح و حواشی لکھے ہیں۔

لامع الدراری کے مقدمہ میں ایک سو سے زائد شروح و حواشی اور متعلقات بخاری کا تذکرہ ہے لیکن ان شروح میں سب سے شہرت فتح الباری اور عمدۃ القاری کو حاصل ہوئی، ان میں سے بعض شروح جو ان بلاد میں زیادہ مشہور رہی ہیں ان کی کچھ تفصیل اور باقی کی اجمالی فہرست ہم پیش کرتے ہیں۔

① فتح الباری یہ شیخ الاسلام حافظ ابو الفضل احمد بن علی بن حجر المتوفی ۸۵۲ھ کی تصنیف ہے مصنف نے ۸۱۷ھ سے اس کا آغاز کیا تھا سب سے پہلے ایک مقدمہ ھدی الساری کے نام سے لکھا جب وہ مکمل ہو گیا تو شرح کی تالیف شروع کی اس کا طریقہ یہ تھا کہ جب شرح کا معتد بہ حصہ ہو جاتا تو اس کو محدثین کی ایک جماعت نقل کرتی پھر ہفتہ میں ایک دن اس پر مباحثہ ہوتا۔ علامہ برھان خضر پڑھتے اور باقی لوگ اپنے اعتراضات اور بحث پیش کرتے تھے حافظ صاحب جواب دیتے اس طرح یہ کام ۸۴۲ھ میں ختم ہوا مگر اس کے بعد مصنف نے اس پر کچھ اضافے کیے اور اس کی تکمیل وفات سے کچھ مدت پہلے ہوئی۔ علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ بخاری کی شرح کا دین اور قرض امت پر باقی ہے علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ ہمارے استاذ ابن حجر کی شرح فتح الباری سے یہ قرض ادا ہو گیا۔

---

[1] تدریب الراوی ص۱۰۲ ج۱

[2] مقدمہ فتح الباری ص۴۶۵

اس شرح میں مصنف نے جامع صحیح کے ان نکات پر جو فن رجال یا تراجم الابواب کی تدقیقات فقہیہ سے متعلق ہیں محققانہ بحث کی ہے اور حدیث کے مختلف طرق کو جمع کیا ہے جس سے حدیث کے کسی ایک احتمال یا اعراب کی تعیین ہو جاتی ہے [1]

(۲) عمدۃ القاری۔ یہ علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد العینی الحنفی المتوفی ۸۵۵ھ کی تصنیف ہے۔ مصنف رح نے ۸۲۱ھ میں اس کی ابتداء کی اور ۸۴۷ھ میں یہ شرح مکمل ہوئی اتنی مدت اس لیے صرف ہوئی کہ درمیان میں مختلف موانع کی بناء پر متعدد بار اس کام کو بند کرنا پڑا، ورنہ زیادہ سے زیادہ دس سال کی مدت صرف ہوتی۔ علامہ عینی رح نے فتح الباری سے بھی کچھ استفادہ کیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں کے قول کے مطابق اس کے بعض ورق پورے کے پورے نقل کر دیئے ہیں۔ علامہ عینی رح نے اپنی شرح میں حافظ ابن حجر رح پر تعقبات و اعتراضات بھی کیے ہیں جن باتوں کو ابن حجر رح نے بالمقصد ترک کر دیا تھا ان کی تفصیل کر دی ہے مثلاً (۱) حدیث کے پورے متن کو نقل کیا (۲) رواۃ کے انساب کی وضاحت کی ہے (۳) ہر راوی کا ترجمہ دیا ہے (۴) لغات و اعراب، معانی و بیان کی وضاحت کی ہے (۵) حدیث سے مسائل کا استنباط بھی کیا ہے (۶) اشکالات و جوابات بھی فتح الباری سے زیادہ ہے [2]

علامہ کوثری نے لکھا ہے کہ عمدۃ القاری فتح الباری سے ایک ثلث مقدار میں زیادہ ہے اور اس میں مختلف مباحث کی ایسی وضاحت کی گئی ہے کہ قاری کو کسی دوسری شرح کی ضرورت نہیں رہتی اگر فتح الباری کا مقدمہ نہ ہوتا تو عمدۃ القاری کو اس پر نمایاں فوقیت حاصل ہوتی۔ عینی نے حافظ ابن حجر رح کے بہت سے اوہام پر تنبیہہ کی ہے اور جب یہ کتاب ان کے سامنے آئی تو حافظ ابن حجر رح نے ان مقامات کی اصلاح کر لی اور پھر علامہ عینی رح کی تردید میں انتقاض الاعتراض کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھنا چاہا تھا لیکن زندگی نے وفا نہیں کی اس لیے یہ رسالہ پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا۔ علامہ عینی رح حافظ ابن حجر رح کے شیوخ میں سے بھی ہیں اور عمر میں حافظ ابن حجر رح سے بارہ سال بڑے تھے ان کا انتقال بھی حافظ ابن حجر رح سے تین سال بعد میں ہوا۔

(۳) ارشاد الساری۔ یہ شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب القسطلانی المصری صاحب المواہب اللدنیہ المتوفی ۹۲۳ھ کی تصنیف ہے اس میں شرح و متن مخلوط ہے لیکن متن کو سیاہی و سرخی سے ممتاز کر دیا ہے حقیقت میں یہ شرح فتح الباری اور عمدۃ القاری کی تلخیص ہے اگرچہ مصنف نے دوسری شروح سے بھی استفادہ کیا ہے۔

---

[1] ارشاد الساری ص ۳۶ ج ۱

[2] ایضاً ص ۳۶ ج ۱۔

④ الکواکب الدراری۔ یہ علامہ شمس الدین محمد بن یوسف بن علی کرمانی المتوفی ۷۸۶ھ کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ اور علامہ عینیؒ دونوں نے اپنی شرحوں میں اس سے استفادہ کیا ہے مصنف نے اس میں نحوی اعراب اور غریب الفاظ کو پوری طرح حل کیا ہے

یہ چاروں شروح مصر بیروت اور بلاد عربیہ اور بعض پاک و ہند میں بار بار چھپ چکی ہے

⑤ شرح النووی یہ امام نوویؒ المتوفی ۶۷۶ھ کی تصنیف ہے اور صرف کتاب الایمان تک ہے صحیح مسلم کے مقدمہ میں اس کا ذکر ہے یہ بھی چھپ چکی ہے

⑥ ہدایۃ الباری۔ اس کے مصنف شیخ الاسلام زکریا انصاری المتوفی ۹۲۸ھ ہے یہ حافظ ابن حجرؒ عسقلانی کے شاگرد ہیں یہ شرح بھی مصر سے چھپ چکی ہے

⑦ تیسر القاری۔ یہ علامہ نور الحق بن شیخ عبد الحق محدث دہلوی المتوفی ۱۰۷۳ھ کی ہے جس زمانے میں ان کے والد شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مشکوٰۃ المصابیح کی شرح لکھی تھی، اسی زمانہ میں اُن کے صاحبزادے شیخ نور الحق نے صحیح بخاری کی شرح لکھی تھی یہ شرح فارسی زبان میں ہے جو اس وقت کی رائج اور سرکاری زبان تھی یہ بھی چھپ چکی ہے۔

⑧ التوشیح علی الجامع الصحیح۔ یہ علامہ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ کی لطیف شرح ہے، اس کی تلخیص علامہ دمنتی نے کی ہے اور اس کا نام روح التوشیح رکھا ہے۔ طبع ہو چکی ہے

⑨ شواہد التوضیح والتصحیح لمشکلات الجامع الصحیح۔ یہ شیخ جمال الدین الشافعی المتوفی ۶۷۲ھ کا مختصر رسالہ ہے جو ہندوستان سے پہلے طبع ہو چکا ہے۔

⑩ علامہ ابوالحسن نور الدین محمد بن عبد الہادی السندی الحنفی کا حاشیہ جو مشہور و معروف ہے اور بخاری کے ساتھ طبع ہو چکا ہے یہ اپنی بعض خصوصیات کے اعتبار سے ممتاز ہے

⑪ شرح شیخ الاسلام بن محب اللہ البخاری الدہلوی یہ فارسی شرح تیسر القاری کے حاشیہ پر چھپی ہے۔

⑫ عون الباری۔ یہ نواب صدیق حسن خان المتوفی ۱۳۰۷ھ نے تجرید البخاری کی مختصر شرح تھی یہ بھی مطبوع ہے

⑬ نبراس الساری فی اطراف البخاری۔ اس کے مصنف مولانا ابوسعید محمد بن عبد العزیز الحنفی ہیں

⑭ فیض الباری یہ علامۃ الدہر مسند الوقت الحافظ مولانا محمد انور شاہ الکشمیری کے افادات ہیں جو ان کے تلمیذ رشید مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی المتوفی ۱۳۸۵ھ نے درس کے وقت لکھے تھے۔

⑮ مولانا احمد علیؒ سہارنپوری المتوفی ۱۲۹۷ھ کا مقبول عام حاشیہ جس کے آخری چار پاروں کی تکمیل حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی مؤسس دار العلوم دیوبند نے کی تھی یہ نہایت مفید اور جامع حاشیہ ہے جو پاک و ہند میں بخاری شریف کے ساتھ طبع ہوتا ہے

⑯ لامع الدراری۔ یہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی المتوفی ۱۳۲۳ھ قدس سرہ العزیز کے درس کے افادات ہیں جن کو ان کے مختلف شاگردوں نے جمع کیا تھا سب سے آخری دورہ حدیث میں حضرت کے مایہ ناز شاگرد مولانا محمد یحییٰؒ کاندھلوی صاحب شریک تھے بلکہ ان ہی کی خاطر حضرت نے اس دورہ کا افتتاح فرمایا تھا، اس آخری درس کے افادات کو حضرت کے تلامذہ اور خصوصاً حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب مرحوم نے قلم بند کیا تھا اس پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ نے مبسوط تعلیقات اور مقدمہ لکھا تھا یہ شرح بھی بہت مفید اور جامع ہے۔ مصر، حجاز، بیروت اور پاک و ہند سے بار بار طبع ہو چکی ہے اس کا مقدمہ بہت مبسوط اور جامع ہے اور بہت نفیس اور قیمتی مضامین و مواد پر مشتمل ہے۔

اس تفصیل کے بعد اب ہم لامع الدراری اور عمدۃ القاری کے مقدمات سے صحیح بخاری کی شروح کی فہرست ذکر تے ہیں جس سے اندازہ ہوگا کہ علماء حدیث نے اس کتاب کی جتنی خدمت کی ہے اس مقدار و اہتمام کے ساتھ کسی اور کتاب کی خدمت نہیں ہوئی۔

① فتح الباری ② عمدۃ القاری ③ ارشاد الساری للقسطلانی ④ الکواکب الدراری للکرمانی ⑤ شرح الامام النووی ناقصاً ⑥ اعلام السنن للبستی الخطابی ⑦ شرح العلامۃ الامام محمد التمیمی ⑧ تفسیر غریب البخاری للقزاز ⑨ النصیحۃ فی شرح البخاری لاحمد بن سعید الداودی ⑩ شرح التصحیح فی اختصار الصحیح للمہلب بن ابی صفرۃ ⑪ مختصر شرح المہلب محمد بن خلف المرابط ⑫ الاجوبۃ علی المسائل المستغربۃ من البخاری ⓪ للحافظ عبد البر ⑬ شرح لطیف لابن حزم ⑭ شرح ابی الزناد وسراج ⑮ شرح ابن بطال، شرح ابی حفص عمر بن الحسن العوزی الاشبیلی ⑰ شرح ابی القاسم احمد بن محمد بن عمر بن ورد التمیمی وھو شرح کبیر جداً ⑱۔ شرح ابن التین ⑲ شرح ناصر الدین ابن المنیر عشر مجلدات، ⑳ شرح ابی الاصبع الاسدی ㉑ شرح قطب الدین عبد الکریم الحلبی الحنفی وصل الی نصف البخاری عشر مجلدات ㉒ شرح مغلطائی ㉓ شرح تقی الدین الکرمانی ابن الامام الکرمانی السالف الذکر مجمع البحرین وجواھر الحبرین ثمانیہ مجلدات کبار ㉔ شرح ابن الملقن عشرین مجلداً اسمہ شواھد التوضیح ㉕ شرح البرماوی اربع مجلدات اسمہ اللامع الصبیح ㉖

برهان الدين ابراهيم المعروف سبط ابن العجمي واسمه التلقيح لفهم قاري الصحيح (٢٧) مختصر
شرح التلقيح لمحمد بن محمد الشافعي امام الكاملية (٢٨) مختصر شرح فتح الباري لابي الفتح المراغي (٢٩) شرح
ركن الدين القريمي (٣٠) التنقيح للزركشي الشافعي (٣١) مختصر شرح التنقيح للشيخ محمد بن يوسف
السنوسي المالكي انتهى فيه الى باب من استبرا لدينه وايضاً شرح مشكلات البخاري في كراستين
(٣٢) مصابيح الجامع للعلامة بدر الدين الدماميني (٣٣) التوشيح على الجامع الصحيح للسيوطي (٣٤) شرح الحافظ
اسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقي (٣٥) شرح ابن رجب الحنبلي (٣٦) شرح العلامة البلقيني (٣٧) شرح
الفيروزآبادي الشيرازي سماه فتح الباري (٣٨) شرح العلامة النويري (٣٩) المتجر الربيح والمسعى
الرجيح لابن مرزوق التلمساني (٤٠) بهجة النفوس لابن حمزة الاندلسي مجلدان (٤١) شرح ابن
النعماني (٤٢) شرح ابي البقاء الاحمدي المصري نزيل المدينة المنورة (٤٣) شرح جلال ابن البكري
لم يكمل (٤٤) شرح العلامة عبد الرحيم بن عبد الرحمن بن احمد العباسي الشافعي (٤٥) انتقاض
الاعتراض لابن حجر (٤٦) شرح الامام رضي الدين الصغاني الحنفي صاحب المشارق توفي ببغداد ودفن
بمكة كما اوصى (٤٧) شرح عفيف الدين الكازروني (٤٨) الكوثر الجاري على رياض البخاري للمولى الفاضل
احمد بن اسماعيل الكوراني (٤٩) شرح الامام زين الدين ابي احمد عبد الرحمن بن ابي بكر العيني الحنفي
وهو في ثلاث مجلدات كتب الصحيح على هامشه (٥٠) التوضيح للاوهام الواقعة في الصحيح للعلامة
ابي ذر احمد بن ابراهيم بن السبط الحلبي (٥١) شرح الامام فخر الاسلام علي بن محمد البزدوي (٥٢)
شواهد التوضيح والتصحيح لمشكلات الجامع الصحيح لابن مالك النحوي (٥٣) شرح القاضي مجد الدين
اسماعيل بن ابراهيم البلبيسي (٥٤) شرح القاضي زين الدين عبد الرحيم بن الركن احمد (٥٥) شرح
غريب الصحيح للجياني النحوي ابي الحسن محمد بن احمد (٥٦) شرح القاضي ابي بكر بن العربي محمد بن عبد الله
المالكي (٥٧) شرح الشيخ شهاب الدين المقدسي احمد بن رسلان الرملي في ثلاث مجلدات (٥٨) مصباح
القاري شرح الامام عبد الرحمن الاهدل اليمني (٥٩) شرح الامام قوام السنة الاصبهاني الحافظ ابو القاسم
اسماعيل بن محمد (٦٠) تعليقات المولى لطف الله بن الحسن التوقاتي (٦١) تعليقات شمس الدين بن احمد
بن سليمان بن كمال باشا (٦٢) تعليقات مصلح الدين الهروي مصطفى بن شعبان (٦٣) تعليقات
الكفوي مولانا حسين (٦٤) مختصر الامام جمال الدين الانصاري ابي العباس احمد بن عمر القرطبي
(٦٥) مختصر بدر الدين حسن بن عمر بن حبيب الحلبي (٦٦) الافهام فيما وقع في البخاري من الاوهام
الجلال الدين عبد الرحمن بن عمر البلقيني (٦٧) اسماء رجال البخاري للشيخ الامام ابي نصر احمد بن

محمد بن الحسين الكلاباذی (۶۸) التعدیل والتجریح لمن خرّج له البخاری فی الصحیح للقاضی ابی الولید
سلیمان بن خلف الباجی (۶۹) المنهل الجاری لقطب الدین محمد بن محمد الخیضری الدمشقی الشافعی۔
(۷۰) ماجرّده الحافظ ابن حجر من التفسیر للبخاری علی ترتیب السور (۷۱) التشویق الی وصل التعلیق
للحافظ ابن حجرؒ (۷۲) شرح شیخ الاسلام أبی یحیی زکریا الانصاری السنیکی (۷۳) شرح التعلیقات
لعلامة السندی (۷۴) فتح الباری لملاّ الصدیقی القبانی (۷۵) ضوء الدراری مولانا غلام علی بن السیّد
نوح الحسینی الواسطی الحنفی (۷۶) ضیاء الساری للشیخ عبد اللہ بن سالم البصری المکیّ (۷۷) مسلم
القاری للسید محمد بن احمد الیمنی الاہدل (۷۸) فیض الباری للسید عبد الاول بن علی بن العلاء الحسینی
(۷۹) نور القاری للشیخ نور الدین بن محمد الگجراتی (۸۰) شرح الحدیری الشیخ علی الشامی (۸۱) حواشی
العلامۃ المحدث الکبیر مولانا احمد علی السہارنفوری (۸۲) غایۃ التوضیح للشیخ لیعقوب بن الحسن الصرفی
الکشمیری (۸۳) شرح الشیخ عثمان بن عیسیٰ البرہانپوری (۸۴) شرح الشیخ طاہر بن یوسف البرہانپوری
(۸۵) الخیر الجاری للشیخ لیعقوب اللاہوری ثلاث مجلدات (۸۶) فیض الباری للشیخ محمد اعظم بن
سیف السرہندی (۸۷) شرح شیخ الاسلام ابن محب اللہ البخاری الدہلوی (۸۸) حاشیہ الشیخ
زروق ابی العباس أحمد البرنسی الفارسی (۸۹) الفیض الطاری للشیخ جعفر بن محمد الحسنی البخاری
الگجراتی (۹۰) اعانۃ القاری شرح ثلاثیات البخاری للشیخ یحیٰی بن امین العباسی الالہ آبادی۔
(۹۱) اغاثۃ القاری فی شرح ثلاثیات البخاری للشیخ محمد افضل الالہ آبادی (۹۲) نظم اللآلی شرح
ثلاثیات البخاری للشیخ عبد الباسط بن الصدیقی (۹۳) تعلیق علی البخاری لملا علی القاری (۹۴) شرح
الوزیر عون الدین ابی المظفر یحیٰی بن محمد (۹۵) شرح ابن تقی المالکی أحمد بن محمد (۹۶) شرح العلامۃ
ابی اسحاق ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی المالکی (۹۷) شرح شرف الدین یحیٰی بن عبد الرحمٰن المغربی الکندی
(۹۸) شرح الشیخ یحیٰی بن احمد بن عبد السلامؒ المعروف بالعلمی المالکی (۹۹) شرح القاضی ابی
عبد اللہ محمد ابن قاسم الانصاری (۱۰۰) شرح مشکلات البخاری للعلامۃ محمد بن یوسف السنوسی
المالکی (۱۰۱) شرح الخطیب محمد بن رحمۃ المکناسی الناسی المالکی (۱۰۲) شرح شیخ نور الدین ابی الحسن
علی بن محمد المالکی (۱۰۳) شرح العلامۃ علاء الدین الحصکفی (۱۰۴) شرح الشیخ ابی بکر الاحسائی (۱۰۵) کوثر
المعانی الدراری للشیخ محمد بن الخضر ابن سیدی عبد اللہ ابن مایابی الجکنی الشنقیطی المالکی (۱۰۶)
الکوکب الساری محمد بن احمد بن موسیٰ (۱۰۷) تیسیر نیل القاری فی تفسیر البخاری لمحمد بن موسیٰ الشافعی
(۱۰۸) ہدایۃ القاری لمحمد بن سلیم بن علی الطبقلاوی (۱۰۹) اعراب القاری لشیخ الاسلام الہروی

(١١٠) العقد الفعال لاحمد الكردى (١١١) الكوكب السارى لعلى بن حسين الموصلى (١١٢) القول الفصيح فيما يتعلق بنضد الجواب الصحيح شيخ الحديث بالجامعة القاسمية بمراد آباد سابقاً (١١٣) تشكيل اسانيد البخارى لشيخ الحديث بالجامعة العباسية بهاولپور مولانا فاروق احمد الايوبى (١١٤) نبراس السارى فى اطراف البخارى لابى سعيد محمد بن عبد العزيز (١١٥) فيض البارى شرح المحدث الكبير العلامة محمد انورشاه، جمعها تلميذه الرشيد مولانا السيد بدرعالم المهاجر المدنى (١١٦) لامع الدرارى شرح صحيح البخارى لمولانا رشيد احمد الكنكوهى قيدها تلميذ البار المحدث البارع محمد يحيى الكاندهلوى (١١٧) حاشيه على اللامع الدرارى لمحدث الكبير مسند العصر الشيخ محمد زكريا نجل المحدث محمد يحيى الكاندهلوى (١١٨) حاشيه للشيخ زكريا الانصارى (١١٩) فضل البارى للشيخ شبير احمد العثمانى رح

(١٢٠) افادات لشيخ الاسلام السيد حسين احمد المدنى شيخ الحديث بدار العلوم ديوبند سابقاً

باب سوم

اس باب میں امام بخاریؒ کے ان شیوخ و اساتذہ کا تفصیلی ذکر ہوگا جن سے امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں احادیث نقل کی ہیں۔

چونکہ صحیحین اور خصوصاً صحیح بخاری کا راوی ہونا ثقہ اور عادل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ عام محدثین کا فیصلہ یہ ہے کہ صحیح بخاری کے رُواۃ جرح و تعدیل کے پل سے گذر چکے ہیں اس لئے ان رواۃ اور خصوصاً امام بخاری کے شیوخ کا مرتبہ محدثین کی نظر میں بہت اونچا ہے اس لئے ان حضرات کے احوال و متراجم پر تفصیل سے کلام کیا گیا ہے اور اسماء رجال کی مشہور کتابوں میں ان کے متعلق جو کچھ مذکور ہے اس کا خلاصہ اس باب میں پیش کیا گیا ہے آئندہ کتابوں کے شیوخ کا صرف اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے۔

اس لئے کہ ان میں سے کل یا اکثر شیوخ وہ ہیں جن کا تفصیلی ذکر صحیح بخاری کے شیوخ کے ضمن میں آگیا ہے۔

احمد بن اشکاب ابو عبداللہ الصفار[1]

ابو الولید باجی نے کتاب التعدیل والتجریح لمن خرج لہ البخاری فی الصحیح میں ان کا نام اس طرح ذکر کیا ہے کہ احمد بن معمر بن اشکاب جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشکاب ان کے والد نہیں ہیں جبکہ خود صحیح بخاری اور اسماء رجال کی باقی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اشکاب ان کے والد کا نام ہے اشکاب کو بعض حضرات نے عجمی اور بعض نے عربی لفظ قرار دیا ہے۔ یہ ان کے والد کا لقب ہے، نام معمر یا عبید اللہ یا مجمع تھا۔ الکوفی اور المصری نسبت ہے۔

امام بخاری نے کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ کتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض اور کتاب التوحید باب قول اللہ تعالیٰ ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ میں صحیح بخاری کی سب سے آخری حدیث ان سے نقل کی ہے، امام بخاریؒ نے تاریخ الکبیر میں لکھا ہے کہ ان سے میری آخری ملاقات مصر میں ۲۱۷ھ میں ہوئی۔

ان کے مشائخ میں محمد بن فضیل بن غزوان، ابوبکر بن عیاش اور شریک وغیرہم شامل ہیں۔

ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری، ابوحاتم، بکر بن سھل، الدمیاطی ابوامیۃ الطرسوسی۔ یعقوب بن سفیان، یعقوب بن شیبۃ وغیرہم کے اسماء ذکر کئے جاتے ہیں۔ مسند احمد میں بھی انکی احادیث منقول ہیں۔

یعقوب بن شیبۃ، ابوزرعۃ اور ابوحاتم نے ثقہ مامون اور صدوق قرار دیا ہے۔ یحیٰی بن معین جیسے امام الجرح والتعدیل نے بھی ان سے احادیث لکھی تھیں۔ العجلی اور ابن حبان نے اپنی کتابوں میں انکو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ان کے انتقال کے متعلق ابن یونس کا قول ہے کہ ۲۱۷ھ یا ۲۱۸ھ میں ہوا مغلطائی نے ابن یونس سے ۲۱۹ھ کا قول بھی نقل کیا ہے۔ ابن حبان نے ان کا انتقال ۲۱۷ھ میں ذکر کیا ہے

○

---

[1] عمدۃ القاری ص۲۲۶ ج ۱۴، تھذیب التھذیب ص۱۶ ج۱، کتاب التعدیل والتجریح ص۳۲۳ ج۱، الخلاصۃ ص۲ التقریب ص۱۱ ج۱، الجمع ص۹ ج۱، رجال صحیح البخاری ص۲۰ ج۱، التاریخ الکبیر ص۲ ج۲، کتاب الجرح ص۴۷ ج۲

احمد بن ابوبکر ابو مصعب [1]

ان کا پورا نام اور سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔ احمد بن ابی بکر القاسم بن الحارث بن زرارۃ بن مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف القرشی الزہری المدنی۔

قریش کی شاخ بنو زہرۃ سے تعلق تھا۔ امام مالکؒ کے خاص شاگرد اور موطا امام مالک کے ایک خاص نسخہ کے راوی اور مدینۃ منورہ کے فقہاء میں سے تھے۔ مدینۃ منورہ کے قاضی بھی رہے تھے۔ ولادت ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

ان کے مشائخ میں ذیل کے حضرات شامل ہیں۔

العطاف بن خالد، یوسف الماجشون، مسلم بن خالد الزنجی، حسین بن زید بن علی ابن ابی حازم۔ محرز بن ہارون۔ ابراہیم بن سعد، محمد بن ابراہیم بن دینار، عبدالعزیز ابن محمد الدراوردی۔ امام مالک بن انس۔

تلامذہ : تلامذہ میں ذہبیؒ نے ان حضرات کے اسماء ذکر کئے ہیں۔

امام بخاری۔ امام مسلم۔ ابوداؤد۔ الترمذی۔ ابن ماجۃ۔ اسماعیل القاضی۔ بقی بن مخلد۔ یعقوب بن سفیان۔ ابوزرعۃ الرازی۔ مطین۔ محمد بن المعانی الصیداوی۔ ابواسحاق ابراہیم بن عبدالصمد الہاشمی وغیرہم

امام نسائیؒ نے ان کی روایات بالواسطۃ نقل کی ہیں۔

زبیر بن بکارؒ کا قول ہے کہ احمد مدینۃ المنورہ کے بے مثال فقیہ تھے۔

ابوزرعۃ اور ابوحاتم نے صدوق کہا ہے۔ صحاح ستہ کے مصنفین نے ان پر اعتماد کیا ہے اور صحاح کی سب کتابوں میں ان کی احادیث منقول ہیں۔

ذہبیؒ نے ان کے متعلق کہا ہے کہ ثقۃؒ نادر الغلط کبیر الشان نیز لکھا ہے کہ الامام الثقۃ شیخ دار الھجرۃ۔

یہ حضرت امام مالکؒ سے موطا کے آخری نقل کرنے والوں میں سے ہیں۔ ان کے اور احمد بن اسماعیل السہمی کے موطا میں دوسرے نسخوں سے تقریباً سو احادیث زیادہ ہیں۔

ان کا انتقال رمضان المبارک ۲۴۲ھ میں یا ۲۴۱ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] خلاصۃ التذہیب ۱۰، ج ۱، ۲۹۲/۲، ج ۱۱، سیر اعلام النبلاء ۴۳۶، ج ۱۱، تذکرۃ الحفاظ ۴۰ ج ۲، تہذیب ۸ ج ۱، العبر ۴۳۲ ج ۱۔

الوافی بالوفیات ۲۶۹ ج ۶، تہذیب التہذیب ۲۰ ج ۱، طبقات الحفاظ ۲۰۹، الخلاصۃ ۴، الدیباج المذہب ۳۰

رجال صحیح البخاری ۴۵ ج ۱، الجمع ۸ ج ۱، التقریب ۱۲ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ۴۳ ج ۲۔

کتاب التذییل والتجریح ۳۳۳ ج ۱،

احمد بن اسحاق بن الحصین بن جابر السلمی ابو اسحاق[1]

السلمی اور السرماری ان کی نسبت ہیں ابو اسحاق کنیت ہے۔ حافظ ابن حجرؒ العسقلانی نے لکھا ہے کہ ان کی شجاعت کی مثالیں پیش کی جاتی تھیں، ابن حبان نے لکھا ہے کہ جہاد کا بہت شوق تھا اور بہت عابد و زاہد تھے۔ ان کا قول ہے کہ میں نے اپنی تلوار سے تقریباً ایک ہزار کفار کو قتل کیا ہے اگر بدعت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں یہ وصیت کرتا کہ یہ تلوار میرے ساتھ میری قبر میں دفن کی جاتی، بخارا کے ایک گاؤں سُرمار کی طرف منسوب ہو کر السرماری کہلاتے تھے۔ امام بخاری نے باب المرأۃ تطرح عن المصلی شیئاً من الاذی باب علامات النبوۃ باب غزوۃ الحدیبیۃ باب قول اللہ تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللہ انہ لقول فصل اور کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ اذ یبایعونک تحت الشجرۃ میں ان کی روایات نقل کی ہیں۔

ان کے اساتذہ میں یعلیٰ بن عبید، عثمان بن عمر بن فارس اور عبداللہ بن موسیٰ وغیرہم شامل ہیں۔ ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری، ابو صفوان اسحاق بن احمد ابنہ، بکر بن منیر عبیداللہ بن واصل شامل ہیں۔

ان کے بیٹے سے منقول ہے کہ مامون الرشید نے میرے والد ایک دفعہ تیس ہزار (۳۰،۰۰۰) درہم ہدیہ دیئے لیکن احمد نے قبول نہیں کئے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے امام بخاری کا قول ہے کہ ما اعلم فی الاسلام مثلہ، ان کا انتقال ربیع الثانی ۲۴۲ھ میں ہوا تھا۔



[1] عمدۃ القاری ص ۱۴۱ ج ۴ ص ۲۲۳ ج ۱۳ تہذیب التہذیب ص ۱۳ ج ۱، کتاب التعدیل والتجریح ص ۳۱۲ ج ۱ فتح الباری ص ۱۴۱ ج ۱، و ص ۳۱۴ ج ۷، رجال صحیح البخاری ص ۲۵ ج ۱، الجمع ص ۸ ج ۱، المتقریب ص ۱ ج ۱، الخلاصۃ ص ۳

احمد بن المجاج البکری الذھلی الشیبانی المروزی ابو العباس[1]

امام بخاری نے ابواب عمرۃ باب القدوم بالغداۃ میں ان کی روایت نقل کی ہے۔
ان کے مشائخ میں ابوضمرۃ، حاتم بن اسماعیل، سفیان بن عیینۃ الدراوردی، ابن مھدی وغیرہم شامل ہیں۔
ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری، ابراہیم الحربی، الدارمی، علی بن عبدالعزیز وغیرہم شامل ہیں۔
خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ یہ بغداد تشریف لائے وہاں پر مجلس حدیث منعقد کی تو امام احمد نے ان کی تعریف کی۔ ابن ابو خیثمۃ نے ان کو صادق قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔
امام بخاری نے لکھا ہے کہ محرم یوم عاشورہ ۲۲۲ھ کو ان کا انتقال ہوا۔

○

---

[1] عمدۃ القاری ص۳۱۱ ج۸، تھذیب التھذیب ص۲۲ ج۱، کتاب التعدیل والتجریح ص۳۱۷ ج۱، رجال صحیح البخاری ص۳۰ ج۱، المعجم ص۹ ج۱، التقریب ص۱۳ ج۱، الخلاصۃ ص۵ کتاب الجرح ص۴۵ ج۲

احمد بن الحسن بن الجنیدب ابوالحسن الترمذی[1]

حافظ ابن حجرؒ نے ان کو الرجال اور الحافظ کے لقب کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

ابو عبد اللہ الحاکم نے لکھا ہے کہ ۲۴۱ھ میں احمد بن الحسن سفر حج کے لئے جاتے ہوئے نیشاپور سے گذرے تھے اور میدان الحسین میں انہوں نے مجلس تحدیث قائم کی تھی وہاں کے سب مشائخ حدیث نے ان سے احادیث بھی لکھیں اور علل الحدیث اور علم الجرح والتعدیل میں بھی ان سے سوالات کر کے استفادہ حاصل کیا تھا۔ حج کے بعد واپسی میں پھر بھی نیشاپور سے گذرے تھے اور اہل علم نے دوبارہ ان سے استفادہ کیا یہ امام احمد بن حنبل کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے امام بخاری نے کتاب المغازی کے آخیر میں باب کم غذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان سے امام احمد کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ عن ابن بریدۃ عن ابیہ قال غزا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ست عشرۃ غزوۃ۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام احمد بن حنبل، حجاج بن نصیر، القعنبی، ابوعاصم، عبد اللہ بن نافع۔

اِن سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری، امام ترمذی، ابن خزیمۃ، ابوحاتم، ابوزرعۃ، ابن جریر، جعفر بن محمد بن المستفاض وغیرہم۔

ابن خزیمۃ کا قول ہے کہ کان احد اوعیۃ العلم، ابوحاتم نے صدوق کہا ہے۔ ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ ان کا انتقال ۲۵۰ھ سے کچھ پہلے ہوا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۲۱۵ ج ۱۴، کتاب التعدیل والتجریح ص۳۱۵ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ص۴۷ ج ۲، الجمع ص۹ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ص۵۳۶ ج ۲، فتح الباری ص۲۱۹ ج ۹، تہذیب التہذیب ص۲۴ ج ۱، الخلاصۃ ص۵، التقریب ص۱۳ ج ۱، رجال صحیح البخاری ص۲۸ ج ۱۔

احمد بن حفص بن عبداللہ بن راشد السلمی ابوعلی [1]

ان کی کنیت ابوعلی اور ان کے والد کی کنیت ابوعمرو ہے نیشاپور کے رہنے والے اور وہاں کے قاضی تھے امام بخاریؒ نے کتاب الحج باب قول اللہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاماً للناس اور کتاب النکاح باب باب من قال لانکاح الا بولی میں حدثنا احمد قال حدثنا ابی کی سند سے ان کی روایتیں نقل کی ہیں

ان کے شیوخ ہیں ان کے والد حفص الحسین بن ولید القرشی، الجارود بن یزید العامری وغیرہم شامل ہیں۔ ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام مسلم، ابوحاتم ابوعوانہ زکریا السجزی، صالح جزرۃ، ابوحامد بن الشرقی، ابوحامد بن بلال البزار، ابوبکر بن زیاد الفقیہ، ابوبکر بن ابی داؤد اور ابن خزیمۃ وغیرہم زیادہ مشہور ہیں۔

امام نسائی کا قول ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں ہے سچے اور قلیل الحدیث ہیں۔ مسدد بن قطن کا قول ہے کہ میں نے ان سے زیادہ اتمام واکمال کے ساتھ نماز پڑھنے والا نہیں دیکھا۔

ان کی تاریخ انتقال کے متعلق تین قول ہیں ① ۵ محرم ۲۵۸ھ ② ۲۵۵ھ ③ ۲۶۰ھ



---

[1] عمدۃ القاری ص۷۷ ج ۸، تھذیب التھذیب ص۲۴ ج ۱، کتاب التعدیل والتجریح ص۳۱۵ ج ۱، رجال صحیح البخاری ص۲۹ ج ۱، الجمع ص۹ ج ۱، الخلاصۃ ص۵، التقریب ص۱۳ ج ۱، کتاب الجرح ص۴۸ ج ۲

ابو عبداللہ احمد بن سعید الرباطی الامام الحافظ الحجۃ[1]

انکا سلسلہ نسب یوں ہے۔ احمد بن سعید بن ابراہیم ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ اور نسبت مروزی، رباطی اور اشقر ہے۔ رباط کے امیر تھے۔ نیشاپور میں کچھ عرصہ اقامت اختیار کی تھی۔

ولادت ان کے سنہ ولادت کے متعلق کتب تاریخ و رجال میں کچھ صداقت نہیں ہے۔

اساتذہ وکیع، عبدالرزاق، وہب بن جریر، سعید بن عامر الضبعی، اسحاق السلولی، ابو عاصم اور ان کے طبقہ کے محدثین سے انہوں نے علم حاصل کیا۔

تلامذہ ان کے شاگردوں میں بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابراہیم بن ابی طالب، حسین بن الضبانی ابوبکر بن خزیمہ، ابو العباس الثقفی اور دیگر ائمہ شامل ہیں۔

علماء کے اقوال خلیلی نے کہا ہے کہ یہ حافظ اور متقن تھے اور محمد بن علی انصار کہا کرتے تھے کہ اگر حسن بصری زندہ ہوتے تو ان کو بھی اسحاق بن راہویہ کی ضرورت پڑتی۔ میں نے اسحاق کے بعد احمد رباطی جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ رباطی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں احمد بن حنبل کے پاس آیا تو انہوں نے میری طرف ذرا توجہ نہ کی۔ میں نے کہا اے ابو عبداللہ خراسان میں لوگ مجھ سے احادیث لکھتے ہیں اگر آپ میرے ساتھ یہ رویہ رکھیں گے۔ تو لوگ مجھ سے حدیث لکھنا چھوڑ دیں گے اس پر انہوں نے کہا کہ احمد کیا قیامت کے روز اس بات سے چھٹکارا مل سکتا ہے کہ کہا جائے۔ عبداللہ بن طاہر اور اس کے نقش قدم قدم پر چلنے والے کہاں ہیں تو تم اپنا اس کے ساتھ تعلق سوچ لو۔ میں نے کہا کہ اس نے خود ہی مجھے "رباط" کا حاکم بنا دیا ہے اس پر وہ اپنی بات دہراتے رہے اور مجھ سے بار بار یہی کہتے رہے یعنی یہ حاکم تھے اور امام احمد کو ان کی یہ حیثیت پسند نہ تھی انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضر و سفر میں پہلے پہل دو دو رکعتیں فرض کی گئیں تھی۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہوئے تو حالت اقامت کی نمازوں میں دو دو رکعتیں زیادہ کر دی گئیں البتہ فجر کی نماز کو قراۃ کے طویل ہونے کی وجہ اپنے حال پر رہنے دیا گیا اور مغرب کی نماز بھی اپنی اصل پر رہی اس لئے کہ وہ دن کی وتر ہے۔

وفات رباطی کی وفات ۲۴۵ھ میں ہوئی بعض نے ۲۴۳ھ بھی بیان کیا ہے۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۲۰۷/۱۲، تاریخ بغداد ۱۶۵/۴، تہذیب التہذیب ۳۰/۱، والتاریخ الکبیر ۹ ج ۲، وطبقات الحنابلہ ۵۶ ج ۱ وتذکرۃ الحفاظ ۵۲۲ ج ۲، والعبر ۴۳۹ ج ۱، والوافی بالوفیات ۳۹۰/ ج ۶، والبدایۃ والنہایۃ ۳۴۵ ج ۱۰، ورجال البخاری ۳۱/ ج ۱، وعلۃ القاری ۲۱۰ ج ۱، وکتاب التعدیل والتجریح ۳۲۴ ج ۱۔

احمد بن سعید بن صخر بن سلیمان [1]

ان کی کنیت ابوجعفر اور نسبت دارمی اور سرخسی ہے۔ امام، علامۃ، فقیہ اور حافظ حدیث تھے۔

ولادت یہ ۱۸۰ھ کے چند سال بعد پیدا ہوئے۔

اساتذہ ان کے اساتذہ میں نضر بن شمیل، جعفر بن عون، روح، عبد الصمد بن عبد الوارث، احمد بن اسحاق الحضرمی، اباعاصم النبیل، حبان بن ھلال، وھب بن جریر، علی بن حسین بن واقد اور ان کے طبقہ کے دوسرے مشائخ شامل ہیں

تلامذہ ائمہ ستہ میں سے نسائیؒ کے علاوہ سب نے ان سے روایت کی ہے اور ترمذی نے ایک واسطے سے بھی روایت کی ہے اس کے علاوہ عبد الواحد بن ہانی، ابو العباس السراج، ابن خزیمہ وغیرہ ان کے شاگرد ہیں اور متقدمین میں سے محمد بن المثنیٰ الزمن نے بھی ان سے روایت کی ہے۔

چند احوال خراسان کا امیر عبداللہ بن طاہر ان کو حدیث کا درس دینے کے لئے نیشاپور لے آیا یہ ایک عرصہ تک وہیں رہے پھر ان کو سرخس کی قضا سپرد کردی گئی بعد میں دوبارہ نیشاپور آئے اور وہیں وفات پائی۔

سیر کے مصنف شمس الدین ذہبی نے کہا ہے کہ ایک مورخ نے جس کا نام اس وقت مجھے یاد نہیں ذکر کیا کہ احمد درامی ہرات کے والی ہارون بن حسین بن مصعب کے پاس اچھے سلوک کی امید لے کر آئے۔ اس نے انہیں اپنے گھر میں ٹھہرایا اور چار ہزار درہم نذر کئے یہ رجال، علل اور تاریخ کے عالم تھے اور ہرات میں ہمارے اصحاب نے انہی سے معرفت حدیث سیکھی ہے۔

ابو عمرو المستملی نے کہا ہے کہ ہم ان کے مرض الموت میں ان کے پاس آئے تو انہوں نے دس ہزار درہم اور ایک خچر صدقہ کرنے کی وصیت کی اور کہا کہ اگر میں مرجاؤں تو میرے عنبر، فتح، حمدان اور عدّان نامی چاروں غلام اللہ کی راہ میں آزاد ہوں گے

وفات ان کی وفات ۲۵۳ھ میں ہوئی [2]

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۲۲۳ ج ۱۲، وکتاب الجرح والتعدیل ۵۳ ج ۲، وتاریخ بغداد ۱۶۶ ج ۴، وطبقات الحنابلہ ۴۵ ج ۱، والانساب ج ۲۴۶، وتذکرۃ الحفاظ ۵۴۰ ج ۲، والعبر ۴ ج ۲، والوافی بالوفیات ۳۹۰ ج ۶، والبدایۃ والنہایۃ ۱۳ ج ۱۱، وتہذیب التہذیب ۳۱ ج ۱، والنجوم الزاہرۃ ۳۵۲ ج ۲، وطبقات الحفاظ ۲۴۱، وخلاصۃ الخزرجیہ ۷، وشذرات الذہب ۲۷ ج ۲، وکتاب التعدیل والتجریح ۳۳۵ ج ۱۔

[2] سیر ۲۳۳ ج ۱۲، تاریخ بغداد ۴/۱۶۶، الوافی بالوفیات ۳۹۰/۶، تہذیب التہذیب ۳۲ ج ۱۔

احمد بن سنان بن اسد بن حبان ؒ [۱]

ان کی کنیت ابو جعفر اور نسبت واسطی ہے۔ امام حافظ حدیث اور مجوّد تھے۔

ولادت یہ ۱۷۰ھ کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔

اساتذہ ابو معاویہ بن الضریر۔ وکیع بن الجراح۔ عبدالرحمٰن بن مہدی، یحییٰ بن قسطان، فرید بن ہارون اور بعض دیگر مشائخ ان کے اساتذہ میں سے ہیں۔

تلامذہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ان کے لڑکے جعفر بن احمد، ابن خزیمہ، نسائی، یحییٰ بن صاعد علی بن عبداللہ بن مبشر، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم اور دیگر بہت سے ائمہ ان کے شاگرد رہے ہیں۔

ان کے بارے میں علماء کے اقوال ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ وہ اپنے زمانے کے امام تھے اور ان کے والد ابو حاتم کہتے ہیں کہ وہ ثقہ، صدوق تھے، ابراہیم بن اُوْرُمَۃ کہتے ہیں کہ ہم ابی موسیٰ اور بندار سے جو احادیث لکھتے تھے تو احمد بن سنان سے اس کی مراجعت کرتے تھے اور احمد بن سنان سے جو احادیث لکھتے، ان کے بارے میں ان کے اتقان اور ضبط کی وجہ سے کسی اور سے مراجعت نہیں کرتے تھے۔ ان کے بیٹے جعفر بن احمد بن سنان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سُنا کہ دنیا میں کوئی ایسا مبتدع نہیں جو حدیث سے بغض نہ رکھتا ہو۔ اور جب آدمی بدعت اختیار کرتا ہے تو حدیث کی مٹھاس اس کے دل سے نکال لی جاتی ہے۔ [۲]

احمد بن سنان نے اپنی سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے سو درجات ہیں۔ ہر دو درجات کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے ان کی حدیث صحیح بخاری میں باب تقبیل الحجر کتاب الصحیح میں ہے۔

وفات حافظ ابو القاسم بن عساکر نے کہا ہے کہ احمد بن سنان نے ۲۵۶ھ میں وفات پائی۔ بعض نے ۲۵۸ھ اور بعض ۲۵۹ھ بھی بیان کیا ہے۔ [۳]

---

[۱] مندرجہ ذیل کتابوں میں ان کے حالات درج ہیں۔ سیر اعلام النبلاء ۲۴۴ ج ۱۲ و کتاب الجرح والتعدیل ۵۳ ج ۲، و تہذیب التہذیب ۱ ج ۱، و تذکرۃ الحفاظ ۵۲۱ ج ۲، و العبر ۱۶ ج ۲، و الوافی بالوفیات ۴۰۷ ج ۶، و طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۶ ج ۲ و البدایۃ والنہایۃ ۳۱ ج ۱۱، و تہذیب التہذیب ۳۴ ج ۱، و رجال البخاری ۳۳ ج ۱ الجمع بین الصحیحین ۷ ج ۱، و کتاب التعدیل والتجریح ۳۳۶ ج ۱۔

[۲] سیر اعلام ۲۴۷ ج ۱۲، شذرات الذہب ۱۳۰ ج ۲

[۳] تہذیب التہذیب ۳۴ ج ۱،

احمد بن شبیب الحبطی [ع۱]

ان کا نام احمد بن شبیب بن سعید ہے الحبطی اور البصری نسبتیں ہیں، ابوعبداللہ کنیت ہے۔ مکہ مکرمۃ میں مجاورت اختیار کی تھی۔

ان کے مشائخ واساتذہ میں ان کے والد شبیب بن سعید، یزید بن زریع عبداللہ بن رجاء المکیؒ اور مروان بن معاویۃ وغیرہم شامل ہیں۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں

امام بخاری، علی ابن المدینی، الفلاس، ابوحاتم، ابراہیم الحربی، ابوزرعۃ، یعقوب الفسوی، ابوالحسن المیمونی، محمد بن یحیی الذہلی، محمد بن علی بن زید الصائغ، اقوال علماء ابوالفتح ازدی نے ان کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے اسی طرح حافظ ابن عبدالبر نے بھی التمہید میں اس کو متروک کہا ہے لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ابن عبدالبر نے ابوالفتح الازدی پر اس جرح میں اعتماد کیا ہے لیکن جمہور محدثین نے ابوالفتح الازدی کے قول کو قبول نہیں ہے حافظ ابن حجرؒ نے خود ابوالفتح الازدی کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے

ابوداؤد نے کتاب الزہد میں ان سے روایت نقل کی ہے۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں کتاب الوضوء باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان اور باب اداء الدیون میں ان کی روایات نقل کی ہیں۔ ابن عدی کا قول ہے کہ اہل عراق نے انکو قبول کیا ہے اور توثیق کی ہے۔ ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کو ذکر کیا ہے۔

۔ ان کا انتقال ۲۲۹ھ میں ہوا تھا۔



ع۱ عمدۃ القاری ص۳۲۳ ج۲، وص۲۲۸ ج۱۰، تہذیب التہذیب ص۳۶ ج۱، سیر اعلام النبلاء ص۶۵۳ ج۱۰، التاریخ الکبیر ص۲ ج۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۵۲ ج۲، الانساب ص۲۹ ج۴ تذہیب التہذیب ص۱۲ ج۱ میزان الاعتدال ص۱۰۳ ج۱، الکاشف ص۵۹ ج۱، خلاصۃ ص۷ رجال صحیح البخاری ص۳۳ ج۱، الجمع ص۱۰ ج۱. التقریب ص۱۶ ج۱، الہدی الساری ص۳۸۶، کتاب التعدیل والتجریح ص۳۳۶ ج۱۔

احمد بن صالح [1]

ان کی کنیت ابو جعفر اور نسبت مصری ہے "ابن طبری" سے معروف ہیں۔ امام کبیر اور مصر میں اپنے زمانے کے حافظ سمجھے جاتے تھے۔ ان کے والد طبرستان کے رہنے والے اور فوجی تھے۔ ابو جعفر ثقاہت اور براعت میں اس مقام پر تھے کہ آنکھوں نے بہت کم ان جیسا انسان دیکھا ہوگا۔

ولادت ان کی ولادت مصر میں ۱۷۰ھ میں ہوئی۔

اساتذہ انہوں نے ابن وہب سے بکثرت روایت کی ہے اور سفیان بن عیینہ سے بھی مکہ مکرمہ میں صبح کے وقت روایات سنیں۔ پھر یمن چلے گئے۔ اس کے علاوہ عبدالرزاق، ابن ابی فدیک، عنبسہ بن خالد الایلی، حرمی بن عمارہ، اسد بن موسیٰ، عبدالملک بن عبدالرحمٰن الذماری، یحییٰ بن حسان یحییٰ بن محمد الجاری، ابو نعیم، عفان، اسلامہ بن روح اور دیگر بہت سے ائمہ سے انہوں نے روایتیں نقل کی ہیں

تلامذہ ان کے شاگردوں میں بڑے بڑے ائمہ شامل ہیں مثلاً بخاری، ابو داؤد، ابو زرعۃ الرازی، محمد بن یحییٰ، موسیٰ ابن سہل الرملی، محمد بن المثنیٰ الزمن یہ ان سے عمر میں بڑے تھے، محمد بن غیلان وغیرہ۔

نسائی نے ان سے حدیث کا سماع تو کیا ہے لیکن روایت نہیں لی ان کے اور نسائی کے درمیان کچھ چپقلش تھی۔ احمد نے نسائی کے بارے میں کلام کیا تو نسائی نے احمد کے بارے میں کلام کرنا شروع کر دیا لیکن اس سے خود نسائی ہی کو نقصان پہنچا۔

ان کی وفات سے پہلے ان سے سب سے آخری روایت کرنے والے ابوبکر بن ابی داؤد ہیں۔

علمائے کے اقوال: علی بن عبدالرحمٰن نے اپنی سند کے ساتھ ابو نعیم سے روایت کی ہے کہ وہ احمد کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ ہمارے پاس اس نوجوان سے زیادہ اہل حجاز کی احادیث جاننے والا کوئی نہیں آیا۔

حافظ ابن عدی نے کہا ہے کہ میں نے احمد بن عاصم الاقرع سے مصر میں سُنا انہوں نے کہا کہ میں نے ابو زرعہ دمشقی کو کہتے سُنا ہے کہ میں عراق گیا تو احمد بن حنبل نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے اپنے پیچھے مصر میں کس کو

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۱۶۰ ج ۱۲، کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۵۶ ج ۲۔ تاریخ بغداد ۱۹۵ ج ۴ و میزان الاعتدال ۱۰۳ ج ۱ وتہذیب التہذیب ۳۹ ج ۱، رجال الجمع بین الصحیحین ۳۴ ج ۱، طبقات الحنابلۃ ۴۰ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ۴۹۵ ج ۱، العبر ۴۲۳ ج ۱ الوافی بالوفیات ۲۷۷ ج ۶، وطبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۶ ج ۲، وغایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ۶۲ ج ۱، والنجوم الزاہرۃ ۳۲۸ ج ۲، وطبقات الحفاظ ۲۱۶، وخلاصۃ للخزرجی ۷، وشذرات الذہب ۱۱۷ ج ۲، کتاب الجمع بین رجال الصحیحین ۱۰ ج ۱ وکتاب التعدیل والتجریح ۳۲۴ ج ۱۔

چھوڑا، میں نے کہا احمد صالح کو، وہ احمد کا ذکر سن کر بہت خوش ہوئے ان کا ذکر خیر فرمایا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔

اور حافظ نہاوندی نے کہا ہے کہ میں نے یعقوب بن سفیان کو کہتے سنا کہ میں نے ایک ہزار سے زائد شیوخ سے زائد احادیث لکھی ہیں۔ جو سب کے سب ثقہ تھے۔ ان میں سے دو ایسے ہیں۔ جن کو میں اللہ کے نزدیک حجت بنا سکتا ہوں ایک احمد بن حنبل اور دوسرے احمد بن صالح لیکن کلام کی حجت میں شبہ ہے اس لئے کہ یعقوب کے مشائخ کے تذکرے کے بارے میں ایک کتاب ملتی ہے۔ اس کے مطابق ان مشائخ کی تعداد ایک ہزار بلکہ اس سے قریب بھی نہیں پہنچتی۔ اس کے علاوہ احمد بن صالح اور احمد بن حنبل میں جلالت، فضل، کثرت مشائخ اور زیادتی اسناد کے لحاظ سے بڑا فرق ہے

امام بخاری نے کہا ہے کہ احمد بن صالح ثقہ اور صدوق ہیں، میں نے کسی کو ان کے بارے میں کلام کرتے نہیں دیکھا احمد بن حنبل، علی اور ابن نمیر وغیرہ احمد بن صالح کی تعریف کیا کرتے تھے اور علی کہتے تھے کہ احمد سے مسائل پوچھو اس لئے کہ وہ اس معاملے میں دوسروں سے زیادہ قابل اعتماد ہیں۔

احمد بن عجلی نے کہا ہے کہ احمد بن صالح مصری ثقہ اور صاحب سنت ہیں اور ابو حاتم کہتے تھے کہ یہ ثقہ ہیں۔ میں نے ان سے مصر، دمشق اور انطاکیہ میں احادیث لکھیں ہیں۔

ابن عدی نے کہا ہے کہ نسائی ان کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے اور ان کی چند احادیث کو منکر گردانتے تھے۔ ان میں سے ایک حدیث یہ ہے۔ وہب بن مالک نے سہیل سے سہیل نے اپنے والد سے اور وہ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ دین سراسر نصیحت ہے۔ اس کے بعد ابن عدی کہتے ہیں کہ احمد بن صالح حدیث خصوصاً حجاز کی حدیثوں کے حفاظ میں سے ہیں اور اس معرفت میں مشہور ہیں

بخاری نے بھی باوجود سخت شروط کے ان سے روایت لی ہے اور اسی طرح محمد بن یحیٰی نے بھی ان سے احادیث نقل کی ہیں اور ان دونوں نے احمد پر حجاز کی احادیث اور ان کی معرفت کے بارے میں اعتماد کیا ہے۔ ثقات سے روایت کرنے والے محدثین نے ان سے بھی روایت کی ہے اور ان کے حفظ و اتقان پر اعتماد کیا ہے

باقی ابن معین نے ان کے بارے میں جو کلام کیا ہے اس کی کئی ترجیحات ہو سکتی ہیں اور نسائی نے اس کی جو مذمت کی ہے تو میں اس کے بارے میں محمد بن صالح نے کہا کہ احمد بن صالح نے نسائی کو اپنی مجلس سے نکال دیا تھا۔ اس چیز نے نسائی کو ان کے بارے میں کلام کرنے پر ابھارا اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ احمد بن حنبل نے احمد بن صالح کی تعریف کی ہے تو انہی کے قول کا اعتبار ہوگا۔ نہ کہ کسی دوسرے کا اور الدین

النصیحہ۔۔ والی حدیث جس کو نسائی منکر گردانتے ہیں۔ اس سے وہب کو یونس بن عبد الاعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے۔ بہرحال احمد جلیل القدر لوگوں میں سے ہیں۔

ابو عمرو الدانی نے مسلمۃ بن قاسم سے نقل کیا ہے کہ لوگوں کا احمد بن صالح کی ثقاہت پر بوجہ ان کے علم و فضل اور خبر کثیر کے اجماع ہے۔ احمد بن حنبل اور اس کے علاوہ دوسرے مشائخ نے ان سے احادیث لکھی ہیں اور ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور نسائیؒ سے جو ان کی تضعیف منقول ہے اس کا سبب یہ ہے کہ احمد بن صالح کی یہ عادت تھی کہ وہ کسی کو اس وقت تک حدیث نہیں سناتے تھے جب تک دو مسلمان شخص اس کی عدالت اور بھلائی کی گواہی نہ دے دیتے۔ جب کسی کے بارے میں ایسی گواہی مل جاتی تو احمد اس کو احادیث کی تعلیم دیتے اور اس کے لئے اپنا وقت خرچ کرتے، اس بارے میں وہ زائدہ بن قدامہ کے مسلک کو اپناتے تھے۔ جب نسائیؒ ان سے احادیث کا سماع کرنے کیلئے آئے تو بغیر اجازت مجلس میں داخل ہو گئے! اور دو گواہ بھی نہ لائے جو ان کے لئے گواہی دیتے۔ جب احمد نے ان کو اپنی مجلس میں دیکھا تو ناپسند کیا اور ان کے نکالنے کا حکم دیا تو نسائیؒ نے اس وجہ سے ان کی تضعیف کی ہے۔

خطیب نے کہا ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ احمد بن صالح صرف باریش شخص کو حدیث سناتے تھے۔ کسی بے ریش لڑکے کو مجلس میں حاضری کی اجازت نہ دیتے تھے۔ جب ابو داؤد سجستانی اپنے بیٹے کو جو کہ اس وقت بے ریش تھا ان کی مجلس میں سماع احادیث کے لئے لانا چاہا۔ تو احمد نے انکار کر دیا۔ اس پر ابو داؤد نے کہا کہ یہ اگرچہ بے ریش ہے لیکن بہت سے باریش لوگوں سے زیادہ حافظ ہے۔ اس پر احمد نے بطور امتحان اس سے چند چیزوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے سب کا صحیح جواب دیا۔ اس وقت احمد نے اس کو بھی حدیث کی تعلیم دینا شروع کی۔ اس کے علاوہ کسی امرد کو شاگرد نہیں بنایا۔

خطیب نے یہ بھی کہا ہے کہ احمد حفاظ حدیث میں سے ایک تھے علل احادیث کو جاننے والے اور اختلاف احادیث کے بارے میں صاحب بصیرت تھے۔ جب بغداد وارد ہوئے تو وہاں حفاظ کی مجلسوں میں بیٹھے انکے اور احمد بن حنبل کے درمیان علمی مذاکرے ہوئے ہیں۔ احمد بن حنبل ان کا ذکر کرتے تھے اور ان کی تعریف کیا کرتے تھے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان دونوں نے مذاکرے کے دوران ایک دوسرے سے احادیث لکھی ہیں۔ اس کے بعد ابن صالح مصر لوٹ گئے اور اہل مصر میں اپنے علم کو پھیلایا اور بڑے بڑے ائمہ نے ان سے احادیث کی تعلیم حاصل کی۔

خطیب نے کہا ہے کہ تمام ائمہ احمد بن صالح کی احادیث سے حجت پکڑتے ہیں سوائے نسائیؒ کے کہ انہوں نے ان سے روایت نہیں کی اور ان کے بارے میں کلام کیا ہے لیکن حقیقت وہ نہیں ہے جو نسائیؒ بیان کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ احمد میں کبر اور بد خلقی تھی اور نسائیؒ کو ان سے ان کی مجلس میں اذیت پہنچی۔ اسی چیز نے ان دونوں کے درمیان تعلقات کو ناخوشگوار بنایا۔ امام بخاری کے قول کے مطابق احمد بن صالح کی وفات ذی قعدہ ۲۴۸ھ میں ہوئی۔

احمد بن الصباح النہشلی ابو جعفر بن ابی سریج الرازی المقری [۱]

بعض لوگوں نے ان کے والد کا نام عمر ذکر کیا ہے، بغداد کے محلے مخرم میں رہائش تھی پھر رے منتقل ہو گئے تھے، وہیں انتقال ہوا تھا، امام بخاری نے باب الصلوٰۃ علی النفساء اور باب قول اللہ تعالیٰ ملک الناس کتاب التوحید میں ان کی روایات نقل کی ہیں، ان کے مشائخ و اساتذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔

ابن عُلیۃ، وکیع، مروان بن معاویۃ، شبابۃ، یزید بن ہارون، یحییٰ بن سعید وغیرہم کسائی کے بھی شاگرد ہیں، علم قرأت ان سے پڑھا تھا، شاگرد مندرجہ ذیل ہیں۔

بخاری، ابوداؤد، النسائی، ابوزرعۃ، ابوحاتم، ابن خزیمۃ الذہلی، یعقوب بن شیبۃ وغیرہم

امام نسائی نے ثقہ کہا ہے، ابوحاتم نے صدوق کہا ہے، یعقوب بن شیبۃ کا قول ہے کہ وکان ثقۃً ثبتاً احد اصحاب الحدیث، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ان کا انتقال ۲۴۰ھ کے بعد ہوا تھا۔

○

---

[۱] عمدۃ القاری ص۲۲۵ ج۳، تہذیب التہذیب ص۴۲ ج۱، کتاب التعدیل والتجریح ص۳۲۷ ج۱، رجال صحیح البخاری ص۳۵ ج۱، الجمع ص۱ ج۱، التقریب ص۱۴ ج۱، کتاب الجرح والتعدیل ص۵۶ ج۲، الخلاصہ ص۲

احمد بن ابوالطیب المروزی البغدادی[1]

ان کے والد ابوالطیب کا نام سلیمان ہے۔ احمد کی کنیت ابوسلیمان ہے المروزی کی نسبت سے مشہور ہے صیحح بخاری میں ان کی صرف ایک روایت ہے باب لو کنت متخذ اُخلیلاً

ان کے مشائخ میں اسماعیل بن مجالد۔ مصعب بن سلام الکوفی، عبداللہ بن المبارک اور ہشیم وغیرہم شامل ہیں۔ ان کے تلامذہ ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں۔

امام بخاری، امام ترمذی بالواسطہ، الذہلی، ابوزرعۃ، لیعقوب بن ابوبکر الاثرم وغیرہم۔

ابوزرعہ کا قول ہے کہ یہ حافظ تھے، نیز صدوق بھی کہا ہے۔

ابوعوانہ نے بھی توثیق کی ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۴۶ ج ۱۳، فتح الباری ص۱۹ ج ۸، تاریخ بغداد ص۱۴۳ ج ۴، کتاب التعدیل ص۳۳۵ ج ۱ تھذیب التھذیب ص۴۴ ج ۱، رجال صحیح البخاری ص۳۲ ج ۱، الجمع ص۱ ج ۱۔ التقریب ص۱۴ ج ۱ الخلاصۃ ص۵، الھدی الساری ص۳۸۶ کتاب الجرح والتعدیل ص۵۲ ج ۲۔

احمد بن عبداللہ بن ایوب الحنفی ابوالولید[۱]

ان کی کنیت ابوالولید ہے اور دادا کی کنیت ابورجاء ہے اوپر والا سلسلہ نسب امام بخاری اور حافظ ابن حجر کا ذکر کردہ ہے۔ ابوعبداللہ الحاکم نے ان کا سلسلۂ نسب اس طرح ذکر کیا ہے۔

احمد بن عبداللہ بن واقد بن الحارث، امام بخاری نے باب اقبال الامام علی الناس عند تسویۃ الصفوف اور کتاب الحیض وغیرہ کئی مقامات پر ان کی احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں ذیل کے حضرات شامل ہیں۔

سفیان بن عیینۃ، ابواسامۃ، یحیٰی بن سعید القطان وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔ انکے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری ابوزرعۃ ابوحاتم، الدارمی، احمد بن حفص النیسابوری وغیرہم۔

ابوحاتم نے ان کو صدوق کہا ہے۔ ابوعبداللہ الحاکم کا قول ہے کہ ہرات میں یہ اپنے وقت کے امام تھے، علم فقہ و علم حدیث میں ان کو یکساں مہارت حاصل تھی۔ امام نسائی نے انکو اپنے شیوخ میں ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ وھو ثقۃ لاباس بہ، ابن حبان نے بھی ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔



---

[۱] تہذیب التھذیب ص۲۶ ج۱، رجال صحیح البخاری ص۳۷ ج۱۔ کتاب التعدیل ص۳۲۹ ج۱، الجمع ص۱ ج۱ التقریب ص۱۲ ج۱، کتاب الجرح والتعدیل ص۵ ج۲، الخلاصۃ ص۸ عمدۃ القاری ص۲۱۶ ج ۳

احمد بن عبداللہ[1]

ان کا پورا نام اور سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ احمد بن عبداللہ بن علی بن سوید بن منجوف۔ ان کی کنیت ابوبکر ہے۔ پردادا کی طرف المنجوفی اور اپنے قبیلے کی طرف منسوب ہوکر السدوسی اور شہر اقامت بصرہ کی طرف منسوب ہوکر البصری کہلاتے ہیں۔ منجوف علامہ بدرالدین عینی کے قول کے مطابق میم کے فتح نون کے سکون اور جیم کے ضمّہ کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

ان کے اساتذہ میں امام ابوداؤد الطیالسی صاحب مسند۔ روح بن عبادۃ البصری اور لغت و ادب کے مشہور امام اصمعی شامل ہے۔ ان کے شاگردوں میں امام بخاری، ابوداؤد، نسائی ابوعروبۃ، ابن ابی داؤد، ابن خزیمۃ اور ابن صاعد وغیرہم شامل ہیں۔

وفات: امام نسائیؒ نے ان کو ثقۃ کہا ہے۔ امام ابن عساکر مصنف تاریخ دمشق نے ان کی وفات ۲۵۲ھ میں ذکر کیا ہے۔ امام ابن حبان نے بھی ان کو اپنی کتاب الثقات میں ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔

مسند احمد میں بھی انکی روایت منقول ہے۔ امام بخاریؒ نے کتاب الایمان باب اتباع الجنائز من الایمان میں ان کی روایت نقل کی ہے۔ ابن ابی حاتم نے کتاب الجرح والتعدیل میں ان کے شاگردوں میں یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نیشاپوری کو بھی ذکر کیا ہے۔

---

[1] عمدۃ القاری ج۱ ص۳۱۳ وفتح الباری ج۱ ص۱۲ وتہذیب التہذیب ج۱ ص۴۸ وکتاب الجرح والتعدیل ج۱ ص۵۶ رجال صحیح البخاری ج۱ ص۴۶ والتعدیل والتجریح ج۱ ص۳۳۰ وتسمیۃ من اخرجہم البخاری ومسلم للحاکم ص۵۹ وکتاب الجمع بین رجال الصحیحین ج۱ ص۱ وذکر اسماء التابعین ج۱ ص۴۷

احمد بن عبد الملک بن واقد الحرانی الاسدی[۱]

یہ بنو اسد کے موالی تھے، ابو یحییٰ کنیت تھی کبھی دادا کی طرف منسوب ہو کر احمد بن واقد بھی کہلاتے ہیں، امام بخاری نے باب الخدم للمسجد باب الشجاعۃ فی الحرب والجبن اور باب مناقب خالد بن الولید میں انکی روایات ذکر کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں

زہیر بن معاویۃ، حماد بن زید، عبید اللہ بن عمرو، ابو الملیح الرقی وغیرہم ان سے روایات نقل کرنیوالوں میں زیادہ شہرت یافتہ ذیل کے حضرات ہیں، امام بخاری، امام نسائی، احمد بن حنبل، ابن ابی شیبۃ، ابو زرعۃ ابو حاتم، محمد بن جبلۃ، تمام، ابو اسماعیل الترمذی۔ یعقوب بن شیبۃ، ابن ماجہ میں انکی روایات بالواسطہ منقول ہیں۔

یعقوب بن شیبۃ نے ثقہ کہا ہے۔ امام احمد کا قول ہے کہ یہ اپنی احادیث کے حافظ تھے میں نے ان میں کوئی نقص وعیب نہیں دیکھا میں نے ہمیشہ ان سے خیر ہی دیکھا، سنت پر عامل تھے، ابو حاتم کا قول ہے کہ احمد بن عبد الملک صدق واتقان میں نفیلی کے نظیر تھے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اہل حران یعنی ان کے علاقے والوں نے امراء کے ساتھ ان کے اختلاط کی وجہ سے ان پر کچھ تنقید کی ہے۔

ان کا انتقال ۲۲۱ھ میں ہوا۔

---

[۱] عمدۃ القاری ص۵۲ ج۴، وتہذیب التہذیب ص۵۷ ج۱، رجال صحیح البخاری ص۳۹ ج۱ الجمع ص۱۱ ج۱، التقریب ص۲۰ ج۱، الخلاصۃ ص۹، الھدی الساری ص۳۸۶۔

احمد بن عبید اللہ الغدانی البصری [1]

امام بخاریؒ نے ان کی روایت باب اتیان الیہود النبیﷺ صلی اللہ علیہ وسلم حین قدم المدینۃ میں نقل کی ہے لیکن بخاری کو ان کے نام میں شک واقع ہوا، اور یوں نقل کیا کہ حدثنی احمد او محمد بن عبید اللہ الغدانی .... الخ حافظ ابن حجرؒ العسقلانی نے تحذیب التحذیب میں ذکر کیا ہے کہ ان کے والد کے نام میں بھی اختلاف ہے بعض لوگ تصغیر کے ساتھ عبید اللہ نقل کرتے ہیں اور بعض لوگ عبد اللہ (مکبراً) نقل کرتے ہیں۔ امام بخاری نے تاریخ کبیر میں بغیر شک کے احمد بن عبید اللہ ذکر کیا ہے۔ پورا نام اور سلسلہ نسب صحیح اس طرح ہے، احمد بن عبید اللہ بن سہیل بن صخر الغدانی البصری۔ ابو عبد اللہ ان کی کنیت ہے۔ ان کے مشائخ میں ان کے والد عبید اللہ بن سہیل ابو بحر البکراوی ابو اسامۃ اور ولید بن مسلم وغیرہم مذکور ہوتے ہیں۔

ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری، ابوداؤد، ابوزرعۃ، ابوحاتم یعقوب بن شیبۃ، جعفر بن ہشام البغدادی وغیرہم شامل ہیں، ابن عساکر نے امام ترمذی کو بھی ان سے نقل کرنے والوں میں ذکر کیا ہے لیکن ابن حجرؒ نے اس کو وہم قرار دیا ہے۔ امام ترمذی کے شیخ احمد بن عبید اللہ بن بشر السلیمی ہے۔ ابوحاتم نے ان کو صدوق کہا ہے

ان کا انتقال ۲۲۴ھ یا رجب ۲۲۶ھ میں ہوا تھا۔

○

---

[1] عمدۃ القاری ص۵۶ ج ۱۴، تحذیب التحذیب ص۵۹ ج ۱، رجال صحیح البخاری ص۳۹ ج ۱، المعجم ص۱۱ ج ۱ التقریب ص۱۲ ج ۱، کتاب الجرح ص۵۵ ج ۲، الخلاصۃ ص۹، التاریخ الکبیر ص۳ ج ۲ و فتح الباری ص۲۷۸ ج ۸

احمد بن عاصم ابو محمد البلخی علہ

صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں کتاب الرقاق میں ان سے روایت منقول ہے اسی طرح امام بخاری نے الادب المفرد میں ان سے احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں حیوۃ بن مشریح - سعید بن عفیر اور عبدالرزاق وغیرھم کے اسماء مذکور ہیں۔

ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری اور عبداللہ بن محمود الجوزجانی وغیرھما شامل ہیں۔

ابوحاتم رازی نے ان کو مجہول قرار دیا تھا لیکن ابن حبان نے کتاب الثقات میں ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور ابوالقاسم القشیری نے الرسالۃ میں ان کا ذکر کیا ہے بقول حافظ ابن حجر العسقلانی یہ زہد و تصوف میں مشہور تھے۔

لیکن ابن حجرؒ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ احمد بن عاصم الزاھد انطاکی ہے بلخی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

علہ تہذیب التہذیب ص ۴۶ ج ۱

احمد بن عبید اللہ بن یزید البغدادی ابوجعفر بن ابی داؤد ابن المنادی[1]

امام بخاریؒ نے کتاب التفسیر سورۃ لم یکن الذین کفروا کی تفسیر میں ان کی روایت نقل کی ہے۔
حدثنا احمد ابن ابی داؤد ابوجعفر المنادی الخ۔ لیکن اسماء رجال کی اکثر کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ امام بخاریؒ کا وہم ہے، ان کا نام محمد ہے اور اسی نام سے اہل بغداد میں مشہور ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی تہذیب اور تقریب میں ان کو حرف میم میں ذکر کیا ہے اس لیے صحیح نام محمد بن عبید اللہ الخ ہے
ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔
حفص بن غیاث۔ ابواسامۃ، روح بن عبادۃ، ابوبدر شجاع بن الولید، ابوالنضر ہاشم بن القاسم، وضاح بن یحیٰی النہشلی، اسحاق بن یوسف الازرق، عبدالوہاب الخفاف، یزید بن ہارون، یونس بن محمد، عبداللہ بن بکر السہمی، عفان۔ مکی بن ابراہیم،
ان سے نقل کرنے والوں میں ان کا بیٹا ابوالحسین احمد بن ابوجعفر ابن المنادی، ابن ابی الدنیا، ابوالقاسم البغوی، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، ابوسہل بن زیاد القطان، ابوعمر، عثمان بن السماک، حمزۃ بن محمد العقبی، ابوجعفر محمد بن عمرو ابن البستحتری۔ اسماعیل بن محمد الصفار، ابوالعباس الاصم، امام بخاری وغیرہم۔
ابوحاتم نے صدوق کہا ہے، عبداللہ بن محمد اور محمد بن عبدوس نے ثقہ قرار دیا ہے۔
ان کے نواسے سے منقول ہے کہ ان کی ۱۰۱ سال چار مہینے اور بارہ دن عمر تھی۔ منگل کی رات انتقال ہوا تھا اور منگل کے دن دفن کئے گئے۔ انتقال ۲۷ رمضان المبارک ۲۷۲ھ کو ہوا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۱۷۹ ج۱۶، تہذیب التہذیب ص۳۲۹ ج۹، رجال صحیح البخاری ص۳۶ ج۱، الجمع ص۱۲ ج۱، التقریب ص۱۴ ج۱ و ص۱۸۸ ج۲، الخلاصۃ ص۶، کتاب الجرح والتعدیل ص۳ ج۸ وکتاب التعدیل ص۳۳۹ ج۱، تاریخ بغداد ص۳۲۶ ج۲، فتح الباری ص۳۵۵ ج۱۰۔

احمد بن عثمان بن حکیم بن دینار الاودی الکوفی ابوعبداللہ[1]

امام بخاری نے کتاب المغازی باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل ببدر کتاب الایمان باب کیف کان یمین النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث الرابع العشر اور کتاب الوضوء باب اذا القی علی ظهر المصلی قذراً اوجیفة اور کتاب التفسیر فتح الباری ص۲۴۸ ج۹ وغیرہ تک ان کی روایات منقول ہیں۔

ان کے مشائخ میں ان کے والد عثمان ان کے چچا علی بن حکیم، شریح بن مسلمة، عبید اللہ، ابوموسیٰ، خالد بن مخلد، ابونعیم وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں:۔

امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن ماجة، ابوحاتم، ابوعوانة، یعقوب الفسوی الحسین، القاسم المحاملی، محمد بن مخلد وغیرہ۔ ابوحاتم نے صدوق کہا ہے، امام نسائی نے ثقہ کہا ہے، ابن خراش کا قول ہے کہ احمد بن عثمان ثقہ اور عادل ہیں۔ العقیلی اور بزار نے بھی توثیق کی ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال محرم ۲۶۱ھ میں ہوا

○

---

[1] عمدة القاری ص۲۹ ج۸، تهذیب التهذیب ص۶۱، کتاب التعدیل والتجریح ص۳۳۲ ج۱
رجال صحیح البخاری ص۲ ج۱، الجمع ص۶ ج۱، التقریب ص۲۱ ج۱، الخلاصة ص۱ کتاب الجرح ص۶۳ ج۲

احمد بن عمر الحمیری البغدادی المخرمی البزار السمار[عہ]

یہ حمدان کے لقب سے مشہور تھے بغداد کے رہنے والے تھے اور ابو جعفر کنیت تھی امام بخاریؒ نے ان سے سورۃ مائدۃ کی تفسیر میں متابعۃ صرف ایک روایت نقل کی ہے ان کے مشائخ میں ابو النضر۔ ابو الجواب اور روح بن عبادہ وغیرھم مذکور ہیں ان کے شاگردوں میں امام بخاری۔ المحاملی۔ اور ابن مخلد وغیرھم شامل ہیں۔

خطیب بغدادی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

ابن قانع اور ابن عساکر نے لکھا ہے کہ ان کا انتقال جمادی الآخر ۲۵۸ھ میں ہوا تھا شیرازی نے الالقاب میں ان کا نام محمد بن عمر الحمیری لکھا ہے۔

عہ تہذیب التہذیب ص۶۳ ج۱

احمد بن عیسیٰ بن حسان[1]

ان کنیت ابو عبد اللہ اور نسبت مصری ہے "ابن التستری" سے مشہور ہیں۔ امام، محدث اور صدوق تھے۔ ان کے والد "تستر" نامی مقام جس کو آج کل "ششتر" کہا جاتا ہے، کی طرف سامان تجارت لاتے لے جاتے تھے۔ اس وجہ سے "تستری" سے مشہور ہو گئے۔

ولادت ان کی سنہ ولادت کے متعلق کچھ موجود نہیں ہے۔

اساتذہ ہشام بن اسماعیل، مفضل بن فضالۃ، عبد اللہ بن وہب بشر بن بکر، ازہر بن سعد السمان وغیرہ ان کے اساتذہ میں سے ہیں۔

تلامذہ ترمذی کے علاوہ اصحاب ستہ ان کے شاگرد ہیں۔ اس کے علاوہ ابو زرعۃ، ابو حاتم، اسماعیل حربی یوسف القاضی، ابو یعلی الموصلی، ابو القاسم البغوی وغیرہ نے بھی ان سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔

علماء کے اقوال نسائیؒ اور دیگر محدثین نے ان کے بارے میں "لا باس" کے الفاظ کہے ہیں۔ ابو بکر الخطیب کہا کرتے تھے کہ جن لوگوں نے ان کی حدیث سے حجت پکڑنا ترک کیا ہے میں نے ان کے پاس کوئی صحیح دلیل نہیں دیکھی یعنی ان کو غیر مقبول کہنے والوں کے پاس کوئی دلیل موجود نہیں۔ یحییٰ بن معین اور ابو حاتم سے ان پر جرح منقول ہے لیکن امام ذہبیؒ کا قول ہے کہ العمل علی الاحتجاج ہے کہ محدثین کا عمل اس پر ہے کہ وہ ان کی احادیث کو قبول کرتے ہیں۔ بہر حال امام بخاری کا باوجود سخت شرائط کے ان کی احادیث کو قبول کرنا دلیل قبولیت ہے، ابو داؤدؒ نے کہا ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ کذاب ہیں اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ مجھ سے مصر میں کہا گیا کہ احمد بن عیسیٰ نے ابن وہب اور مفضل بن فضالۃ کی کتب خریدی ہیں۔ امام ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ مجھے ان کی کوئی منکر روایت نہیں ملی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی لکھا ہے ولیس فی حدیثہ شئ من المناکیر۔

ابن حبان نے بھی ان کو اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے اور امام مسلم نے بھی صحیح مسلم میں ان سے روایت کی ہے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۲۴۴ھ میں زندہ تھے لیکن ان کی وفات کے متعلق مشہور یہی ہے کہ "سامرہ" نامی مقام میں صفر ۲۴۳ھ میں وفات پائی۔

---

[1] التاریخ الکبیر ۲ج ۲، والوافی بالوفیات ۷/۲۰۳، خلاصۃ الخزرجی ۱/۱، وشذرات الذهب ۲/۱۰۳ ج ۲، وکتاب التعدیل والتجریح ۱/۳۲۴ وعمدۃ القاری ۳۰۰ ج ۸، و۳/۳۰۷ ج ۴، و ۳۰۵ ج ۵، ۲۹۵ ج ۷، سیر اعلام النبلاء ۱۲/۷۱، کتاب الجرح والتعدیل، تاریخ بغداد ۴/۲۷۲، میزان الاعتدال ۱/۱۲۵، تہذیب التہذیب ۱/۶۴، ورجال صحیح البخاری ۴۰ ج ۱، ورجال الجمع بین الصحیحین، ج ۱، تسمیۃ من اخرجہم البخاری ومسلم ۳/۷۰۔

احمد بن محمد شبّویہ [۱]

ان کا پورا نام اور سلسلہ نسب اس طرح ہے احمد بن محمد بن ثابت بن عثمان الخزاعی المروزی، انکی کنیت ابوالحسن ہے۔ امام بخاری نے کتاب الوضوء، کتاب الاضاحی اور کتاب الجہاد میں عن احمد بن محمد عن ابن المبارک کی سند سے کچھ احادیث نقل کی ہیں لیکن احمد بن محمد کے ساتھ کوئی نسبت ذکر نہیں کی ہے جس کی وجہ سے اختلاف پیدا ہوا۔ کہ اس احمد بن محمد سے مراد کون ہیں، امام دار قطنی کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد یہی صاحب ترجمہ احمد بن محمد شبّویہ مراد ہے اور ابونصر الکلاباذی اور بعض دوسرے محدثین کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد احمد بن محمد بن موسیٰ المروزی ہیں اس لیے ہم نے احتیاطاً دونوں کے حالات ذکر کئے ہیں۔

ان کے مشائخ میں عبداللہ بن المبارک، سفیان بن عیینۃ، الفضل بن موسیٰ، ابواسامۃ وغیرہم شامل ہیں۔ ان کے تلامذہ میں بقول بعض امام بخاری اور ابوداؤد، ابوزرعۃ الدمشقی احمد بن ابوخیثمۃ وغیرہم شامل ہیں۔ یحیٰی بن معین نے بھی ان سے احادیث سنی تھیں جو ان کے ہم عصر ہیں۔

محمد بن وضاح، العجلی، عبدالغنی بن سعید نے ان کی توثیق کی ہے۔

الادریسی کا قول ہے کہ کان حافظاً فاضلاً متقناً فی الحدیث۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا انتقال سنہ ۲۳۰ھ میں ہوا تھا۔

---

[۱] عمدۃ القاری ص۲۴۷ ج ۲ و ص۱۳۳ ج ۸ و سیر اعلام النبلاء ص۲ ج ۱۱ و تهذیب التهذیب ص۷۱ ج ۱۔ التاریخ الکبیر ص۵ ج ۲، کتاب الجرح و التعدیل ص۵۵ ج ۲، طبقات الحنابلة ص۴۲ ج ۱، الانساب ص۲۸۵ ج ۷ اللباب ص۷۷ ج ۳، تذهیب ص۲۲ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ص۴۴۳ ج ۲، النجوم الزاهرۃ ص۲۵۴ ج ۲ خلاصة ص۱۱

احمد بن محمد البزی[1]

کنیت ابوالحسن اور پورا نام احمد بن محمد عبداللہ بن القاسم بن ابی بزّہ ہے مخزومی اور بزّی ان کی نسبت ہے۔ فارسی الاصل ہیں۔ قبیلہ مخزوم کے موالیٰ ہیں۔ مکہ مکرمہ کے قاری اور مؤذن رہے ہیں

ولادت یہ ۱۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ ان کے اساتذہ کی فہرست میں عکرمۃ بن سلیمان، ابوالاخریط اور ابن نیاد کا نام آتا ہے انہوں نے ان تین بزرگوں سے قرأت پڑھی تھی اور ان تینوں نے ابن کثیر کے شاگرد اسماعیل القسط سے علم قرأت سیکھا تھا اور حدیث کا سماع ابن عیینہ، مالک بن شعیر، مومل بن اسماعیل مضری اور دیگر ائمہ سے کیا تھا۔

تلامذہ بخاری نے صرف ان سے اپنی تاریخ میں روایت لی ہے اس کے علاوہ مضر الاسدی، حسن بن الحباب یحییٰ ابن صاعد بھی ان کے شاگرد ہیں۔ ان سے بہت سے لوگوں نے قرأت پڑھی ان میں ابو ربیعۃ، محمد بن اسحاق، اسحاق الخزاعی، احمد بن فرح، ابن حباب لبیان اور دیگر ائمہ شامل ہیں۔

علماء کے اقوال: ابوحاتم نے کہا ہے کہ حدیث کے معاملہ میں ضعیف ہیں۔ میں ان سے روایت نہیں لیتا۔ عقیلی نے منکر الحدیث کہا ہے۔ حاکم نے ان کی حدیث "تکبیر" کی تصحیح کی ہے لیکن درحقیقت وہ منکر ہے

وفات انہوں نے ۲۵۰ھ میں وفات پائی۔ یہ دیندار، عالم اور صاحب سنت تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

---

[1] کتاب الجرح والتعدیل ۱/۲ج۲، الانساب ۲۰۲ج۲، اللباب ۳۹ج۱، میزان الاعتدال ۱۴۴ج۱، العبد ۵۵ج۱، البدایۃ والنہایۃ ۶ج۱۱، العقد الثمین ۱۴۲ج۳، وغایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ۱۱۹ج۱، ولسان المیزان ۱۳۹ج۱، وشذرات الذہب ۱۲۰ج۲ وسیر اعلام النبلاء ۵۰ج۱۲۔

احمد بن محمد بن حنبل الشیبانیؒ[1]

امام ذہبیؒ سیر اعلام النبلاء میں آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح ذکر کیا ہے۔

احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد بن ادریس بن عبد اللہ بن حیّان بن عبد اللہ بن انس بن عوف بن قاسط بن مازن بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل الذہلی الشیبانی المروزی ثم البغدادیؒ

امام موصوف ائمہ مجتہدین میں سے ہے اور آپ کے لاکھوں مقلدین موجود ہیں، آپ کی شہرت کی وجہ سے ہم آپ کے حالات کو نہایت اختصار کے ساتھ لکھیں گے اور تفصیل کے لئے مراجع ذکر کریں گے۔ امام بخاریؒ نے کتاب المغازی کے آخیر میں احمد بن الحسن کے حوالے سے انکی ایک حدیث نقل کی ہے اور کتاب النکاح باب ما یحل من النساء وما یحرم میں وقال لنا احمد بن حنبل کی سند سے ابن عباس کا قول نقل کیا ہے پھر کتاب اللباس باب ھل یجعل نقش الخاتم ثلاثة اسطر میں حدیث نقل کرنیکے بعد فرمایا کہ وزادنی احمد حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اور عینی نے عمدة القاری میں ابو الحجاج المزیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد امام احمد بن حنبل ہے۔ امام بخاری نے اپنی دوسری کتابوں میں ان کی کافی روایتیں نقل کی ہیں صحیح بخاری میں صرف ان تین مقامات پر امام کا ذکر اور ان سے نقل موجود ہے۔ انکے مشائخ کی تعداد تو بہت زیادہ ہے صرف مسند احمد میں جن سے انہوں نے نقل کیا ہے انکی تعداد ۲۸۰ سے کچھ زیادہ ہے، یہاں ہم چند مشاہیر کا ذکر کرتے ہیں۔

ابراهیم بن سعد، ھشیم بن بشیر، عباد بن عباد المہلبی، معتمر بن سلیمان التیمی، سفیان بن عیینة الہلالی، ایوب بن النجار، یحیی بن ابی زائدة، یزید بن ھارون، وکیع وغیرھم من الخلائق ان سے نقل کرنے والے بھی بہت زیادہ ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں امام بخاری امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ابوداؤد نے بعض مقامات پر اور امام نسائی، امام ترمذی، ابن ماجہ نے ان سے بالواسطہ روایات نقل کی ہیں، انکی ولادت ۱۶۴ھ میں بغداد میں ہوئی۔ انکا انتقال ربیع الثانی کی ۱۳ تاریخ بروز جمعہ ۲۴۱ھ میں ہوا۔

---

[1] عمدة القاری ص۲۹ ج۱۶ و ص۶۶ ج۱۸ وسیر اعلام النبلاء ص۱۷۷ ج۱۱ تا ص۳۵۸ ج۱۱ ـ طبقات ابن سعد ص۳۵۴ ج۷، مقدمہ کتاب الزہد لہ التاریخ الکبیر ص۵ ج۲ و احمد بن حنبل لابی زہرة ـ والتاریخ الصغیر ص۳۷۵ ج۲، تاریخ الفسوی ص۲۱۲ ج۱، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۹۲ ج۱ تا ص۳۱۳ ج۱ و ص۶۸ ج۲ تا ص۷۰ ج۲، حلیة الاولیاء ص۱۶۱ ج۹ تا ص۲۳۳ ج۹، الفہرست ص۲۸۵، تاریخ بغداد ص۴۱۲ ج۴ تا ص۴۲۳ ج۴، طبقات الحنابلة ص۴ ج۱ تا ص۲۰ ج۱، تہذیب الاسماء واللغات ص۱۱۰ ج۱، وفیات الاعیان ص۶۳ ج۱، تذکرة الحفاظ ص۴۳۱ ج۲، العبر ص۴۳۵ ج۱، تذہیب التہذیب ص۲۲ ج۱، الوافی بالوفیات ص۳۶۳ ج۶، مرآة الجنان ص۱۳۲ ج۲، طبقات الشافعیة الکبریٰ ص۲۷ ج۲، البدایة والنہایة ص۳۲۵ ج۱۰، غایة النہایة ص۱۱۲ ج۱، النجوم الزاہرة ص۳۰۴ ج۲، طبقات الحفاظ ص۱۸۶، مناقب الامام احمد لابن الجوزی ـ خلاصة ص۱۱، طبقات المفسرین ص۷۰ ج۱، الرسالة المستطرفة ص۱۸، شذرات الذہب ص۹۶ ج۲، کتاب التعدیل ص۳۲ ج۱، رجال صحیح البخاری ص۴۳ ج۱، الجمع ص۵ ج۱، تقریب التہذیب ص۲۴ ج۱، تہذیب التہذیب ص۷۲ ج۱۔

احمد بن محمد بن موسیٰ المروزی [1]

مردویہ کے لقب سے مشہور ہے ابو العباس کنیت ہے کبھی دادا کی طرف منسوب ہو کر احمد بن موسیٰ بھی کہلاتے ہیں۔ تجارت اور دلالی کا کام کیا کرتے تھے اس لیے السمسار بھی کہلاتے

ان کے اساتذہ و مشائخ میں عبد اللہ بن المبارک، جریر، اسحاق الازرق، یحییٰ بن سعید الانصاری وغیرہم شامل ہیں۔ ان کے تلامذہ میں امام بخاری، امام ترمذی، النسائی، محمد بن عمر الذہلی، عبد اللہ بن محمود المروزی وغیرہم زیادہ مشہور ہیں۔

ذہبی اور ابن حجرؒ نے توثیق کی ہے، ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔
ابن وضاح نے ثقۃ اور ثبتٌ کہا ہے
ان کا انتقال ۲۳۵ھ یا ۲۳۸ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۲۴ ج ۳، سیر اعلام النبلاء ص۸ ج ۱۱، الوافی بالوفیات ص۱۳ ج ۸، تہذیب التہذیب ص۷۷ ج ۱، خلاصۃ ص۱۲، کتاب التعدیل والتجریح ص۳۱۹ ج ۱

احمد بن محمد المکی [۱]

ان کا پورا نام اور سلسلہ نسب اس طور پر منقول ہے۔

احمد بن محمد بن الولید بن عقبۃ بن الازرق بن عمرو بن الحارث بن ابی شمر الغسانی

ان کی کنیت ابوالولید یا ابوعبداللہ ہے۔ تاریخ مکہ کے مصنف ابوالولید محمد بن عبداللہ کے دادا ہیں۔

ان کے مشائخ میں عمرو بن یحییٰ السعدی۔ امام مالک۔ سفیان بن عیینۃ۔ اور امام شافعی وغیرہم شامل ہیں۔

ان سے روایت نقل کرنے والے یہ حضرات ہیں۔

امام بخاری۔ ابوحاتم۔ ابوالولید ابن ابنہ۔ یعقوب الفسوی، عبداللہ بن احمد بن ابومیسرۃ وغیرہم۔

امام بخاری نے ان سے باب استنجاء بالحجارۃ اور دوسرے مقامات پر احادیث نقل کی ہیں

ابوحاتم اور ابوعوانہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ ابن سعد نے بھی طبقات میں ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ امام شافعی نے بوقت انتقال ان کو اپنا وصی مقرر کیا تھا۔ ابوعبداللہ حاکم نے کہا ہے کہ ان کا انتقال سنہ ۲۲۲ھ میں ہوا تھا۔

---

[۱] عمدۃ القاری ۲۸۵ ج ۲، کتاب التعدیل والتجریح ۳۱۸ ج ۱، طبقات ابن سعد ۵۰۲ ج ۵۔ کتاب الجرح والتعدیل، ج ۲۔
تہذیب التہذیب ۷۹ ج ۱، الجمع ۱۱ ج ۱، التقریب ۲۵ ج ۱،
الخلاصۃ ۱۲، رجال صحیح البخاری ۴۱ ج ۱۔

احمد بن المقدام البصری العجلی [۱]

اس سے مراد امام حافظ ابوالاشعث احمد بن المقدام بن سلیمان بن اشعث ہیں۔ ان کی حدیث صحیح بخاری باب من لم یر الوساوس ونحوھا من الشبہات وباب اذا قال رب الارض اقرک میں نقل کی ہیں۔

ولادت اس کے بارے میں خود ان کا قول ہے کہ میں منصور کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوا۔

شیوخ حماد بن زید، حزم بن ابی حزم، عبداللہ بن جعفر المرنی، یزید بن زریع، خالد بن الحارث، فضیل بن عیاض، عثام بن علی، معتمر بن سلیمان اور بعض دیگر مشائخ ان کے اساتذہ میں سے ہیں۔

تلامذہ ان کے شاگردوں میں بخاری، ترمذی، نسائیؒ، ابن ماجہ، البغوی، ابن ابی داؤد، یحیٰی بن صاعد، علی بن عبداللہ بن مبشر احمد بن علی الجوزجانی، قاضی ابوعبداللہ المحاملی، ابن خزیمہ، حسین بن یحییٰ القطان اور بہت سے لوگ موجود ہیں۔

علماء کے اقوال نسائی نے کہا ہے کہ یہ ثقہ ہیں۔ ابن خزیمہ ان کو صاحب حدیث کہتے ہیں اور ابوحاتم نے ان کو صدوق قرار دیا ہے ابوداؤدؒ کا کہنا ہے کہ میں ان سے روایت نہیں لیتا یہ لوگوں کو حیلے سکھاتے تھے اس بارے میں یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ بصرہ میں کچھ دیوانے تھے جو دراہم کی پوٹلی راستے میں ڈال دیتے اور خود چھپ کر انتظار کرنے لگتے جب کوئی اسے اٹھانے لگتا تو شور مچاتے اور اسے شرمندہ کرنے لگتے تو ابواشعث نے لوگوں کو یہ طریقہ بتایا کہ وہ اپنے پاس شیشے کے ٹکڑوں سے بھری تھیلی رکھیں جب دراہم کی تھیلی اٹھاتے وقت دیوانے شور مچانے لگیں تو دراہم کی پوٹلی کو شیشے والی پوٹلی سے بدلیں لیکن ابن عدی نے کہا ہے اس سے ان کی عدالت وحیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ وہ اہل صدق میں سے ہیں۔

ابوالاشعث نے اپنی سند سے ابن عمر سے یہ روایت کی ہے کہ میں دوپہر کے وقت حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے دو آدمیوں کی آوازیں سنیں کہ کسی آیت کے بارے میں اختلاف کر رہے تھے۔ تو آپ ہماری طرف نکلے ہم چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار دیکھ رہے تھے آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے کے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ کتاب اللہ کے بارے میں اختلاف کرتے تھے۔ یہ صحیح حدیث ہے اور کتاب اللہ کے بارے میں اختلاف وجدال کی حرمت پر دلالت کرتی ہے آپ ان کی آیت کا صحیح مطلب بتا سکتے تھے مگر اختلاف کے سدباب کے لئے نہیں بتایا اگر اس کا بیان کرنا ضروری ہوتا تو آپ ضرور بیان فرما دیتے اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے جو بات امت کو بتلانے کے بعد مزید تفسیر نہیں بتائی اور صحابہ نے بھی آپ سے نہیں پوچھا اور نہ بعد والوں کے لئے اس کی تشریح کی تو اس میں اپنی طرف سے زیادتی نہیں کی جائیگی اور نہ ہی اس کے بارے میں بحث کی ضرورت ہے خصوصاً جبکہ اس کا تعلق اسمائے الٰہیہ یا صفات الٰہیہ سے ہو۔

وفات انکی وفات صفر ۲۵۳ھ میں ہوئی۔

۱؎ سیر ۲۱۹/۱۲، بغداد ۱۲۲/۵، تہذیب ۸۱/۱، جرح وتعدیل ۷۸/۲، ۱ دعمدۃ القاری ۲۵۲/۲، ج ۹ و ۱۸ ج ۱۰، وکتاب الجرح والتعدیل ۸ ج ۲ وتاریخ بغداد ۱۲۲ ج ۵ ومیزان الاعتدال ۱۵۸ ج ۱ والعبر ج ۲ وطبقات الحفاظ ۲۱۰ وشذرات الذہب ۱۲۷ ج ۲، وکتاب التعدیل والتجریح ۳۲۳ ج ۱، والجمع بین رجال الصحیحین ۱۲ ج ۱، ورجال البخاری ۳۳ ج ۱

احمد بن النصر بن عبدالوهاب النیسابوری [1]

ان کی کنیت ابوالفضل ہے۔ ابوعبداللہ الحاکم صاحب المستدرک نے لکھا ہے کہ امام بخاری جب نیشاپور جاتے تو ان کے ہاں یا ان کے بھائی محمد بن النصر کے ہاں قیام کیا کرتے تھے۔

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں ان دونوں بھائیوں سے احادیث نقل کی ہیں۔ امام بخاری کی تاریخ صغیر میں بھی احمد بن النصر سے روایات منقول ہیں۔

احمد بن النصر کی روایت صحیح بخاری میں سورۃ انفال کی تفسیر میں منقول ہے۔

ان کے مشائخ میں ہدبۃ بن خالد۔ ابومصعب۔ ابن ابی عمرو۔ عبیداللہ بن معاذ العنبری وغیرھم شامل ہیں۔

ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری۔ ابوعبداللہ بن الاخرم اور ابوزکریا العنبری وغیرھم کے اسماء مذکور ہیں۔

---

[1] تہذیب التہذیب ص ۸۲ / ۱۲

احمد بن یعقوب المسعودی ابو یعقوب الکوفی [1]

المسعودی اور الکوفی نسبت ہے ابو یعقوب اور عبداللہ کنیت ہے کوفہ کے رہنے والے تھے۔ امام بخاریؒ نے باب مایکرہ من حمل السلاح فی العید اور دیات میں ان کی احادیث نقل کی ہیں، انکے مشائخ میں عبدالرحمٰن بن الغسیل، اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن العاص یزید بن المقدام بن شریح وغیرہم شامل ہیں۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاریؒ، محمد بن عبداللہ بن نمیر۔ ابو سعید الاشج۔ ابو محمد الدارمی وغیرہم۔

عجلی نے ثقہ کہا ہے ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے

ابو عبداللہ الحاکم نے بھی تعریف و توصیف کی ہے

ان کا انتقال ۲۱۰ھ کے بعد ہوا تھا۔



---

[1] تہذیب التہذیب ص۹۱ ج ۱، عمدۃ القاری ص۹۸۹ ج ۵ کتاب التعدیل والتجریح ص۳۳۸ ج ۱، رجال صحیح البخاری ص۴۳ ج ۱، الجمع ص۱۲ ج ۱، التقریب ص۲۹ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ص۸۰ ج ۲، الخلاصۃ ص۱۴۰۔

احمد بن یونس الیربوعی

ان کا پورا نام اور نسب اس طرح ہے احمد بن عبداللہ بن یونس التمیمی الیربوعی الکوفی بنو تمیم قبیلے کے فرد تھے کوفہ کے رہنے والے تھے یربوع کے نام سے ان کے اجداد میں کوئی بزرگ گزرا ہے جن کی طرف نسبت کرکے یربوعی کہلاتے ہیں۔

ان کی ولادت تقریباً و تخمیناً ۱۳۲ھ میں ہوئی تھی

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

جدہ یونس بن عبداللہ بن قیس الیربوعی۔ ابن ابی ذئب۔ سفیان الثوری۔ اسرائیل۔ الحسن بن صالح۔ زائدۃ قدامۃ۔ عاصم بن محمد بن زید العمری۔ عبدالعزیز الماجشون۔ زہیر بن معاویۃ۔ ابوبکر بن عیاش وغیرھم۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری۔ امام مسلم۔ عبد بن حمید۔ ابوزرعۃ الرازی۔ ابراہیم الحربی۔ یعقوب الفسوی۔ ابوحاتم الرازی۔ احمد بن یحیی الحلوانی۔ ابوحصین الوادعی۔ ابراہیم بن شریک وغیرھم۔

امام احمد بن حنبل نے ان کو شیخ الاسلام کے لقب سے ذکر کیا ہے۔

امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ کان عارفا بحدیث بلدہ

امام حاتم الرازی کا قول ہے کہ کان ثقۃ متقناً

ان کی وفات ربیع الثانی ۲۲۷ھ میں ہوئی۔

ف طبقات ابن سعد ۴۰۵ ج ۶، التاریخ الکبیرہ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ۵۷ ج ۲، تذھیب التھذیب ۱۲ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ۴۰۰ ج ۱،
العبر ۳۹۸ ج ۱، الکاشف ۶۲ ج ۱، دول الاسلام ۱۳۷، تھذیب التھذیب ۵۰ ج ۱،
طبقات الحفاظ ۱۷۴، خلاصۃ ۸، شذرات الذھب ۵۹ ج ۲، ھدایۃ القاری ۲۱۲ ج ۱، رجال صحیح البخاری ۳۶ ج ۱،
الجمع ۱۰ ج ۱، التقریب ۱۷ ج ۱،
کتاب التعدیل والتجریح ۳۲۸ ج ۱،

ابراہیم بن الحارث بن اسماعیل ابو اسحاق البغدادی[1]

امام بخاری نے کتاب التفسیر میں سورۃ الحج کی تفسیر باب ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف اور کتاب الوصایا باب الوصایا وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصیۃ الرجل مکتوبۃ عندہ میں ان کی روایات نقل کی ہیں، امام بخاری کبھی ان کو فقط ابراہیم کے نام سے ذکر کرتے ہیں لیکن ان کے استاذ یحییٰ بن ابی بکیر جو سند میں مذکور ہوتے ہیں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس سے مراد ابراہیم بن الحارث ہے۔

ان کے مشائخ میں یحییٰ بن ابی بکیر الکرمانی، یزید بن ہارون اور علی بن المدینی وغیرہم شامل ہیں۔

ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری، امام ابوداؤد فی مسند مالک، ابن خزیمۃ، ابوعمرو، المستملی محمد بن الحسین القطان وغیرہم کے اسماء مذکور ہوتے ہیں۔

دارقطنیؒ اور ابن حجرؒ نے ان کی توثیق کی ہے۔

ان کا انتقال ۸ محرم بروز منگل ۲۶۵ھ میں ہوا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۲۲۲ ج ۱۵، تہذیب التہذیب ص۱۱۳ ج ۱، کتاب التعدیل ص۳۲۵ ج ۱، رجال صحیح البخاری ص۵۰ ج ۱، الجمع ص۲۰ ج ۱، التقریب ص۳۲ ج ۱، الخلاصۃ ص۱۷، تاریخ بغداد ص۵۴ ج ۶۔

ابراہیم بن حمزۃ القرشی[1]

ان کا پورا نام اور سلسلہ نسب اس طرح ہے ابراہیم بن محمد بن حمزہ بن مصعب بن عبداللہ بن الزبیر بن العوام القرشی الاسدی الزبیری المدنی۔ کنیت ابو اسحاق ہے۔

ان کے اساتذہ و مشائخ میں ان مشاہیر کا نام آتا ہے۔

ابراہیم بن سعد۔ یوسف بن الماجشون عبدالعزیز بن ابو حازم۔ حاتم بن اسماعیل۔ الدراوردی۔

ان کے شاگردوں میں امام بخاری۔ ابو داؤد۔ اسماعیل القاضی۔ محمد بن نصر الصائغ العباس بن الفضل الاسفاطی۔ حماد بن اسحاق القاضی وغیرہم شامل ہیں۔

امام ذہبی رحؒ نے لکھا ہے کہ من کبار الائمۃ الاثبات بالمدینۃ

ابو حاتم نے صدوق کہا ہے۔ محمد بن سعد نے صدوق اور ثقہ کہا ہے۔

ان کا انتقال سنہ ۲۳۰ھ میں ہوا۔

امام بخاری نے کتاب الایمان صفۃ الجنۃ والنار اور تعبیر وغیرہ میں ان کی روایات نقل کی ہیں۔

---

[1] هداية القاري ٢٣٣ ج ١، سير اعلام النبلاء ١٠٩ ج ١١، التاريخ الكبير ٢٨٣ ج ١، كتاب الجرح والتعديل ٩٥ ج ٢، تذهيب التهذيب ١٤٣٥۔

العبر ٤٠٥ ج ١، تهذيب التهذيب ١١٦ ج ١، خلاصة ١٧، شذرات الذهب ٧٨ ج ٢۔

كتاب التعديل والتجريح ٣٤٢ ج ١، رجال صحيح البخاري ٧٩ ج ١، الجمع ٢٠ ج ١۔

التقريب ٣٤ ج ١، الخلاصة ١٧۔

ابراہیم بن المنذر[ک]

پورا نام اور سلسلہ نسب اس منقول منقول ہے۔

ابراہیم بن المنذر بن عبداللہ بن المنذر بن المغیرہ بن عبداللہ بن خالد بن خزام بن خویلد ابن اسد ابواسحاق القرشی الاسدی الخزامی المدنی۔

ان کے مشائخ میں یہ حضرات مذکور ہیں۔

سفیان بن عیینۃ۔ ولید بن مسلم۔ عبداللہ بن وھب۔ معن بن عیسیٰ۔ محمد بن فلیح۔ ابوضمرہ انس بن عیاض۔ ابن ابی فدیک وغیرھم۔ امام مالکؒ سے بھی انہوں نے ایک مسئلہ سن کر یاد کیا تھا۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری۔ ابن ماجہ۔ بقی بن مخلد۔ ابوبکر بن ابی الدنیا ثعلب۔ احمد بن ابراہیم۔ البسری۔ محمد بن ابراہیم البوشنجی۔ ابوجعفر محمد بن احمد الترمذی محمد بن عبداللہ الحضرمی۔ مسعدۃ بن سعد العطار۔ الحسن بن سفیان وغیرھم۔

امام نسائی اور ترمذی نے ان کی احادیث بالواسطہ نقل کی ہیں۔

صالح جزرۃ نے ان کو صدوق کہا ہے ابوحاتم نے بھی صدوق قرار دیا ہے۔

یحییٰ بن معین نے بھی ان سے احادیث لکھی ہیں۔ نسائیؒ دارقطنی اور ابن وضاح نے بھی توثیق کی ہے۔

ان کا انتقال محرم الحرام ۲۳۶ھ میں ہوا تھا۔

ک عمدۃ القاری ۱۵۱ ج ۲، ۸۲ و ج ۷، سیر اعلام النبلاء ۶۸۹ ج ۱۰، التاریخ الکبیر ۳۳۰ ج ۱، المعرفۃ والتاریخ ۲۱۰ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ۱۳۹ ج ۲، تاریخ بغداد ۱۷۹ ج ۶، الجمع بین رجال الصحیحین ۲۰ ج ۱، الانساب ۱۲۱ ج ۴، المعجم المشتمل ۷۰، اللباب ۳۶۳ ج ۱، تذہیب ۴۴ ج ۱، میزان الاعتدال ۶۷ ج ۱، العبر ۴۲۲ ج ۱، الوافی بالوفیات ۱۵۰ ج ۶، تہذیب التہذیب ۱۶۶ ج ۱، الہدی الساری ۳۸۶، خلاصہ ۲۲، شذرات الذہب ۸۶ ج ۲۔

رجال صحیح البخاری ۵۵ ج ۱، التقریب ۴۳ ج ۱۔

کتاب التعدیل والتجریح ۳۲۵ ج ۱۔

ابراہیم بن موسیٰ بن یزید التمیمی الرازی ابواسحاق [۱]

امام بخاری نے ان کی روایات باب غسل الحائض رأس زوجہا وترجیلہ میں نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

ابوالاحوص سلام بن سُلیم، عبدالوارث بن سعید، جریر بن عبدالحمید، یحییٰ بن زکریا بن ابی زایدۃ، الولید بن مسلم، سفیان بن عیینۃ۔ وکیع اور اس طبقے کے دوسرے مشاہیر ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری مسلم۔ ابوداؤد، ابوزرعۃ، محمد بن اسماعیل الترمذی، محمد بن یحییٰ الذہلی، ابوحاتم الرازی، محمد بن ابراہیم الطیالسی، علی بن الحسین بن الجنید، محمد بن ایوب بن الضریس البجلی، محمد بن یحییٰ بن بیتان، عبداللہ بن حاضر وغیرہم کے نام نمایاں ہیں۔

امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ علم حدیث حاصل کرنے کے لئے انہوں نے پوری اسلامی دنیا کا سفر کیا تھا اور احادیث جمع کی تھیں۔ تصنیف وتالیف کا شغف بھی تھا۔ ابوزرعۃ الرازی نے ان کی بہت تعریف کی ہے فرمایا کہ میں نے ابراہیم بن موسیٰ سے ایک لاکھ حدیثیں لکھی تھیں وہ ابوبکر بن ابی شیبۃ صاحب المصنف سے بھی زیادہ متقن اور حافظ تھے اور صحیح حدیث والے تھے۔

ابوحاتم کا قول ہے کہ ابراہیم ثقات میں سے تھے اور محمد بن مہران الجمال سے بھی زیادہ متقن تھے امام نسائی نے بھی ثقہ کہا ہے۔

ان کا انتقال تقریباً ۲۳۰ھ میں ہوا تھا۔

---

[۱] عمدۃ القاری ص۱۵۷ ج۳، سیر اعلام النبلاء ص۱۴۰ ج۱۱، التاریخ الکبیر ص۳۲۴ ج۱، کتاب الجرح والتعدیل ص۱۳۷ ج۲ تذکرۃ الحفاظ ص۴۴۹ ج۲، العبر ص۴۰۷ ج۱، تذہیب ص۴۴ ج۱، تہذیب ص۱۷۰ ج۱، طبقات الحفاظ ص۱۹۶، خلاصہ ص۲۲، شذرات ص۶۹ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۵۸ ج۱، الجمع ص۱۸ ج۱، التقریب ص۴۴ ج۱ کتاب التعدیل والتجریح ص۳۵۰ ج۱۔

ابراہیم بن یوسف بن یزید بن زاذان الفراءؒ [1]

امام بخاری نے صحیح بخاری کتاب البیوع باب من باع نخلاً قد اُبّرت او ارضاً مزروعة او باجارة میں پہلی روایت نقل کی ہے کہ قال ابوعبد اللہ وقال لی ابراھیم اخبرنا ھشام قال اخبرنا ابن جریج قال سمعت ابن ابی مُلیکة یخبر عن نافع مولی ابن عمران اَیّما نخلٍ بیعت قد اُبّرت لم یذکر الثمر فالثمر للذی ابّرھا وکذالک العبد والحراث سمّی له نافع ھؤلاء الثلاث

اس روایت میں امام بخاری کے شیخ ابراہیم کے متعلق علامہ بدرالدین العینی نے تین قول نقل کئے ہیں ① کہ اس سے مراد ابراہیم بن موسیٰ الرازی ہے ② دوسرا قول یہ ابوالحجاج المزّی کا ہے کہ اس سے مراد ابراہیم بن المنذر ہے۔ علامہ عینیؒ نے فرمایا ہے کہ یہی قول راجح ہے کیونکہ اذا قالت حذام فصدّقِ قوھا ، ③ تیسرا قول علامہ عینیؒ نے صحیح بخاری کی شرح التلویح کے حوالے سے یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ابراہیم بن یوسف بن یزید بن زاذان الفراء ہے۔ لیکن اس نام اور سلسلۂ نسب کا راوی نہ صرف یہ کہ بخاری کے شیوخ میں نہیں ہے بلکہ اسماء رجال کے معروف و مشہور کتابوں میں بھی مذکور نہیں ہے اس لیے راجح یہ ہے کہ اس حدیث میں ابراہیم سے مراد یا تو ابراہیم بن موسیٰ ہے یا ابراہیم بن المنذر ہے ان دونوں کے حالات ہم لکھ چکے ہیں۔

○

---

[1] عمدة القاری ص۲۴۳ ج۹

آدم بن البوایاس [ع۱]

آدم بن البوایاس:۔ البوایاس کا اصل نام ناھیت ہے اور امام محمد ابن اسماعیل بخاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ آدم بن عبدالرحمٰن بن محمد ہیں جو ابوالحسن کنیت رکھتے ہیں موالیٔ بنی تمیم یا بنی تیم سے تعلق رکھتے ہیں۔

اساتذہ:۔ ان کے اساتذہ میں شعبہ بن الحجاج شیبان بن عبدالرحمٰن لیث ابن سعد۔ اسماعیل ابن عیاش، سیب ابن شریک ربیع ابن صبیح، حماد ابن سلمہ، قیس ابن ربیع، عبدالرحمٰن المسعودی، حفص ابن میسرہ، اسرائیل بن یونس، بقیہ بن الولید جیسے ائمہ عبار اور ان کے علاوہ ایک خلق عظیم شامل ہے۔

تلامذہ:۔ مشہور تلامذہ میں سے بڑے بڑے ائمہ امام بخاری، ابوحاتم رازی، لیعقوب بن سفیان الفسوی، ابراہیم ابن ھانی نیشاپوری، محمد ابن ابوعتاب الاعین، ابوزرعہ دمشقی جیسے جلیل ائمہ شامل ہیں۔

احوالِ زندگی:۔ ان کی ولادت خراسان جیسی مردم خیز سرزمین میں ہوئی وہاں سے بغداد چلے گئے اور یہیں پر رہ کر علوم کو حاصل کیا اور اپنے شیوخ سے حدیثیں بھی لکھیں پھر یہاں سے کوفہ، بصرہ، حجاز اور شام جیسے مرکز علوم شہروں کی طرف کوچ کیا وہاں پر بڑے بڑے شیوخ سے سماعت و استفادہ کیا پھر عسقلان کو اپنا وطن بنایا اور عسقلانی کی نسبت سے ہی مشہور ہوئے تمسک بالحدیث میں حد درجہ آگے تھے اور لوگوں کو بھی عمل بالسنۃ اور تمسک کی طرف رغبت دلاتے تھے۔ علم حدیث کے زیادہ حریص تھے۔

امام احمد ابن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ شعبہ بغداد میں جب درس دیتے ان کی مجلس میں سوائے آدم بن ایاس کے کوئی دوسرا لکھنے والا نہیں تھا۔

بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ آدم بن البوایاس شعبہ کے پاس ہی رہتے تھے اور یہ ان چھ سات لوگوں میں سے ایک ہیں جو شعبہ کے پاس احادیث لکھتے اور ضبط کرتے تھے اس فن کے بہت سارے ائمہ نے ان کی توثیق کی ہے جیسے یحییٰ بن معین ابوداؤد، سلیمان بن اشعث وغیرہ۔

وفات:۔ وہ جمادی الاخری ۲۲۰ھ کو دارالفناء سے دارالبقاء کی طرف کوچ کر گئے جبکہ ان کی عمر اس وقت اٹھاسی سال تھی۔ ابواسحاق ابن ہارون کے زمانہ خلافت میں

ع۱ ملاحظہ ہو: رجال صحیح البخاری ص۸۹ ج۱ والجمع بین رجال الصحیحین ص۳۹ ج۱ وتسمیۃ من اخرجہم البخاری ومسلم ص۲۲ وعمدۃ القاری ص۱۳۷ ج۱ وکتاب التعدیل والتجریح ص۳۹۳ ج۱ وطبقات ابن سعد ص۴۹۰ ج۷ والتاریخ الکبیر ص۳۹ ج۲ وکتاب الجرح والتعدیل ص۲۶۸ ج۲ وتاریخ بغداد ص۲۷ ج۷ وتذکرۃ الحفاظ ص۴۰۹ ج۱ وتہذیب التہذیب ص۱۹۶ ج۱۔

ازھر بن جمیل بن جناح ابومحمد البصری الشطی الہاشمی [1]

بنوہاشم کے موالی تھے ابومحمد کنیت تھی، بصرہ کے رہنے والے تھے صحیح بخاری میں ان کی صرف ایک روایت ہے۔
ان کی روایت کتاب الطلاق باب الخلع وکیف الطلاق فیہ میں منقول ہے۔

ان کے مشائخ میں عبدالوہاب الثقفی، خالدبن الحارث، سفیان بن عیینۃ، حاتم بن وردان معتمر بن سلیمان وغیرہم شامل ہیں۔

ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری، امام نسائی، زکریا خیاط السنۃ، سعیدبن عمرو، البردعی، عمربن محمد البجیری اور ابن صاعد وغیرہم شامل ہیں۔

امام نسائی کا قول ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے
ابوداؤد نے بھی کتاب الزھد میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔
امام نسائی نے صراحتاً ثقہ بھی کہا ہے
ان کا انتقال ۲۵۱ھ کو ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۴۷ ج ۱۷، فتح الباری ص۳۱۶ ج ۱۱، کتاب التعدیل والتجریح ص۳۹۷ ج ۱، رجال صحیح البخاری ص۹۲ ج ۱، تھذیب التھذیب ص۲۰۰ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ص۳۱۵ ج ۲، المجمع ص۴۰ ج ۱۔ التقریب ص۵۱ ج ۱، الخلاصۃ ص۲۵۔

اسحاق بن ابراہیم بن نصر البخاری[1]

ان کی کنیت ابوابراہیم ہے، السعدی المروزی اور البخاری کی نسبتوں سے مشہور ہے، امام بخاری کبھی ان کو اسحاق بن ابراہیم اور کبھی اسحاق بن نصر کے نام سے یاد کرتے ہیں، امام بخاری غسل، الصلاۃ، العیدین اور کبھی التہجد کے ابواب میں انکی حدیثیں نقل کی ہیں، ان کے مشائخ میں عبدالرزاق بن ہمام، ابواسامہ، حسین الجعفی، یحییٰ بن آدم، محمد بن عبید وغیرہم زیادہ مشہور ہیں ان کے شاگردوں میں امام بخاری اور بعض دوسرے حضرات شامل ہیں، ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کو ذکر کیا ہے۔

ابوالقاسم الالکائی کا قول ہے کہ ان کا انتقال ربیع الثانی ۲۴۲ھ یوم الجمعہ کو ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص ۱۲۳ ج ۳، تہذیب التہذیب ص ۲۱۹ ج ۱، رجال صحیح البخاری ص ۲۰ ج ۱، الجمع ص ۳۱ ج ۱
التقریب ص ۵۵ ج ۱، الخلاصۃ ص ۲۴، کتاب التعدیل و التجریح ص ۳۴۳ ج ۱۔

اسحاق بن ابراہیم بن محمد الصواف [1]

الباھلی اور البصری نسبت ہے، بصرہ کے رہنے والے تھے، ابولیعقوب کنیت ہے امام بخاری نے کتاب المغازی باب قتل ابی جھل میں روایت نمبر، ان سے نقل کی ہے، علامۃ ابوالولید باجی اور ابونصر الکلاباذی دونوں سے غلطی ہوئی ہے اس لیے کہ دونوں نے لکھا ہے کہ ان کی روایت باب عدۃ اصحاب البدر میں ہے حالانکہ اس باب میں ان کی روایت موجود نہیں ہے

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔ عبداللہ بن بکر السھمی، یزید بن ہارون، عبدالاٰبن حمران معاذ بن ھشام، یوسف بن لیعقوب السدوسی۔

ان سے مندرجہ ذیل حضرات روایات نقل کرتے ہیں۔ امام بخاری، ابوداؤد، ابراھیم بن الجنید ابن ابی عاصم ابن ابی داؤد، ابن صاعد وغیرہم۔

بزار نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ خطیب بغدادی نے بھی امام دارقطنی سے ان کی توثیق نقل کی ہے، اور ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۵۳ھ میں ہوا۔

○

---

[1] عمدۃ القاری ص۷۸ ج ۱۴، تھذیب التھذیب ص۲۱۶ ج ۱، کتاب التعدیل ص۳۴۷ ج ۱، الجمع ص۳۲ ج ۱ التقریب ص۵۴ ج ۱، الخلاصۃ ص۲۶ رجال صحیح البخاری ص۷۲ ج ۱

اسحاق بن راہویہ [1]

ان کا نام اور پورا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن عبداللہ بن مطر بن عبیداللہ بن غالب بن وارث بن عبیداللہ بن عطیۃ بن مرۃ بن کعب بن ھمام بن اسد بن مرۃ بن عمرو بن حنظلۃ بن مالک بن زید بن مناۃ بن تمیم التمیمی ثم الحنظلی المروزی النیسابوری۔

اسحاق سے منقول ہے کہ میرے والد ابراہیم مکہ مکرمۃ کے راستے میں سفر میں پیدا ہوئے تھے۔ سفر میں مرو کے فارسی جو ساتھ تھے، انہوں نے میرے والد کو راہویہ کہا۔ اسی سے شہرت ہوئی اور ابراہیم کو راہویہ کے نام سے لوگ یاد کرنے لگے۔ فرمایا کہ میرے والد اس نام کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن مجھے اس میں کوئی کراہت اور ناپسندیدگی محسوس نہیں ہوتی ہے۔

ان کی ولادت سنہ ۱۶۰ھ میں ہوئی تھی۔

ان کے اساتذہ میں امام ذہبی کے مندرجہ ذیل مشاہیر کا ذکر کیا ہے۔

عبداللہ بن المبارک۔ الفضل بن موسیٰ السینانیؒ۔ الفضیل بن عیاض۔ معتمر بن سلیمان۔ عبدالعزیز بن عبدالصمد العمیؒ عبدالعزیز بن محمد الدراوردی۔ ابوخالد الاحمر۔ جریر بن عبدالحمید۔ سفیان بن عیینۃ۔ عیسیٰ بن یونس۔ ابوتمیلۃ۔ یحییٰ بن واضح عتاب بن بشیر الجزری۔ ابومعاویۃ الضریر۔ مرحوم بن عبدالعزیز۔ عبداللہ بن وھب۔ مخلد بن یزید۔ حاتم بن اسماعیل۔ عمرو بن ہارون البلخی۔ محمد بن جعفر غندر۔ ولید بن مسلم۔ اسماعیل بن عُلیّۃ۔ وکیع بن الجرّاح۔ بقیۃ بن الولید۔ حفص بن غیاث عبداللہ بن ادریس۔ ولید بن مسلم۔ شعیب بن اسحاق۔ عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ السامی النضر بن شمیل۔ محمد بن فضیل۔ یزید بن ہارون

---

[1] حلتو القاری ۱۰۱، ج ۲، ۲۹۰ ج ۲، سیر اعلام النبلاء ۳۵۸ ج ۱۱، التاریخ الکبیر ۳۷۹ ج ۱، التاریخ الصغیر ۳۴۹ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ۲۰۹ ج ۲، حلیۃ الاولیاء ۲۳۴ ج ۹، الفہرست ۳۲۸، تاریخ بغداد ۳۴۵ ج ۶، میزان ۱۸۲ ج ۱، طبقات الفقہاء للشیرازی ۹۷، طبقات الحنابلۃ ۱۰۹ ج ۱، الانساب ۵۷ ج ۶، وفیات الاعیان ۱۹۹ ج ۱، العبر ۴۳۶ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ۴۳۳ ج ۲، الوافی بالوفیات ۳۸۶ ج ۸، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۸۳ ج ۲، البدایۃ والنہایۃ ۳۱۷ ج ۱۰، تہذیب التہذیب ۲۱۶ ج ۱، النجوم الزاہرۃ ۲۹۰ ج ۲۔ طبقات الحفاظ ۱۸۸، خلاصۃ ۲۷۔ طبقات المفسرین ۱۰۲ ج ۱، الرسالۃ المستطرفۃ ۵۹۔ شذرات الذھب ۸۹ ج ۲، تہذیب تاریخ دمشق ۴۰۹ ج ۲۔ رجال صحیح البخاری ۴۲ ج ۱، الجمع ۲۸ ج ۱، التقریب ۵۷ ج ۱، کتاب التعدیل والتجریح ۳۷۲ ج ۱، الاعلام للزرکلی ۲۸۷ ج ۱، تاریخ التراث العربی مجلد ۱ ج ۱ عدد ۵۵۔

اسباط بن محمد۔ عبدالوھاب الثقفی۔ یحییٰ بن سعید القطان۔ ابوبکر بن عیاش۔ عبیدۃ بن حمید۔ عبدالرحمٰن بن مہدی۔ عبدالرزاق

ان کے شاگردوں میں امام ذھبی نے مندرجہ ذیل مشاہیر شامل کئے ہیں۔

امام بخاری امام مسلم۔ بقیۃ بن الولید۔ یحییٰ بن آدم۔ احمد بن حنبل۔ یحییٰ بن معین۔ اسحاق بن منصور۔ محمد بن یحییٰ۔ ابوداؤد۔ النسائی۔ محمد بن عیسیٰ السلمی۔ احمد بن سلمۃ۔ ابراہیم بن ابوطالب۔ موسیٰ بن ہارون۔ محمد بن نصر المروزی۔ داؤد بن علی الظاہری۔ عبداللہ بن محمد بن شیرویہ۔ محمد بن اسحاق ولدہ۔ جعفر الفریابی۔ اسحاق بن ابراہیم البستی۔ الحسین بن محمد القبانی۔ محمد بن النضر الجارودی۔ ابوالعباس۔ الحسن بن سفیان۔ ابوالعباس السراج وغیرہم۔

وھب بن جریر کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اسحاق بن راہویہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ انہوں نے مشرق میں سنت کو زندہ کیا۔ یحییٰ بن معین نے ان کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہا ہے

محمد بن یحییٰ الصفار کا قول ہے کہ اسحاق کی زندگی کا ایک دن ہماری پوری عمر سے بہتر ہے حاکم کا قول ہے کہ اسحاق بن راہویہ اپنے زمانے کے امام تھے۔

نعیم بن حماد کا قول ہے کہ اگر تم کسی خراسانی کو اسحاق کی برائی کرتے ہوئے دیکھو تو وہ مبتدع اور بے دین ہوگا

امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ اسحاق بن راہویہ سے زیادہ افضل یا ان جیسا آدمی بغداد کے پل سے نہیں گذرا۔ محمد بن اسلم الطوسی کا قول ہے کہ سفیان الثوری اگر زندہ ہوتے تو وہ اسحاق کے علم کے محتاج ہوتے۔

امام احمد سے کسی نے اسحاق کے متعلق پوچھا کہ ان کی روایتیں مقبول ہیں کہ نہیں تو فرمایا کہ اسحاق علم حدیث کا امام ہے۔ ان جیسے لوگوں کے متعلق پوچھا نہیں جاتا۔

حافظہ اتنا قوی تھا کہ فرمایا کہ جو کچھ بھی سن لیتا ہوں یاد ہو جاتا ہے۔ ایک لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔

ایک دفعہ ایک مجلس میں دس ہزار حدیثیں سنائیں جب کتاب سے موازنہ کرایا گیا تو ایک حرف کا بھی فرق نہیں تھا فرمایا کہ جو کچھ سنتا ہوں یاد ہو جاتا ہے اور جو یاد ہو جاتا پھر کبھی نہ بھولتا۔ ابوزرعۃ کا قول ہے کہ اسحاق سے زیادہ حفظ والا نہیں دیکھا گیا ہے۔

امام احمد نے فرمایا کہ اسحاق جیسے آدمی سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی

علم تفسیر علم فقہ و علم حدیث کے امام تھے۔ ذھبی نے تقریباً ۳۰ صفحات میں ان کے حالات ذکر کئے ہیں۔ اور الامام الکبیر شیخ المشرق اور سید الحفاظ کے القاب سے ان کا تذکرہ شروع کیا ہے۔

ان کا انتقال ۱۴ شعبان ۲۳۸ھ کو ہوا تھا۔

اسحاق بن ابراہیم بن یزید ابوالنضر الفرادیسی [1]

امام بخاری نے کتاب الذکوٰۃ باب ما ادّی زکوٰتہ فلیس بکنز، کتاب الجہاد باب ما قیل فی قتال الروم اور باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینۃ میں ان کی روایات نقل کی ہیں۔ یہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے موالی میں سے تھے شام کے رہنے والے تھے۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔

یحیٰی بن حمزۃ الحضرمی، ابوضمرۃ، شعیب بن اسحاق، صدقۃ بن خالد، محمد بن شعیب ابن شابور وغیرہم۔

ان سے روایت نقل کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں:۔

امام بخاری، ابوداؤد، محمد بن عوف، ابوزرعۃ الدمشقی، ابوعبد الملک احمد بن ابراھیم البسری یزید بن محمد بن عبد الصمد، عثمان بن خرزاذ، عبد الصمد بن عبد الوہاب الحمصی وغیرہم

ابوزرعۃ کا قول ہے کہ کان من الثقات البکائین۔ اسحاق بن سیار النصیبی، ابوحاتم الرازی دارقطنی وغیرہم نے بھی انکی توثیق کی ہے، ان کی ولادت ۱۴۷ھ میں ہوئی اور انتقال ۲۲۷ھ میں ہوا۔

○

---

[1] عمدۃ القاری ص۱۸۲ ج۷، وتھذیب التھذیب ص۲۱۹ ج۱۔ کتاب التعدیل والتجریح ص۳۴۲ ج۱۔ رجال صحیح البخاری ص۷۰ ج۱، الجمع ص۳۱ ج۱، التقریب ص۵۵ ج۱۔ الھدی الساری ص۳۸۹، الخلاصۃ ص۲۷، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۰۸ ج۲

اسحاق بن شاھین بن الحارث ابوبشر الواسطی [1]

امام بخاریؒ نے کتاب الصلوٰۃ باب کم بین الاذان والاقامۃ کتاب الحج باب المریض یطوف راکبا کتاب البیوع باب الصواغ کتاب الطلاق باب الخلع وکیف الطلاق فیہ اور دوسرے بعض مقامات پر ان کی احادیث نقل کی ہیں ہر مقام پر حدثنا اسحاق الواسطی سے ان کو ذکر کیا ہے۔ ان کے مشائخ میں ھُشیم، خالد الطحان، سفیان بن عیینۃ وغیرہم شامل ہیں۔

ان کے تلامذہ میں امام بخاری، النسائی، ابوبکر بن علی المروزی، ابن خزیمۃ البجیری، اسلم بن سھل الواسطی صاحب التاریخ، ابوحنیفۃ محمد بن حنیفۃ بن ماہان الواسطی، محمد بن المسیب الارغیانی۔ ابن سعد وغیرہم شامل ہیں۔

امام نسائی کا قول ہے کہ لاباس بہ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کو ذکر کیا ہے اور مستقیم الحدیث کہا ہے۔ مسلمۃ الاندلسی نے صدوق کہا ہے۔

ان کی عمر سو سال سے متجاوز ہو چکی تھی، انتقال سنہ ۲۵۰ھ کے بعد ہوا ہے۔

○

[1] عمدۃ القاری ص۱۸۱ ج۳ تہذیب التہذیب ص۲۳۶ ج۱ رجال صحیح البخاری ص۶۷ ج۱ الجمع ص۳۲ ج۱ التقریب ص۵۸ ج۱ الخلاصہ ص۲۸ کتاب التعدیل والتجریح ص۳۸۲ ج۱۔

اسحاق بن محمد بن اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی فروۃ الفروی المدنی الاموی[1]

ان کی کنیت ابو یعقوب ہے، حضرت عثمانؓ کے موالی میں سے تھے۔ ان کے مشائخ میں امام مالک، سلیمان بن بلال، محمد بن جعفر۔ اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر وغیرہم۔

ان کے شاگرد مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، الاثرم، الذھلی، یحیی بن مصلی بن منصور الرازی، جعفر بن محمد الطیالسی۔ علی بن عبد العزیز البغوی، ابو اسماعیل الترمذی، محمد وغیرہم۔

ابو حاتم کا قول ہے کہ یہ صدوق ہے اور ان کی کتابیں صحیح ہیں۔ ابن حبان نے بھی انکو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے، البتہ امام ابو داؤد، امام نسائی، دار قطنی، الساجی، ابو عبد اللہ الحاکم وغیرہم نے ان کی تضعیف کی ہے اور کہا ہے کہ امام بخاری کو ان کی احادیث کی تخریج نہیں کرنی چاہیئے تھی۔

امام بخاریؒ نے کتاب الصلح باب قول الامام لاصحابہ اذھبوا بنا نُصلح اور کتاب الجہاد باب قتل الیہود میں انکی روایات نقل کی ہیں پہلے مقام پر مقرون بالغیر نقل کی ہے اور دوسرے مقام ان سے انفراداً روایت نقل کی ہے

ان کا انتقال ۲۲۶ھ میں ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۱۰ ج۱۲ تھذیب التھذیب ص۲۴۸ ج۱، کتاب التعدیل ص۳۷۷ ج۱، الجمع ص۳۳ ج۱ التقریب ص۵۶ ج۱، الھدی الساری ص۳۸۹ کتاب الجرح ص۲۳۳ ج۲، الخلاصۃ ص۲۹۔

اسحاق بن منصور[1]

اسحاق بن منصور :- ان کا پورا نام یہ ہے۔ اسحاق بن منصور بن بہرام الکوسج ابو یعقوب تیمی المروزی نزیل نیشاپور۔

اساتذہ :- ان کے استاذوں میں ابن عیینہ ابن نمیر عبد الرزاق ابو داؤد الطیالسی صاحب۔ مسند جعفر بن عون بشر بن عمرو بن مہدی قطان اور بہت سارے مشاہیر علماء شامل ہیں جیسے امام احمد بن حنبل۔ ابن معین اور اسحاق بن راھویہ وغیرہ ہیں۔

تلامذہ :- تلامذہ کی بہت زیادہ تعداد ہے۔ امام ابو داؤد ابو حاتم زرعہ ابراہیم الحربی عبد اللہ بن احمد جوزجانی ابو بکر بن خزیمہ ابو العباس السراج

اقوال علماء : علماء نے ان کو ثقہ ماموناً احد ائمۃ الحدیث لکھا ہے۔ امام مسلم امام نسائی فرماتے ہیں۔ ثقہ ثبت کہ ثقہ و معتمد ہیں۔ ابو حاتم نے صدوق اور حاکم نے ھو احد الائمۃ من اصحاب الحدیث من الزھاد والمتمسکین بالسنۃ لکھا ہے۔

خطیب بغدادی نے کان فقیھا عالما لکھا ہے اور حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن حبان نے آپ کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

عثمان بن ابی شیبہ نے ثقہ صدوق لکھا ہے کہ دوسرے حضرات آپ کی احادیث لکھتے تھے۔

حاکمؒ کا قول ہے کہ اسحاق بڑے زاہد عابد اور امام حدیث تھے۔ امام مسلم کا قول ہے کہ اسحاق ثقہ اور مامون تھے۔

وفات : امام بخاری رحمۃ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کی وفات پیر کے روز نیشاپور میں ہوئی اور منگل کو آپ کے مقدس جسدِ خاکی کو زمین کے حوالے کیا گیا۔ اس وقت جمادی الاولیٰ کی آٹھ تاریخ تھی سنہ ۲۵۱ھ

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۱۲/۲۵۸ وتھذیب التھذیب ج ۱/۲۴۹ والتاریخ الکبیر ج ۱/۴۰۴ وکتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۲/۲۳۴ وتاریخ بغداد ج ۶/۳۶۲ وطبقات الحنابلہ ج ۱/۱۱۳ واللباب ج ۳/۱۱ وتذکرۃ الحفاظ ج ۲/۵۲۴ والعبر ج ۲/۱ والوافی بالوفیات ج ۸/۴۲۱ والنجوم الزاھرۃ ج ۲/۳۳۳ وطبقات الحفاظ ۲۲۹ وخلاصۃ للخزرجی ۳۰ وشذرات الذھب ج ۲/۱۲۳ وعمدۃ القاری ج ۱/۲۹۰ التعدیل والتجریح للباجی ج ۱/۳۲۶ ورجال صحیح البخاری للکلاباذی ج ۱/۶۷ ورجال الجمع بین الصحیحین ج ۱/۳۰۔

اسماعیل بن آبان الوراق الازدی الکوفی[1]

امام بخاری نے باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء اما بعد باب این یصلی الظھر یوم الترویۃ کتاب الرقاق اور بعض دوسرے مقامات پر ان کی روایات نقل کی ہیں ان میں تشیع کا اثر تھا۔ اسی نام کے ایک دوسرے راوی ہیں، اسماعیل بن آبان الغنوی الکوفی وہ کذاب اور وضاع ہے، بعض لوگوں نے دونوں کو ایک سمجھا ہے لیکن یہ دونوں الگ الگ آدمی ہیں۔ ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

مسعر بن کدام، عبدالرحمٰن بن الغسیل، اسرائیل بن یونس، عبدالحمید بن بہرام، ابوالمحیاۃ یحییٰ بن یعلیٰ التمیمی، یحییٰ بن یعلیٰ الاسلمی، ابوالاحوص سلام بن سلیم، شریک بن عبداللہ، عبداللہ بن المبارک، عیسیٰ بن یونس۔

ان کے تلامذہ میں ذیل کے حضرات کے نام مذکور ہیں۔

امام بخاری، ابومحمد الدارمی، ابوزرعۃ الرازی، اسماعیل سمویہ، ابراہیم بن ابی بکر بن ابی شیبۃ، ابواسحاق الجوزجانی ابوعمرو بن ابی غرزۃ الغفاری، الحسین بن الحاکم الجبری، محمد بن سلیمان الباغندی وغیرہم۔

ابوداؤد اور امام ترمذی نے ان سے بالواسطہ روایات نقل کی ہیں۔ ان کے شاگردوں میں امام احمد بن حنبل یحییٰ بن معین، ابوخیثمہ، عثمان بن ابی شیبۃ القاسم بن زکریا بن دینار وغیرہم بھی شامل ہیں۔

امام احمد، احمد بن منصور، ابوداؤد مطین وغیرہم نے ان کی توثیق کی ہے۔

امام بخاری نے صدوق امام نسائی نے لیس بہ بأس قرار دیا ہے

ابن عدی کا قول ہے کہ ھو صدوق فی الروایۃ۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کی وفات ۲۱۶ھ میں ہوئی۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۳۱۸ ج۵ سیر اعلام النبلاء ص۳۴۸ ج۱۰، تھذیب التھذیب ص۲۶۹ ج۱، کتاب التعدیل والتجریح ص۳۳۶ ج۱ طبقات ابن سعد ص۴۰۹ ج۶، التاریخ الکبیر ص۳۳۷ ج۱، الکاشف ص۱۱۷ ج۱، کتاب الجرح والتعدیل ص۱۶۰ ج۲، المعجم المشتمل ص۸۷، میزان الاعتدال ص۲۱۲ ج۱، المغنی فی الضعفاء ص۷۷ ج۱، تذھیب ص۶۰ ج۱، الھدی الساری ص۳۸۷، رجال صحیح البخاری ص۶۶ ج۱، الجمع ص۲۷ ج۱، التقریب ص۶۵ ج۱، الخلاصۃ ص۳۳

اسماعیل بن ابراہیم [1]

ان کی کنیت ابومعمر اور نسبتیں الہذلی، ہروی، بغدادی اور قطیعی ہیں۔ قطیعہ میں ٹھہرا کرتے تھے۔ اس لیے قطیعی کہلاتے

ولادت: یہ ۱۵۰ھ کے کچھ سال بعد پیدا ہوئے۔

اساتذہ: ان کے شیوخ میں شریک القاضی، اسماعیل بن جعفر، خلف بن خلیفہ، علی بن ہاشم بن البرید، ہشیم، عبداللہ بن المبارک، سفیان بن عیینہ، مروان بن شجاع اور اسماعیل بن عیاش جیسے ائمہ حدیث شامل ہیں۔

تلامذہ: ان سے روایت کرنے والوں میں بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابوزرعۃ، ابوحاتم، بقی بن مخلد، صالح بن محمد جزرۃ، ابوبکر احمد بن علی المروزی، محمد بن عبدالرحیم صاعقہ، ابویعلی الموصلی، عبداللہ بن احمد بن حنبل اور بہت سے دوسرے محدثین شامل ہیں۔

علماء کے اقوال: امام بخاری نے ان سے بلاواسطہ اور محمد بن عبدالرحیم کے واسطے سے دونوں طرح روایت نقل کی ہے۔ البتہ صحیح بخاری میں صرف بالواسطہ نقل کی ہے ابن سعد نے اپنے طبقات میں ان کا ذکر ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے۔ "ابومعمر ثقہ، قابل اعتماد اور صاحب سنت وفضیلت ہیں۔ عبید بن شریک کہتے ہیں کہ ابومعمر القطعی سنت کے ساتھ شدت تعلق کی وجہ سے کہا کرتے تھے کہ اگر میرا خچر بات کرسکتا تو وہ بھی کہتا کہ میں سنی ہوں، عبید کہتے ہیں کہ اس پر ان کا مواخذہ ہوا کہتے ہیں کہ یہ بھی فتنہ خلق قرآن کے ایام میں گرفتار ہوتے تھے۔ بالآخر انھوں نے "مامون" کے عقیدہ کو قبول کرلیا اور چھوڑ دیئے گئے جب رہا ہوتے تو کہنے لگے کہ ہم نے کفر کیا اور جان چھڑا آئی۔ سعید بن ابی عمرو البرزعی نے ابوزرعۃ سے روایت کی ہے کہ ابی نصر التمار، ابی معمر، یحییٰ بن معین اور جس نے بھی خلق قرآن کا عقیدہ قبول کر کے جان چھڑائی تھی۔

امام احمد بن حنبل ان سب سے حدیث لکھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے، لیکن بہرحال ان حضرات نے حالت اضطرار میں جان بچانے کے لیے خلق قرآن کا اقرار کیا تھا۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں قرآن نے بھی کلمہ کفر کے ظاہری اقرار کی اجازت دی ہے۔ کمافی قولہ تعالیٰ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان، ان کے معتزلہ اور جہمیہ کے خلاف بہت اقوال منقول ہیں۔

وفات: ابومعمر کا انتقال جمادی الاولیٰ ۲۳۶ھ میں ہوا۔ اس وقت ان کی عمر اسی سال تھی۔

---

[1] طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۳۵۹، تاریخ الکبیر ج ۱ ص ۳۴۳، کتاب الجرح والتعدیل ج ۲ ص ۱۵۷، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۴۷، سیر ج ۱۱ ص ۶۹، تاریخ بغداد ج ۶ ص ۲۶۶، تہذیب التہذیب ج ۱ ص ۲۷۳، خلاصۃ ص ۲۲، العبر ج ۱ ص ۴۲۳، میزان الاعتدال ج ۱ ص ۲۳، طبقات الحفاظ ص ۲۰۵، شذرات الذهب ج ۲ ص ۸۶، رجال صحیح البخاری ج ۱ ص ۶۴، الجمع ج ۱ ص ۱۷، تقریب ج ۱ ص ۶۵، هدی الساری ص ۳۹۰، وکتاب التعدیل والتجریح ج ۱ ص ۳۶۳۔

اسماعیل بن الخلیل ابو عبداللہ الکوفی الخزاز[1]

امام بخاریؒ نے باب مباشرۃ الحائض اور باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اھلہ علیہ اذا کان النوح من سنتہ الخ

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

علی بن مسہر، عبدالرحیم بن سلیمان، حفص بن غیاث وغیرہم

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، محمد بن یحییٰ الذہلی، الحسن، الدارمی، الصنعانی، الفسوی، یعقوب بن شیبۃ، تمام بن بسر بن موسیٰ وغیرہم، ابوحاتم، مطین العجلی، اور ابن حبان نے ان کی توثیق و تعریف کی ہے

ان کا انتقال ۲۲۴ھ یا ۲۲۵ھ کو ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۱۶۷ ج۳ و ص۲۴۸ ج۲، و تہذیب التہذیب ص۲۹۴ ج۱ رجال صحیح البخاری ص۲۴ ج۱، التقریب ص۹۹ ج۱، الخلاصۃ ص۳۳، کتاب الجرح و التعدیل ص۱۶۷ ج۱، کتاب التعدیل والتجریح ص۳۶۶ ج۱ التاریخ الکبیر ص۳۵۲ ج۲۔

اسماعیل بن عبداللہ[1]

اسماعیل :- یہ اسماعیل بن عبداللہ بن عبداللہ بن اویس بن بلال بن ابی عامر اصبحی ابوعبداللہ بن ابواویس امام مالک کے بھانجے تھے ان کی ولادت ۱۳۹ھ میں ہوئی۔

اساتذہ :- اساتذہ میں سے والدہ ماجدہ، برادر مکرم ماموں جان مالک، سلمہ بن وردان ابن ابی الزناد، عبدالعزیز الماجشون سلیمان بن بلال اسماعیل بن ابراہیم، کثیر بن عبداللہ کے علاوہ خلق عظیم ہے جن سے آپ نے استفادہ کیا۔

تلامذہ :- مشہور تلامذہ میں سے امام بخاری امام مسلم وغیرہ ہیں یہ دونوں حضرات اور باقی حضرات ابراہیم بن سعید الجوہری احمد بن صالح المصری ابوخیثمہ دارمیؒ احمد بن یوسف السلمی جعفر بن مسافر اور ذھلی رحمہ اللہ کے واسطے سے ان کے دائرہ تلمذ میں داخل ہیں ان کے علاوہ اسماعیل بن اسحاق القاضی ابوحاتم قتیبہ نصر بن علی الجہمی حارث بن ابواسامہ اور دوسرے کئی حضرات نے آپ سے روایت کی ہے۔

اقوال علماء : امام احمد اور ابن معین ان کے بارے میں فرماتے ہیں لاباس بہ اور ابوخیثمہ اور یحییٰ بن معین کا یہ بھی قول ہے کہ صدوق ضعیف العقل لیس بذالک کہا ہے یعنی احادیث کی صحت کے بارے میں صحیح وضعیف پر مکمل عبور نہیں تھا۔

معاویہ بن صالح کہتے ہیں ھو وابوہ ضعیفان باپ بیٹے دونوں ضعیف ہیں یحییٰ ابن معین نے لیس قان الحدیث لکھا ہے ابوحاتم نے محلہ الصدق کے بعد وکان مغفلاً لکھا ہے۔

امام نسائیؒ نے ایک جگہ ضعیف اور دوسری جگہ غیر ثقہ کہا ہے۔

علامہ کہتے ہیں کہ امام نسائیؒ نے تضعیف میں بہت ہی مبالغہ کیا ہے شاید اس وجہ سے کہ ان سے قبل علماء کے اقوال وآراء کا ماحصل یہی نکلتا تھا کہ وہ ضعیف ہیں اس سے ان

---

[1] سیر اعلام النبلاء ج۱۰ ص۳۹۱ التاریخ الکبیر ج۱ ص۳۶۴ وکتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ص۱۸ وکتاب الضعفاء للعقیلی ج۱ ص۸۴ وکتاب الجرح والتعدیل ج۲ ص۱۸۰ والجمع بین رجال الصحیحین ج۱ ص۲۵ تذہیب تہذیب الکمال ج۱ ص۶۴ وتذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۴۰۹ ومیزان الاعتدال ج۱ ص۲۲۲ والمغنی فی الضعفاء ج۱ ص۸۹ والدیباج المذہب ج۱ ص۳۱ غایۃ النہایۃ ج۱ ص۱۶۲ تہذیب التہذیب ج۱ ص۳۱ ومقدمہ فتح الباری ص۳۹۱ وطبقات الحفاظ ص۱۸۵ وخلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال للخزرجی ص۳۵ وشذرات الذہب ج۲ ص۵۶ وشجرۃ النور ج۱ ص۵۶ وعمدۃ القاری ج۱ ص۱۹۲۔

۱۴۰

اسماعیل بن عبداللہ کے غیر ثقہ ہونے میں پوری معلومات ملی ہوں اسی لئے تضعیف میں اتنا مبالغہ کیا کہ امام نسائی کا کلام بعض حضرات کے لئے انکی روایات کے ترک کرنے کا باعث بنا۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ خود احادیث وضع رگھڑتے) کرتے تھے مسلمہ بن شبیب کا بیان ہے کہ خود میں نے اسماعیل بن ابی اویس سے سنا کہ کبھی کبھی میں اہل مدینہ کے لئے احادیث وضع کرتا تھا جب آپس میں کسی امر میں باہم اختلاف کرتے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ امام نسائی نے ان کی سخت تضعیف کی جو دوسروں نے نہیں کی حتیٰ کہ ان کی احادیث سے اجتناب کا فرمایا۔ اور مطلق لیس بثقۃ کہا۔

بہرحال امام بخاری و مسلم ان سے صرف صحیح روایات ہی روایت کرتے ہیں۔ جن میں اسماعیل کے ساتھ دوسرے ثقات شامل ہوں۔ بہرحال امام بخاری ابن معین امام احمد نے ان کی تعریف کی ہے۔

اصبغ بن الفرج ابو عبداللہ المصری[1]

ان کا نام اور سلسلہ نسب اس طرح ہے اصبغ بن الفرج بن سعید بن نافع الاموی، المصری المالکی، ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے مصر کے رہنے والے تھے اور مالکی المذہب تھے، بنو امیہ کے موالی میں سے تھے، ان کی ولادت بقول امام ذہبی ۱۵۰ھ کے بعد ہوئی ہے۔ ان کے مشائخ و اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبدالعزیز الدراوردی، اسامۃ بن زید بن اسلم، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم، حاتم بن اسماعیل، عیسیٰ بن یونس السبیعی، عبداللہ بن وہب، ابن القاسم، ان آخری مذکورہ دونوں حضرات سے اصبغ نے فقہ مالکی کی تعلیم حاصل کی۔

ان سے نقل کرنے والوں میں ذیل کے حضرات شامل ہیں

امام بخاری، احمد بن الحسن الترمذی، یحییٰ بن معین، احمد بن الفرات، الربیع بن سلیمان الجیزی، اسماعیل سمویہ، محمد بن اسماعیل السلمی، ابو الورداء عبدالعزیز بن منیب المروزی، یحییٰ بن عثمان بن صالح بکر بن سہل الدمیاطی، ابو یزید یوسف القراطیسی وغیرہم۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ اصبغ فقہ مالکی کے سب سے بڑے عالم تھے، ایک ایک مسئلہ کے متعلق یہ تک جانتے تھے کہ امام مالک نے یہ کب بیان فرمایا تھا اور کس کس نے اس مسئلے میں امام مالک کی مخالفت کی ہے:۔ ابو حاتم کا قول ہے کہ اصبغ ابن وہب کے شاگردوں میں سب سے اجل شاگرد تھے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ مصر سے اصبغ جیسا عالم پیدا نہیں ہوا۔ آپ کا انتقال ۲۶ شوال ۲۲۵ھ کو ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۲۰۷ ج۲، سیر اعلام النبلاء ص۶۵۶ ج۱۰، التاریخ الکبیر ص۳۶ ج۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۳۲۱ ج۲، طبقات الفقہا للشیرازی ص۱۵۳، ترتیب المدارک ص۵۹۱ ج۲، وفیات الاعیان ص۲۴۰ ج۱، تذھیب ص۱۷ ج۲، تذکرۃ الحفاظ ص۴۵۷ ج۲، العبر ص۳۹۳ ج۱، الکاشف ص۱۳۶ ج۱، الدیباج المذھب ص۲۹۹ ج۱، تہذیب والتہذیب ص۳۶۱ ج۱، طبقات الحفاظ ص۲۰۰، حسن المحاضرۃ ص۳۰۸ ج۱، خلاصہ ص۳۹، شذرات ص۵۶ ج۲، شجرۃ النور الزکیۃ ص۶۶ ج۱، رجال صحیح البخاری ص۱۰۶ ج۱، الجمع ص۵۱ ج۱، التقریب ص۸۱ ج۱۔

اُمیۃ بن بسطام بن المنتشر [۱]

ان کی کنیت ابوبکر اور نسبت العیشی اور البصری ہے۔ حافظ اور ثقہ تھے۔

ولادت

اساتذہ : انہوں نے اپنے چچازاد بھائی یزید بن زریع، ابوعقیل یحییٰ المتوکل، بشر بن الفضل، معتمر بن سلیمان اور ان کے طبقہ کے محدثین سے روایت کی ہے۔

تلامذہ : شیخین نے اپنی اپنی صحیح میں ان سے روایت لی ہے۔ اس کے علاوہ ان سے حدیث بیان کرنیوالوں میں ابوزرعۃ ابوحاتم، ابوبکر بن ابی عاصم، حسن بن سفیان، جعفر الفریابی، محمد بن حبان الباہلی، ابویعلی الموصلی اور دیگر بہت سے محدثین شامل ہیں۔

علماء کی آراء : ابن حبان اور دیگر محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔

ابوحاتم کا قول ہے کہ محلہ الصدق البتہ ان کے دوسرے ساتھی محمد بن منہال مجھے ان سے زیادہ پسند ہیں۔ ابوحاتم نے بھی ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

بہرحال امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے صحیحین میں ان کے احادیث کو قبول کیا ہے۔ اور محدثین کا قاعدہ ہے کہ صحیحین کا راوی مقبول ہوا کرتا ہے۔ ان کی احادیث صحیح بخاری میں زکوٰۃ، فرائض اور سورۃ بقرہ کی تفسیر میں منقول ہیں۔

وفات : ان کا انتقال ۲۳۱ھ میں ہوا۔

---

[۱] التاریخ الکبیر ص۱۱ ج۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۳۰۳ ج۲، الانساب ص۳۰۴ ج۱، العبر ص۴۰۹ ج۱، خلاصة ص۴۰
تذهیب التهذیب ص۷۳ ج۱، شذرات الذهب ص۷۰ ج۲، تقریب ص۸۳ ج۱، الجمع ص۴۶ ج۱، الکاشف ص۸۷ ج۱
وکتاب التعدیل والتجریح ص۴۰۹، سیر ص۹ ج۱۱، تهذیب التهذیب ص۳۷۰ ج۱ -

ایوب بن سلیمان بن بلال التمیمی المدنی [1]

بنو تمیم کے موالی میں سے تھے ابو یحییٰ کنیت تھی مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے، حافظ ابن عبد البر نے التمہید میں ان کی تصنیف ذکر کی ہے لیکن حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ ابن عبد البر سے پہلے انکی تضعیف کا قول کسی سے منقول نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ حافظ ابن عبد البر ان کے ہم عصر نہیں ہیں لہٰذا بغیر نقل کے انکی تضعیف کا اعتبار نہیں ہوگا ان کے مشائخ میں ابوبکر بن ابی اویس اور ابن ابی حازم وغیرہ شامل ہیں، ان کے تلامذہ میں امام بخاری احمد بن شبویہ، محمد بن نصر الفراء النیسابوری اور محمد بن اسماعیل الترمذی وغیرہم کے اسماء مذکور ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی اور امام نسائی نے ان کی روایات بالواسطہ نقل کی ہیں، ابوحاتم، محمد بن یحییٰ الذهلی اور زبیر بن بکار وغیرہم نے بھی ان سے احادیث سنی ہیں۔ امام بخاری نے باب الابراد بالظہر میں ان کی روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوداؤد نے ان کو ثقہ کہا ہے ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاری کا قول ہے کہ وھو صالح لاباس بہ ان کی وفات ۲۲۴ھ میں ہوئی۔

○

---

[1] عمدة القاری ص۱۶۲ ج۴، تھذیب التھذیب ص۴۰۷ ج۱، رجال صحیح البخاری ص۸۳ ج۱، الجمع ص۳۵ ج۱، التقریب ص۸۹ ج۱ الھدی الساری ص۳۹۲، الخلاصة ص۴۳، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۴۸ ج۲، کتاب التعدیل والتجریح ص۳۸۹ ج۱۔

بدل بن المحبّر الیربوعی ؒ[1]

ان کا پورا نام بدل بن المحبر بن المسنبۃ التیمیی الیربوعی ہے احل کے اعتبار سے واسط کے رہنے والے تھے اقامت بصرہ میں تھی ان کی کنیت ابوالمنیر ہے۔

مشائخ : مندرجہ ذیل مشاہیر محدثین ان کے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔

شعبۃ۔ حرب بن میمون۔ الخلیل بن احمد۔ زایدۃ بن قدامۃ۔ عبدالملک بن الولید بن معدان شداد بن سعید المحضل بن لاحق وغیرھم۔

تلامذہ : امام بخاریؒ۔ ابوقلابۃ الرقاشی۔ الدقیقی۔ ابوالازہر یعقوب بن شیبۃ۔ الکدیمی وغیرھم۔

اقوال علماء : امام ابوزرعۃ نے توثیق کی ہے ابوحاتم کا قول ہے کہ صدوق وھو ارجح من عفان وبھز وامیۃ بن خالد وحبان۔ حافظ ابن عبدالبر کا قول ہے کہ ھو عندھم ثقۃ حافظ" ابن حبان نے بھی ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ حاکم نے دارقطنی سے بدل بن المحبرؒ کی تضعیف نقل کی ہے لیکن امام بخاریؒ امام ترمذی ابوداؤد نسائی ابن ماجہ نے ان کی احادیث اپنی اپنی کتابوں میں نقل کی ہیں۔ اوران پر اعتماد کیا ہے اس لئے جمہور کے ہاں یہ قابل اعتماد اور ثقہ ہے۔

وفات : ان کا انتقال بقول ابن حجر ۲۱۵ھ میں ہوا ہے۔

ان کی احادیث صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب استواء الظہر فی الرکوع اور کتاب الفتن میں مروی ہیں۔

---

[1] تہذیب التہذیب ۴۲۴ ج ۱، وعمدۃ القاری ۱۱۸ ج ۵، رجال صحیح البخاری ۱۲۶ ج ۱، الجمع بین رجال الصحیحین ۶۳ ج ۱، التقریب ۴۹ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ۴۲۹ ج ۲/۱ الخلاصۃ ۴۶، کتاب التعدیل والتجریح ۴۲۹ ج ۱،

بشر بن آدم الصغیر [۱]

ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے یہ بشر بن آدم الاکبر سے مشہور ہے اور ایک اور راوی بشر بن آدم بن یزید الاصغر سے مشہور ہے العزیر ان کا لقب ہے البغدادی اور البصری نسبت ہے۔

مشائخ: ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل مشہور محدثین شامل ہیں۔

عیسیٰ بن یونس۔ علی بن المسہر، القاسم بن معن المسعودی جعفص بن غیاث۔ حماد بن زید حماد بن مسلمۃ ابوالاحوص وغیرھم۔

تلامذہ: امام بخاری۔ ابراہیم الحربی۔ ابراہیم بن الجنید ابو مسعود الرازی۔ الدوری۔ محمد بن احمد۔ تمام ابوامیۃ الطرسوسی وغیرھم

اقوال محدثین: محمد بن سعد نے توثیق کی ہے ابو حاتم الرازی نے صدوق کہا ہے۔

ان کی ولادت سنہ ۱۵۵ھ اور انتقال ربیع الاول سنہ ۲۱۸ھ میں بیان کیا گیا ہے۔

امام بخاریؒ نے ان کی روایت سجود القرآن اور فضائل القرآن میں نقل کی ہے۔

---

[۱] تہذیب التہذیب ۴۴۲ ج ۱، رجال صحیح البخاری ۷۰ ج ۱، الجمع ۵۳ ج ۱، التقریب ۹۸ ج ۱، کتاب الجرح و التعدیل ۳۵۱ ج ۲، خلاصۃ للخزرجی ۴۸، الھدی الساری ۳۹۲، عمدۃ القاری ۱۰۱ ج ۲، کتاب التعدیل و التجریح ۴۱۸ ج ۱، تاریخ بغداد ۵۵ ج ۷۔

بشر بن الحکم العبدی[1]

نیشاپور کے جلیل القدر علماء میں سے ہیں۔

ولادت ولادت کے متعلق یقینی تاریخ معلوم نہیں ہو سکی۔ اندازاً ۱۸۰ھ کے کچھ سال بعد پیدا ہوئے۔

اساتذہ ان کے اساتذہ میں ابو شیبۃ العبسی، مالک بن انس، شریک القاضی، مسلم الزنجی، عبدربہ بن بارق، عبدالرحمٰن بن ابی الرجال، فضیل بن عیاض اور دیگر بہت سے ائمہ کے نام ملتے ہیں۔

تلامذہ ان سے شرف تلمذ حاصل کرنے والوں میں بخاری، مسلم، نسائی، اسحاق بن راھویہ، ابو محمد الدارمی محمد بن یحییٰ الذھلی، ابراہیم بن ابی طالب، ان کے چچا کے بیٹے محمد بن عبدالوہاب الفراء، حسن بن ابوسفیان، مسر بن قطن اور دیگر بہت سے ائمہ شامل ہیں۔ بخاری، صحیح مسلم اور سنن نسائی میں ان کی روایات منقول ہیں۔

علماء کے اقوال ان کو ابن حبان اور دوسرے ناقدین نے ثقہ قرار دیا ہے۔ صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من تحدث بعد الرکعتین ولم یضطجع) میں اس کی روایت منقول ہے۔

وفات حسین القبانی نے کہا ہے۔ بشر کی وفات رجب ۲۳۸ھ میں ہوئی اور زکریا ابن دلویہ نے ۲۳۴ھ کو سال وفات قرار دیا ہے۔ پہلا قول بخاریؒ سے منقول ہے۔ ابو احمد الفراء نے اس کے متعلق کہا ہے کہ بشر عندی ثقہ صدوق ینبع نفسہ۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ ثقۃ عابدٌ فقیہٌ من العاشرۃ ابن المجدد کا قول ہے کہ بشر بن الحکیم لوگوں میں عاقل کے نام سے مشہور تھے۔

---

[1] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۲۲۶ ج ۶، وتذھیب التھذیب ۴ ج ۱، وخلاصۃ للخزرجی ۴۸، ورجال صحیح البخاری ۱۰۰ ج ۱ وتقریب التھذیب ۹۶ ج ۱، وکتاب التعدیل والتجریح ۴۲۰ ج ۱۔

سیر اعلام النبلاء ۱۲/۳٤٤، تھذیب التھذیب ۱/۴۴۷، شذرات الذھب ۲/۸۹، ورجال الجمع ۵۲ ج ۱۔

بشر بن عبیس بن المرحوم

بن عبدالعزیز بن مہران [1]

آل معاویہ کے مولیٰ تھے اس لئے قرشی نسبت ہے عطر فروخت کرتے تھے اس لئے العطار کے لقب سے محدثین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی سکونت حجاز میں تھی۔

مشائخ : اپنے والد عبیس اور دادا المرحوم۔ مروان بن معاویہ۔ حاتم بن اسماعیل اور یحییٰ بن سلیم الطائفی سے روایات نقل کرتے ہیں۔

تلامذہ : ان سے روایات نقل کرنے والوں میں امام بخاری۔ اسماعیل القاضی۔ ابوحاتم محمد بن علی الصائغ وغیرھم شامل ہے۔

امام ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے

امام بخاریؒ نے باب حمل الزاد فی الغزو اور کتاب الشرکۃ میں ان کی مرویات نقل کی ہے۔

وفات : ان کا انتقال ۲۳۸ھ میں ہوا تھا۔ ایک قول ۲۳۵ھ کا بھی ہے۔

---

[1] کتاب والتعدیل والتجریح ۴۲۳ ج ۱، رجال صحیح البخاری ۱۱۳ ج ۱، تہذیب التہذیب ۴۵۴ ج ۱، الجمع ۵۳ ج ۱، التقریب ۱۰۰ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ۳۶۲ ج ۲، خلاصۃ خزرجی ۴۹، عمدۃ القاری ۲۷ ج ۱۰

بشر بن خالد العسکری الفرائضی ١،٢

ان کی کنیت ابو محمد ہے بصرہ میں رہائش اختیار کی تھی۔

اساتذہ : غندر۔ ابو اسامۃ۔ حسین الجعفی۔ شبابۃ بن سوار۔ یحیٰی بن آدم۔ یزید ابن ہارون۔ یعلیٰ۔ عبید وغیرھم۔

تلامذہ : امام بخاری رح۔ مسلم بن الحجاج۔ ابو داؤد۔ النسائی رح۔ ابن خزیمۃ۔ ابو عروبۃ۔ عبدان الاھوازی۔ محمد بن یحیٰی بن مندۃ ابن صاعد۔ ابن ابی داؤد۔

اقوال علماء : ابو حاتم نے شیخ کہا ہے جو توثیق کا ادنیٰ مرتبہ ہے امام نسائی رح نے ثقۃ قرار دیا ہے ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

ان کے سنہ انتقال کے متعلق سنہ ٢٥٥ھ اور سنہ ٢٥٣ھ کے اقوال ہیں۔

امام بخاری رح نے تیمم اور سورۃ بقرہ کی تفسیر میں ان کی روایات نقل کی ہے۔

١؎ عمدۃ القاری ٢٦٦ ج ٣ و ٣٢٤ ج ١، وتھذیب التھذیب ٤٤٨ ج ١، رجال صحیح البخاری ١٠٩ ج ١، الجمع ٥٢ ج ١، التقریب ٩٩ ج ١ کتاب الجرح والتعدیل ٣٥٦ ج ٢، خلاصۃ الخزرجی ٤٨، کتاب التعدیل والتجریح ٤٢٠ ج ١۔

بشر بن محمد المروزی [1]

ان کی کنیت ابو محمد ہے المروزی اور السختیانی نسبت ہے۔

اساتذہ : عبداللہ بن المبارک۔ الفضل بن موسیٰ۔ ابو تمیلة وغیرھم اس طبقے کے اکثر اکابر محدثین ان کے مشائخ میں شامل ہے۔

تلامذہ : امام بخاریؒ احمد بن سیار۔ اسحاق بن الفیض الاصبھانی جعفر القریابی وغیرھم۔ یہ قوم مرجئہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

امام بخاریؒ نے بھی کتاب الصلوۃ باب الجمعة فی القریٰ والمدن باب بدء الوحی باب من رجع القھقریٰ او تقدم بامر ینزل بہ اور دوسرے بہت سارے ابواب میں ان کی احادیث ذکر کیا ہے۔

وفات : بقول امام بخاریؒ ان کا انتقال ۲۲۴ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] کتاب التعدیل والتجریح ۴۲۱ ج ۱، وتھذیب التھذیب ۴۵۷ ج ۱، وعمدۃ القاری ۷۲ ج ۲، ج ۵، ورجال صحیح البخاری ۱۱ ج ۱، والجمع بین ۱۲ التقریب ۱۰۱ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ۳۶۴ ج ۱، خلاصة تذہیب ۴۹۔

بور بن الاصرم المروزی ؒ[۱]

یہ اپنی کنیت ابوبکر کے ساتھ زیادہ مشہور ہے امام بخاری ؒ نے بھی ابوبکر بن الاصرم کے نام سے ان کی روایت نقل کی ہے پورے صحاح میں صرف صحیح بخاری میں باب الحرب خدعۃ میں ان کی ایک روایت منقول ہے۔

مشائخ: ان کے مشائخ میں صرف عبداللہ بن المبارک کا نام کتابوں میں مذکور ہے۔

تلامذہ: ان کے شاگردوں میں امام بخاری۔ اسحاق بن اسماعیل السمرقندی۔ محمد بن المتوکل وغیرھم مذکور ہیں

اقوال علماء: ابن عدی نے ان کو مجہول کہا ہے۔ لیکن امام بخاری ؒ کا ان پر اعتماد کرنا ان کے ثقہ ہونے کی دلیل ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ مقبول من العاشرہ

بقول امام بخاری ان کا انتقال ۲۲۳ھ میں ہوا، بعض حضرات نے سنہ انتقال ۲۲۶ھ نقل کیا ہے۔

---

[۱] تہذیب التہذیب ۵۰۰ ج ۱، رجال البخاری ۱۲۶ ج ۱، الجمع ۶۳ ج ۱، التقریب ۱۰۹ ج ۱، خلاصۃ الخزرجی ۵۵ کتاب التعدیل والتجریح ۴۳۸/ ج ۱۔

بیان بن عمرو البخاری[1]

العائذ لقب ہے ابو محمد کنیت ہے بخارا کے رہنے والے تھے۔

مشائخ : ابن مھدی۔ القطان۔ یزید بن ہارون۔ النضر بن شمیل۔ سالم بن نوح۔ اور اس طبقے کے دوسرے مشائخ ان کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

تلامذہ : امام بخاریؒ۔ ابو زرعۃ۔ عبید اللہ بن واصل۔

اقوال علماء : ابن عدی نے ان کے متعلق کہا ہے کہ ہو عالم جلیل، تقریب میں لکھا ہے کہ صدوق جلیل ؒ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو حاتم نے مجہول کہا ہے۔ لیکن محدثین کے قواعد کے مطابق جب کسی راوی سے دو ثقہ نقل کرنے والے موجود ہوں تو وہ مجہول نہیں رہتا ہے اس لئے ابو حاتم کا قول مقبول نہیں ہے۔

امام بخاریؒ نے باب فضل مکۃ اور دوسرے ابواب میں ان کی بعض روایتیں نقل کی ہیں

وفات : ان کی وفات سنہ ۲۲۲ھ میں ہوئی۔

---

[1] تہذیب التہذیب ۵۰۶ ج ۱، کتاب التعدیل والتجریح ۴۳۳ ج ۱، التاریخ الکبیر ۱۳۴ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ۴۲۴ ج ۲، عمدۃ القاری ۲۴۶ ج ۷، رجال صحیح البخاری ۱۱۹ ج ۱، الجمع ۶۰ ج ۱، التقریب ۱۱۱ ج ۱، خلاصۃ الخزرجی ۵۴

ثابت بن محمد العابد[1]

ان کی کنیت ابو اسماعیل اور ابو محمد ہے۔ شیبانی اور کنانی کی نسبت سے مشہور ہیں۔

اساتذہ: ان کے اساتذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔

الحارث بن النعمان، سفیان الثوری، مسعر، اسرائیل، فطر بن خلیفہ،

تلامذہ: امام بخاری، ابوزرعہ، ابوحاتم، محمد بن صالح، یعقوب بن سفیان، احمد بن ملاعب،

اقوال محدثین: امام ابوحاتم نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ میں نے سب سے بڑے زاہد چار دیکھے ہیں جن میں ایک ثابت بن محمد تھے۔ انہوں نے ثابت کو صدوق بھی قرار دیا ہے۔ ابن عدی کا قول ہے کہ ہو احد النبلاء۔ ابن یونس کا قول ہے کہ چالیس سال تک ثابت کے گھر میں چراغ نہیں جلا۔ محمد بن عبداللہ الحضرمی نے ان کو ثقہ کہا ہے ابن عدی کا قول ہے کہ کان خیراً فاضلاً وہو عندی ممن لا یتعمد الکذب۔ ابن حبان نے ان کو اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

وفات: ان کا انتقال ۲۱۵ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] تہذیب التہذیب ص۱۴ ج۲، کتاب التعدیل والتجریح للباجی ص۴۴۶ ج۱، التاریخ الکبیر ص۱۷ ج۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۴۵۶ ج۱، طبقات ابن سعد ص۴۰۲ ج۶، رجال صحیح البخاری ص۱۳۲ ج۱، الجمع ص۲۵۶ ج۱، تقریب التہذیب ص۱۱۷ ج۱، خلاصہ للخزرجی ص۵۷، مقدمہ فتح الباری ص۳۹۴، عمدۃ القاری ص۱۹۸ ج۱۳۔

جُمعہ بن عبداللہ[1]

ان کا پورا نام اور سلسلہ نسب یہ ہے۔ جمعہ بن عبداللہ بن زیاد بن شداد ان کی کنیت ابو بکر ہے۔ البلخی اور اسلمی کنیت ہے۔ ان کے نام کے متعلق ابن حجرؒ وغیرہم نے ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ ان کا نام یحییٰ ہے اور جمعہ ان کا لقب ہے۔

اساتذہ: مروان بن معاویہ، اسد بن عمرو البجلی، عمر بن ہارون البلخی، ہُشیم وغیرہم۔

تلامذہ: امام بخاری، الحسین بن سفیان، محمد بن اسحٰق بن عثمان السمار، الحسن بن الطیب۔

ابتداءً صرف فقیہ تھے۔ بعد میں علم حدیث بھی حاصل کیا اور اس میں مشہور ہو گئے۔

اقوال علماء:

ابن حبان نے کتاب الثقات میں انکے متعلق لکھا ہے کہ یہ مستقیم الحدیث تھے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ سنت کے داعیوں میں سے تھے۔

امام بخاریؒ نے کتاب الاطعمۃ باب العجوۃ میں اسی کی حدیث نقل کی ہے۔ صحیح بخاری بلکہ صحاح ستۃ میں انکی صرف یہی ایک حدیث منقول ہے۔

وفات: ان کا انتقال بروز پیر ۲۵ جمادی الثانی ۲۳۳ھ میں ہوا۔

---

[1] تہذیب التہذیب ص۱۱ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۱۵۳ ج۱، الجمع ص۲۹۹ ج۱، تقریب التہذیب ص۱۳۳ ج۱، خلاصۃ للخزرجی ص۶۵، کتاب التعدیل والتجریح للباجی ص۴۷۰ ج۱، فتح الباری ص۵۰۲ ج۱۱، عمدۃ القاری ص۱۸۲ ج۱۷

حامد بن عمر بن حفص بن عمر بن عبید اللہ

بن ابی بکرۃ الثقفی البکراوی [۱]

ان کی کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے کرمان کے قاضی تھے۔ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ مشہور صحابی حضرت ابو بکرہ رضؓ کے اولاد میں سے ہیں۔ امام بخاری رحؒ نے عبد بن جنائز اور ھجرۃ کے باب میں ان کی روایات نقل کی ہیں ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں ۔

بکار بن عبد العزیز بن ابی بکرۃ۔ ابو عوانۃ۔ عبد الواحد بن زیادہ۔ حماد بن زید۔ بشر بن المفضل اور معتمر وغیرھم۔

ان سے احادیث نقل کرنے والے یہ حضرات ہیں ۔

امام بخاری۔ امام مسلم۔ ابراہیم بن ابو طالب، الحسین بن محمد القبانی۔

ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ احمد بن سیار حافظ ابن حجر رحؒ وغیرھم نے ان کی توثیق کی ہیں۔

ان کا انتقال ۲۳۳ھ کے ابتداء میں ہوا تھا۔

---

[۱] عمدۃ القاری ۲۰۷ ج ۷، ۴۴ ج ۱۱، تہذیب التہذیب ۱۷۹ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۲۲۰ ج ۱، الجمع بین رجال الصحیحین ۱۱۵ ج ۱،

تقریب التہذیب ۱۴۲ ج ۱، الخلاصۃ للخزرجی ۷۰۔

کتاب التعدیل والتجریح للباجی ۵۲۳ ج ۲۔

حبان بن موسیٰ بن سوار ابو محمد المروزی[۱]

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات کا شمار ہوتا ہے۔

ابو حمزۃ محمد بن میمون السکری۔ داؤد بن عبد الرحمٰن العطار۔ نوح بن ابو مریم۔ عبد اللہ بن المبارک

ذھبیؒ نے ان کے شاگردوں کی یہ فہرست ذکر کی ہے۔

امام بخاری، مسلم بن الحجاج۔ امام نسائیؒ۔ یوسف بن عدی۔ ابو زرعۃ۔ محمد بن مسلم بن وارۃ۔ جعفر الفریابی۔ الحسن بن سفیان۔ عبد اللہ بن محمود المروزی وغیرھم۔

امام ترمذی نے ان کی روایت بالواسطہ نقل کی ہے۔

یحییٰ بن معین نے ان کی توثیق و تعریف کی ہے۔

ذھبیؒ نے الحافظ الامام الحجۃ کے القاب کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی اور سنن نسائی میں ان کی روایات منقول ہیں۔

امام بخاری نے ان کے انتقال کی تاریخ ۲۳۳ھ نقل کی ہے۔

---

[۱] ہدیۃ الساری ۳۹۵ ج ۱، سیر اعلام النبلاء ۱۰ ج ۱۱، التاریخ الکبیر ۹ ج ۳، کتاب الجرح والتعدیل ۲۷۱ / ۳، العبر ۴۱۳ ج ۱، تذھیب التہذیب ۱۱۰ ج ۱، تہذیب التہذیب ۱۸۷ ج ۲، خلاصۃ ۷۰، شذرات الذہب ۷۷ ج ۲، کتاب التعدیل ۵۲۲ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۲۲۰ ج ۱، الجمع ۱۱۷ ج ۱، التقریب ۱۴۸ ج ۱۔

حجاج بن منہال ابو محمد الانماطی البصری [۱۷]

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں

قرۃ بن خالد، شعبۃ، جویریہ بن اسماء، ھمام بن یحییٰ، یزید بن ابراہیم التستری، حماد بن سلمۃ، حماد بن زید، عبد العزیز بن الماجشون، امام مالک بن انس۔

امام ذھبی رحمہ اللہ نے ان کے تلامذہ میں ان حضرات کے اسماء ذکر کئے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ، اسحاق الکوسج، ابو محمد الدارمی، عبد بن حمید، احمد بن الفرات، اسحاق بن ابراہیم شاذان، محمد بن یحییٰ الذھلی، علی بن عبد العزیز، ابو مسلم الکجی، ھلال بن العلاء الرقی، اسماعیل القاضی وغیرھم۔

ابو حاتم نے ان کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ثقۃٌ فاضلٌ۔ احمد بن عبد اللہ العجلی کا قول ہے کہ ثقۃٌ رجل صالح"۔ خلف کردوس کا قول ہے کہ کان حجاج صاحب سنۃ یُظھرھا

وفات : ان کی وفات کے متعلق ایک قول سنہ ۲۱۶ھ کا ہے۔

ابن سعد اور امام بخاری نے شوال سنہ ۲۱۷ھ کا ذکر کیا ہے۔

---

[۱۷] العلل لاحمد بن حنبل ۲۵۳، طبقات ابن سعد ۳۰۱ ج ۷، تاریخ خلیفہ ۵، ۴۷۵، التاریخ الکبیر ۳۸۰ ج ۲، التاریخ الصغیر ۳۳۸ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ۱۶۷ ج ۳، الجمع ۹۹ ج ۱، المعجم المشتمل ۹۴، تھذیب التھذیب ۲۰۷ ج ۲، تذکرۃ الحفاظ ۳۰۲ ج ۱، العبر ۳۷۱ ج ۱، الکاشف ۲۰۸ ج ۱، تذھیب التھذیب ۱۲۳ ج ۱، طبقات الحفاظ ۱۶۱، خلاصۃ ۷۲، شذرات الذھب ۳۸ ج ۲۔
سیر اعلام النبلاء ۳۵۲ ج ۱۰، عمدۃ القاری ۳۹۲ ج ۱، رجال صحیح البخاری ۱۹۰ ج ۱۔
التقریب ۱۵۴ ج ۱، کتاب التعدیل ۵۱۹ ج ۲۔

حرمی بن حفص بن عمر
العتکی القسملی ابوعلی البصری ؎۱

ابوعلی ان کی کنیت ہے۔ بصرہ کے رہنے والے تھے۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

ابان العطار۔ حماد بن سلمۃ۔ عبدالواحد بن زیاد۔ عبدالعزیز بن مسلم۔ عبید بن مہران۔ وھیب بن خالد۔ محمد بن عبداللہ بن علاثۃ۔ ابوھلال الراسبی وغیرھم۔

امام ابوداؤد و نسائی نے ان سے بالواسطہ روایات نقل کی ہیں۔

بلاواسطہ نقل کرنے والوں میں امام بخاری۔ عبدۃ بن عبداللہ الصفار۔ عمرو بن علی الفلاس۔ محمد بن داؤد بن صبیح۔ عمرو بن منصور النسائی۔ ابوالاحوص العکبری۔ ابوموسیٰ العنزی الذھلی۔ الدوری۔ اسماعیل القاضی۔ ابومسلم الکجی وغیرھم شامل ہیں

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن قانع نے بھی توثیق کی ہے۔

ان کی وفات ۲۲۳ھ یا ۲۲۶ھ میں ہوئی۔

امام بخاری نے کتاب الایمان باب الجہاد من الایمان میں ان کی روایت نقل کی ہے۔

؎۱ عمدۃ القاری ۱/۲۰۶، تہذیب التہذیب ۲۳۲ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۱/۲۱۰، المعجم ۲/۱۱۴، التقریب ۱۵۹ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ۳۰۸ ج ۳، الخلاصۃ ۷۵، کتاب التعدیل والتجریح ۵۳۱ ج ۲۔

حسان بن حسان البصری ابو علی[1]

کتاب التعدیل والتجریح اور رجال صحیح البخاری میں حسان بن ابو عباد کے نام سے ان کا ذکر کیا ہے۔
امام بخاری نے کئی جگہ صحیح بخاری میں ان سے روایات نقل کی ہیں باب کم اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور کتاب الاستئذان میں باب اغلاق الابواب باللیل میں اور باب غزوۃ احد میں پہلے باب میں حسان بن حسان اور دوسرے باب میں حسان بن ابو عباد کے نام سے ان کو ذکر کیا ہے لیکن بقول ابن حجر دونوں ایک ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔
شعبۃ۔ عبداللہ بن بجہ المزنی۔ عبدالعزیز الماجشون محمد بن طلحہ ابن مصرف۔ ہمام ابو عوانۃ وغیرہم۔
ان کے تلامذہ میں ابن حجرؒ نے مندرجہ ذیل حضرات کو ذکر کیا ہے۔
امام بخاری ابو زرعہ۔ علی بن الحسن۔ یحییٰ بن عبدالاعظم القزوینی النضر بن سلمۃ وغیرہم
امام بخاری اور المقری نے ان کی توثیق و تعریف کی ہے۔
ابو حاتم اور دارقطنی نے ان کی تضعیف کی ہے۔
ان کا انتقال ۲۱۳ھ میں ہوا۔

لے عمدۃ القاری ۲۰۸ ج ۸، ۳۳۰ ج ۱۸، تہذیب التہذیب ۲۴۸ ج ۲، کتاب التعدیل والتجریح ۵۰۰ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۱۸۶ ج ۱
الجمع ۹۳ ج ۱، التقریب ۱۶۳ ج ۱، کتاب الجرح ۲۳۸ ج ۳، الخلاصۃ ۷۴، الہدی الساری ۳۹۶۔

حسان بن عبد اللہ بن سہل

الکندی الواسطی ابو علی [1]

مصر کے رہنے والے تھے بقول ابن یونس ولادت بھی مصر میں ہوئی تھی اور انتقال بھی مصر میں ہوا۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

المفضل بن فضالۃ۔ عبد اللہ ابن لھیعۃ۔ لیث بن سعد۔ خلاد بن سلیمان۔ یعقوب بن عبد الرحمن وغیرھم۔

ان کے شاگردوں میں ان حضرات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

امام بخاری۔ الصغانی۔ عمرو بن منصور۔ ابراہیم بن محمد الفریابی۔ ابو حاتم الرازی۔ ابو عبید۔ یحییٰ بن معین۔ یعقوب بن سفیان۔ الربیع الجیزی۔ یحییٰ بن عثمان۔ بن صالح السہمی وغیرھم۔

امام نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایات الصغانی کی سند سے نقل کی ہیں۔

ابو حاتم نے ثقہ کہا ہے ابن یونس نے صدوق قرار دیا ہے۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۲۲ھ میں ہوا تھا۔

امام بخاری نے باب ما یؤخر الظہر الی العصر میں ان کی روایت نقل کی ہے۔

---

[1] عمدۃ القاری ۱۵۰، ج ۱، تہذیب التہذیب ۲۵۰ ج ۲، کتاب التعدیل والتجریح ۵۰۱ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۱۸۶، ج ۱، التقریب ۱۶۲ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ۲۳۸ ج ۳، الخلاصۃ ۷۶۔ الجمع ۹۲

الحسن بن بشر بن مسلم بن المسیّب

الهمدانی وقیل البجلی ابو علی [1]

ہمدانی الاصل ہے کوفہ کے رہنے والے تھے ابو علی کنیت ہے۔

مشائخ: ابو خیثمۃ الجعفی۔ المعافی بن عمران الموصلی۔ ابو الاحوص۔ شریک القاضی۔ بشر ابوہ۔ قیس بن الربیع ابو معشر المدنی وغیرہم۔

ان کے شاگرد مندرجہ ذیل ہیں

امام بخاری۔ (امام ترمذی اور نسائی ان بالواسطہ نقل کرتے ہیں)، ابو زرعۃ۔ الفضل بن ابو طالب۔ ابراہیم الحربی حرب الکرمانی۔ حنبل بن اسحاق۔ الجوزجانی اسماعیل سمّویہ۔ عباس الدوری۔ صاعقۃ الذہلی۔ علی بن عبد العزیز البغوی وغیرہم

امام احمد بن حنبل نے ان کی تعریف کی ہے۔ ابو حاتم نے صدوق کہا ہے۔

البتہ امام نسائی نے فرمایا ہے کہ یہ قوی نہیں تھے۔ ابن خراش نے بھی منکر الحدیث کہا ہے۔

لیکن ابن عدی اور ابن حبان نے توثیق کی ہے۔

ان کا انتقال ۲۲۱ھ میں ہوا تھا۔

امام بخاری نے باب ما قیل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحول رداءہ فی الاستسقاء یوم الجمعۃ اور مناقب میں ان کی روایات نقل کی ہیں۔

---

[1] عمدۃ القاری ۲۶ ج ۱۰، تہذیب التہذیب ۲۵۵ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۱۵۵ ج ۱، الجمع ۸۳ ج ۱، التقریب ۱۶۴ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ۳ ج ۳، خلاصۃ ۷۷، الہدی الساری ۳۹۶۔ کتاب التعدیل والتجریح ۴۷۰ ج ۲۔

حسن بن خلف بن شاذان

بن زیاد الواسطی ابو علی البزاز[1]

بعض محدثین نے ان کو حسن بن شاذان کے نام سے ذکر کیا ہے ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں دو جگہ ان کا ذکر کیا ہے ایک جگہ حسن بن خلف کے نام سے اور دوسری جگہ حسن بن شاذان کے نام سے لیکن بقول ابن حجرؒ یہ ایک ہی آدمی ہے۔ شاذان ان کے والد خلف کا لقب ہے۔

امام بخاری نے باب غزوۃ الحدیبیۃ میں حسن بن خلف کے نام سے ان کی روایت نقل کی ہے۔

ان کے مشائخ میں ذیل کے حضرات شامل ہے۔

اسحاق بن یوسف الازرق۔ ابن مہدی۔ القطان۔ حرمی بن عمارۃ۔ یزید بن ہارون وغیرہم۔

ان کے تلامذہ میں یہ حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری۔ بقی بن مخلد۔ ابو حاتم۔ ابو بکر البزار۔ ابو عروبۃ۔ ابن ابی الدنیا صاعد۔ مطین۔ البجیری۔ الحسین۔ القاسم بن اسماعیل وغیرہم۔

ابو حاتم نے شیخ کے الفاظ سے ان کی تعدیل کی ہے اور خطیب بغدادی نے ثقہ کہا ہے۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال بغداد میں ۲۴۶ھ میں ہوا۔

ع۱ عمدۃ القاری ۲۲۲ ج ۱۳، تہذیب التہذیب ۳۰۲ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۱۵۶ ج ۱، المعجم ۱۰۳ ج ۱، التقریب ۱۶۲ ج ۱، الخلاصۃ ۷۸، کتاب التعدیل والتجریح ۴۷۸ ج ۲۔

الحسن بن ربیع بن سلیمان البجلی [1]

ان کی کنیت ابوعلی ہے البجلی الکوفی البورانی البواری الحصری انسبتیں ہیں۔ لکڑی کا کاروبار کیا کرتے تھے اس لئے الخشاب کے لقب سے مشہور تھے۔ کوفہ کے رہنے والے تھے۔

ان کے اساتذہ و مشائخ میں ذہبی نے ان محدثین کا ذکر کیا ہے۔

عبیداللہ بن ایاد بن لقیط۔ حماد بن زید۔ عبدالجبار بن الورد۔ ابوالاحوص۔ شریک۔ مہدی بن میمون۔ ابواسحاق الحمیسی خالد بن عبداللہ الطحان وغیرھم۔

ان کے شاگردوں میں یہ مشاہیر شامل ہیں۔

امام بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ابوزرعۃ۔ ابوحاتم۔ ابوحازم بن ابی عرزۃ۔ عثمان بن سعید الدارمی۔ علی بن عبدالعزیز البغوی اسماعیل سمّویہ وغیرھم۔

احمد بن عبداللہ العجلی کا قول ہے کہ ثقۃٌ صاحٌ متعبدٌ ابوحاتم کا قول ہے کہ حسن عبداللہ بن ادریس کے شاگردوں میں سب سے زیادہ ثقہ ہے۔

ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ علماء عاملین میں سے تھے۔

ان کا انتقال رمضان ۲۲۱ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ۱۲،۳۳۱ ؍۱، سیر اعلام النبلاء ۳۹۹ ج ۱۰، طبقات ابن سعد ۴۰۹ ج ۶، التاریخ الکبیر ۲۹۱ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ۱۳ ج ۳، تاریخ بغداد ۳۰۷ ج ۷، الجمع ۹۰ ج ۱، الانساب ۳۲۲ ج ۲، اللباب ۱۸۲ ج ۱، المعجم المشتمل ۹۸، تذھیب التھذیب ۱۳۶ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ۴۵۸ ج ۱، العبر ۳۸۱ ج ۱، الکاشف ۲۲۱ ج ۱، تھذیب التھذیب ۲۷۷ ج ۲، طبقات الحفاظ ۲۰۰ خلاصہ ۸۷، کتاب التعدیل ۴۰۵ ج ۲۔ رجال صحیح البخاری ۱۵۷ ج ۱، التقریب ۱۶۶ ج ۱۔

الحسن بن شجاع بن رجاء ابو علی البلخی [۱]

امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب التفسیر میں باب قولہٗ و نفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ کی تفسیر میں کہا ہے کہ حدثنی الحسن حدثنی اسماعیل بن خلیل الخ

اس سند میں حسن مطلق بغیر کسی نسبت کے ذکر ہے سھل بن السری کا قول ہے کہ اس سے مراد حسن بن شجاع بن رجاء ابو علی ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مراد حسن بن محمد الزعفرانی ہے

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ اس سے مراد حسن بن محمد بن الصباح ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں حدثنی الحسین ہے اور مراد حسین بن محمد القبانی ہے۔ بہر حال اگر حسن بن شجاع مراد ہو تو یہ امام بخاری کے ہمعصر ہیں۔ عمر میں بخاری سے چھوٹے ہیں اور انتقال بھی امام بخاری سے پہلے ہوا تھا۔

مشائخ : مکی بن ابراہیم۔ عبید اللہ بن موسیٰ۔ ابو نعیم۔ ابو مسھر الغسانی۔ یحییٰ الوحاظی۔ سعید بن ابی مریم۔ ابو الولید الطیالسی ابو صالح۔ محمد بن الصلت۔ یحییٰ بن یحییٰ۔ علی بن المدینی۔ اسحاق بن راہویہ وغیرھم۔

تلامذہ : امام بخاری۔ ابو زرعۃ الرازی۔ احمد بن علی الابار۔ محمد بن زکریا البلخی۔ ابو العباس السراج وغیرھم۔

امام احمد بن حنبل جیسے شخص نے ان کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے۔

امام ذھبی رحمہ اللہ نے الحافظ الناقد الامام المحقق کے القاب سے ان کو ذکر کیا ہے۔

وفات : ان کا انتقال انچاس سال کی عمر میں ۲۴۴ھ میں ہوا تھا۔

---

[۱] عمدۃ القاری ۱۸۱ ج ۱۵، سیر اعلام النبلاء ۶۰۰ ج ۱۲، تذہیب التہذیب ۱۳۲ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ۵۴۳ ج ۲، العبر ۳۴۴ ج ۱، تہذیب التہذیب ۲۸۲ ج ۲، طبقات الحفاظ ۲۳۸، خلاصہ ۷۸، شذرات الذھب ۱۰۴ ج ۲۔

الحسن بن الصباح بن محمد ابوعلی الواسطی[1]

واسط کے رہنے والے تھے بعد میں بغداد میں رہائش اختیار کی تھی۔

بزّار کے لقب سے مشہور تھے۔

ان کے مشائخ میں یہ حضرات زیادہ مشہور ہیں۔

سفیان بن عیینۃ، ابومعاویۃ۔ اسحاق الازرق۔ مبشر بن اسماعیل معن بن عیسیٰ، شعیب بن حرب۔ وکیع شبابۃ بن سوار۔ حجاج بن محمد وغیرھم۔

مندرجہ ذیل مشہور محدثین ان کے شاگرد ہیں

امام بخاری۔ ابوداؤد۔ الترمذی۔ ابوبکر بن عاصم۔ جعفر الفریابی۔ ابویعلیٰ الموصلی۔ حسن بن سفیان، محمد بن عمر بن بجیر۔ یحییٰ بن صاعد۔ القاضی ابوعبداللہ المحاملی وغیرھم۔

ابوحاتم کا قول ہے کہ صدوق کانت لہ جلالۃ عجیبۃ بغداد

امام احمد ان کی تعظیم و تعریف کیا کرتے تھے۔

خلیفہ مامون کے ساتھ ان کے کچھ واقعات بھی مشہور ہیں۔

جس کو امام ذھبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں ذکر کیا ہے۔

امام نسائیؒ نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں تھے۔

لیکن جمہور محدثینؒ نے ان کو ثقہ اور قابل اعتبار تسلیم کیا ہے۔

ربیع الاخر ۲۴۹ھ میں اسی سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ۳۰ ج ۱، سیر اعلام النبلاء ۱۹۲ ج ۱۲، التاریخ الکبیر ۲۹ ج ۲، الجرح والتعدیل ۱۹ ج ۳، تاریخ بغداد ۳۳۰ ج ۷، طبقات الحنابلۃ ۱۳۳ ج ۱، تذھیب التھذیب ۱۳۹ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ۴۷۶ ج ۲، میزان الاعتدال ۴۹۹ ج ۱، العبر ۴۵۳ ج ۱، البدایۃ والنھایۃ ۴ ج ۱۱، تھذیب التھذیب ۲۸۹ ج ۲، طبقات الحفاظ ۲۰۷، الخلاصۃ ۷۸، شذرات ۱۱۹ ج ۲۔ رجال صحیح البخاری ۱۵۸ ج ۱، التقریب ۱۶۷ ج ۱، الھدی الساری ۳۹۷، کتاب التعدیل ۴۷۹ ج ۲۔

الحسن بن عبد العزیز الجروی الامام الصادق[۱]

ان کا پورا نام حسن بن عبد العزیز بن وزیر بن ضابی ابن مالک بن علم بن عدی بن حمرس ہے۔ کنیت ابو علی اور نسبت الجذامی، المصری اور الجروی ہے۔ ان کے جدِ اعلیٰ عدی بن حمرس صحابہؓ میں سے ہیں۔ حمرس حا اور را کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ کما ذکرہ ابن حجرؒ فی الاصابۃ۔

ولادت

ان کے سنہ ولادت کے متعلق تراجم و تاریخ کی کتابیں خاموش ہیں۔

اساتذہ

ایوب بن سوید، بشر بن بکر التنیسی، عمرو بن ابی سلمۃ، ابو مسہر الغسانی اور ائمہ کی ایک جماعت ان کے اساتذہ ہیں۔

تلامذہ

ان کے مشہور شاگردوں میں بخاری، ابراہیم الحربی، عبداللہ بن احمد، سراج، یحییٰ بن صاعد، ابن ابی حاتم، محاملی جعفر بن محمد، بن الحسن الجروی کے نام شامل ہیں۔

علماء کے اقوال

ابو حاتم ان کو ثقہ کہتے ہیں۔ دار قطنی نے کہا ہے کہ فضل اور زہد میں ان جیسا نہیں دیکھا گیا۔ خطیب نے کہا ہے کہ تقویٰ، ثقاہت اور عبادت میں ممتاز ہیں۔

جعفر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا الحسن بن عبد العزیز کو کہتے سنا کہ جس شخص کو قرآن کی تلاوت اور موت کی یاد نہ ڈرا سکے تو اگر اس کے سامنے پہاڑ بھی ٹکرا دیئے جاتیں تو وہ نہیں ڈرے گا۔

۱۔ سیر اعلام النبلاء ص۳۲۳ ج۱۲ وکتاب الجرح والتعدیل ص۳۲ ج۳ وطبقات الحنابلۃ ص۱۳۵ ج۱ وتاریخ بغداد ص۳۳۴ ج۷ والانساب ص۲۳۷ ج۳ واللباب ص۲۴۲ ج۱ وتہذیب التہذیب ص۲۹۱ ج۲ والنجوم الزاہرۃ ص۲۷ ج۳ وخلاصۃ ص۷۹ والمنتظم ص۳ ج۵ وتقریب التہذیب ص۱۶۷ ج۱ وکتاب التعدیل والتجریح ص۴۸۰ ج۲ وتبصیر المنتبہ ص۲۳۷ ورجال البخاری ص۱۵۸ ج۱ الجمع ص۸۳ ج۱

صالح بن احمد سے منقول ہے کہ حسن کے پاس ان کی میراث لائی گئی جو ایک لاکھ دینار تھی تو انھوں نے اس میں سے تین ہزار دینار میرے والد کو بھیجے اور کہا کہ یہ حلال ہیں لیکن انھوں نے قبول نہ کیے۔

جرویۃ تنیس" کا ایک گاؤں ہے یہاں پر ان کے جد اعلیٰ ٹھہرے تھے جن کا نام جری بن عوف الجزامی تھا۔ جرویۃ انہی کی طرف منسوب ہے۔

وفات

حسن کو ان کے بھائی کے قتل ہو جانے کے بعد عراق لایا گیا یہ یہیں پر رہے یہاں تک کہ ۲۵۷ھ میں ان کی وفات ہو گئی۔

حسن بن علی بن محمد الھذلی الخلال ابو علی[1]

ان کی کنیت ابو علی یا ابو محمد ہے الھذلی اور الحلوانی نسبتیں ہیں مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔

مشائخ : ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبداللہ بن نمیر۔ ابو اسامہ۔ یحییٰ بن آدم۔ زید بن الحباب۔ عبدالصمد بن عبدالوارث۔ بشر بن عمر الزہرانی یعقوب بن ابراہیم بن سعد۔ معاذ بن ہشام۔ ابو معاویہ۔ ابو عامر العقدی۔ ابو صالح کاتب اللیث ابو عبدالرحمٰن المقری۔ یحییٰ بن اسحاق السیلحینی۔ محمد بن عبید۔ یحییٰ بن عبید۔ عبدالرزاق ابراہیم بن خالد الصنعانی۔ عبداللہ بن نافع الصائغ۔ شبابۃ بن سوار المدائنی یزید بن ہارون صفوان بن صالح الدمشقی۔

تلامذہ : ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل حضرات زیادہ مشہور ہیں۔

امام بخاری۔ امام مسلم۔ ابو داؤد۔ الترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابراہیم الحربی جعفر الطیالسی ابن ابی عاصم۔ محمد بن اسحاق السراج۔ مطین۔ محمد بن علی بن زید الصائغ محمد بن محمد بن عقبۃ الشیبانی ابو بکر الاعین وغیرھم۔

ثناء العلماء علیہ : یعقوب بن ابی شیبۃ کا قول ہے کہ کان ثقۃ امام داؤد فرماتے ہیں کہ کان عالماً بالرجال۔ امام نسائیؒ نے بھی توثیق کی ہے۔

خلیلی کا قول ہے کہ خلال امام احمد کی طرح تھے۔ امام بخاری نے کتاب الحج باب من اھل فی زمن النبیؐ میں ان کی نقل روایت نقل کی ہے۔

وفات : ان کا انتقال سنہ ۲۴۲ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ۲۰ ج ۸، تہذیب التہذیب ۳۰۲ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۱۵۹ ج ۱، ۲ الجمع ۸۱ ج ۱، ۱ التقریب ۱۶۸ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ۲۱ ج ۳، الخلاصۃ ۷۹، کتاب التعدیل ۱۸۱ ج ۲۔

الحسن بن عمر بن شقیق بن اسماء [۱]

ان کی کنیت ابو علی ہے۔ الجرمی البصری اور البلخی نسبتیں ہیں۔ ابو نصر الکلاباذی نے لکھا ہے کہ یہ پچاس سال تک بلخ میں رہے۔ ۲۳۰ھ میں وہاں سے بصرہ منتقل ہو گئے اور دو سال بعد وہیں انتقال ہوا لیکن ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ ان کی سکونت ری میں تھی بلخ کی طرف تجارت کے لئے جایا کرتے تھے اس لئے البلخی کی نسبت سے مشہور ہوئے۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

یزید بن زریع۔ عبد الوارث۔ معتمر بن سلیمان۔ حماد بن زید۔ جعفر الضبعی۔ جریر بن عبد الحمید۔ عبد اللہ بن المبارک وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے حضرات مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری۔ احمد بن النضر النیسابوری۔ جعفر الفریابی۔ عبد اللہ بن احمد۔ ابو زرعۃ۔ ابو حاتم۔ موسیٰ بن اسحاق الانصاری۔ الحسن بن سفیان ابو یعلی الموصلی۔

امام بخاری اور ابو حاتم نے صدوق کہا ہے۔ ابو زرعۃ کا قول ہے کہ لا بأس بہ اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ صالح جزرۃ کا قول ہے کہ شیخ صدوق۔

۱ھ ہدایۃ القاری ۲۱ ج ۸۰، تہذیب التہذیب ۳۰۸ ج ۲، کتاب التعدیل والتجریح ۲۸۰ ج ۱، رجال صحیح البخاری ۱۵۹ ج ۱، المعجم ۸۳ ج ۱، التقریب ۱۶۹ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ۲۵ ج ۳، الخلاصۃ ۸۰۔

الحسن بن عیسیٰ بن ماسرجسؒ[1]

ان کی کنیت ابوعلی اور نسبت نیشاپوری ہے، امام، ثقہ اور جلیل القدر محدث تھے۔ پہلے عیسائیوں کے بڑے لوگوں میں سے تھے۔ پھر اسلام لے آئے۔

اساتذہ ان کے اساتذہ میں ابوالاحوص، سلام بن سلیم، ابوبکر بن عیاش، جریر بن عبدالحمید، عبداللہ بن المبارک جو ان کے مولیٰ اسلام بھی ہیں، عبدالسلام بن حرب، سعیر بن خمس، نوح بن ابی مریم، ابو معاویہ الغریر اور ان کے طبقہ کے دیگر محدثین شامل ہیں۔

تلامذہ ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل نام ملتے ہیں۔
مسلم، ابوداؤد، نسائیؒ، بخاری (انہوں نے صحیح کے علاوہ اپنی دوسری کتابوں میں ان سے روایات لی ہیں) زکریا بن خیاط السنۃ، ابویعلی الموصلی، ابوالقاسم البغوی، یحییٰ بن صاعد ابوالعباس السراج وغیرھم۔ احمد بن حنبل نے بھی باوجودیکہ وہ متقدمین میں سے ہیں۔ ان سے روایات لی ہیں۔

ابتدائی حالات اور علماء کے اقوال حاکم نے کہا ہے کہ میں نے حسین بن احمد الماسرجسی کو اپنے دادا کے بارے میں حکایت کرتے سنا کہ حسن بن عیسیٰ اور حسین بن عیسیٰ دونوں بھائی اتنے حسین تھے کہ جب ایک ساتھ سوار ہوتے تو لوگ ان کے حسن وشباب کو دیکھ کر حیران رہ جاتے۔ ان دونوں نے آپس میں اتفاق کیا کہ دونوں اسلام لے آتے ہیں۔ چنانچہ یہ دونوں اس غرض سے حفص بن عبدالرحمٰن کے پاس گئے۔ حفص نے ان سے کہا کہ تم دونوں نصاریٰ کے بڑے لوگوں میں شمار کئے جاتے ہو، ابن المبارک حج کیلئے آنے ہی والے ہیں اگر تم ان کے ہاتھ پر اسلام لے آؤ تو یہ مسلمانوں کے نزدیک بہت بڑی بات ہوگی اور تمہارے لئے زیادتی عزت و مرتبہ کا سبب بھی، اس لئے کہ ابن المبارک مشرق کے شیخ سمجھے جاتے ہیں۔ یہ سن کر دونوں واپس لوٹ آئے۔ اسی دوران حسن بیمار ہوئے اور انتقال کر گئے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ حفص کا ان کو تاخیر اسلام کا حکم دینا بہت بعید ہے اس لئے کہ وہ عالم آدمی ہیں اگر یہ صحیح بھی ہو تو حسن کا اسلام لانے کے ارادے سے عبداللہ بن المبارک کے انتظار کی حالت میں فوت ہو جانا ان کے لئے

---

[1] التاریخ الکبیر ۳۰۱ ج ۲، والتاریخ الصغیر ۲۳۳، وکتاب الجرح والتعدیل ۳۱ ج ۳، تاریخ بغداد ۳۵۱ ج ۷، اللباب ۱۴۷ ج ۳، تذہیب التہذیب ۱۴۴ ج ۱، العبر ۳۲ ج ۲، تہذیب التہذیب ۳۱۳ ج ۲، خلاصۃ للخزرجی ۸۰ وشذرات الذہب ۹۴ ج ۲۔ وتقریب التہذیب ۱۷۰ ج ۱

نفع مند ہے۔
حاکم نے کہا ہے کہ ہم سے حافظ ابو علی نیشا پوری نے اپنے شیوخ کے بارے میں بیان کیا کہ ابن المبارک ایک مرتبہ جس گلی میں عیسٰی رہتے تھے اس گلی سے نکڑ پر ٹھہرے ہوئے تھے حسن بن عیسٰی ان کے سامنے سے سوار ہو کر گذرا کرتے، حسن نہایت حسین نوجوان تھے۔ ایک مرتبہ ابن المبارک نے ان کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ نصرانی ہیں انہوں نے دعا کی کہ "اے اللہ ان کو اسلام کی دولت عطا فرما" ان کی دعا قبول ہو گئی اور حسن اسلام لے آئے۔
قاضی ابو رجا فرمایا کرتے تھے کہ میں لوگوں میں شامل تھا۔ جنہوں نے حسن بن عیسٰی کیساتھ ان کی موت سے پہلے حج کیا۔ میں اپنے اونٹوں کی حفاظت میں مشغول ہو کر ان کی نماز جنازہ میں حاضر نہ ہو سکا۔ بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ "اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا" کہا کہ میری مغفرت فرمادی اور ہر اس شخص کی بھی جس نے مجھ پر نماز پڑھی، میں نے کہا کہ میں تو آپ پر بوجہ سامان کی حفاظت میں مشغولی کے نماز نہ پڑھ سکا کہا کہ چنداں فکر مت کرو اللہ نے اس کی مغفرت بھی فرمادی ہے جو میرے لئے طلب رحمت کرے۔ امام ذھبی سیر اعلام النبلاء میں فرماتے ہیں کہ ان کی اولاد اور اقارب میں بھی محدثین اور فضلاء ہوئے ہیں۔

وفات
انہوں نے مکہ مکرمہ سے لوٹتے ہی مقام "ثعلبیہ" میں ۲۳۹ھ میں انتقال کیا۔ احمد بن محمد بکر نے ۲۴۰ھ بیان کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ میں نے مومل بن الحسن کے دو بیٹوں کو کہتے سنا کہ ہمارے دادا نے جس حج میں وفات پائی، تین لاکھ درہم فی سبیل اللہ خرچ کئے تھے۔

الحسن بن محمد بن الصبّاح الزعفرانی [۱]

ان کا نام حسن بن محمد بن الصباح اور کنیت ابو علی ہے۔ زعفرانی اور بغدادی ان کی نسبت ہے۔ زعفرانی محلہ میں رہتے تھے۔ اس لئے زعفرانی کہلائے۔

ولادت
یہ ۱۷۰ھ کے کچھ سال بعد پیدا ہوئے

اساتذہ
انہوں نے سفیان بن عیینہ، ابو معاویۃ الضریر، اسماعیل بن علیۃ، عبیدۃ بن حمید، وکیع بن الجراح، عبدالوہاب الثقفی، محمد بن ابی عدی، یزید بن ہارون، حجاج بن محمد، ابو عبداللہ الشافعی اور دوسرے بہت سے کبار محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔ امام شافعیؒ کے سامنے ان کی کتاب قدیم پڑھی تھی۔ فقہ اور حدیث میں بلند مقام کے حامل ہیں۔ ثقہ، جلیل القدر اور اونچے مرتبہ والے ہیں۔ ان کی روائتیں بہت عمدہ اور قیمتی مانی جاتی ہیں۔

تلامذہ
ان سے روایت کرنے والوں میں بخاری، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، قزوینی، زکریا الساجی، ابو العباس بن سریج، امام الائمہ ابن خزیمہ، ابو عوانۃ الاسفرائینی، عمر بن بجیر، ابو القاسم البغوی، ابو محمد بن صاعد، ابو بکر بن زیاد، محمد بن مخلد، قاضی محاملی، ابو سعید الاعرابی جیسے محدثین شامل ہیں۔

علماء کے بعض اقوال : نسائی نے کہا ہے۔ کہ ثقہ ہیں اور ابن حبان نے کہا ہے کہ احمد بن حنبل اور ابو ثور، شافعی کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اس وقت قرأت کے فرائض زعفرانی بھی سرانجام دیتے تھے۔ فقیہ "رے" علی بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ امام شافعی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے بغداد میں ایک نبطی کو دیکھا جو عربی معلوم ہوتا تھا اور میں اس کے مقابلے میں نبطی، پوچھا گیا کہ وہ کون ہے فرمایا کہ زعفرانی۔
ابراہیم بن یحیٰی کہتے ہیں کہ میں نے زعفرانی کو کہتے سنا کہ روئے زمین پر ان سیاہی کی دوات والوں سے (مراد محدثین ہیں) کوئی افضل نہیں کہ یہ خود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر عمل کرتے ہیں

---

[۱] سیر اعلام النبلاء ۲۶۲/۱۲، وکتاب الجرح والتعدیل ۳۶ ج ۳، والفہرست ۲۷۵، وتاریخ بغداد ۴۰۷ ج ۷، وعمدۃ القاری ۱۳ ج ۹ وطبقات الفقہاء للشیرازی ۸۲، والجمع بین رجال الصحیحین ۹۸ ج ۱، وکتاب التعدیل والتجریح ج ۲ ص ۴۹۶، وطبقات الحنابلۃ ۱۳۰ ج ۱، والانساب ۸۰۹ ج ۶، واللباب ۹۶ ج ۲، ووفیات الاعیان ۲۰۷ ج ۲، تذہیب التہذیب ۱۴۵ ج ۱، وتذکرۃ الحفاظ ۵۲۵ ج ۲، والعبر ۲۰ ج ۲، طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۱۱۴ ج ۲، البدایۃ والنہایۃ ۳۲ ج ۱۱، وتہذیب التہذیب ۳۱۸ ج ۲، النجوم الزاہرۃ ۳۲ ج ۳، وطبقات الحفاظ ۲۳۰، وخلاصۃ للخزرجی ۸۰، وطبقات الشافعیۃ لابن ہبۃ اللہ ۷، شذرات الذہب ۱۴۰ ج ۲، المنتظم ۲۳ ج ۵، رجال صحیح البخاری ۱۶۲ ج ۱، تقریب التہذیب ۱۷۰ ج ۱۔

اور انہیں لکھتے بھی ہیں کہ کہیں وہ امتداد زمانہ سے مٹ نہ جائیں۔

زکریا ساجی سے منقول ہے کہ میں نے زعفرانی کو کہتے سنا کہ شافعی ہمارے شہر آئے تو ہم ان کے اردگرد جمع ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ اپنے لئے کوئی ایسا شخص دیکھو جو تمہیں احادیث پڑھ کر سنائے تو میرے سوا ان کے سامنے کوئی پڑھنے کی جرأت نہ کر سکا۔ حالانکہ میں اس وقت سب سے نوعمر تھا۔ میرے چہرے پر ایک بال بھی نہ تھا۔ میں آج اس زمانے میں امام شافعی کے سامنے میری زبان کے چلنے اور اپنی اس جسارت پر تعجب کرتا ہوں۔ ذھبی فرماتے ہیں (زعفرانی فصیح و بلیغ لوگوں میں سے تھے) پس میں نے ہی امام شافعی رح کے سامنے تمام کتابیں پڑھیں۔ سوائے کتاب المناسک اور کتاب الصلوٰۃ کے۔ انہوں نے آخر شعبان ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر نوّے برس کے قریب تھی۔

حسن بن مدرک بن بشیر

ابو علی السدوسی البصری [1]

یہ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ ابو علی کنیت ہے، طحان لقب ہے۔

امام بخاریؒ نے ان کی روایت کتاب الصلوٰۃ علی النفساء کے بعد باب بلا ترجمہ میں کتاب الاشربۃ اور باب اسلام سلمان وغیرھا میں نقل کی ہے۔

ان کے مشائخ میں یحییٰ بن حماد، محبوب بن الحسن عبدالعزیز الادیسی وغیرھم شامل ہیں۔

ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔

امام بخاریؒ، النسائیؒ، ابن ماجہ، بقی بن مخلد، البجیری، الرویانی۔

ابن ابی الدنیا۔ ابن صاعد۔ احمد بن الحسین الصوفی۔

اقوال علماء: الاجری نے امام ابوداؤد سے ان کے متعلق نقل کیا ہے کہ وہ ان کو کذاب کہا کرتے تھے لیکن عام محدثین نے امام ابوداؤد کے اس قول کو قبول نہیں کیا ہے اور ان کی توثیق کی ہے چنانچہ احمد بن الحسن الصوفی کا قول ہے کہ حسن بن مدرک ثقہ تھے۔ امام نسائی نے اپنے شیوخ و اساتذہ کے ذکر میں ان کے متعلق لکھا ہے کہ یہ بصرہ کے رہنے والے تھے اور ثقہ تھے۔ ابن عدی نے ان کو بصرہ کے حفاظ حدیث میں ذکر کیا ہے۔ ابوزرعۃ کا قول ہے کہ ہم نے ان کی حدیثیں لکھی ہیں۔ ابوحاتم نے ان کو شیخ کہا ہے جو توثیق کا ادنیٰ مرتبہ ہے مسلمۃ بن قاسم کا قول ہے کہ ان کی روایات صالح للاحتجاج ہیں خطیب بغدادی اور ابن حجر نے بھی ثقہ قرار دیا ہے

ان کے تاریخ ولادت اور تاریخ وفات کے متعلق کوئی صراحت نہیں ملی۔

---

[1] عمدۃ القاری ۲۲۲ ج ۳، تھذیب التھذیب ۳۲۱ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۱۶۵، وکتاب التعدیل والتجریح ۴۷۸ ج ۲، الجمع ۸۴، التقریب ۱/۱۶۷، الخلاصۃ ۸۱۔

حسین بن حریث بن الحسن بن ثابت

بن قطبة ابو عمار المروزی [1]

خاندانی اعتبار سے مشہور صحابی حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ کے موالی میں سے تھے۔ الخزاعی نسبت ہے
مرو کے رہنے والے تھے اور ابو عمار کنیت تھی۔

مشائخ و اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبد اللہ بن مبارک۔ عبد العزیز بن ابی حازم۔ فضیل بن عیاض۔ جریر بن عبد الحمید۔ عبد العزیز بن محمد۔ سفیان بن عیینة۔ الفضل السینانی۔

ابن ماجہ کے علاوہ صحاح کے مصنفین سب ان سے بالواسطہ روایات نقل کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ
ابوزرعة۔ الحسن بن سفیان۔ البغوی۔ محمد بن ہارون الحضرمی۔ ابوبکر بن خزیمہ۔ ابن صاعد۔ ابراہیم بن محمد وغیرہم۔

امام نسائی نے توثیق کی ہے

ابن خزیمة فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے انتقال کے بعد ان کو خواب میں دیکھا کہ منبر نبوی پر بیٹھ کر یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ ام یحسبون انا لا نسمع سرھم ونجواھم الآیة۔

قرمیسین نامی مقام پر حج سے واپسی میں ۲۴۴ھ میں ان کا انتقال ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ۱۳۴ ج ۸، سیر اعلام النبلاء ۴۰۰ ج ۱۱، التاریخ الکبیر ۳۹۰ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ۵ ج ۳، تاریخ بغداد ۳۶ ج ۸، العبر ۴۴۲ ج ۱، تذهیب ۱۴۷ ج ۱، خلاصة ۸۲، شذرات الذهب ۱۰۵ ج ۲۔
تهذیب التهذیب ۳۳۳ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۱۸۴ ج ۱، الجمع ۸۲ ج ۱، تقریب ۱۷۵ ج ۱۔
کتاب التعدیل والتجریح ۴۹۲ ج ۲۔

حسین بن عیسیٰ بن حمران

الطائی القومسی ابوعلی البسطامی [1]

القومسی الطائی البسطامی الدامغانی نسبتیں ہیں۔ ابوعلی کنیت ہے۔ نیشاپور میں رہتے تھے اور انتقال بھی نیشاپور ہی میں ہوا تھا۔

امام بخاری نے کتاب الوضوء باب الوضوء مرتین مرتین میں ان کی روایات نقل کی ہیں۔

ان کے اساتذہ میں سفیان بن عیینۃ ابن ابی فدیک ابوقتیبۃ۔ ابواسامۃ۔ عبدالصمد بن عبدالوارث۔ جعفر بن عون شامل ہیں۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری۔ امام مسلم۔ امام ابوداؤد۔ امام نسائی۔ ابوالعباس الازہری۔ حسین بن محمد القبانی۔ ابوحاتم۔ محمد بن یحییٰ الذھلی ابن خزیمۃ وغیرھم۔

ابوحاتم نے صدوق کہا ہے۔ حاکم کا قول ہے کان من کبار المحدثین وثقاتھم من ایمۃ العربیۃ ابن حبان و امام نسائیؒ، دارقطنی نے ثقہ قرار دیا ہے۔ ادریس کا قول ہے کہ کان عالماً فاضلاً کثیر الحدیث۔

امام بخاری نے فرمایا ہے کہ ان کا انتقال ۲۴۷ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ۲۶۷ ج ۲، تہذیب التہذیب ۳۶۳ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۱۴۳ ج ۱، الجمع ۱۰۴ ج ۱، التقریب ۱۷۸ ج ۱، الکتاب والتعدیل ۷۰ ج ۳، الخلاصۃ ۸۴، کتاب التعدیل والتجریح ۴۹۷ ج ۲۔

الحسین بن محمد بن زیاد

العبدی النیسابوری [1]

ان کنیت ابو علی ہے، القبانی کی نسبت سے زیادہ مشہور ہے
ان کے مشائخ میں ابن حجرؒ نے مندرجہ ذیل حضرات کے اسماء ذکر کئے ہیں۔
ابو معمر الہذلی۔ منصور بن ابی مزاحم، احمد بن منیع۔ سریج بن یونس۔ ابو بکر بن ابو شیبہ۔ اسحاق بن راہویہ۔ محمد بن عباد المکی۔ عمرو بن زرارۃ الفلاس وغیرہم۔
ان کے شاگردوں میں یہ حضرات شمار ہوتے ہیں۔
امام بخاری۔ ابو عبد اللہ الاخرم۔ ابو زکریا العنبری۔ محمد بن صالح بن ھانی۔ دعلج بن احمد وغیرہم۔
امام بخاری نے کتاب الطب باب الشفاء فی ثلاث میں ایک روایت نقل کی ہے۔ حدثنا الحسن قال حدثنا احمد بن منیع اس طرح تفسیر میں باب قولہ ونفخ فی الصور الخ میں روایت ہے کہ حدثنا الحسن قال حدثنا اسماعیل بن خلیل پہلے روایت کے متعلق حاکم اور ابو نصر الکلاباذی کی رائے یہ ہے کہ اس حسن سے مراد حسن بن محمد القبانی ہے کیونکہ ان کے پاس احمد بن منیع کی مسند موجود تھی۔ اور امام بخاری کا ان سے تعلق بھی تھا۔ دوسرے باب کے متعلق بھی حاکم کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد حسن بن محمد القبانی ہے اس لئے ان کو بخاری کے مشائخ میں ذکر کر دیا گیا ہے۔ ورنہ یہ امام بخاری کے ہم عصر اور ساتھی ہیں۔

حاکم اور ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ احد ارکان الحدیث وحفاظ والمصنفین فیہ

حاکم کا ایک اور قول ہے کہ کان احد ارکان الحدیث وحفاظ الدنیا رحل واکثر السماع وصنف المسند والابواب والتاریخ والکنی۔

ابو عبد اللہ بن یعقوب کا قول ہے کہ کان الحسین القبانی احفظ الناس لحدیثہ واعرفھم بالاسامی والکنی۔

ان کا انتقال سنہ ۲۸۹ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ۱۲۱ ج ۱۵، ۲۱۲ ج ۱، تہذیب التہذیب ۳۰۸ ج ۲، کتاب التعدیل والتجریح ۴۹۸ ج ۲، وفتح الباری ۲۴۲ ج ۱۲، ورجال صحیح البخاری ۱۷۵ ج ۱، الجمع ۸۸ ج ۱، التقریب ۱۸۱ ج ۱، الخلاصۃ ۸۵۔

الحسین بن منصور ابوعلی السلمی النیسابوری[ع۱]

ان کا پورا نام اس طرح ہے۔ الحسین بن منصور بن جعفر بن عبداللہ بن زرین السلمی اور النیسابوری ان کی نسبت ہے۔ نیشا پور کے رہنے والے تھے

اور ابو علی کنیت ہے۔ امام بخاری نے کتاب الاکراہ میں ان کی حدیث نقل کی ہے

ان کے مشائخ میں سفیان بن عیینۃ وکیع۔ ابو معاویہ العضریہ، اسباط بن احمد یا محمد، ابو اسامۃ وغیرھم شامل ہیں۔

ان کے شاگردوں میں امام بخاری، امام مسلم۔ احمد بن سلمۃ، احمد بن بکر۔ جعفر بن احمد بن نصر الحافظ۔ حسن بن سفیان ابو العباس السراج۔ محمد بن شادل الہاشمی، محمد بن شاذان وغیرھم اسامی مذکور ہوتے ہیں۔

امام نسائیؒ نے ان کی توثیق کی ہے۔ حاکم کا قول ہے یہ اپنے وقت میں عدالت اور تزکیہ کے امام تھے۔

ان کا انتقال جمادی الثانیہ ۲۳۸ھ میں ہوا تھا۔

ع۱ سیر اعلام النبلاء ۲۸۳ ج ۱۱، التاریخ الکبیر ۳۹۲ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ۶۵ ج ۳، العبر ۲۴۴ ج ۱، خلاصۃ ۸۵ شذرات الذہب ۹۰ ج ۲، تہذیب التہذیب ۳۴۰ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۱۷۳ ج ۱۔ التقریب ۱۸۰ ج ۱، کتاب التعدیل ۴۹۶ ج ۲۔

الحکم بن موسیٰ ابوصالح البغدادی القنطری الزاھد[1]

امام بخاری نے باب ما ینھیٰ من الحلق عند المصیبۃ میں قال الحکم بن موسیٰ کہہ کر انکی روایت نقل کی ہے جو تعلیق کے قبیل سے ہے۔ اس لئے عام محدثین نے ان کو امام بخاریؒ کے شیوخ میں ذکر نہیں کیا ہے لیکن علامہ بدرالدین عینی عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں کہ ابوالوقت کی روایت میں حدثنا الحکم بن موسیٰ ہے اس لئے دارقطنی وغیرہ نے ان کو امام بخاری کے شیوخ میں ذکر کیا ہے۔

ان کے اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

العطان بن خالد۔ اسماعیل بن عیاش۔ عبدالرحمٰن بن ابی الرجال۔ عبداللہ بن مبارک۔ یحییٰ بن حمزہ وغیرھم۔

ان سے نقل کرنے والوں میں ان حضرات کے اسماء گرامی ذکر کئے گئے ہیں۔

امام مسلم بقول بعض امام بخاری۔ نسائیؒ اور ابن ماجہ ان سے بالواسطہ نقل کرتے ہیں۔

احمد بن حنبل۔ ابومحمد الدارمی۔ الحارث بن اسامۃ۔ ابویعلیٰ الموصلی۔ عثمان سعید ابوالقاسم البغوی وغیرھم۔

حسین بن فہم اور صالح جزرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔

ان کا انتقال سنہ ۲۳۲ھ شوال کے مہینے میں ہوا تھا۔

الحسین بن یحییٰ بن جعفر

بن اعین البارقی البیکندری[2]

یہ بخارا کے رہنے والے تھے امام بخاری نے کتاب الطب باب الشفاء فی ثلاث میں حدثنا الحسین کی روایت نقل کی ہے۔

محدثین کا اختلاف ہے کہ حسین سے مراد کون ہے۔ حاکم اور خلف کی ایک رائے یہ ہے کہ اس سے مراد حسین بن یحییٰ بن جعفر ہے۔

ان کے مشائخ میں ان کے والد اور اس عصر و طبقہ کے دوسرے محدثین شامل ہیں۔

ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری، ابومحمد بن احمد بن نصر الکندی الحافظ النیسابوری الملقب بنصرک۔

محدثین نے ان کی توثیق کی ہے

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۵ ج ۱۱، طبقات ابن سعد ۳۴۲ ج ۷، التاریخ الکبیر ۳ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ۱۲۸ ج ۳، تاریخ بغداد ۲۲۶ ج ۸، تذکرۃ الحفاظ ۴۷۴ ج ۲، العبر ۴۱۱ ج ۱، خلاصۃ ۹۰، شذرات ۷۵ ج ۲، تہذیب التہذیب ۴۳۹ ج ۲، النجوم الزاھرۃ ۲۷۵ ج ۲۔

[2] تہذیب التہذیب ۳۷۵ ج ۲۔

حفص بن عمر الحوضی[1]

ان کا پورا نام اس طرح ہے۔ حفص بن عمر بن الحارث بن سخبرۃ۔ الازدی النمری الحوضی البصری نسبتیں ہیں۔ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ ابوعمر کنیت تھی۔ امام بخاری نے ان کی روائتیں باب التیمن فی الوضوء والغسل میں اور اس کے علاوہ دوسرے مقامات پر نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ واساتذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

شعبۃ۔ ابراہیم بن سعد، ہشام بن عبداللہ، ھمام یزید بن ابراھیم۔ حماد بن زید۔ ابوھلال الراسبی۔ خالد بن عبداللہ۔ محمد بن راشد المکحولی۔ ابوعوانۃ وغیرھم۔

ان کے شاگردوں میں ان حضرات کا ذکر کیا گیا ہے۔

امام بخاری۔ ابوداؤد۔ ابوالحسن المیمونی۔ عمرو بن منصور النسائیؒ۔ فضل بن سہل الاعرج۔ محمد بن اسماعیل۔ ابوحاتم الرازی صاعقۃ ابومسعود الرازی۔ ابوقلابۃ الرقاشی۔ یوسف بن موسیٰ القطان۔ یعقوب بن سفیان الفلاس وغیرھم۔

امام احمدؒ نے ان کی توثیق کی ہے۔ علی بن المدینی کا قول ہے کہ اہل بصرہ کا ان کی عدالت پر اجماع ہے۔

امام ابوحاتم کا قول ہے کہ صدوق متقن ہے۔

ابن قانع ابن وضاح۔ مسلمۃ۔ دارقطنی، النسائیؒ۔ یحیٰی بن معین السمعانی وغیرھم نے ان کی توثیق کی ہے۔

امام بخاری نے ان کی وفات ۲۲۵ھ میں نقل کی ہے۔

---

[1] عمدۃ القاری ۳۲۷ ج ۲۔ تہذیب التھذیب ۴۰۵ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۱۸۲ ج ۱، الجمع ۹۳ ج ۱، التقریب ۱۸۷ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ۱۸۲ ج ۳، الخلاصۃ ۸۷ کتاب التعدیل والتجریح ۵۰۹ ج ۲۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابوالیمان بن نافع [۱]

ابوالیمان :- یہ حکم بن نافع البہرائی حمصی ہیں بڑے ثقہ ائمہ میں سے ہیں۔

اساتذہ :- ان کے اساتذہ میں شعیب بن ابوحمزہ، حریز ابن عثمان، عطف ابن خالد، سعید ابن عبد العزیز، اور صفوان بن عمرو جیسے بزرگ استاد شامل ہیں۔

تلامذہ :- ان کے تلامذہ میں سے زیادہ ترمشہور امام بخاری ہیں اور ان کے تلامذہ میں باقی حضرات یہ ہیں، ابراہیم ابن سعید الجوہری، عبداللہ دارمی، عمرو بن منصور، رجاء بن مرجا، عمران بن بکار، ابوعلی محمد بن علی بن حمزہ المروزی محمد بن سہیل بن عسکر، عبیداللہ بن فضالہ ذہلی، علی بن محمد بن عیسیٰ الحکانی۔

توثیق :- ان کے بارے میں ابوحاتم فرماتے ہیں کہ وہ نبیل ثقہ صدوق ہیں ابن عمار نے ثقہ اور عجلی نے لاباس بہ کہا ہے۔ خود امام موصوف فرماتے ہیں کہ میں مالک کے پاس گیا تو وہاں میں نے حاجبین اور قائلین وغیرہ دیکھے اس پر میں نے کہا کہ یہ علماء کا شیوہ نہیں ہے اس کے بعد میں وہاں سے چل دیا اور ان کو چھوڑ دیا لیکن بعد میں نادم ہوئے، ان کی اکثر روائیتیں صحیحین کے اندر شعیب سے ہیں اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ ان کی اجازت کے بغیر ہو۔

ولادت :- خود ابوالیمان نے ابوزرعہ کو بتایا کہ سنہ ۱۳۸ھ میں پیدا ہوا۔

وفات :- محمد ابن مصفی وغیرہ حضرات نے سنہ ۲۲۱ھ سنہ وفات تبلایا اور ابوزرعہ نے کہا اس وقت ان کی عمر ۸۳ سال تھی امام بخاری نے سنہ وفات سنہ ۲۲۲ھ تبلایا۔ جبکہ محمد بن سعد نے ذی الحجہ کی زیادتی کرتے ہوئے بتایا کہ مقام حمص میں وفات ہوئی۔

صاحب میزان نے سنہ ۲۲۱ھ کو سنہ وفات قرار دیا ہے۔

---

[۱] ان کی تفصیلی حالات کے لیے ملاحظہ ہو = سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۳۱۹ تا ج ۱۰ ص ۳۲۵ وطبقات ابن سعد ج ۷ ص ۴۷۲ والتاریخ الصغیر ج ۲ ص ۳۳۶ و التاریخ الکبیر للبخاری ج ۲ ص ۳۴۴ وکتاب الجرح والتعدیل ج ۳ ص ۱۲۹ والمعجم المشتمل ص ۱۱۰ وتہذیب التہذیب ج ۲ ص ۴۴۱ والکاشف للذہبی ج ۱ ص ۲۴۷ وتذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۴۱۲ والعبر ج ۱ ص ۳۸۴ وھدی الساری مقدمہ فتح الباری ص ۳۹۰ وطبقات الحفاظ ص ۱۸۹ وخلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال ص ۹۰ وتہذیب تاریخ دمشق ج ۴ ص ۴۱۳ ورجال صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۹۸ وتسمیۃ من خرجہم البخاری ومسلم ص ۹۳ والتعدیل والتجریح للباجی ص ۵۲۷۔

حمید بن زنجویہ [1]

پورا نام حمید بن مخلد بن قتیبہ ہے کنیت ابو احمد اور نسبت ازدی اور نسائی ہے امام اور حافظ حدیث تھے "الترغیب والترہیب" اور "کتاب الاموال" اور دیگر کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی روایت صحیح بخاری میں نہیں ہے۔ لیکن ذہبی نے ان کو امام بخاری کے اساتذہ میں شمار کیا ہے۔

ولادت ۱۸۰ھ کے قریب پیدا ہوئے ہیں۔

اساتذہ ان کے اساتذہ میں مندرجہ ذیل مشاہیر ائمہ کا نام آتا ہے۔ نضر بن شمیل، جعفر بن عون، یزید بن ہارون سعید بن عامر الضبعی، وہب بن جریر، محمد بن یوسف الفریابی، روح بن اسلم، مؤمل بن اسماعیل، عبید اللہ بن موسیٰ عبد اللہ بن صالح الکاتب اور چند دیگر ائمہ

تلامذہ ان سے شرف تلمذ حاصل کرنے والوں میں مندرجہ ذیل کبار ائمہ شامل ہیں۔ محمد بن اسماعیل البخاری، ابراہیم الحربی ابو العباس السراج، ابن صاعد، محمد بن جریر، محمد بن خریم المری، عبد اللہ بن عتاب الزفتی، محمد بن احمد بن عبد الجبار الریانی وغیرہم ابو داؤد اور نسائی نے بھی ان سے اپنی اپنی "سنن" میں روایات لی ہیں۔ امام مسلم بھی ان کے شاگرد ہیں لیکن انہوں نے اپنی صحیح میں ان سے کوئی روایت نہیں لی۔

ان کے بارے میں علماء کے اقوال: امام نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے ابو حاتم البستی نے کہا ہے کہ انہوں نے ہی علاقہ نساء میں سنت کو پھیلایا اور ابو عبید قاسم بن سلام سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس خراسان کے نوجوانوں میں سے حمید بن زنجویہ اور احمد بن شبویہ جیسا اور کوئی نہیں آیا۔

حاکم نے ان کا ذکر ان الفاظ سے کیا ہے ابو احمد کثیر الحدیث ہیں۔ شام، مصر، حجاز، بصرہ اور کوفہ کی طرف بہت پہلے سفر کر گئے تھے ان سے حدیث کے دو بڑے اماموں ابراہیم الحربی اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے روایت کی ہے۔ آگے چل کر اس نے کہا ہے کہ میں نے ان کے شاگرد ابو عمرو المستملی کے ہاتھ سے یوں لکھا ہوا دیکھا ہے، جو ہم سے حمید بن زنجویہ نے نیشاپور میں ۲۲۷ھ میں حدیث بیان کی

وفات ابو حاتم البستی نے ان کا سال وفات ۲۴۷ھ بیان کیا ہے اور القاسم نے شیوخ النبل میں کہا ہے کہ ان کی وفات ۲۵۱ھ میں ہوئی اور ایک قول ۲۴۸ھ کا بھی ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ آخری عمر میں اپنے علم کو پھیلانے کی غرض سے مصر گئے تھے پھر وہاں سے نکلے تو ان کو ۲۵۱ھ میں موت نے آلیا۔

---

[1] سیر ۱۱/۱۲، جرح وتعدیل ۳/۲۲۳، تاریخ بغداد ۸/۱۶۰، تہذیب التہذیب ۳/۴۰، شذرات الذہب ۲/۱۲۴، والعبد ا ج ۲ ، البدایۃ والنہایۃ ۱۰ج ۱۱، وتذکرۃ الحفاظ ۵۵ ج ۲، وخلاصۃ الخزرجی ۹۵۔

حیوۃ بن شریح بن یزید

ابو العباس الحمصی الحضرمی ؒ

یہ حیوۃ الاصغر کے نام سے مشہور ہیں ۔ اور حیوۃ بن شریح بن صفوان بن مالک التجیبی ابوزرعۃ حیوۃ الاکبر کے نام سے پہچانے جاتے ہیں جو عبداللہ بن مبارک وغیرہ کے شیخ ہیں ۔ یہ بھی بخاری کے راوی ہیں لیکن امام بخاری کے اساتذہ میں نہیں ہیں ۔ بلکہ مقدم ہیں ۔

حیوۃ الاصغر کے شیوخ مندرجہ ذیل ہیں ۔

والدہ شریح و لبقیۃ اسماعیل بن عیاش ۔ محمد بن حرب الابرش ۔ ضمرۃ بن ربیعۃ ۔ ولید بن مسلم وغیرھم ۔

ان کے تلامذہ امام بخاری ، ابوداؤد ۔ احمد بن عاصم البلخی ۔ اسحاق بن منصور الکوسج ۔ عبداللہ الدارمی الذھلی ۔ ابوحاتم الرازی ۔ ابوزرعۃ ۔ ابوزرعۃ الدمشقی ۔ احمد یحیٰی ۔ عثمان الدارمی ۔ ابوامیہ ۔ الطرسوسی ۔ محمد بن عوف الطائی ۔ لیعقوب بن سفیان وغیرھم شامل ہیں ۔

یحیٰی بن معین اور لیعقوب بن شیبۃ نے ان کی توثیق کی ہے ۔ ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے ۔ امام بخاری ؒ نے صلاۃ الخوف میں باب یحرس لبعضہم البعضاً فی صلاۃ الخوف میں انکی روایت نقل کی ہے ۔

ان کا انتقال ۲۲۴؁ھ میں ہوا ہے ۔

ہے عمدۃ القاری ۲۵۵ ج ۵ ، تہذیب التہذیب ، ج ۳ ۔ الجمع بین رجال الصحیحین ۱۱۱ ج ۱ ، التقریب ۲۰۰ ج ۱ ، کتاب الجرح والتعدیل ۳۰۷ ج ۳ ، خلاصۃ الخزرجی ۹۲ ، وکتاب التعدیل ۵۳۴ ج ۲ ۔

خالدبن خلیؒ الحمصی الکلاعی[1]

ان کی کنیت ابوالقاسم ہے اپنے شہر حمص کے قاضی تھے ان کی پیدائش سنہ ۱۷۱ھ میں ہوئی ہے۔

مشائخ : ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں ۔

بقیۃ بن الولید۔ محمد بن حرب ۔ سلمۃ بن عبدالملک العوصی ۔ محمد بن حمیر وغیرھم۔

تلامذہ : ان کے شاگردوں میں امام بخاریؒ ۔ ابوزرعۃ الدمشقی ۔ محمد بن عوف الطائیؒ ، محمد بن خالد بن خلی وغیرھم شامل ہیں۔

امام نسائیؒ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور امام ذھبیؒ نے ان کے متعلق ذکر کیا ہے کہ کان من نبلاء العلماء سلیمان بن عبدالحمید البھرانی سے منقول ہے کہ مامون کے زمانے میں حمص میں قاضی مقرر کرنے کی ضرورت پیش آئی مامون نے حمص کے مشہور علماء کو دربار میں بلایا اھل حمص نے اپنے ہاں چار علماء کا انتخاب کیا۔

(۱) یحییٰ بن صالح الوخاضی (۲) علی بن عیاش (۳) ابوالیمان حکم بن نافع (۴) خالد بن خلی ۔

یہ لوگ جب دربار میں پہنچے تو مامون پردے کے پیچھے بیٹھا اور اپنے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم کو ان سے امتحان لینے کے لئے کہا چنانچہ سب سے پہلے ابوالیمان دربار میں داخل ہوئے ۔ قاضی القضاۃ نے ان سے یحییٰ بن صالح کے متعلق پوچھا تو ابوالیمان نے کہا کہ ہمارے علاقے میں اس نے سب سے پہلے بدعات یعنی خلق قرآن وغیرہ کی بات کی ہے پھر پوچھا کہ علی بن عیاش کے متعلق کیا خیال ہے فرمایا کہ نیک آدمی ہے لیکن ان میں قاضی بننے کی صلاحیت موجود نہیں ہے پھر خالد بن خلی کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ اس کو میں نے قرآن پڑھایا ہے یہ چلے گئے ان کے بعد یحییٰ بن صالح کو بلایا گیا پوچھا کہ ابوالیمان کے متعلق کیا خیال ہے فرمایا کہ وہ ہمارے شیخ ہیں پھر علی بن عیاشؒ کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ نیک آدمی ہیں لیکن قضاء کی صلاحیت نہیں رکھتے پھر خالد کے متعلق پوچھا تو فرمایا اس نے مجھ سے علم سیکھا ہے پھر علی بن عیاشؒ کو بلایا گیا ابوالیمان کے متعلق ان سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ صالح اور اچھے آدمی ہیں پھر یحییٰ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہم نے ان سے علم سیکھا ہے پھر خالد کے متعلق پوچھا تو کہا کہ اچھے عالم ہیں پھر رونے لگے سب کے بعد خالد بن خلی کو بلایا گیا انہوں نے ابوالیمان یحییٰ بن صالح اور علی بن عیاش تینوں کی تعریف کی ۔ مامون نے یحییٰ بن اکثم سے کہا کہ اس کو قاضی بنا دو چنانچہ ان کو قاضی بنایا گیا ہے ۔ خلیلی اور دارقطنی نے ان کی توثیق کی ہے۔

ان کا انتقال سنہ ۲۲۰ھ کے بعد ہوا تھا صحیح سنہ وفات معلوم نہیں ہے ۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۲۴۰ ج ۱۰، عمدۃ القاری ۲۳ ج ۲، التاریخ الکبیر ۱۶۵ ج ۳، کتاب الجرح والتعدیل ۳۲۲ ج ۳، الاکمال ۱۱۳ ج ۲ تذھیب التہذیب ۱۸۲ ج ۱، الکاشف ۲۷۰ ج ۱، تہذیب التہذیب ۸۷ ج ۳، خلاصۃ ۱۰۰، تہذیب تاریخ دمشق ۳۳ ج ۵، رجال صحیح البخاری ۲۲۴ ج ۱، الجمع ۱۲۲ ج ۱، التقریب ۲۱۲ ج ۱، کتاب التعدیل والتجریح ۵۵۰ ج ۲۔

خالد بن مخلد القطوانی ؎۱

قطوان کوفہ میں ایک محلے کا نام ہے کوفہ کے رہنے والے تھے البجلی الکوفی القطوانی نسبتیں ہیں۔

ابوالہیثم کنیت ہے۔

مشائخ : مالک بن انس۔ ابوالغصن ثابت بن قیس۔ سلیمان بن بلال۔ نافع بن ابونعیم، علی بن صالح بن حی، کثیر بن عبداللہ ابن عوف، عبداللہ بن جعفر المخرمی، محمد بن موسیٰ الفطری اور اس طبقے کے دوسرے حضرات ان کے شیوخ میں شامل ہیں۔ بقول امام ذہبیؒ ان کی اکثر روایتیں اہل مدینہ سے منقول ہیں۔

تلامذہ : امام بخاریؒ، عباس الدوری، عبد بن حمید۔ ابوامیۃ الطرسوسی۔ محمد بن عثمان بن کرامۃ، محمد بن شداد المسمعی وغیرہم

اقوال علماء : یحییٰ بن معین نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ ما بہ باس۔ امام ابوداؤد نے صدوق فرمایا ہے۔ البتہ بعض محدثین نے تشیع کی وجہ سے ان پر جرح کی ہے۔

ان کا انتقال ۲۱۳ھ محرم کے مہینے میں ہوا تھا۔

صحیح بخاری سنن ترمذی سنن ابن ماجہ و سنن نسائی میں ان کی روایات موجود ہیں۔

؎۱ سیر اعلام النبلاء ۲۱۷ ج ۱۰، عمدۃ القاری ۳۹۰ ج ۱، طبقات ابن سعد ۴۰۶ ج ۶، التاریخ الکبیر ۱۷۴ ج ۳، التاریخ الصغیر ۳۳۱ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ۳۵۴ ج ۳، الانساب ۱۹۸ ج ۱۰، المعجم المشتمل ۱۱۴، اللباب ۷۹ ج ۳، تذکرۃ الحفاظ ۴۰۷ ج ۱، تہذیب التہذیب ۱۱۶ ج ۳، العبر ۳۶۴ ج ۱، میزان الاعتدال ۶۴۰ ج ۱، خلاصۃ ۱۰۳، شذرات الذہب ۲۹ ج ۲، تذہیب التہذیب ۱۹۲ ج ۱، الکاشف ۲۰۷ ج ۱، طبقات الحفاظ ۱۷۳، رجال صحیح البخاری ۲۲۹ ج ۱، الجمع ۱۲۱ ج ۱، التقریب ۲۱۸ ج ۱، الہدی الساری ۴۰۰، کتاب التعدیل والتجریح ۵۵۳ ج ۲

خالد بن یزید بن زیاد الاسدی الکاہلی

ابو الہیثم الطبیب الکحال المقری الکوفی[1]

ابو الہیثم ان کی کنیت ہے اور بنو اسد و بنو الکاہل کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے تھے محدث بھی تھے اور علم قرأت میں بھی امام تھے طبابت کے پیشے سے تعلق تھا۔

مشائخ : ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات مذکور ہوتے ہیں۔

اسرائیل۔ ابو بکر بن عیاش۔ الحسن بن حی۔ قیس بن الربیع۔ حمزۃ الزیات۔

تلامذہ : ان کے شاگردوں میں امام بخاری ابو زرعۃ ابو حاتم یعقوب بن سفیان الوامیۃ الطرسوسی عباس الدوری۔ محمد بن الحسین بن ابی الحنین وغیرھم شامل ہیں۔

اقوال محدثین : ابو حاتم نے صدوق کہا ہے یعقوب بن ابی سفیان نے ثقۃ کہا ہے۔

محمد بن الحجاج کا قول ہے کہ کان من القراء من اصحاب حمزۃ الزیات، ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حاکم نے دارقطنی کا قول نقل کیا ہے کہ لا باس بہ۔

ان کی روایات صحیح بخاری تفسیر۔ بدء الخلق فضائل قرآن اور ذکر بنی اسرائیل کے ابواب میں ہیں۔

وفات : ان کے انتقال کے متعلق مندرجہ ذیل اقوال منقول ہیں۔

۲۱۱ھ، ۲۱۲ھ، ۲۱۵ھ

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۳۱۴ ج ۹، علل الترمذی ۲۲۲ ج ۱۳، ۳۸۹ ج ۱۲، التاریخ الکبیر ۱۸۴ ج ۳، کتاب الجرح والتعدیل ۳۶۰ ج ۳، تذہیب التہذیب ۱۴ ج ۲، الکاشف ۲۷۵ ج ۱، تہذیب التہذیب ۱۲۵ ج ۳، خلاصۃ للخزرجی ۱۰۳، رجال صحیح البخاری ۲۳۱ ج ۱، الجمع ۱۲۰ ج ۱، التقریب ۲۲۰ ج ۱، کتاب التعدیل والتجریح ۵۵۶ ج ۲، تاریخ بغداد ۳۰۸ ج ۸۔

خلاد بن یحییٰ بن صفوان الکوفی السلمی[1]

ان کی کنیت ابو محمد ہے۔

اساتذہ و مشائخ : عیسیٰ بن طہمان۔ فطر بن خلیفہ۔ عبد الواحد بن ایمن سفیان الثوری اور اس طبقے کے اور بہت سے محدثین ان کے مشائخ میں شامل ہیں۔

تلامذہ : امام بخاریؒ۔ ابو زرعۃ اسماعیل بن یزید۔ بشر بن موسیٰ۔ محمد بن یونس۔ الکدیمی۔ امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے ان سے بالواسطہ روایت نقل کی ہے۔

ان کے شاگردوں میں ابو حاتم اور حنبل بن اسحاق بھی شامل ہیں۔

امام ابو داؤد نے ان کے متعلق کہا ہے کہ لیس بہ باس۔ ابو حاتم نے فرمایا ہے کہ محلہ الصدق محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے صدوق کہا ہے ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

امام ذہبیؒ نے الامام المحدث اور الصدوق کے القاب کے ساتھ ان کو ذکر کیا ہے۔

وفات : ان کا انتقال ۲۱۷ھ میں ہوا تھا ابن حجر نے ۲۱۳ھ میں بیان کیا ہے۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۴۲۴ ج ۱۰۔ عمدۃ القاری ۱۳۰ ج ۳۔ التاریخ الصغیر ۳۲۸ ج ۲۔ التاریخ الکبیر ۱۸۹ ج ۳۔ کتاب الجرح والتعدیل ۳۶۸ ج ۳۔ المعجم المشتمل ۱۱۰۔ تذہیب التہذیب ۳۳ ج ۱۔ الکاشف ۲۸۵ ج ۱۔ میزان الاعتدال ۶۵۰ ج ۱۔ خلاصۃ الخزرجی ۱۰۷۔ المغنی فی الضعفاء ۲۱۱ ج ۱۔ العقد الثمین ۳۱۱ ج ۴۔ تہذیب التہذیب ۱۷۴ ج ۳۔ شذرات الذہب ۳۸ ج ۲۔ رجال صحیح البخاری ۲۳۰ ج ۱۔ الجمع ۱۲۸ ج ۱۔ الہدی الساری ۳۰۱۔ کتاب التعدیل والتجریح ۵۴۳ ج ۲۔

خلف بن خالد القرشی المصری [۱]

یہ قریش کے طرف ولاء سے منسوب ابوالمھنا، ان کی کنیت ہے۔

مشائخ : بکر بن مضر، اللیث بن سعد، عبداللہ ابن لھیعۃ وغیرھم اور اس طبقے کے دوسرے بہت سارے محدثین سے انہوں نے احادیث نقل کی ہیں۔

تلامذہ : امام بخاری ابوحاتم۔ ابراہیم بن الحسین عبداللہ بن محمد بن سعید ابی مریم وغیرھم

اقوال علماء : ابوحاتم نے ان کی توثیق کی ہے۔ امام بخاری کا بعلامات النبوۃ باب سوال المشرکین النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یریھم آیۃ میں ان کی روایت نقل کی ہے۔ صحیح بخاری میں ان کی صرف یہ ایک روایت ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے صدوق کہا ہے۔

وفات : ان کا انتقال سنہ ۲۳۰ھ سے کچھ قبل ہوا تھا۔

---

[۱] تہذیب التہذیب ۱۵۰ ج ۳، کتاب التعدیل والتجریح ۵۰۶ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۲۳۸ ج ۱، الجمع ۱۲۵ ج ۱، التقریب ۲۲۵ ج ۱، الکاشف ۲۱۹ ج ۱، التاریخ الکبیر ۱۹۵ ج ۳، کتاب الجرح والتعدیل ۳۷۲ ج ۳، ھدی الساری ۲۲۹ ج ۱۲۔

خلیفہ بن خیاط [1]

پورا نام خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ بن خیاط ہے۔ کنیت ابو عمرو اور عصفری و بصری نسبتیں ہیں۔ شباب کے لقب سے ملقب ہیں۔ امام، حافظ، علامہ اور مورخ تھے۔ تاریخ اور طبقات میں ان کی تصنیفات ملتی ہیں۔

ولادت: ان کی ولادت تقریباً ۱۸۰ھ میں ہوئی ہے۔

اساتذہ: انہوں نے اپنے والد خیاط بن خلیفہ، یزید بن زریع، زیاد بن عبداللہ البکائی، سفیان بن عیینہ عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ، محمد بن جعفر غندر، اسماعیل بن علیہ، محمد بن ابی عدی، معتمر بن سلیمان، محمد بن سواء خالد بن الحارث، یحییٰ القطان، ابن مہدی، امیہ بن خالد، حاتم بن مسلم، ہشام، علی بن محمد المدائنی، اور بہت سے دوسرے مشائخ سے احادیث کا سماع کیا۔

تلامذہ: بخاری، بقی بن مخلد، حرب الکرمانی، ابوبکر بن ابو عاصم، عبدان الجوالیقی۔ زکریا الساجی، اس کے علاوہ بقی بن مخلد، حرب الکرمانی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی، ابوبکر بن ابی عاصم، عمر بن احمد الاہوازی، موسیٰ بن زکریا التستری، عبدان الجوالیقی، زکریا الساجی اور بہت سے دیگر محدثین نے ان سے احادیث بیان کی ہیں۔

علماء کے اقوال: یہ انساب، سیر، ایام اور رجال کے جاننے والے اور صدوق و ثقہ تھے۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ یہ صدوق اور بیدار مغز راوی ہیں۔ ذہبی کہتے ہیں کہ بعض محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔ لیکن ان کے بارے اور ان کے پاس کوئی دلیل نہیں

ابن حبان نے بھی ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام بخاریؒ عام طور پر ان کی حدیث کو مقرون یا لغیر ذکر کرتے تھے۔ تقریباً سات حدیثیں ان سے صحیح بخاری میں منقول ہیں۔

وفات: مطین اور بعض دیگر محدثین نے کہا ہے کہ ان کا انتقال ۲۴۰ھ میں ہوا، ذہبی کہتے ہیں کہ بعض نے انکی وفات ۲۴۶ھ میں بیان کی ہے لیکن یہ درست نہیں ہے۔

---

[1] التاریخ الکبیر ج۳ ص۱۹۱، کتاب الجرح والتعدیل ج۳ ص۳۷۸، الانساب ج۸ ص۶۶، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۴۳۶، العبر ج۱ ص۴۳۲، نہایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ج۱ ص۲۷۵، طبقات الحفاظ ص۹۰، خلاصۃ ص۱۰۶، شذرات الذہب ج۲ ص۹۴، رجال صحیح البخاری ج۱ ص۲۳۲، الجمع ج۱ ص۴۹۹، الہدی الساری ص۴۰۱، سیر ج۱۱ ص۴۷۲، میزان ج۱ ص۶۶۵، وفیات الاعیان ج۲ ص۲۴۳، وکتاب التعدیل والتجریح ج۲ ص۵۵۷،

داؤ بن شبیب ؏۱

ان کی کنیت ابو سلیمان ہے۔ الباہلی اور البصری نسبت ہے یعنی بنو باہلہ قبیلے سے تعلق تھا اور بصرہ کے رہنے والے تھے۔

اساتذہ: ہمام بن یحیٰ، ابو ہلال الراسبی، حماد بن سلمۃ۔ ابو شبیبۃ الواسطی اور اس طبقہ کے دوسرے اکابر محدثین ان کے اساتذہ کی فہرست میں شامل ہیں۔

تلامذہ: امام بخاری، ابوداؤد، عبدالقدوس الحبحابی، ابو مسلم الکجی، حنبل، ابو خلیفۃ الجمحی، سمویہ، ال الکدیمی، ہشام بن علی سیرافی۔ اوران جیسے دوسرے مشہور اور جید محدثین ان کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

اقوال علماء:

ابوحاتم نے صدوق کہا ہے اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام بخاری اور امام ابوداؤد نے ان کی روایات بلاواسطہ نقل کرکے ان پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

صحیح بخاری کتاب المحاربین من اہل الکفر والردۃ باب اثم الزناۃ میں ان کی حدیث منقول ہے۔ سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں بھی ان کی روایات مذکور ہیں۔ صحیح بخاری میں انکی صرف ایک روایت ہے۔

امام دارقطنی نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ ما علمت الاخیراً۔

وفات: امام بخاری نے فرمایا ہے کہ ان کا انتقال ۲۲۲ھ میں ہوا۔ بعض محدثین کا قول ۲۲۳ھ کا بھی ہے۔

؏۱ تہذیب التہذیب ص۱۸۷ ج۳، رجال صحیح البخاری ص۲۳۱ ج۱، الجمع ص۱۲۰ ج۱، التقریب ص۲۳۳ ج۱، کتاب التعدیل والتجریح ص۵۶۷ ج۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۴۱۵ ج۳، عمدۃ القاری ص۲۶۹ ج۱۹، فتح الباری ص۱۱۴ ج۱۲

ربیع بن یحییٰ ابوالفضل [1]

ان کا پورا نام اور سلسلہ نسب اس طرح ہے ربیع بن یحییٰ بن مقسم الاشنانی البصری المیرئی۔ الاشنانی کی نسبت اشنانی جو ایک خاص قسم کی گھاس ہے اس کی۔ طرف ہے شایداس کی خرید و فروخت کرتے ہونگا المیرئی کی نسبت امراء القیس بن معفر کی طرف ہے۔ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ کنیت ابوالفضل تھی۔

مشائخ: ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

شعبۃ۔ مالک بن مغول۔ مبارک بن فضالۃ۔ زائدہ بن قدامۃ۔ سفیان الثوری، اسرائیل، وھیب بن خالد۔ حماد بن سلمۃ

تلامذہ: امام بخاریؒ۔ ابوداؤد۔ ابومسلم الکجی۔ حرب بن اسماعیل الکرمانی۔ ابوزرعۃ ابوحاتم۔ محمد بن ایوب بن الضریس تمام۔ العباس الفضل محمد بن محمد التمار البصری۔ ہشام بن علی السیرافی۔ اور اس طبقے کے دوسرے مشاہیر بھی ان کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

اقوال محدثین: ابوحاتم نے ان کی توثیق کی ہے ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے

امام ذہبیؒ نے الامام اور الحافظ کے القاب سے ان کو ذکر کیا ہے۔

صحیح بخاری اور سنن ابوداؤد میں ان کی روایات منقول ہیں۔

امام بخاریؒ نے صلاۃ الکسوف فضائل القرآن اور فضائل انبیاء میں ان کی احادیث نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی اور ابن قانع نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔

وفات: ان کا انتقال ۲۲۴ھ میں تقریباً نوے سال کی عمر میں ہوا تھا۔

---

[1] التاریخ الکبیر ۲۷۸ ج ۳، کتاب الجرح والتعدیل ۴۷۱ ج ۳، تاریخ بغداد ۴۱۷ ج ۸، الجمع ۱۳۴ ج ۱، المعجم المشتمل ۱۲۰، تذہیب التہذیب ۲۲۰ ج ۱، میزان الاعتدال ۴۲ ج ۲، الکاشف ۳۰ ج ۱، المغنی فی الضعفاء ۲۲۹ ج ۱، العبر ۳۹۰ ج ۱، تہذیب التہذیب ۲۵۲ ج ۳، خلاصۃ ۱۱۴، شذرات الذہب ۵۳/ج ۲، سیر اعلام النبلاء ۵۰۲ ج ۱۰، رجال صحیح البخاری ۲۴۷ ج ۱، التقریب ۲۴۷ ج ۱، ھدی الساری ۴۰۲، کتاب التعدیل والتجریح ۵۷۰ ج ۲۔

روح بن عبد المؤمن ابو الحسن [1]

بنو ہذیل کے موالی تھے اس لئے ان کی طرف منسوب ہو کر الہذلی کہلاتے ہیں بصرہ کے رہنے والے تھے علم قرأت سے خصوصی شغف و تعلق تھا اس لئے المقری نسبت بھی رکھتے ہیں۔

اساتذہ : ان کے اساتذہ و مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں

یزید بن زریع۔ حماد بن زید۔ عبد الواحد بن زیاد۔ ابو عوانہ۔ جعفر بن سلیمان الضبعی۔ معاذ بن ہشام۔ یعقوب الحضرمی۔

تلامذہ : امام بخاری۔ عثمان الدارمی۔ ابو زرعۃ۔ حرب الکرمانی۔ عبد اللہ ابن احمد۔ ابو حاتم مطین۔ ابو خلیفۃ۔ محمد بن محمد التمار البصری۔ ابو یعلی الموصلی وغیرھم۔

اقوال محدثین : ابن ابی حاتم نے ان کے متعلق اپنے والد ابو حاتم سے صدوق نقل کیا ہے۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

وفات : ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کی وفات تقریباً ۲۳۳ھ میں نقل کی ہے۔

بعض نے ۲۳۴ھ میں اور بعض ۲۳۵ھ میں کہا ہے۔

ابن عاصم مطین اور ابو عمرو الدانی نے طبقات القراء میں ۲۳۴ھ کے قول کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام بخاریؒ نے بدء الخلق باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔

---

[1] تہذیب التہذیب ۲۹۶ ج ۳، عمدۃ القاری ۳۰۸ ج ۱۲، رجال صحیح البخاری ۲۵۰ ج ۱، الجمع ۱۳۸ ج ۱، التقریب ۲۵۳ ج ۱، کتاب التعدیل والتجریح ۵۷۴ ج ۲، التاریخ الکبیر ۳۱۰ ج ۳، کتاب الجرح والتعدیل ۴۹۹ ج ۳۔

زکریا بن یحیٰی بن زکریا

بن ابی زائیدہ الوادعی الکوفی [ع۱]

ان کی کنیت ابو زائیدہ ہے کوفہ کے رہنے والے ہیں امام بخاری نے بعض سندوں میں مطلقاً حدثنا زکریا ابن یحیٰی کہا ہے جس میں محدثین وشارحین کا اختلاف ہے کہ اس سے کون مراد ہے کیونکہ اس نام کے بہت سارے محدثین ہیں جن کے اساتذہ وتلامذہ بھی مشترک ہیں ۔ اور زمانہ بھی ایک ہے اس لئے امتیاز مشکل ہے امام دار قطنی اور ابو احمد بن عدی کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد زکریا بن یحیٰی بن ابی زائیدہ ہیں اس اعتبار سے یہ بخاری کے شیوخ میں شامل ہوں گے ۔

مشائخ : ان کے مشائخ میں ان کے والد یحیٰی وکیع عبداللہ بن ادریس ۔ ازھر السمان محمد بن فضیل اور ابو نعیم وغیرھم شامل ہیں ۔

تلامذہ : امام بخاری ابو حاتم ۔ ابوبکر محمد بن اسماعیل الاسماعیلی ۔ ابو العباس السراج محمد بن عمر بن یوسف وغیرھم

اقوال علماء : ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے ابو حاتم نے صدوق کہا ہے ۔

ع۱ تہذیب التہذیب ۳۳۳ ج۳، کتاب التعدیل والتجریح ۵۹۳ ج۲، کتاب الجرح والتعدیل ۶۰۱ ج۳، التاریخ الکبیر ۴۲۱ ج۳ ۔

زکریا ابن یحییٰ بن سلیمان

بن مطر اللخمی اللؤلؤی [1]

ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے۔ ابو عبداللہ الحاکم صاحب المستدرک اور رجال صحیح البخاری کے مصنف کلاباذی نے ان کو امام بخاری کے شیوخ میں ذکر کیا ہے ابن عدی اور دار قطنی نے ان کے بجائے زکریا ابن یحییٰ بن ابی زائدہ کو امام بخاری کے شیوخ میں ذکر کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الی المدینہ میں دو روایتیں زکریا ابن یحییٰ کی سند سے نقل کی ہیں۔ لیکن دونوں جگہ زکریا ابن یحییٰ کے ساتھ کچھ نسبت ذکر نہیں کی ہے اس لئے اس بارے میں محدثین کی آراء میں اختلاف ہے حافظ ابن حجر ابو الولید باجی اور دار قطنی کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد زکریا ابن یحییٰ بن عمر الطائی الکوفی ابو السکین ہے جس کی روایت عیدین کے باب میں امام بخاری نے کنیت کے ساتھ نقل کی ہے لہٰذا ھجرۃ والے باب میں بھی اس مطلق کو اس مقید پر حمل کیا جائے گا۔ بہر صورت ان کو بھی احتیاطاً ہم امام بخاری کے شیوخ میں ذکر کرتے ہیں۔

شیوخ : عبداللہ بن نمیر وکیع۔ الحکم بن المبارک۔ ابو اسامۃ القاسم بن الحکم العرنی وغیرہم۔

تلامذہ : امام بخاری عبد الصمد بن سلیمان اللخمی۔ ابو سعید یحییٰ بن منصور الھروی الزاھد۔ جعفر الفریابی۔ احمد بن سیار المروزی۔ اسماعیل بن محمد بن ابی کثیر القاضی۔

اقوال محدثین : تیتیتہ سے ان کی توصیف وتعریف منقول ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

وفات : ان کی وفات ۲۳۰ھ میں ۷۵ سال کی عمر میں ہوئی۔

---

[1] تہذیب التہذیب ۳۳۵ ج ۳، کتاب التعدیل والتجریح ۵۹۳ ج ۲، تذکرۃ الحفاظ ۵۱۲ ج ۲، عمدۃ القاری ۲۳۳ ج ۱۲، ورجال صحیح البخاری ۲۷۹ ج ۱، الجمع ۱۵۲ ج ۱، التقریب ۲۶۲ ج ۱۔

زکریا بن یحییٰ بن عمر

بن حصن بن حمید بن منهب بن حارثہ بن خریم بن اوس بن حارثہ بن لام الطائی ابو السکین الکوفی نزیل بغداد ؎۱

شیوخ ابوہ وعم ابیہ زحر۔ المحاربی۔ عبد اللہ بن نمیر۔ ابوبکر بن عیاش۔ ابو عبد الرحمن الہیثم بن عدی الطائی۔ ابو اسامۃ اور اس طبقے کے دوسرے مشاہیر ان کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

تلامذہ: امام بخاریؒ۔ الحسن بن صباح البزار۔ الحسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی۔ احمد بن عمرو عبد الخالق البزار۔ ابوبکر بن ابی الدنیا۔ ابن ناجیہ۔ ابو عبید بن حربویہ۔ ابی صاعد۔

ثناء العلماء علیہ: خطیب بغدادی نے صراحۃً توثیق کی ہے اور ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کو ذکر کیا ہے۔ دارقطنی نے ان کی تضعیف کی ہے اور ابن حاتم کے کلام سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان سے پورے واقف نہیں تھے۔

وفات: ان کا انتقال سنہ ۲۵۱ھ میں ہوا تھا۔

امام بخاریؒ نے عیدین کے باب میں ان کی روایت نقل کی ہے۔

باب مایکرہ من حمل السلاح فی العید والحرم۔ وباب الخیمۃ فی المسجد وغیر ذالک۔

؎۱ عمدۃ القاری ۲۰۱۹ ج ۳، تہذیب التہذیب ۳۳۰ ج ۳، کتاب التعدیل والتجریح ۵۹۲ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۲۶۸ ج ۱، تاریخ بغداد ۴۵۶ ج ۸۔ الجمع ۱۵۲ ج ۱، التقریب ۲۶۳ ج ۱، الہدی الساری ۴۰۳۔

زہیر بن حرب بن شداد[1]

ان کی کنیت ابوخیثمہ اور نسبت حرشی، نسائی اور بغدادی ہے۔ بنی حریش بن کعب بن عامر بن صعصعة کے مولیٰ (اسلام) تھے، حافظ، حجت اور حدیث کے ائمہ میں سے ہیں۔

ولادت۔ ان کے بیٹے ابوبکر نے کہا ہے کہ ابوخیثمہ سنہ ۱۶۰ ھ میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ: انھوں نے مندرجہ ذیل مشہور محدثین سے روایت کی ہے۔

جریر بن عبدالحمید، ہشیم، حمید بن عبدالرحمن الرواسی، عبدۃ بن سلیمان، ولید بن مسلم، سفیان بن عیینہ، ابومعاویۃ الضریر، وکیع، یحییٰ القطان، ابوسفیان محمد بن حمید، مروان بن معاویہ، یزید بن ہارون، حفص بن غیاث، قاسم بن مالک، ابن فضیل، عبدالرزاق، بشر بن السری، روح، شبابۃ، معن بن عیسیٰ اور ابن علیہ۔

تلامذہ۔ ان سے شیخین، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایات لی ہیں۔ نسائی ان کے ایک واسطہ سے شاگرد ہیں۔ اس کے علاوہ ابوزرعہ، ابوحاتم، ابراہیم الحربی، ابوبکر بن ابی الدنیا، بقی بن مخلد، احمد بن علی المروزی، ابویعلی الموصلی موسیٰ بن ہارون، ابوالقاسم البغوی اور بہت سے دوسرے مشائخ نے بھی ان سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

علماء کی آراء ان کے بارے میں۔ یحییٰ بن معین اور بعض دوسرے محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔ علی بن الحسین بن جنید نے یحییٰ بن معین سے روایت کی ہے کہ ابوخیثمہ ایک پورے قبیلے کے برابر ہیں۔ ابوحاتم نے ان کو صدوق کہا ہے۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ یہ ابن ابی شیبہ سے زیادہ قابل اعتماد ہیں۔ ابن شیبہ حدیث کے الفاظ کی تفصیل میں سستی کرتے تھے۔

جعفر الفریابی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبداللہ بن نمیر سے پوچھا کہ ابوخیثمہ اور ابوبکر بن ابی شیبہ میں سے کون آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے کہنے لگے کہ ابوخیثمہ، پھر ابوبکر کے مقابلے میں ابوخیثمہ کی خوبیاں بیان کرنے لگے۔

وفات:۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ میرے والد کی وفات خلیفہ متوکل کے زمانے میں جمعرات کی شب ۷ شعبان سنہ ۲۳۴ ھ میں ہوئی اس وقت انکی عمر ۷۴ برس تھی۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء ص ۴۸۹ ج ۱۱، تاریخ بغداد ص ۴۸۲ ج ۸، تہذیب التہذیب ص ۳۴۲ ج ۳، التاریخ الکبیر ص ۴۲۹ ج ۳، تاریخ یعقوب الفسوی ص ۲۰۹ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ص ۵۹۱ ج ۳، العبر ص ۴۱۶ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ص ۴۳۷ ج ۲، تذہیب التہذیب ص ۲۴ ج ۱، النجوم الزاہرۃ ص ۲۸۶ ج ۲، البدایۃ والنہایۃ ص ۳۱۲ ج ۱۰، غایۃ فی طبقات القراء ص ۲۹۵، الانساب ص ۵۵۹ ج ۴، طبقات الحفاظ ص ۱۹۱، خلاصۃ للخزرجی ص ۱۲۳، الرسالۃ المستطرفۃ ص ۵۶، شذرات الذہب ص ۸۰ ج ۲، الفہرست ص ۲۸۶، صحیح بخاری ص ۲۸۳ ج ۱، المعجم ص ۱۵۳ ج ۱، تقریب التہذیب ص ۱ ج ۱، طبقات ابن سعد ص ۳۵۴ ج ۷، کتاب التعدیل والتجریح ص ۵۹۶ ج ۲، الاعلام للزرکلی ص ۸۷ ج ۳، کشف الظنون ص ۱۴۲ ج ۲، تاریخ التراث العربی ص ۲۹۲ ج ۱

زیاد بن اَیُّوبؒ ع۱

ان کی کنیت ابو ہاشم اور نسبت طوسی اور بغدادی ہے۔ دلّویہ کے لقب سے ملقب ہیں۔ ان کو "شعبہ صغیر" بھی کہا جاتا ہے۔ بہت بڑے امام اور حافظ الحدیث تھے۔

ولادت

یہ سنہ ۱۶۶ھ میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل کبار ائمہ کا نام آتا ہے۔

ھشیم بن بشیر، ابوبکر بن عیاش، زیاد بن عبداللہ البکائی، معتمر بن سلیمان، عباد بن العوام، عبداللہ بن ادریس اسماعیل بن علیہ، علی بن عزاب، مروان بن شجاع اور ان کے طبقہ کے دیگر مشائخ۔

تلامذہ

ان سے روایت کرنے والوں میں مندرجہ ذیل مشاہیر محدثین شامل ہیں۔

بخاری، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابوالقاسم البغوی اور ان کے لڑکے احمد بن عبداللہ، احمد بن علی، الجوزجانی، عمرو بن بجیر، ابن خزیمہ، ابوبکر بن ابو داؤد، محمد بن المسیب الارغیانی، ابوالعباس السراج، یحییٰ بن صاعد، قاضی محاملی، وغیرہم۔

ان سے ان کے ساتھی اور ہمعصر امام احمد بن حنبلؒ نے بھی حدیث بیان کی ہے۔

ع۱۔ التاریخ الکبیر ص ۳۲۵ ج ۳، کتاب الجرح والتعدیل ص ۵۲۵ ج ۳، تاریخ بغداد ص ۴۷۹ ج ۸۔ وطبقات الحنابلة ص ۱۵۶ ج ۱، وسیر اعلام النبلاء ص ۱۲۰ ج ۱۲، وتذکرة الحفاظ ص ۵۰۸ ج ۲، العبر ص ۳ ج ۲، البدایة والنهایة ص ۱۱ ج ۱۱ وتهذیب التهذیب ص ۳۵۵ ج ۳، وطبقات الحفاظ ص ۲۲۱، وخلاصة الخزرجي ص ۱۲۴، وشذرات الذهب ص ۱۲۶ ج ۲، وتقریب ص ۲۶۵، ورجال صحیح البخاری ص ۲۶۵ ج ۱، وعمدة القاری ص ۶ ج ۱۴، وکتاب التعدیل والتجریح ص ۵۸۵ ج ۲، ورجال الجمع ص ۱۴۸ ج ۱۔

علماء کے تعریفی اقوال

ابراہیم بن اورمہ کہتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی شخص زیاد بن الیوب سے زیادہ ثقہ نہیں۔ ابو حاتم نے ان کو صدوق کہا ہے۔ ابوبکر المروزی کہتے ہیں کہ ہم سے ابو عبداللہ نے کہا کہ زیاد سے احادیث لکھا کرو اس لیے کہ وہ چھوٹے شعبہ ہیں۔ ابو عبداللہ سے مراد امام احمد ہے۔

ابوالعباس السراج سے منقول ہے کہتے ہیں کہ میں نے زیاد کو کہتے سنا کہ میری پیدائش ۱۶۶ھ میں ہوئی اور میں نے ۱۸۱ھ میں علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا۔

وفات

ان کی وفات ربیع الاول ۲۵۲ھ میں ہوئی۔ اسی سال محمد بن المثنی، بندار، یعقوب الدورقی، محمد بن منصور الجواز، عبدالوارث التنوری، احمد بن عبداللہ بن منجوف، اسحاق بن بہلول، امیر اشناس نے بھی وفات پائی۔

زیاد بن یحیٰی بن زیاد بن حسان

الحسانی النکری العدنی البصری عہ

ان کی کنیت ابوالخطاب ہے۔ اصل کے اعتبار سے عدنی تھے اور بصرہ میں رہائش پذیر تھے۔

مشائخ معتمر بن سلیمان۔ حاتم بن وردان۔ بشر بن المفضل۔ ابوداؤد الطیالسی۔ عبدالوہاب۔ الثقفی۔ محمد بن سواد۔ ابوبحر البکراوی۔ مالک بن سعید بن الخمس۔ نوح بن قیس۔ ازہر بن سعد السمان۔ ابوعتاب الدلال۔ عبد ربہ بن بارق عبداللہ بن میمون القداح۔ محمد بن ابی عدی ابن عیینہ وغیرھم۔

تلامذہ ان کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل مشاہیر شامل ہیں۔

امام بخاری۔ امام مسلم۔ امام ابوداؤد۔ امام ترمذی۔ امام نسائی۔ ابن ماجہ۔ ابوحاتم ابن خزیمہ۔ ابراہیم بن ابی طالب حسین بن محمد القبانی۔ ابن جریر۔ ابن المسیب الارغیانی۔ ابن ابی الدنیا۔ ابن ابی داؤد۔ ابوعروبۃ۔ ابن صاعد وغیرھم۔

ابوحاتم اور امام نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے بھی ان کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے۔ ابن حجرؒ نے تقریب میں لکھا ہے کہ ثقۃٌ من العاشرۃ۔

وفات: ان کی وفات ۲۵۴ھ میں ہوئی۔

امام بخاری نے ان کی حدیث کتاب الشہادات باب شہادۃ الاعمٰی وامرہ ونکاحہ وانکاحہ ومبایعتہ وقبولہ فی التاذین وغیرہ ومایعرف بالاموات میں نقل کی ہے۔

عہ تہذیب التہذیب ۳۸۸ ج ۳، تقریب التہذیب ۲۷۰ ج ۱، الجمع ۱۴۷ ج ۱، رجال صحیح البخاری ۲۶۴ ج ۱، عمدۃ القاری

زید بن اخزم الطائی البصری[1]

ابوطالب کنیت ہے بصرہ کے رہنے والے تھے اور قبیلہ بنو طے سے نسبی تعلق تھا۔

مشائخ : ذہبیؒ نے ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل مشاہیر محدثین کو ذکر کیا ہے۔

یحییٰ بن سعید القطان۔ معاذ بن ہشام، عبدالرحمٰن ابن مہدی۔ عبدالقاہر بن شعیب۔ سعید بن عامر۔

تلامذہ : امام بخاریؒ۔ امام ابوداؤد امام ترمذی۔ امام نسائیؒ ابن ماجہ۔ ابوعروبۃ الحرانی۔ البغوی۔ عبداللہ بن وھب الدینوری۔ ابن صاعد۔ المحاملی وغیرھم۔

امام نسائی وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے ابوحاتم دارقطنی اور سلمۃ نے بھی توثیق کی ہے۔

وفات : یہ ۲۵۷ھ کے فتنہ میں بصرہ میں شہید ہوئے تھے۔

امام بخاری نے ذکر بنی اسرائیل میں اور باب قصہ زمزم میں ان کی روایت نقل کی ہے۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۲۰۰ ج ۱۲، کتاب الجرح والتعدیل ۵۵۶ ج ۳، تاریخ بغداد ۴۴۶ ج ۸، العبر ۱۵ ج ۲، تذھیب التھذیب ۲۴۰ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ۵۲۰ ج ۲، تہذیب التہذیب ۳۹۳ ج ۳، طبقات الحفاظ ۲۳۶، شذرات الذھب ۱۳۶ ج ۲، المنتظم ۳ ج ۵، تاریخ الطبری ۴۷۶ ج ۹، الکامل لابن اثیر ۲۴۱ ج ۷، دول الاسلام ۱۵۵ ج ۱، عمدۃ القاری ۱۴۳ ج ۱۳، رجال صحیح البخاری ۲۰۱ ج ۱، الجمع ۱۴۰ ج ۱، التقریب ۲۷۲ ج ۱، کتاب التعدیل والتجریح ۵۸۲ ج ۲۔

سُریج بن النعمان بن مروان

الجوھری اللؤلوی ابوالحسین البغدادی علہ

اصل میں خراسان کے باشندے تھے بغداد میں سکونت اختیار کی تھی۔ ابوالحسین یا ابوالحسن کنیت ہے۔

مشائخ : ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شمار کئے جاتے ہیں۔

فلیح بن سلیمان۔ حماد بن سلمۃ۔ حماد بن زید۔ حشرج بن نباتہ۔ نافع بن عمر الجمی۔ محمد بن مسلم الطائفی۔ الحکم بن عبدالملک ابن ابی الزناد ہشیم وغیرھم۔

تلامذہ : امام بخاری۔ محمد بن رافع ابوشیبۃ۔ احمد بن فیح۔ الفضل بن سہل الاعرج۔ محمد بن عامر المصیصی۔ ابوخیثمۃ ابوزرعۃ ابوحاتم۔ احمد بن حنبل۔ احمد بن سنان القطان عمرو الناقد۔ اسماعیل سمویہ وغیرھم ان کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

یحییٰ بن معین نے ان کو ثقہ کہا ہے امام العجلی اور ابوداؤد نے بھی توثیق کی ہے۔

امام نسائی کا قول ہے کہ لیس بہ بأس۔ ابن سعد نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

دارقطنی نے بھی توثیق کی ہے اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

حنبل بن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ ان کا انتقال عیدالاضحیٰ کے دن ۲۱۷ھ میں ہوا۔

علہ تہذیب التہذیب، ۳۵۷ ج ۳، عمدۃ القاری ۲۸۶ ج ۵، رجال صحیح البخاری ۳۳۶ ج ۱، الجمع ۱۹۰ ج ۱، التقریب ۲۸۵ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ۳۰۴ ج ۴، خلاصۃ الخزرجی ۳۰۳، کتاب التعدیل والتجریح ۱۱۴۳ ج ۳، تاریخ بغداد ۲۱۹ ج ۹۔

سعد بن حفص ابو محمد الطلحی الکوفی [۱]

یہ ضخم کے لقب سے مشہور تھے آل طلحۃ کے مولی تھے کوفہ کے رہنے والے تھے۔

ان کے اساتذہ میں محدثین نے صرف شیبان النحوی اور ابو معاویۃ کا ذکر کیا ہے۔

ان کے شاگردوں میں امام بخاری ؒ ابو شیبۃ بن ابی شیبۃ بن ابی بکر بن ابی شیبۃ، عبد اللہ الدارمی، الذھلی الدوری، حفص بن عمر بن الصباح کا ذکر کیا گیا ہے۔

امام بخاری نے باب من لم یر الوضوء الا من المخرجین اور کتاب الصلوٰۃ میں ان کی روایات نقل کی ہے

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن مطین اور دار قطنی نے ثقہ کہا ہے ابن حجر نے بھی تقریب تعریف کی ہے۔

ان کا انتقال ۲۱۰ھ میں ہوا تھا۔

---

[۱] تہذیب التہذیب ۴۶۸ ج ۳، عمدۃ القاری ۷۵ ج ۳، ۲۰۸ ج ۲، ۲۷۹ ج ۱، ورجال صحیح البخاری ۳۰۷ ج ۱، الجمع ۱۶۱ ج ۱، التقریب ۸۹ ج ۱، خلاصۃ الخزرجی ۱۳۴، کتاب الجرح والتعدیل ۸۲ ج ۴۔

کتاب التعدیل والتجریح ۱۱۰۶ ج ۳۔

سعید بن ابی مریم الجمحی المصری ف۱

ان کا پورا نام اس طرح ہے سعید بن الحکم بن محمد بن سالم۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے مصر کے رہنے والے تھے۔ ان کی ولادت سنہ ۱۴۴ھ میں ہوئی تھی صحاح ستہ میں ان کی احادیث مروی ہیں۔

ان کے اساتذہ میں ان حضرات کے نام مذکور ہیں۔

نافع بن عمر الجمحی۔ ابو غسان محمد بن مطرف۔ محمد بن جعفر بن ابی کثیر۔ امام مالک لیث بن سعد سلیمان بن بلال۔ نافع بن یزید۔ یحییٰ بن ایوب۔ اسامۃ بن زید بن اسلم۔ حماد بن زید۔ خلاد سلیمان الحضرمی۔ العطان بن خالد وغیرہم۔

ان کے تلامذہ میں ذہبیؒ نے ان حضرات کے نام ذکر کئے ہیں۔

امام بخاری۔ الذہلی۔ ابو بکر الصاغانی۔ محمد بن عوف احمد بن عبد اللہ العجلی۔ اسحاق الکوسج۔ اسماعیل سمویہ۔ حمید بن زنجویہ۔ عبید بن عبد الواحد البزار۔ ابو حاتم۔ یحییٰ بن عثمان بن صالح الفسوی۔ محمد بن عبد اللہ بن البرقی یحییٰ بن معین۔

امام ابو داؤد کا قول ہے کہ ابن ابی مریم عندی حجۃٌ۔ ابو حاتم نے ثقہ کہا ہے۔

ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ کان من ائمۃ الحدیث۔ امام عجلی کا قول ہے کہ کان عاقلا لم ار بمصر اعقل منہ۔

ان کا انتقال سنہ ۲۲۴ھ میں ہوا تھا۔

ف۱ عمدۃ القاری ۵۱۹ ج ۲، سیر اعلام النبلاء ۳۲۷ ج ۱۰، التاریخ الکبیر ۱۲۵۲ ج ۳، التاریخ الصغیر ۳۰۵ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ۱۳ ج ۴، المعجم المشتمل ۱۳۶، تذہیب التہذیب ۱۶ ج ۲، تذکرۃ الحفاظ ۴۲۳ ج ۱، العبر ۳۹۰ ج ۱، الکاشف ۲۸۵ ج ۱، تہذیب التہذیب ۱۷ ج ۴، حسن المحاضرہ ۳۴۶ ج ۱، طبقات الحفاظ ۱۷۲، خلاصۃ الخزرجی ۱۳۶، شذرات الذہب ۵۳ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۲۸۴ ج ۱، الجمع ۱۶۰ ج ۱، التقریب ۲۹۳ ج ۱، کتاب التعدیل والتجریح ۱۰۷ ج ۳۔

سعید بن الربیع ابوزید الھروی [ح۱]

ان کی کنیت ابوزید ہے ہرات کے بنے ہوئے کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے اس لئے ھروی کہلائے۔
ان کے مشائخ میں قرۃ بن خالد شعبۃ۔ علی بن المبارک وغیرھم کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے۔

ان سے نقل اور روایت کرنے والوں میں امام بخاری۔ بندار۔ حجاج بن الشاعر۔ عبد۔ الکدیمی۔ وغیرھم زیادہ مشہور ہیں۔ امام مسلم نے ان سے بالواسطہ روایت نقل کی ہے۔

امام بخاریؒ نے جزاء الصید کے باب میں ان کی روایت نقل کی ہے۔ امام بخاری کبھی محمد بن عبدالرحیم کے واسطہ سے ان کی روایت نقل کرتے ہیں۔

ان کا انتقال ۲۱۱ھ میں ہوا تھا۔

ابوحاتم نے صدوق کہا ہے اور امام احمد نے ثقہ قرار دیا ہے۔

ح۱ کتاب التعدیل والتجریح ۱۰۷۰ ج ۳، رجال صحیح البخاری ۲۸۵ ج ۱، ۱۰۵ ج ۱، التقریب ۹۵ ج ۱، العلل لاحمد حنبل ۲۲۹، التاریخ الکبیر ۴۷۰ ج ۳، التاریخ الصغیر ۳۲۲ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ۳۰ ج ۴، تذھیب التھذیب ۱۸ ج ۱، العبر ۳۶۰ ج ۱، تھذیب التھذیب ۲۶ ج ۴، خلاصۃ الخزرجی ۱۳۷، شذرات الذھب ۲۲ ج ۲۔

سعید بن سلیمان مسعدویہ ؒ[1]

ان کی کنیت ابو عثمان ہے الضبی الواسطی نسبت ہے۔ ان کی ولادت ۱۲۰ھ کے کچھ بعد ہوئی تھی۔

مشائخ : ان کے اساتذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

مبارک بن فضالہ۔ حماد بن سلمۃ۔ ازھر بن سنان۔ سلیمان بن کثیر العبدی۔ منصور بن ابی الاسود۔ عبد العزیز بن ابی سلمۃ۔ لیث بن سعد۔ ہشیم۔ عباد بن العوام۔

تلامذہ : امام بخاریؒ ابو داؤد۔ محمد بن یحییٰ الذھلی۔ ھلال بن العلاء۔ ابراہیم الحربی ابو بکر بن ابی الدنیا۔ صالح بن محمد جزرۃ۔ عثمان بن خرزاد۔ خلف بن عمر العکبری۔ احمد بن یحییٰ الحلوانی وغیرھم۔

امام احمد بن حنبل نے ان پر جرح کی ہے۔ کیونکہ خلق قرآن کے مسئلے میں یہ حکومت کے ڈر کی وجہ سے نرم ہو گئے تھے۔ خطیب بغدادی نے ذکر کیا ہے کہ یہ اہل سنت والجماعت میں سے تھے لیکن خلق قرآن کے مسئلے میں خوف کی وجہ سے حق پر قائم نہیں رہ سکے تھے۔

چنانچہ خود ان کا قول منقول ہے کہ جب یہ حکومت کے دربار سے واپس ہوئے تو کسی نے پوچھا کہ کیا ہوا تو فرمایا کہ ہم نے کفر کر کے جان بچائی اور واپس ہوئے۔

ابن سعد نے طبقات میں ان کو کثیر الحدیث اور ثقہ کے الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال بغداد میں ۲۲۵ھ میں ہوا تھا ان کے متعلق منقول ہے کہ سو سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا تھا۔

صحیح بخاری میں ان کی کل پانچ احادیث ہیں۔ جو کتاب التوحید غزوہ خیبر۔ الاکراہ۔ حدود کے ابواب میں منقول ہیں لیکن ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ نے ان سے مقرون بالغیر روایت نقل کی ہے۔ صرف ان پر اعتماد نہیں کیا ہے۔

---

[1] کتاب التعدیل والتجریح ۴۰۰ج ۱، رجال صحیح البخاری ۲۸۵ج ۱، الجمع ۱۷۵ج ۱، التقریب ۲۹۸ج ۱، ھدی الساری ۴۰۵، العلل لاحمد بن حنبل ۱۳۰، طبقات ابن سعد ۳۴۰ج ۷، التاریخ الکبیر ۴۸۰ج ۳، التاریخ الصغیر ۳۵۲ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ۲۶ج ۴، المعجم المشتمل ۱۲۰، تاریخ بغداد ۸۴ج ۹، تاریخ واسط ۲۱۰، تذھیب التھذیب ۲۱ج ۲، الکاشف ۳۶۲ج ۱، تھذیب التھذیب ۴۲ج ۴، النجوم الزاھرۃ ۲۴۳ج ۲، طبقات الحفاظ ۱۷۶، خلاصۃ الخزرجی ۱۳۹، شذرات الذھب ۵۷ج ۲۔

سعید بن شرجبیل الکندی [۱]

اپنے اجداد میں سے کسی ایک طرف منسوب ہو کر الفتیلی نسبت ہے۔ الکندی اور الکوفی بھی کہلاتے ہے۔

ان کے شیوخ میں لیث بن سعد، عبداللہ بن لھیعۃ خلاد بن سلیمان الحضرمی۔ القاسم بن عبداللہ ابن عمر العمری وغیرھم شامل ہیں۔

ان کے شاگرد مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، ابن ماجہ اور امام نسائی نے ان سے قاسم بن زکریا بن دینار کے واسطے سے احادیث نقل کی ہیں۔

ابوبکر بن ابی شیبۃ ابراہیم ابن ابی بکر احمد بن ابراہیم الدورقی۔ عباس الدوری الحارث بن اسامۃ وغیرھم بھی ان کے شاگرد ہیں۔

عام طور پر کوفہ کے رہنے والوں نے ان سے احادیث نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے۔

محمد بن عبداللہ الحضرمی کا قول ہے کہ ان کا انتقال ۲۱۲ھ میں ہوا تھا۔

---

[۱] عمدۃ القاری ۹۹ ج ۱۲، تہذیب التہذیب ۴۸ ج ۴ کتاب التعدیل والتجریح ۱۰۹۵ ج ۳، طبقات ابن سعد ۴۱۱ ج ۶، رجال صحیح البخاری ۲۸۶ ج ۱، الجمع ۱۷۳ ج ۱، التقریب ۲۹۸ ج ۱۔

سعید بن عیسیٰ بن تلید ابو عثمان الرُعینی المصری[1]

ابو عثمان کنیت ہے مصر کے رہنے والے تھے اور بنو قتبان کی طرف ولاء کی وجہ سے منسوب ہو کر القتبانی بھی کہلاتے ہیں۔ کبھی اپنے دادا کی طرف منسوب ہو کر سعید بن تلید بھی کہلاتے ہیں۔

انہوں نے احادیث مندرجہ ذیل اساتذہ سے نقل کی ہیں۔

المفضل بن فضالة۔ سفیان ابن عیینة۔ ابن القاسم۔ ابن الوھب۔ امام شافعیؒ وغیرھم۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاریؒ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالحکم۔ علی بن عثمان، النفیلی، ابوبکر بن ابی شیبة۔ ابوحاتم المقدام بن داؤد بن عیسیٰ وغیرھم کا نام کتب تاریخ میں مذکور ہیں۔

ان کے متعلق ابوحاتم کا قول ہے کہ ثقةٌ لا بأس بہٖ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن یونس کا قول ہے کہ ان کا انتقال ۱۳ ذی الحجہ ۲۱۹ھ میں ہوا۔

لکھا ہے کہ کان فقیھاً وکان یکتب للقضاة وکان ثقةً ثبتاً فی الحدیث۔

امام دارقطنی کا قول ہے کہ لیس بہٖ بأس۔

---

[1] عمدة القاری ۳۰۷ ج ۱۲، تھذیب التھذیب ۷۰ ج ۴، رجال صحیح البخاری ۲۸۱ ج ۱، الجمع ۲۰۳ ج ۱، التقریب ۳۰۵ ج ۱، کتاب الثقات لابن حبان ۲۷۰ ج ۴، طبقات ابن سعد ۳۲۰ ج ۷، کتاب التعدیل ۱۰۹۱ ج ۳۔

سعید بن کثیر بن عفیر

بن مسلم بن یزید المصری [۱]

ان کی کنیت ابو عثمان ہے مصر کے رہنے والے تھے۔ پیدائش ۱۴۶ھ میں ہوئی تھی۔

ان کے مشائخ میں امام مالک لیث بن سعد۔ یحیٰی بن ایوب۔ سلیمان بن بلال۔ عبد اللہ بن لھیعۃ۔ یعقوب بن عبد الرحمٰن اور اس طبقے کے دوسرے مشہور محدثین شامل ہیں۔

ان سے شرف تلمذ حاصل کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

امام بخاری۔ یحیٰی بن معین۔ عبد اللہ بن حماد الاملی۔ یحیٰی بن عثمان بن صالح احمد بن حماد زغبۃ۔ ابو الزنباع روح بن الفرج۔ احمد بن محمد الرشدینی وغیرھم۔

امام مسلم اور نسائی نے بالواسطہ ان سے احادیث نقل کی ہیں۔

امام ذہبی نے الامام الحافظ الاخباری الثقۃ کے القاب کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے نیز لکھا ہے کہ وکان ثقۃً اماماً من بحور العلم۔ ابن عدی نے فرمایا ہے کہ ھو عند الناس ثقۃٌ۔ ابو حاتم نے صدوق قرار دیا ہے۔ یحیٰی بن معین کا قول ہے کہ میں نے اپنے سفر مصر میں مصر کے عجائبات میں سے تین چیزیں دیکھیں، اہرام، دریائے نیل اور سعید بن عفیر انساب کے علم میں بھی بہت ماہر تھے۔ شاعر اور مورخ اور ادیب بھی تھے۔

ان کا انتقال ۲۲۶ھ رمضان میں ہوا تھا۔

---

[۱] التاریخ الکبیر ۵۰۳ ج ۳، سیر اعلام النبلاء ۵۸۳ ج ۱۰، کتاب الجرح والتعدیل ۵۶ ج ۲/۲، الجمع ۱۶۸ ج ۱، المعجم المشتمل ۱۲۹، تذہیب التہذیب ۲۷ ج ۲، تذکرۃ الحفاظ ۴۲۲ ج ۲، میزان ۱۵۵ ج ۲، العبر ۳۹۰ ج ۱، الکاشف ۳۰۱ ج ۱، تہذیب التہذیب ۷۴ ج ۴، مقدمۃ فتح الباری ۴۰۴، حسن المحاضرۃ ۳۰۸ ج ۱، طبقات الحفاظ ۱۸۴، خلاصۃ ۱۴۲، شذرات الذہب ۵۸ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۲۹۱ ج ۱، التقریب ۳۰۲ ج ۱، عمدۃ القاری ۲۹۷ ج ۱، کتاب التعدیل ۱۰۷۹ ج ۳۔

سعید بن محمد بن سعید الجرمی الکوفی [ف۱]

ان کی کنیت ابو عبید اللہ ہے کوفہ کے رہنے والے تھے۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل مشاہیر مذکور ہیں

شریک۔ عمرو بن ابی المقدام۔ حافظ بن اسماعیل۔ عبدالملک بن عبدالرحمٰن بن ابجر۔ عمرو بن عطیۃ العوفی۔ یعقوب بن ابی المتیدؒ القاضی ابو یوسف

ان کے مشہور شاگرد یہ ہیں۔

امام بخاری۔ امام مسلم۔ محمد بن یحییٰ الذھلی۔ ابوزرعۃ الرازی۔ ابوبکر بن ابی الدنیا۔ ابراہیم الحربی۔ عبداللہ بن احمد۔ ابراہیم بن عبداللہ المخرمی وغیرہم۔

امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بالواسطہ ان سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ذہبیؒ نے الامام المحدث الصدوق سے ان کا تذکرہ شروع کیا ہے

امام احمد بن حنبل نے صدوق کہا ہے۔ امام ابوداؤدؒ نے ثقہ کہا ہے۔

البتہ ان میں تشیع کا بھی کچھ اثر تھا۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال سنہ ۲۳۰ھ میں ہوا تھا۔

ف۱ عمدۃ القاری ۱۳۰ ج ۱۲، سیر اعلام النبلاء ۲۳۷ ج ۱۰، التاریخ الکبیر ۴۱۰ ج ۳، کتاب الجرح والتعدیل ۵۹ ج ۳، تاریخ بغداد ۸۷ ج ۳، تذہیب التہذیب ۲۰ ج ۲، میزان الاعتدال ۱۵۵ ج ۲، العبر ۴۰۶ ج ۱، الکاشف ۳۵۱ ج ۱، تہذیب التہذیب ۷۲ ج ۴، خلاصۃ الخزرجی ۱۴۳، شذرات الذہب ۶۸ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۲۹۱ ج ۱، الجمع ۱۶۸ ج ۱، التقریب ۳۰۲ ج ۱، کتاب التعدیل والتجریح ۱۰۸۰ ج ۳۔

سعید بن النضر ابو عثمان البغدادی [1]

ان کی کنیت ابو عثمان ہے جیحون کے قریب آمل نامی مقام کے رہنے والے تھے۔

امام بخاری نے ان سے صرف دو روایتیں نقل کی ہے ایک روایت کتاب التیمم کے ابتداء میں دوسری حدیث اور دوسری روایت اذا السماء انشقت کی تفسیر میں پہلی روایت مقرون بمحمد بن سنان نقل کی ہے اور دوسری طرف اکیلے ان سے نقل کی ہے۔

ابن حجر نے ان کے مشائخ میں ہیشم، عثمان بن عبدالرحمن الوقاصی وغیرھما کو ذکر کیا ہے۔

اور ان کے تلامذہ میں امام بخاری اور فضل بن احمد سہل الآملی کا ذکر کیا ہے۔

ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

ابوالولید باجی نے کتاب التعدیل والتجریح لمن خرج لہ البخاری فی الجامع الصحیح میں ان کو مجہول الحال قرار دیا ہے۔

غنجار کا قول ہے کہ ان کا انتقال ۲۳۴ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] تہذیب التہذیب ۹۲ ج ۴، عمدۃ القاری ۲۲۵ ج ۳، کتاب التعدیل والتجریح للباجی ۱۰۸۹ ج ۳، رجال صحیح البخاری ۲۹۷ ج ۱۔
الجمع ۱۷۳ ج ۱، التقریب ۳۰۰ ج ۱، خلاصۃ الخزرجی ۱۴۳، کتاب الجرح والتعدیل ۶۹ ج ۴،
تاریخ بغداد ۸۹ ج ۹۔

سعیدبن یحییٰ بن سعیدبن ابان [1]

ان کاپورا سلسلہ نسب اس طرح پر بیان کیا گیا ہے۔ سعیدبن یحییٰ بن سعیدبن ابان بن سعیدبن العاص ابن شعیدبن العاص بن امیۃ الاموی ابوعثمان البغدادی

مشائخ : ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

یحییٰ بن سعید ابوہ۔ محمد بن سعید عمہٗ۔ عیسٰی بن یونس۔ وکیع۔ ابن المبارک۔ مسلم بن خالد۔ الزنجی۔ عبداللہ بن ادریس وغیرہم

ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل حضرات زیادہ مشہور ہیں۔

امام بخاری۔ امام مسلم۔ امام ابوداؤد۔ امام ترمذی۔ امام نسائیؒ۔ عبداللہ بن احمد البرزعتہ۔ ابوحاتم۔ ابن بجیر۔ صالح بن محمد۔ بقی بن مخلد۔ ابراہیم الحربی۔ مطین عثمان بن خرزاد۔ ابوبکر الباغندی ابوالقاسم البغوی۔ یحییٰ بن ساعد۔ زکریا السجزی ابن ماجہ۔ الہیثم بن خلف ابویعلیٰ الموصلی۔ ابوبکر البزار۔ احمد بن الحسن بن عبدالجبار

اقوال علماء : ابن مدینی کا قول ہے کہ یہ اپنے والد سے زیادہ اثبت ہے۔

یعقوب بن سفیان کا قول ہے کہ بیٹا اور باپ دونوں قوی ہیں۔ امام نسائیؒ نے ثقہ اور ابوحاتم نے صدوق کہا ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

وفات : ان کی وفات ۲۴۹ھ ذی القعدہ میں ہوئی۔

---

[1] تہذیب التہذیب ۹۷ ج ۴، عمدۃ القاری ۱۵۲ ج ۱، ۳۵۳ ج ۵، رجال صحیح البخاری ۲۹۰ ج ۱، الجمع ۱۷۱ ج ۱، التقریب ۱۵۳۰۸، الخلاصہ ۱۴۴، کتاب الجرح والتعدیل ۷۴ ج ۲، کتاب التعدیل ۹۵ اج ۲، تاریخ بغداد ۵۰ ج ۹۔

سلیمان بن حرب بن بجیل [۱]

ان کی کنیت ابو ایوب اور نسبتیں واشحی، بصری اور ازدی ہیں۔ امام ثقہ اور حافظ تھے۔ مکہ مکرمہ کے قاضی رہے ہیں

ولادت : اس کے بارے میں خود سلیمان کا کہنا ہے کہ میں صفر سنہ ۱۴۰ھ میں پیدا ہوا اور یہی امام بخاری کا قول ہے۔

اساتذہ : ان کے اساتذہ میں شعبۃ، حوشب بن عقیل، اسود بن شیبان۔ یزید بن ابراہیم، مبارک بن فضالۃ حماد بن سلمۃ، بسطام بن حریث۔ سری بن یحیٰی۔ جریر بن حازم۔ سلیمان بن المغیرۃ۔ سلام بن ابی مطیع۔ محمد بن طلحۃ بن مصرف اور چند دیگر مشائخ شامل ہیں۔

تلامذہ : ان کے مشہور شاگردوں کے نام یہ ہیں بخاری، ابوداؤد، حمیدی یہ سلیمان سے پہلے انتقال کر گئے تھے عمرو بن علی الفلاس۔ یحییٰ بن موسیٰ، محمد بن یحییٰ الذہلی، حسن بن علی الخلال، حجاج بن الشاعر احمد بن سعید الدارمی، عباس الدوری، عبدۃ بن حمید، دارمی، ابو زرعۃ، احمد بن حنبل، یحییٰ بن

ابتدائی حالات : سعید یعقوب بن سفیان الفسوی وغیرہ ہیں۔ سلیمان کو کہتے سنا کہ میں نے سنہ ۱۵۸ھ میں علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا اور اس سلسلے میں شعبہ کے پاس آتا جاتا رہا۔ ان کی وفات کے بعد حماد بن زید کی مجلس میں ۱۹ سال تک بیٹھتا رہا۔ یہاں تک کہ ان کی وفات بھی ہوگئی۔ مجھے ابن عون کی وفات یاد ہے حماد بن زید حدیث بن عون سے روایت کرتے تو میں اُسے نہیں لکھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ ان کی وفات تو میرے سامنے ہوئی ہے۔ پھر اس کے بعد میں نے ان کی روایات بھی لکھنا شروع کر دیں۔

یحییٰ بن اکثم کہتے ہیں کہ خلیفہ مامون نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ تم نے اپنے پیچھے بصرہ میں کن کن علماء کو چھوڑا۔ میں نے اس کے سامنے چند مشائخ کا ذکر کیا ساتھ ہی سلیمان بن حرب کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ یہ ثقہ، حدیث کے حافظ اور عقلمند شخص ہیں انتہائی پردہ پوش اور محتاط ہیں۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ ان کو میرے پاس لاؤ میں نے ان کو اس بارے میں لکھا تو یہ تشریف لے آئے اتفاقاً ایسا ہوا کہ جب میں ان کو خلیفہ کی مجلس میں لے گیا تو وہاں ابن ابی داؤد، ثمامہ اور ان جیسے چند دیگر افراد بھی موجود تھے۔ مجھے اچھا نہ لگا کہ ان کی

---

[۱] طبقات ابن سعد ۳۰۰ ج ۷ التاریخ الکبیر ۸ ج ۴ وکتاب الجرح والتعدیل ۱۰۸ ج ۴ والمعارف لابن قتیبۃ ۵۲۶ وتاریخ بغداد ۳۳ ج ۹ ووفیات الاعیان ۴۱۸ ج ۲ والکاشف ۳۹۱ ج ۱، العبر ۳۹۴ ج ۱ وتذکرۃ الحفاظ ۳۹۳ ج ۱، تہذیب التہذیب ۱۷۸ ج ۴، وطبقات الحفاظ ۱۶۶ وخلاصۃ تذہیب ۱۵۱ وشذرات الذہب ۹۴ ج ۲، وعمدۃ القاری ۱۹۱ ج ۱، ورجال البخاری ۳۱۴ ج ۱، والجمع بین رجال الصحیحین ۱۸۱ ج ۱ وتسمیۃ من اخرجہم البخاری ومسلم ۱۱۵، والتعدیل والتجریح ۱۱۱۱ ج ۳

موجودگی میں سلیمان جیسے شخص کی خلیفہ سے ملاقات کراؤں۔ انہوں نے داخل ہو کر سلام کیا۔ خلیفہ نے سلام کا جواب دیا اور باعزت طریقے سے ان کو بٹھایا انہوں نے بھی اس کے لئے عزت اور توفیق خداوندی کی دعا کی۔ ابن ابی داؤد کہنے لگا کہ امیر المؤمنین اجازت دیجئے کہ شیخ سے ایک مسئلہ پوچھیں۔ خلیفہ نے اس کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا گویا اجازت دے رہا ہو۔ اس پر سلیمان نے خلیفہ سے مخاطب ہو کر کہا "امیر المؤمنین حماد بن زید نے ہم سے بیان کیا کہ ایک شخص نے ابن شبرمہ سے کہا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ ابن شبرمہ نے کہا کہ اگر تمہارے سوال میں کسی ہم مجلس کی تضحیک یا مسئول کی تعییب نہ ہو تو پوچھ سکتے ہیں اور وہیب نے ہم سے بیان کیا کہ ایاس بن معاویہ کہا کرتے تھے کہ بعض سوال ایسے ہوتے ہیں کہ نہ تو سائل کو ان کے بارے میں پوچھنا چاہیئے اور نہ مجیب کو جواب دینا چاہیئے پس اگر ان کا سوال

اس کے علاوہ ہے تو بیشک پوچھ سکتے ہیں۔ اس پر سب مبہوت ہو گئے اور ان کے اٹھنے تک ان میں سے کوئی نہ بولا۔ خلیفہ مامون نے ان کو مکہ مکرمہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ چنانچہ یہ وہاں چلے گئے۔

زہد و تقویٰ

مسعری کہتے ہیں کہ ایک شخص ان کے پاس آیا کہ آپ کا فلاں مولیٰ انتقال کر گیا ہے اور اپنے پیچھے دس ہزار درہم کی مالیت کا سامان چھوڑا ہے، یہ کہنے لگے کہ فلاں شخص مجھ سے زیادہ اس کے قریب ہے، پس مال کا حقدار بھی وہی ہے نہ کہ میں۔ مسعری کہتے ہیں کہ ان کو اس دن دراہم کی ضرورت بھی تھی

علماء کے تعریفی اقوال

ابوحاتم کہتے ہیں کہ سلیمان آئمہ میں سے ایک امام ہیں۔ تدلیس نہیں کرتے انہوں نے رجال اور فقہ میں کلام کیا ہے یہ عفان سے کم مرتبہ نہیں بلکہ شاید ان سے اعلیٰ مرتبہ کے ہیں۔ ان سے تقریباً دس ہزار احادیث مروی ہیں۔ لیکن میں نے ان کے ہاتھ میں کبھی کتاب نہیں دیکھی۔ یہ میرے نزدیک حماد بن سلمۃ بلکہ ہر ایک سے روایت کرتے ہیں۔ ابی سلمہ سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ میں بغداد میں ان کی مجلس میں حاضر ہوا۔ تو ان کی مجلس میں تخمیناً چالیس ہزار آدمی تھے ہم وہاں سے عفان کے پاس آئے تو انہوں نے ہم سے پوچھا "ابوایوب نے تم سے کیا بیان کیا" گویا کہ وہ ان کی تعظیم کر رہے ہیں۔ سلیمان بہت کم مشائخ ہیں جن سے کسی کو روایت کرنے کے لئے پسند کرتے تھے۔ چنانچہ جب وہ کسی شیخ سے روایت کرتے تو میں سمجھ جاتا کہ وہ ثقہ ہیں۔[1]

حماد بن زید ان کی کثرت روایت کی وجہ سے کہا کرتے تھے کہ میں ایوب اور عون کے بارے میں جس چیز سے زیادہ خائف ہوں وہ حدیث ہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ سلیمان ایک حدیث کو بیان کرتے پھر جب دوبارہ بیان کرتے تو وہ پہلی جیسی نہ ہوتی خطیب نے کہا ہے کہ وہ روایت بامعنی کرتے تھے۔ اس لئے الفاظ میں

---

[1] سیر: ۱۰/۳۳۰، تہذیب التہذیب ۴/۱۷۸، تاریخ بغداد ۹/۳۳

تغیر کرتے تھے۔

وفات

ابن سعد نے کہا ہے کہ یہ ثقہ، کثیر الحدیث تھے۔ مکہ مکرمہ کے قاضی رہے۔ پھر معزول ہو کر بصرہ آ گئے اور وفات تک یہیں رہے۔ ان کی وفات ۲۹ ربیع الثانی ۲۲۴ھ میں ہوئی۔ ابن سعد کے علاوہ دوسروں نے بھی یہی بیان کیا ہے اور بعض نے سن وفات ۲۲۳ھ اور بعض نے ۲۲۷ھ بھی بتایا ہے، لیکن صحیح پہلا قول ہے۔

ان سے بخاری شریف میں ۱۲۷ احادیث روایت کی گئی ہیں۔

سلیمان بن داؤد الازدی ابو الربیع[1]

الازدی العتکی الزہرانی البصری انکی نسبتیں ہیں، اور ابو الربیع کنیت ہے۔

ولادت: ان کی ولادت ۱۴۰ھ میں ہوئی تھی

مشائخ: ان کے مشائخ میں جریر بن حازم، مالک بن انس، فلیح بن سلیمان، نافع بن ابی نعیم القاری، حماد بن زید، ابو شہاب الحناط، شریک القاضی وغیرہم شامل ہیں۔

تلامذہ: مندرجہ ذیل حضرات کو ان سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

امام بخاری امام مسلم، ابوداؤد، علی بن المدینی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ محمد بن یحییٰ الذہلی، ابو زرعۃ الرازی، ابو ادریس بن عبد الکریم، ابو یعلیٰ الموصلی، ابو القاسم البغوی، یوسف القاضی، زکریا الساجی، عمران بن موسیٰ بن مجاشع السختیانی وغیرہم۔

عبد الرحمٰن بن خراش نے کہا ہے کہ ان کے متعلق کچھ لوگوں نے کلام کیا ہے لیکن یہ صدوق ہے ذہبی کا قول ہے کہ اجمعوا علی الاحتجاج بہ کہ ان کے روایات کے قابل اعتبار ہونے پر محدثین کا اجماع ہے۔ علم قرأت میں بھی یہ امامت کے درجے پر فائز تھے اس فن پر ان کی کتاب بھی ہے

وفات: ان کا انتقال ۲۳۴ھ رمضان کے مہینہ میں ہوا تھا۔

---

[1] کتاب التعدیل والتجریح ۱۱۱۴ ج ۳، طبقات ابن سعد ۳۰۰ ج ۷، تاریخ بغداد ۳۸ ج ۹، تہذیب التہذیب ۱۹۰ ج ۴، رجال صحیح البخاری ۳۰۵ ج ۱، الجمع ۱۸۲ ج ۱، التقریب ۳۲۴ ج ۱، الخلاصۃ ۱۵۱، ھدی الساری ۴۰۷، التاریخ الکبیر ۱ ج ۴، التاریخ الصغیر ۳۹۳ ج ۲، المعارف ۵۲۷، کتاب الجرح والتعدیل ۱۱۳ ج ۳، الانساب ۳۲۰ ج ۹، المعجم المشتمل ۱۳۳، تذھیب التھذیب ۹۴ ج ۲، تذکرۃ الحفاظ ۴۹۸ ج ۲، الکاشف ۳۹۲ ج ۱، العبر ۴۱۷ ج ۱، دول الاسلام ۱۴۲ ج ۱، طبقات القراء ۳۱۳ ج ۱، طبقات الحفاظ ۲۰۳، الرسالۃ المستطرفۃ ۳۱۔

سلیمان بن عبد الرحمٰن ؒ[1]

ان کی کنیت ابو ایوب ہے۔ سلیمان بن شرجبیل سے مشہور ہے ان کا پورا نام اور سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ سلیمان بن عبد الرحمٰن بن عیسیٰ بن میمون بن عبد اللہ التمیمی الدمشقی ان کے دادا شرحبیل بن مسلم الخولانی بھی محدث اور تابعی تھے۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل محدثین ہیں۔

اسماعیل بن عیاش، سفیان بن عیینہ۔ حاتم بن اسماعیل۔ بقیۃ بن الولید۔ عیسیٰ بن یونس۔ مسلمۃ بن علی۔ یحییٰ بن حمزہ۔ ولید بن مسلم۔ بشر بن عوف۔ خالد بن یزید بن ابی مالک۔ سعدان بن یحییٰ۔ سوید بن عبد العزیز۔ عبد الرحمٰن بن ابی الرجال۔ عبد المالک بن محمد الصنعانی۔ عمر بن عبد الواحد النصری۔ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن یزید بن ابی مالک وغیرہم

ان کے شاگردوں میں امام ذہبی نے مندرجہ ذیل حضرات کو ذکر کیا ہے۔

امام بخاری۔ ابوداؤد۔ ابو عبید القاسم بن سلّام۔ محمود بن خالد۔ محمد بن یحییٰ الذھلی۔ ابو اسحاق الجوزجانی۔ ابراہیم بن عبد اللہ بن الجنید الختلی۔ اسحاق بن ابراہیم بن سنین الختلی۔ احمد بن الحسن الترمذی۔ احمد بن محمد بن اخی ھشام بن عمار۔ احمد بن المعلی القاضی۔ ابو قصی اسماعیل بن محمد العذری، اسماعیل بن محمد بن تیراط۔ بدر بن الھیثم الدمشقی وغیرہم

اقوال محدثین: یحییٰ بن معین نے ان کے متعلق فرمایا کہ لیس بہ بأس۔

ابو حاتم نے فرمایا کہ سلیمان صدوق مستقیم الحدیث۔ امام ابوداؤد فرماتے ہے کہ سلیمان ثقۃ۔

امام نسائی ؒ کا قول ہے کہ سلیمان صدوق، البتہ بعض روایتیں ان کی بالکل غیر معروف یا ضعیف لوگوں سے ہیں جن کی وجہ سے بعض محدثین نے ان پر کلام کیا ہے

ان کا انتقال ۲۳۳ھ بدھ کے دن ۲۹ صفر کو ہوا۔

1ے عمدۃ القاری ۲۲۴ ج ۱۳، سیر اعلام النبلاء ۱۳۰ ج ۱۱، التاریخ الکبیر ۲۲ ج ۴، تاریخ الفسوی ۲۰۹ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ۱۲۹ ج ۴، تذکرۃ الحفاظ ۴۳۳ ج ۲، العبر ۳۱۴ ج ۱، میزان الاعتدال ۲۱۲ ج ۲، تذھیب التھذیب ۵۲ ج ۲۔ البدایۃ والنھایۃ ۳۱۲ ج ۱۰، تھذیب التھذیب ۲۰۷ ج ۴، طبقات الحفاظ ۱۹۲، شذرات الذھب ۸۶ ج ۲، کتاب التعدیل والتجریح ۱۱۱۹ ج ۳، رجال صحیح البخاری ۳۱۴ ج ۱، الجمع ۱۸۳ ج ۱، التقریب ۳۲۲ ج ۱، الخلاصۃ للخزرجی ۱۵۳۔

الثقات لابن شاھین ۱۰۱، الھدی الساری ۴۰۸۔

سیدان بن مضارب ابو محمد الباھلی[1]

بصرہ کے رہنے والے تھے۔ ابو محمد کنیت تھی

مشائخ : مندرجہ ذیل حضرات ان کے مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔

حماد بن زید۔ نوح بن قیس۔ زیاد بن ربیع۔ یزید بن زریع۔ ابو معشر یوسف ابن یزید البراء وغیرھم۔

ان کے تلامذہ میں امام بخاری رح۔ روح بن عبد المومن المقری۔ ابو جعفر محمد بن اعصر بن علی الرافعی جعفر بن محمد الرقی۔ ابو حاتم وغیرھم شامل ہیں۔

ابو حاتم نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ شیخ صدوق۔ امام دارقطنی کا قول ہے کہ لیس بہ بأس ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ صدوق من العاشرۃ۔

امام بخاری نے کتاب الطب باب الشرط فی الرقیۃ بقطیع من الغنم میں نقل کی ہے۔

امام بخاری نے ان کی وفات سنہ ۲۲۴ھ میں ذکر کی ہے۔

---

[1] عمدۃ القاری ۳۰۲ج ۱۷، تہذیب التہذیب ۲۹۳ج ۴، رجال صحیح البخاری ۳۰۷ج ۱، الجمع ۲۰۹ج ۱، التقریب ۳۴۲ج ۱، خلاصۃ الخزرجی ۱۹۲، کتاب الجرح والتعدیل ۳۲۷ج ۴، کتاب الثقات والتجریح ۱۱۵۲ج ۳، تاریخ الکبیر ۲۱۶ج ۴۔

سہل بن بکّار [1]

ان کی کنیت ابو بشر ہے بصرہ کے رہنے والے تھے۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات کا نام مذکور ہے۔

جریر بن حازم۔ شعبۃ بن الحجاج۔ یزید بن ابراہیم التستری۔ ابان العطار۔ جویریۃ بن اسماء۔ السری بن یحییٰ وغیرہم۔
ان سے روایات نقل کرنے والوں میں امام بخاری امام ابوداؤد ابو زرعۃ، ابو حاتم ابو مسلم الکجی محمد بن محمد التمار وغیرہم شامل ہیں۔

ابو حاتم نے ان کو ثقۃ قرار دیا ہے۔

امام بخاری ابو داؤد و نسائی نے ان کی روایات پر اعتماد کیا ہے۔

ذہبی نے الحافظ اور الثقۃ کے لقب کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔

امام بخاری نے حج زکوۃ اور جزیہ کے ابواب میں ان کی احادیث نقل کی ہیں۔

ان کا انتقال سنہ ۲۲۰ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] رجال صحیح البخاری ۳۲۵ ج ۱، الجمع ۱۰۷ ج ۱، التقریب ۳۳۵ ج ۱، الخلاصۃ ۱۵۷، الهدی الساری ۴۰۸، تهذیب التهذیب ۲۴۷ ج ۴
کتاب الجرح والتعدیل ۱۹۴ ج ۴، طبقات ابن سعد ۳۰۲ ج ۷، التاریخ الکبیر ۱۰۳ ج ۴۔
المعجم المشتمل ۱۳۸، تذهیب ۲۰ ج ۲، تذکرۃ الحفاظ ۳۹۸ ج ۱، الکاشف ۴۰۷ ج ۱، العبر ۳۹۹ ج ۱
عمدۃ القاری ۳۲۲ ج ۷۔
سیر اعلام النبلاء ۳۲۲ ج ۱۰۔

شجاع بن الولید [1]

ان کی کنیت ابواللیث ہے۔ بخارا کے رہنے والے تھے اور المحاربی نسبت ہے۔ یہ بخارا کے امیر احسن بن العلآ کے موذن بھی تھے۔ اور انکے بچوں کے اتالیق بھی تھے۔ اسی لیے محدثین نے ان کو المؤدب کے لقب سے ذکر کیا ہے۔

اساتذہ: ان کے اساتذہ میں ابن حجر عسقلانی نے النضر بن محمد الیمانی، عبدالرزاق، ابوعبدالرحمٰن المقری، عبیداللہ بن موسیٰ اور ابونعیم وغیرہم کو ذکر کیا ہے۔

تلامذہ میں امام بخاری، احمد بن عبدۃ الآملی اور سہل بن شاذویہ البخاری کو ذکر کیا ہے۔

امام بخاری نے صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ میں صرف ایک روایت ان سے نقل کی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی دوسری روایت نہ صحیح بخاری میں ہے اور نہ صحاح کی دوسری کتابوں میں ہے۔

امام بخاری کا ان پر اعتماد کرنا ان کی ثقہ ہونے کی دلیل ہے۔ باب غزوۃ الحدیبیۃ میں ان کی یہ روایت ہے عن نافع قال ان الناس یتحدثون ان ابن عمر اسلم قبل عمر ولیس کذالک الحدیث عمدۃ القاری ص ۲۳۴ ج ۱۴

ان کے سنہ ولادت یا سنہ وفات کے متعلق کسی نے کچھ بھی ذکر نہیں کیا ہے۔

---

[1] عمدۃ القاری ص ۲۳۴ ج ۱۴، تہذیب التہذیب ص ۳۱۴ ج ۴، رجال صحیح البخاری ص ۳۵۱ ج ۱، الجمع ص ۲۱۳ ج ۱، التقریب ص ۳۴۷ ج ۱، کتاب التعدیل والتجریح ص ۱۱۶۱ ج ۳

شہاب بن عباد ؏۱

ابو عمران کی کنیت ہے اور الکوفی نسبت ہے یعنی کوفہ کے رہنے والے تھے۔

اساتذہ: حماد بن سلمہ، حماد بن زید، ابراہیم بن حمید الرواسی، جعفر بن سلیمان الضبعی، خالد بن عمرو القرشی، محمد بن الحسن ابن ابی یزید الہمدانی، عیسیٰ بن یونس، سعید بن الخمس، ابوبکر بن عیاش اور اس طبقے کے دوسرے مشاہیر محدثین ان کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوعبید اللہ بن ابوالسفر، احمد بن حنبل، علی ابن المدینی، عباس العنبری، عمرو بن علی الصیرفی، محمد بن سعد کاتب الواقدی، امام ذہلی، عبداللہ الدارمی، علی بن عبدالعزیز البغوی، عمر بن شبۃ النمیری ابوحاتم الرازی، محمد بن الحسین بن ابی الحنین، یعقوب بن سفیان وغیرہم۔

اقوال علماء: امام عجلی، ابوحاتم، عبدالرحمٰن بن محمد الجزری اور ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ہے، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ میں ان کے احادیث مروی ہیں۔ ابن عدی کا قول ہے کہ کان من خیار الناس امام بخاریؒ نے کسوف، الاحکام، الاعتصام میں ان کی روایات نقل کی ہیں۔

وفات: ابن سعد اور مُطَین کا قول ہے کہ ان کا انتقال ۲۲۴ھ میں جمادی الاولیٰ کے مہینے میں ہوا تھا۔

؏۱ تہذیب التہذیب ج۴ ص۳۶۷ رجال صحیح البخاری ج۱ ص۳۵۷، الجمع ج۱ ص۲۱۹، التقریب ج۱ ص۳۵۵ خلاصۃ للخزرجی ص۱۶۸، کتاب الجرح والتعدیل ج۴ ص۳۶۳، طبقات ابن سعد ج۲ ص۴۱۰، التاریخ الکبیر ج۲ ص۲۳۵، کتاب الثقات لابن حبان ج۴ ص۳۶۳۔

صدقۃ بن الفضل المروزی ؒ ؎

ان کی کنیت ابوالفضل ہے۔ خراسان کے علاقے مروؔ کے رہنے والے تھے۔ اس لیے المروزی کی نسبت سے مشہور ہیں۔

مشائخ: ابوحمزہ محمد بن میمون السکری، سفیان بن عیینہ، ابن وہب وکیع، حفص بن غیاث، معتمر بن سلیمان، ولید بن مسلم، یحییٰ بن سعید القطان، ابن علیہ، ابن مہدی، ابوخالد الاحمر، غندر، ابومعاویہ، معاذ بن معاذ، اور اس طبقے کے دوسرے مشائخ اور اہل علم سے آپ نے استفادہ کیا تھا۔

تلامذہ: امام بخاری، ابومحمد الدارمی، یعقوب الفسوی، احمد بن منصور زاج، عبیداللہ بن واصل البخاری، محمد بن نصر المروزی الفقیہ، ابوالموجہ، محمد بن عمرو، ابوقدامۃ السرخسی، عبدالرحیم بن منیب، محمود بن آدم، یعقوب بن سفیان۔

اقوال علماء:۔

وہب بن جریر کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ صدقۃ کو جزائے خیر دے۔ اس نے مشرق میں سنت کو زندہ کیا۔ عباس النرسی العنبری کا قول ہے کہ لوگ صدقۃ بن الفضل کو امام احمد کا ہم پلہ سمجھتے تھے۔ امام نسائی اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔ ان کے متعلق ابن حبان کا ایک اور قول یہ ہے کہ کان صاحب حدیث وسنۃ، ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ کان من المذکورین بالعلم والفضل والسنۃ۔ دولابی نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ امام ذہبیؒ نے الامام الحافظ القدوۃ اور شیخ الاسلام کے القاب کے ساتھ ان کا ترجمہ شروع کیا ہے۔

وفات: ان کی وفات کے متعلق تین قول منقول ہیں۔ (۱) ایک قول یہ ہے کہ ان کا انتقال ۲۲۰ھ کے کچھ بعد ہوا تھا۔ دوسرا قول ۲۲۳ھ اور تیسرا ۲۲۶ھ کا ہے۔

؎ تہذیب التہذیب، ص۴۱۶ ج۴، سیر اعلام النبلاء ص۸۹ ج۱۰، التاریخ الکبیر ص۲۹۸ ج۴، کتاب الجرح والتعدیل ص۴۳۲ ج۴، الجمع ص۲۲۵ ج۱، الانساب ص۴۷ ج۸، المعجم المشتمل ص۱۴۴، معجم البلدان ص۳۹۶ ج۳، اللباب ص۲۳۷ ج۲، تذھیب التہذیب ص۴۱۶ ج۴، طبقات الحفاظ ص۲۱۷، خلاصۃ للخزرجی ص۱۷۳، شذرات الذھب ص۵۱ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۳۶۵ ج۱، التقریب ص۳۶۵ ج۱، الثقات لابن شاہین ص۵۲۹، کتاب التعدیل والتجریح ص۷۹۱ ج۲، تذکرۃ الحفاظ ص۴۹۸ ج۲۔

الصلت بن محمد الخارکی علہ

ان کا سلسلہ نسب یوں منقول ہے۔ الصلت بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی المغیرۃ۔ بصرہ کے رہنے والے تھے اس لیے بصری اور الخارکی کی نسبت سے مشہور تھے۔

خارک " ساحل بصرہ پر ایک مقام کا نام ہے۔ کما قال الذہبی۔ لیکن معجم البلدان میں لکھا ہے کہ یہ دریا کے درمیان میں ایک جزیرہ ہے۔ عبادان سے عمان جاتے ہوئے تقریباً ایک دن اور رات کے فاصلے پر درمیان جزیرہ میں ایک اونچے پہاڑ پر خارک کا قصبہ واقع ہے۔

مشائخ: مہدی بن میمون، حماد بن یزید، ابو عوانہ، غسان بن الاغر، عبدالواحد بن زیاد، یزید بن زریع مسلمۃ بن علقمۃ، مغیرۃ بن عبدالرحمٰن الحزامی، سفیان ابن عیینہ، ابو اسامۃ وغیرہم ان کے مشائخ میں شامل ہیں۔

تلامذہ: امام بخاری، روح بن حاتم، العباس العنبری، عیسیٰ بن شاذان، محمد بن مرزوق، احمد بن محمد بن ابی بکر المقدمی، ابو غسان روح بن حاتم البصری۔

اقوالِ علماء:

ابو حاتم رازی نے فرمایا ہے کہ ان کی حدیثیں صالح ہیں۔ میں خود ان کے پاس احادیث سننے کے لیے گیا تھا۔ لیکن پھر کسی عذر کی وجہ سے نہ سن سکا۔

ابن حبان اور ذہبیؒ الثقہ کے لقب سے ان کو ذکر کیا ہے۔

ابو بکر بزار اور دار قطنی نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔

ان کی سنہ ولادت اور وفات کے متعلق کتب میں کچھ صراحت نہیں کی گئی ہے۔

علہ ۔ سیر اعلام النبلاء ص ۵۲۶ ج ۱۰، تہذیب التہذیب ص ۴۳۵ ج ۴، کتاب الجرح والتعدیل ص ۴۴۱ ج ۴، الجمع ص ۲۲۵ ج ۱، الانساب ص ۱۵ ج ۵، المعجم المشتمل ص ۱۴۳، معجم البلدان ص ۲۳۷ ج ۲، اللباب ص ۴۱۱ ج ۱، تذہیب التہذیب ص ۹۶ ج ۲، الکاشف ص ۳۱ ج ۲، خلاصۃ للخزرجی ص ۱۷۵، رجال صحیح البخاری ص ۳۶۷ ج ۱، التقریب ص ۳۶۹ ج ۱، کتاب التعدیل ص ۷۹۳ ج ۲،

ضحاک بن مخلد النبیل ابو عاصم [1]

ان کا سلسلہ نسب اس طرح ہے الضحاک بن مخلد بن الضحاک بن مسلم بن الضحاک۔
الشیبانی البصری۔ ابو عاصم کنیت ہے بنو شیبان قبیلے سے تعلق تھا اور بصرہ کے رہنے والے تھے۔
ولادت: ان کی ولادت ۱۲۲ھ میں ہوئی۔
مشائخ: یزید بن ابی عبید۔ ایمن بن نابل۔ بھز بن حکیم۔ سلیمان التیمی۔ حنظلہ بن ابوسفیان۔ زکریا بن اسحاق۔ ہشام بن حسان۔ ابن عجلان۔ عثمان۔ بن سعد الکاتب۔ حیوۃ بن شریح۔ جریر بن حازم۔ بطار بن عبدالعزیز بن ابی بحرۃ۔ ثور بن یزید۔ جعفر الصادق۔ جعفر بن یحییٰ بن ثوبان۔ حجاج بن ابوعثمان الصواف اور اس طبقے کے دوسرے بہت سارے مشائخ سے انہوں علم حدیث حاصل کیا۔
تلامذہ: امام بخاری، الاصمعی۔ الخریبی۔ اسحاق بن راہویہ۔ علی ابن المدینی۔ امام احمد۔ ابوخیثمہ۔ بندار۔ ابن مثنیٰ۔ محمود بن غیلان۔ الحسن الحلوانی۔ ہارون الحمال۔ الذہلی۔ الفلاس۔ عبداللہ بن منیر۔ ابن وارۃ۔ ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی۔ الکوسج۔ ابومسلم الکجی عباس الدوری۔ الکدیمی۔
اقوال المحدثین: یحییٰ بن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔ ذہبیؒ الامام الحافظ شیخ المحدثین الاثبات کے القاب کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔

احمد العجلی نے ان کے حق میں کہا ہے کہ ثقۃٌ کثیر الحدیث له فقه۔
ابوحاتم کا قول ہے کہ صدوق وھو احب الیّ من روح بن عبادۃ
عمر بن شبۃ کا قول ہے کہ واللہ ما رایت مثله۔ ابن سعد نے فرمایا کہ ثقۃٌ فقیۃٌ۔
ابویعلیٰ الخلیلی کا قول ہے کہ متفق علیه زھداً و علماً و دیانۃً و اتقاناً۔

امام بخاریؒ نے تاریخ کبیر میں ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب سے میں سمجھ دار ہوا ہوں اور مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ غیبت کرنا حرام ہے میں نے آج تک کسی غیبت نہیں کی۔
ذہبی نے لکھا ہے کہ ان کو نبیل اس لئے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ بصرہ میں ہاتھی آیا تھا ان کے سب ساتھی ہاتھی کو دیکھنے گئے لیکن یہ نہیں گئے ان کے استاذ ابن جریج نے ان سے پوچھا کہ جب سب چلے گئے تو تم کیوں نہیں گئے انہوں

---

[1] طبقات ابن سعد ۲۹۵ ج ۷، التاریخ الکبیر ۳۳۶ ج ۴، المعارف ۵۲۰، کتاب الجرح والتعدیل ۴۶۳ ج ۴، العبر ۳۶۲ ج ۱، الکاشف ۳۶ ج ۲، میزان الاعتدال ۳۲۵ ج ۲، تذکرۃ الحفاظ ۳۶۶ ج ۱، دول الاسلام ۱۲۲ ج ۱، تهذیب التهذیب ۴۵۰ ج ۴، طبقات الحفاظ ۱۵۰، خلاصۃ للخزرجی ۱۷۷، شذرات الذهب ۲۸ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۳۷۰ ج ۱، الجمع ۲۲۸ ج ۱، التقریب ۳۷۳ ج ۱، کتاب التعدیل والتجریح ۷۵۹ ج ۲۔

نے عرض کیا کہ میں کسی چیز کو آپ کا عوض نہیں سمجھتا یعنی آپ کو چھوڑ کر کسی اور چیز کو دیکھنے کے لئے نہیں جا سکتا۔ استاذ نے فرمایا کہ انت النبیل یعنی تم عقل مند اور ہوشیار ہو۔

ان کا انتقال ذی الحجہ ۲۱۲ھ میں ہوا۔

طلق بن غنّام الکوفی[1]

ان کا پورا نام اور سلسلہ نسب یہ ہے طلق بن غنام ابن طلق بن معاویۃ۔

ابو محمد ان کی کنیت ہے النخعی اور الکوفی کی نسبت سے مشہور ہے۔ یہ حفص بن غیاث قاضی کوفہ کے نائب بھی تھے اور ان کے چچازاد بھائی بھی تھے اسی طرح مشہور قاضی شریک کے کاتب بھی رہے ہیں۔

شیوخ: ان کے شیوخ میں مندرجہ ذیل حضرات مذکور ہیں۔

زائدہ۔ شیبان، المسعودی۔ مالک بن مغول (یہ ان کے سب سے بڑے استاذ ہیں)، ہمام بن یحییٰ، شریک بن عبداللہ۔

تلامذہ: امام بخاری۔ امام احمد بن حنبل۔ ابو بکر بن ابی شیبۃ (صاحب المصنف) عثمان بن ابی شیبۃ۔ ابو کریب۔ ابو امیۃ الطرسوسی۔ عباس الدوری۔ عبداللہ بن الحسین المصیصی۔

اقوال محدثین فی توثیقہ: امام ابو داؤد نے ان کو صالح الحدیث قرار دیا ہے۔

ابن سعد کا قول ہے کہ یہ ثقہ تھے۔

امام دارقطنی۔ العجلی اور محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بھی ثقہ کہا ہے۔ عثمان بن ابی شیبۃ کا قول ہے کہ ثقہ اور صادق تھے لیکن علم حدیث میں متبحر نہیں تھے۔ ابن حزم نے ان کو ضعیف کہا ہے لیکن محدثین نے بقول ابن حجر ان کے قول کا اعتبار نہیں کیا ہے۔

وفات: ان کا انتقال رجب ۲۱۱ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۲۲۰ ج ۱۰، طبقات ابن سعد ۴۰۵ ج ۶، التاریخ الصغیر ۳۳۱ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ۴۹۱ ج ۴/۱، المعجم المشتمل ۱۴۲، تذهیب التهذیب ۱۰۹ ج ۲، العبر ۳۶۰ ج ۱، الکاشف ۳۶ ج ۲، تهذیب التهذیب ۳۳ ج ۵، خلاصة الخزرجی ۱۸۱، شذرات الذهب ۲۷ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۳۷۸ ج ۱، الجمع ۲۲۵ ج ۱، التقریب ۳۸۰ ج ۱، الثقات لابن شاهین ۱۲۲، کتاب التعدیل والتجریح ۶۰۸ ج ۲۔

ابو النعمان عارم[1]

آپ کا اسم گرامی ابو النعمان عارم محمد بن الفضل ہے الحافظ الثبت الامام کہا گیا آپ سدوسی بصری کہلاتے ہیں۔

ولادت : آپ کی ولادت باسعادت ایک سو چالیس سے کچھ اوپر ہی ہوئی ہے۔

اساتذہ : آپ کے مشہور اساتذہ میں حماد بن سلمہ جریر بن حازم ثابت بن یزید ابو احول داؤد بن ابی الفرات، مہدی بن میمون، عمارہ بن زاذان، ابو الہدال محمد بن سلیم محمد بن راشد المکول قراء بن سعید، وھیب عبد الوارث ابو عوانہ اور ان جیسے عظیم ائمہ و محدثین شامل ہیں۔

تلامذہ : آپ کے مشہور زمانہ شاگردوں میں سر امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری، احمد بن حنبل، عبد بن حمید، محمد بن یحییٰ سلیمان بن سیف، کریمی یعقوب الفسوی، ابن وارہ ابو الاحوص عکبری، ابو مسلم الکجی، لنظام بن یزید، ابو الولید ابو حاتم، اسماعیل بن اسحاق اور دوسرے کئی مشہور حضرات ہیں، جنہوں نے زانوئے تلمذ آپ کے سامنے تہہ کئے۔

علماء کی توثیق : امام ذہلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حدثنا عارم الصدوق عارم صدوق نے ہم سے یوں روایت بیان کی، یعنی ذہلی تو آپ کو صدوق لکھا ہے اسی طرح المامون بھی آپ نے لکھا ہے۔

ابن ابی حاتم : ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد صاحب نے بیان کیا ھو یقول اذا حدثك عن عارم فاختم علیه وھو لا یتاخر عن عفان کہ جب میں عارم سے کچھ روایت کروں تو اس پر یقین کر لو اور اسی کو تھام لو کیونکہ وہ کسی درجے میں عفان سے کم نہیں۔

امام سلمان اپنے اوپر ان کو ترجیح دیتے تھے جب باہم کسی امر میں مختلف ہوتے تو اسی قول کی طرف رجوع کرتے جو عارم کا ہوتا۔ امام عارم عبد الرحمٰن بن مہدی کے بعد حماد بن یزید کے سب سے زیادہ اثبت و معتمد علیہ اصحاب میں سے تھے اور فرماتے تھے کہ عارم احبُّ الی من ابی سلمۃ، پھر علما نے لکھا ہے کہ او اخر عمر میں کچھ اختلاط ہو گیا تھا اور عقل میں بھی کچھ زوال آیا تھا۔ لہٰذا جس نے زوال عقل سے قبل ان سے سماعت کی تو وہ صحیح ہے۔ میں نے چودہ سال تک ان سے حدیثیں لکھی ہیں اور بعد اختلاط کے ان سے کچھ نہ لکھا اختلاط

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۲۶۵ ج ۱۰، وطبقات سعد ۳۰۵ ج ۷، التاریخ الکبیر ۲۰۸ ج ۱، والمعارف ۵۲۲ وکتاب الضعفاء للعقیلی ۱۲۱ ج ۴ وکتاب الجرح والتعدیل ۵۸ ج ۸، والانساب ۹۷ ج، وتذکرۃ الحفاظ ۴۱۰ ج ۱ ومیزان الاعتدال ۷ ج ۴ وتہذیب التہذیب ۴۰۲ ج ۹ وطبقات الحفاظ ۱۷۰ وخلاصۃ للخزرجی ۳۵۶ وشذرات الذھب ۵۵ ج ۲، ورجال البخاری ۶۷۴ ج ۲، والجمع بین رجال الصحیحین ۴۴۸ ج ۲

۲۲۰ میں ہوا، لہٰذا جس نے اس سے قبل سماعت کی تو وہ صحیح ہے ابو زرعہ نے آپ سے ۲۲۲ میں ملاقات تو اس وقت بھی عارم ثقہ تھے۔ یہ سب امام بخاری نے بھی اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے ج ۱ ص ۲۰۸۔

ابراہیم الحربی! فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ عارم کے پاس گیا تو انہوں نے میرے لئے ایک چٹائی بچھائی، اور دروازے سے نکلتے ہی فرمایا، کیا حال ہے آپ کا ما رأیتک منذ مدۃ بہت عرصے میں نے آپ کو نہیں دیکھا جبکہ میں اس سے قبل کبھی آپ کے پاس نہیں گیا تھا۔ اس کے بعد مجھ سے کیا یعنی امام عبداللہ بن مبارک کے شعر سنائے

ایھا الطالب علما ائت حماد ابن زید

فاستفد حلما وعلما ثم قیدہ بقید

اس کے ساتھ ہی اپنے ہاتھ سے انگلی کی طرف اشارہ بھی کرنے لگے اور کئی مرتبہ ایسا ہی کیا (جو مجھے اچھا نہیں لگا) پھر میں نے جان لیا کہ ان کو اختلاط ہوا ہے۔

عقیلی رحمۃ اللہ علیہ: فرماتے ہیں کہ میرے دادا جان نے کہا ما رأیت بالبصرۃ شیخاً احسن صلوۃ من عارم میں نے بصرہ میں عارم سے بہتر نماز پڑھنے والا کوئی شیخ نہیں دیکھا اور مشہور تھا انہ اخذ الصلوۃ عن حماد بن زید عن ایوب اور ساتھ ساتھ فرماتے، جتنے بھی آئمہ میں نے دیکھے ان میں سے سب سے زیادہ خشوع والے عارم ہی تھے وکان اخشع من رأیت

محمد بن المنذری: فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں عبدالرزاق کے پاس گیا تھا (حصول علم اور سماع حدیث کے بعد بھی میرے اندر تڑپ اور پیاس باقی رہی اور میں نے سفر بھی کیا تو میں نے عبدالرزاق سے کہا کہ کچھ اور احادیث بھی مجھے سنا دیں۔ اس پر عبدالرزاق نے عارم کو جھڑکا۔ بس میں چلا گیا اور میرا دل بہت غمگین تھا۔ پھر میں اسی حالت میں سو گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مالی اراک مھموما کیا بات ہے کہ آپ کچھ غمگین و دل ملول نظر آرہے ہیں۔ پھر میں (عارم) نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ بات کچھ نہیں، بس میں نے عبدالرزاق سے چند احادیث اور سنانے کی درخواست کی تھی جس پر انہوں نے مجھے ٹوکا۔ اسی وجہ سے کچھ ملول ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر محض للہ علم حاصل کرنا چاہتا ہے تو جا اور قعنبی، محمد بن فضل سدوسی، عبداللہ بن رجاء الغدانی، محمد بن یوسف الفریابی کے پاس حاصل کر۔ اس کے بعد صبح کو میں نے یہ خواب عبدالرزاق سے بیان کیا تو عبدالرزاق نے کہا کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شکایت کی؟ آؤ اور حدیثیں لکھ لو، میں پڑھائے دیتا ہوں، میں نے کہا اب تو نہیں، بخدا اب نہیں اس کے بعد میں ان لوگوں کے پاس گیا اور ان سے تعلیم لی۔

امام دار قطنی : فرماتے ہیں کہ اواخر عمر میں کچھ تغیر آیا تھا۔ لہٰذا اختلاط کے بعد کی احادیث منکر ہیں اور ابن حبان نے بھی یہی کچھ فرمایا ہے حتیٰ کہ کل احادیث کے ترک کا امر فرمایا۔ امام ذہبی فرماتے ہیں۔

اسی طرح اتقوا النار ولو بشق تمرۃ

وفات : ۲۴۴ھ میں آپ کو وفات ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون ابو داؤد نے آپ سے بوجہ تغیر نہیں سنا۔

عاصم بن علی بن عاصم بن صُہیب الواسطی ابوالحسن ؓ

امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی القمیص اور بعض دوسرے مقامات پر ان سے احادیث نقل کی ہیں۔

انھوں نے اپنے والد علی بن عاصم کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات سے احادیث نقل کی ہیں۔

عکرمہ بن عمار، شعبہ ابن ابی ذئیب۔ للیث بن سعد، عاصم بن محمد بن زید العمری، عبدالرحمٰن بن زید المسعودی قیس بن الربیع، ابومعشر المدنی، قزعۃ بن سوید الباہلی، ابواویس، مہدی بن میمون وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

امام بخاری، ابن یحیٰی المروزی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی، سلیمان بن توبۃ النہروانی، ابوحاتم الرازی، احمد بن حنبل، عمرو بن علی الفلاس، محمد بن یحیٰی الذہلی، الزعفرانی، احمد بن ملاعب، ابراہیم الحربی، علی بن عبدالعزیز، عمر بن حفص السدوسی، محمد بن احمد بن النضر الازدی وغیرہم۔

امام بخاری نے بعض ابواب میں ان سے بالواسطہ روایت نقل کی ہے۔ اسی طرح امام ترمذی اور ابن ماجہ بھی ان سے بالواسطہ نقل کرتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل سے ان کی تعریف و توصیف منقول ہے۔ ابوحاتم نے صدوق کہا ہے۔ ان کی مجلس حدیث میں بعض اوقات ایک ایک لاکھ آدمی جمع ہوتے تھے۔

ابن سعد اور ابن قانع وغیرہم نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔

ان کا انتقال بروز پیر ۱۵، رجب ۲۲۱ھ میں ہوا۔

عمدۃ القاری صہ ۲۱۳ ج ۳، تہذیب التہذیب صہ ۴۹ ج ۵، کتاب التعدیل والتجریح صہ ۹۹۶ ج ۳، العلل لاحمد صہ ۱۸۶ التاریخ الکبیر صہ ۴۹۱ ج ۶، التاریخ الصغیر صہ ۳۲۶ ج ۲، المعارف صہ ۵۱۷، کتاب الجرح والتعدیل صہ ۳۴۸ ج ۶، تاریخ بغداد صہ ۲۴۷، تذہیب صہ ۱۱۱ ج ۲، تذکرۃ الحفاظ صہ ۳۹۷ ج ۱، میزان الاعتدال صہ ۳۵۴ ج ۲، الکاشف، صہ ۵ ج ۲، شرح العلل لابن رجب صہ ۴۸۶ ج ۲، طبقات الحفاظ صہ ۱۷۴، الہدی الساری صہ ۴۱۱، الخلاصۃ صہ ۱۸۳ شذرات الذہب صہ ۴۸، رجال صحیح البخاری صہ ۵۶۱ ج ۱، الجمع صہ ۳۸۴ ج ۱،

عبدۃ بن عبداللہ بن عبدۃ الخزاعی الصفار ابوسہل البصری[1]

ابونصر الکلاباذی نے انکو رجال صحیح البخاری میں ذکر نہیں کیا ہے حالانکہ امام بخاری نے ان سے کتاب العلم باب من اعاد الحدیث ثلاثاً، مغازی، بدء الخلق، التوحید اور کتاب التفسیر میں سورۃ والمرسلات کی تفسیر میں ان سے متعدد احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں عبدالصمد بن عبدالوارث، حسین الجعفی، یحییٰ بن آدم، ابوداؤد الحفری، ابوداؤد الطیالسی، یزید بن ہارون، حرمی بن حفص، معاویۃ بن ہشام وغیرہم شامل ہیں۔

ان سے مندرجہ ذیل حضرات نے نقل کیا ہے۔

امام بخاریؒ، امام ابوداؤد، الترمذی، النسائی، ابن ماجہ، ابوحاتم، محمد بن ہارون الرویانی، زکریا الساجی، البحتری، ابوبکر البزار، احمد بن یحییٰ بن زہیر التستری، ابوقریش محمد بن جمعۃ، عبدان الاہوازی، علی بن العباس المقانعی، ابوعلی محمد بن سلیمان المکی، یحییٰ بن صاعد وغیرہم۔

ابوحاتم الرازی نے صدوق کہا ہے۔

امام نسائی نے ثقہ کہا ہے، ابوعبداللہ الحاکم اور دارقطنی نے بھی توثیق کی ہے۔

ابن حبان نے مستقیم الحدیث کہا ہے۔

ان کا انتقال اہواز میں ۲۵۸ھ یا بصرہ میں ۲۵۷ھ کو ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۷ ج ۲، تہذیب التہذیب ص۴۶۱ ج ۶، کتاب التعدیل والتجریح ص۹۳۰ ج ۲، تذکرۃ الحفاظ ص۵۲۵ ج ۲۔

عبدالاعلیٰ بن حماد بن نصر[1]

ان کی کنیت ابو یحیٰ اور نسبتیں باہلی، نرسی اور بصری ہیں۔ قبیلہ باہلہ کے مولی ہیں۔ حافظ اور محدث تھے۔

ولادت:۔ ان کی سنہ ولادت کے متعلق کچھ صراحت نہیں ہے۔

اساتذہ:۔ ان کے مشہور اساتذہ کے نام یہ ہیں۔

حماد بن سلمۃ، عبدالجبار بن الورد، وہیب بن خالد، مالک بن انس، سلام بن ابی مطیع، یزید بن زریع، حماد بن زید، اور عبدالوارث بن عبدالصمد۔

تلامذہ: بہت سے مشہور محدثین نے ان سے روایت کی ہے جن میں سے مشہور کے نام یہ ہیں۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی ایک واسطہ سے، ابوحاتم، ابوزرعہ، محمد بن عبد بن حمید، عبداللہ بن ناجیہ، بقی بن مخلد احمد بن یحیٰ البلاذری، ابوبکر بن ابی عاصم، احمد بن علی المروزی، فضل بن احمد بن منصور الزبیدی، ہارون بن محمد سعران، محمد بن ہارون بن المجدر، عباس بن البرقی، ابویعلی الموصلی، جعفر بن الفریابی اور ابوالقاسم البغوی

محدثین کی آراء ان کے بارے میں: ابوحاتم اور دوسرے محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔

ہم سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا، احمد سے فتح بن عبداللہ، ہبۃ اللہ بن شریک اور ابوالحسن ابن النقور نے، ان تینوں سے عیسیٰ بن علی نے بطور املاء کے، عیسیٰ نے ابوالقاسم البغوی سے، ابوالقاسم نے عبدالاعلیٰ بن حماد سے، عبدالاعلیٰ نے خالد بن عبداللہ سے خالد نے سہیل سے، سہیل نے عبداللہ بن دینار سے۔ عبداللہ نے ابی صالح سے اور ابی صالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کے ساٹھ یا فرمایا ستر سے زائد باب ہیں۔ ان میں سب سے افضل لا الٰہ الا اللہ اور سب سے ادنیٰ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا ہے اور حیاء ایمان کا شعبہ ہے۔

وفات:۔ انہوں نے جمادی الثانی ۲۳۷ھ میں وفات پائی۔ بعض نے ۲۳۶ھ بیان کیا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے۔

---

[1] تاریخ الکبیر ص۷۲ ج۶، تاریخ الفسوی ص۲۱۱ ج۱، تذکرۃ الحفاظ ص۴۶۷ ج۲، العبر ص۴۲۴ ج۱، خلاصۃ للخزرجی ص۲۲۰، شذرات الذہب ص۸۸ ج۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۹ ج۶، تقریب ص۴۶۴ ج۱، الکاشف ص۱۳۰ ج۲، صحیح البخاری ص۴۸۷ ج۲، سیر ص۲۸ ج۱۱، تاریخ بغداد ص۷۵ ج۱۱، تہذیب التہذیب ص۹۷ ج۶، طبقات الحفاظ ص۲۰۳ ج۲، الجمع ص۳۳۱ ج۱، وکتاب التعدیل والتجریح ص۹۱۲ ج۲، عمدۃ القاری ص۱۳۶ ج۳۔

عباس بن الحسین القنطری البغدادی ابو الفضل ع[۱]

امام بخاری نے مغازی میں ان سے مفرداً اور ابواب تہجد باب ما یکرہ من ترک قیام اللیل لمن کان یقومہ میں مقرون بالغیر روایت کرتے ہیں۔

ان کے مشایخ مندرجہ ذیل ہیں۔

یحیی ابن آدم، مبشر بن اسماعیل، سعید بن مسلمۃ الاموی، ابو اسامۃ وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری، الحسن بن علی المعمری، محمد بن عبید القنطری، عبد اللہ بن احمد موسیٰ بن ہارون الحافظ وغیرہم شامل ہیں۔

امام احمد نے توثیق و تعریف کی ہے۔ ابن حبان نے بھی انکی توثیق کی ہے۔ اور کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال بقول ابن مندۃ ۲۴۰ھ میں ہوا۔

ع[۱] تہذیب التہذیب ص ۱۱۶ ج ۵، کتاب التعدیل والتجریح ص ۱۰۰۹ ج ۳، عمدۃ القاری ص ۲۲۴ ج ۶،

عباس بن عبد العظیم بن اسماعیل بن توبۃ العنبری ابوالفضل[1]

بصرہ کے رہنے والے تھے، امام بخاری نے کتاب الرقاق میں قال عباس العنبری کہہ کر تعلیقاً روایت نقل کی ہے۔

ان کے مشائخ میں عبدالرحمٰن بن مہدی، یحییٰ بن سعید القطان، سعید بن عامر الضبعی، ابوداؤد الطیالسی صفوان بن عیسیٰ، عبدالرزاق، الاصمعی، ابوالجواب، اسحاق بن منصور السلولی، اسود بن عامر شاذان، شبابۃ بن سوار، ابوبکر الحنفی، عثمان بن عمر بن فارس، عمر بن یونس الیمامی، النضر بن محمد الخرشی، یزید بن ہارون، محمد بن جہضم، بشر بن عمر الزہرانی وغیرہم شامل ہیں۔

امام بخاری تعلیقاً ان سے روایت کرتے ہیں۔

باقی تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام مسلم، ترمذی، ابوداؤد، النسائی، ابن ماجہ، بقی بن مخلد، ابوبکر الاثرم، ابن خزیمۃ، ابن بجیر، عبداللہ بن احمد زکریا الساجی، ابوبکر بن ابی عاصم، ابوحاتم الرازی، الحسین بن اسحاق التستری، عبدان الاہوازی، محمد بن عبداللہ الحضرمی وغیرہم ـــــ ابوحاتم نے صدوق کہا ہے اور امام نسائی نے ثقہ قرار دیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۴۶ھ میں ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۰۷ ج ۱۸، رجال صحیح البخاری ص۵۸۷ ج ۲، التقریب ص۳۹۶ ج ۱، التہذیب ص۱۲۱ ج ۵، کتاب التعدیل ص۱۰۹۰ ج ۳، تذکرۃ الحفاظ ص۵۴۳ ج ۲، کتاب الجرح ص۲۱۶ ج ۶۔

العباس بن الولید بن نصر[۱]

ان کی کنیت ابو الفضل اور نسبت باہلی اور فرسی ہے۔ مشہور محدث عبدالاعلی کے چچا زاد بھائی ہیں۔ فرس ان کے دادا ہیں۔ ان کا اصلی نام نصر تھا۔ عجمی ان کو پکارتے وقت فرس کہتے تھے۔

اساتذہ: انہوں نے حماد بن سلمۃ، عبداللہ بن جعفر المدینی، ابو عوانہ، حماد بن زید، عبدالواحد بن زیاد، یزید بن زریع اور بعض دیگر آئمہ حدیث کا سماع کیا۔

تلامذہ: ان کے شاگردوں میں بخاری، مسلم، نسائی ایک واسطہ سے، احمد بن علی، ابوبکر احمد بن علی القاضی المروزی، ابو یعلی الموصلی، عبداللہ بن احمد، حسین بن سفیان، بغوی اور چند دوسرے محدثین شامل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم اور امام نسائی نے اپنی اپنی کتابوں میں ان کی روایات نقل کی ہیں۔ صحیح بخاری باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان کی روایت مروی ہے۔

علماء کے اقوال:۔ یحیی بن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔ محدثین ان کو ان کے چچا کے بیٹے عبدالاعلی پر ترجیح دیتے ہیں۔ ابو حاتم کا قول ہے کہ شیخ ''یکتب حدیثہ''، یعنی ان کی حدیثیں لکھی جاسکتی ہیں۔ البتہ امام بخاریؒ کے استاذ علی ابن المدینی نے ان پر جرح کی ہے۔ لیکن بخاریؒ اور مسلم نے ان کے جرح کو قبول نہیں کیا ہے۔

ابن قانع اور امام دارقطنی نے بھی ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے بھی ان کو اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے

وفات: ان کا انتقال ۲۳۷ھ میں ہوا۔ بعض نے ۲۳۸ھ بیان کیا ہے۔

۱۔ تاریخ الکبیر ص ۶ ج ۶، کتاب الجرح والتعدیل ص ۲۱۴ ج ۶، خلاصۃ للخزرجی ص ۹۰، وکتاب التعدیل والتجریح ص ۱۰۱ ج ۳، ھدی الساری ص ۴۱۳، صحیح البخاری ص ۵۰۲ ج ۲، سیر ص ۲۷ ج ۱۱، میزان ص ۳۸۶ ج ۲، تہذیب ص ۱۳۳ ج ۵، الجمع ص ۳۶۱ ج ۱، عمدۃ القاری ص ۲۲۶ ج ۲۔

عبداللہ بن ابی شیبۃ الکوفی ابوبکر صاحب المصنف ع۱

آپ کا اسم گرامی عبداللہ اور ولدیت محمد ہے۔ سلسلہ نسب یوں ہے ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان بن خواستی العبسی مولاہم الکوفی۔ آپ بنو عبس کی طرف نسبت ولاء کی وجہ سے عبسی کہلاتے ہیں۔ کوفہ کے رہنے والے بے مثال حافظ حدیث اور اس فن میں ماہر بے عدیل ہیں۔ مسند، مصنف اور دیگر بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں آپ نے شریک القاضی، ابوالاحوص، عبداللہ بن المبارک۔ سفیان بن عیینہ جریر بن عبدالحمید اور ان کے طبقہ سے حدیث کا سماع کیا تھا اور ان سے ابوزرعہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوبکر بن عاصم، بقی بن مخلد بغوی، جعفر الفریابی اور دوسرے بہت سے لوگ روایت کرتے ہیں۔

امام احمد فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدوق ہیں اور یہ میرے نزدیک اپنے بھائی عثمان سے زیادہ محبوب ہیں۔ عجلی کہتے ہیں کہ ثقہ اور حافظ ہیں۔ فلاس کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر سے زیادہ حافظ کوئی شخص نہیں دیکھا۔ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ ابوعبید فرمایا کرتے تھے کہ علم حدیث چار آدمیوں کے پاس پہنچ گیا ہے۔ ان میں ابوبکر اس کو زیادہ روانی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ احمد اس میں زیادہ فقیہ ہے۔ ابن معین زیادہ جمع کرنے والے اور علی بن المدینی اس کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ صالح بن محمد کہتے ہیں کہ جن لوگوں سے مجھے تحصیل علم کا اتفاق ہوا ہے۔ ان میں حدیث اور علل حدیث کو علی بن مدینی سب سے زیادہ جانتے تھے۔ اور ان میں ابوبکر کی یادداشت مذاکرہ کے وقت قابل داد تھی۔ ابوعبیدہ کا قول ہے کہ کتاب تصنیف کرتے وقت ابوبکر بن ابی شیبہ کی ترتیب سب سے اچھی ہے۔ خطیب کا قول ہے کہ ابوبکر متقن اور حافظ ہیں۔ مسند احکام اور تفسیر میں متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔

امام بخاری کا قول ہے کہ آپ نے محرم ۲۳۵ھ کو جان جان آفریں کے سپرد کی۔

ع۱ عمدۃ القاری ص ۱۶۵ ج ۶، تذکرۃ الحفاظ (اردو) ص ۳۲۳ ج ۲، تہذیب التہذیب ص ۲ ج ۱۲، کتاب التعدیل والتجریح ص ۸۲۸ ج ۲
طبقات ابن سعد ص ۴۱۶ ج ۶، طبقات المفسرین ص ۲۴۶ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ص ۴۳۲ ج ۲، تاریخ بغداد ص ۶۶ ج ۱۰
رجال صحیح البخاری ص ۴۲۷ ج ۱، الجمع ص ۲۵۹ ج ۱، التقریب ص ۴۴۵ ج ۱، الخلاصۃ ص ۲۱۲۔

عبداللہ بن ابی القاضی الخوارزمی ؎۱

امام بخاری نے صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ حدثنا عبداللہ عن سلیمان بن عبدالرحمٰن۔
اس روایت میں چونکہ عبداللہ مطلق مذکور ہے۔ اس لیے بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے یہی عبداللہ بن ابی القاضی الخوارزمی مراد ہیں۔ کیونکہ امام بخاری نے ان سے اپنی کتاب الضعفاء الکبیر میں روایتیں نقل کی ہیں۔
ان کے مشائخ میں احمد بن عبداللہ بن یونس، اسحاق بن ابراہیم الحنظلی، اسحاق بن حاتم العلاف، الحسن بن قزعۃ، خلاد بن اسلم، سعید بن منصور، سلیمان بن عبدالرحمٰن الدمشقی، عبدالاعلیٰ بن حماد النرسی، علی بن الحسین بن الشکاب، علی بن سلمۃ اللبقی، عمرو بن زرارۃ، ابوکامل بن الجحدری، قتیبہ، محمد بن ابی رجاء، محمد بن یعلیٰ الھروی، ہریم بن عبدالاسدی، اور یحییٰ بن ایوب المقابری وغیرہم شامل ہیں۔
ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔
امام بخاری فی کتابہ الضعفاء الکبیر، ابوعبداللہ، محمد بن علی الحاتی الخوارزمی، علی بن محمد الخوارزمی، ابوالعباس محمد بن احمد بن احمد الخیری وغیرہم۔

؎۱ تہذیب التہذیب ص ۱۳۹ ج ۵ ۔

عبداللہ بن حماد بن ایوب بن موسیٰ الآملی ابوعبدالرحمٰن [1]

امام بخاری نے ایک مقام پر ایک روایت عبداللہ عن یحییٰ بن معین اور ایک روایت عبداللہ عن سلیمان بن عبدالرحمٰن وموسیٰ بن ہارون البردی نقل کی ہے، ان دونوں مقامات پر عبداللہ کی تعیین میں اختلاف ہے ابوالولید باجی نے کتاب التعدیل والتجریح میں اور ابونصر الکلاباذی نے رجال صحیح البخاری میں لکھا ہے کہ اس سے مراد یہی صاحب ترجمۃ عبداللہ بن حماد ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں

ابراہیم بن عبداللہ بن علی بن زید، ابراہیم بن المنذر، سعید بن ابی مریم، سعید بن منصور، سلیمان بن حرب، سلیمان بن عبدالرحمٰن، ابوصالح کاتب اللیث، عبداللہ بن المسلمۃ القعنبی، محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ، نعیم بن حماد المروزی، یحییٰ بن معین وغیرہم، اس نے امام بخاری سے بھی روایات نقل کی ہیں۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔

ابراہیم بن خریم الشاشی، احمد بن نصر بن منصور المروزی، عبداللہ بن محمد بن الحارث البخاری، عمر بن محمد بن بجیر، ابونصر محمد بن حمودیہ، محمد بن المنذر، الہشیم بن کلیب۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ربیع الآخر ۲۶۹ھ میں ہوا۔ بعض نے ۲۷۳ھ نقل کیا ہے۔

○

---

[1] تہذیب التہذیب ص۱۹۰ ج۵، کتاب التعدیل ص۸۵۶ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۴۳۷ ج۱، الجمع ص۲۶۸ ج۱، التقریب ص۴۱۴ ج۱، الخلاصۃ ص۲۳۰۔

عبداللہ بن رجاء بن عمرو الغدانی البصری ابو عمرو علہ

امام بخاری نے صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب وجوب الصلوۃ فی الثیاب اور باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتاب المغازی اور بعض دوسرے مقامات پر انکی روایتیں نقل کی ہیں۔ صحیح بخاری میں انکی کل پندرہ احادیث منقول ہیں ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عکرمۃ بن عمار، اسرائیل۔ حرب بن شداد، شعبۃ، المسعودی، عمران القطان، فرج بن فضالۃ، ہمام، ابوعوانہ، ہشام الدستوائی، حماد بن سلمۃ، الحسن بن صالح بن حی، سعید بن سلمۃ بن ابی الحسام، عبدالعزیز الماجشون وغیرہم۔

امام بخاری نے ان سے صحیح بخاری اور الادب المفرد میں احادیث نقل کی ہیں۔ ابوداؤد نے الناسخ والمنسوخ میں اور امام نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں بالواسطہ انکی روایات نقل کی ہیں۔

ان کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات ان کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ۱

احمد بن محمد بن شبویۃ، خلیفۃ بن خیاط، ابوحاتم السجستانی، عبداللہ بن الصباح العطار، عبداللہ بن اسحاق الجوہری عمرو بن منصور النسائی، محمد بن یحییٰ الذہلی، ابوموسیٰ العنزی، ابوحاتم الرازی، ابوقلابۃ الرقاشی۔ ابوبکر الاثرم۔ ابراہیم الحربی رجاء بن مرجیٰ الحافظ، عباس العنبری، عثمان الدارمی، علی بن نصر بن علی الجہضمی، محمد بن اسماعیل الصائغ المکی، محمد بن سلام البیکندی، محمد بن مسلم بن وارۃ، ابوالاحوص العکبری، یعقوب بن شیبۃ، یعقوب بن سفیان، اسماعیل سمویہ، اسحاق بن الحسن الحربی، اسید بن عاصم، علی بن عبدالعزیز، ہشام بن علی السیرافی، ابوخلیفۃ۔ الفضل بن الحباب الجمحی وغیرہم۔

یحییٰ بن معین نے شیخ اور صدوق کہا ہے۔ عمرو بن علی نے صدوق کہا ہے، ابوزرعۃ نے بھی تعریف کی ہے۔ ابوحاتم نے ثقہ اور پسندیدہ کہا ہے۔ علی بن المدینی کا قول ہے کہ ان کے عدالت پر اہل بصرہ کا اجماع ہے۔ ابن حبان نے بھی ان کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے۔

ان کا انتقال سنہ ۲۱۹ھ یا سنہ ۲۲۰ھ میں ہوا۔

علہ عمدۃ القاری صـ ۲۹۲ ج ۳، تہذیب التہذیب صـ ۲۰۹ ج ۵، کتاب التعدیل صـ ۸۱۹ ج ۲، رجال صحیح البخاری صـ ۴۰۵ ج ۲، الجمع صـ ۲۵۱ ج ۱، التقریب صـ ۴۱۴ ج ۱، الخلاصۃ صـ ۱۹۷، الکاشف صـ ۷۶ ج ۲،

عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ الحمیدی[1]

ان کا پورا نام اور سلسلہ نسب اسطرح ہے عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ بن عبیداللہ بن اسامۃ بن عبداللہ بن حمید بن زہیر بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ بعض لوگوں نے عیسیٰ کے بعد سلسلہ نسب اسطرح نقل کیا ہے عیسیٰ بن عبداللہ بن الزبیر بن عبیداللہ بن حمید، القرشی الاسدی الحمیدی المکی ان کی نسبتیں ہیں، کنیت ابوبکر ہے شیخ الحرم المکی تھے۔ ان کی مسند، مسند حمیدی کے نام سے مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں سب سے پہلی روایت ان ہی سے نقل کی ہے، ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات مشہور ہیں۔

ابراہیم بن سعد، فضیل بن عیاض، سفیان بن عیینۃ، عبدالعزیز بن عبدالصمد العمی، عبدالعزیز بن ابی حازم، ولید بن مسلم، مروان بن معاویۃ، وکیع، امام شافعی، انہوں نے سب سے زیادہ روایات سفیان بن عیینۃ سے نقل کی ہیں خود انکا قول ہے کہ مجھے سفیان بن عیینۃ کی دس ہزار احادیث یاد ہیں۔ ان سے نقل کرنے والوں میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری، محمد بن یحییٰ الذہلی، ہارون الحمال، احمد بن الازہر، سلمۃ بن شبیب، محمد بن سنجر، یعقوب الفسوی اسماعیل سمویہ، محمد بن عبداللہ بن البرقی، ابوزرعۃ الرازی، بشر بن موسیٰ، ابوحاتم الرازی، یعقوب بن شیبۃ، ابوبکر محمد بن ادریس المکی وراق وغیرہم۔

امام احمد کا قول ہے کہ حمیدی امام ہے۔ ابوحاتم کا قول ہے کہ سفیان بن عیینۃ کے شاگردوں میں سب سے اثبت حمیدی ہے اور حمیدی ثقۃ اور امام ہے۔

یعقوب الفسوی کا قول ہے کہ اسلام اور اہل اسلام کے لیے میں نے حمیدی سے زیادہ خیرخواہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ابن سعد نے طبقات میں ثقۃ کثیر الحدیث سے ان کا ذکر کیا ہے، اسحاق بن راہویۃ نے ان کو اپنے زمانے کے آئمہ میں امام شافعی کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ امام بخاری نے انکو امام الحدیث قرار دیا ہے، انکا انتقال مکہ مکرمہ میں ۲۱۹ھ یا ۲۲۰ھ کو ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۱۸ ج۱ وسیر اعلام النبلاء ص۶۱۶ ج۱۰، طبقات ابن سعد ص۵۰۲ ج۵، التاریخ الکبیر ص۹۶ ج۵ التاریخ الصغیر ص۳۳۹ ج۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۵۶ ج۵، الانتقاء ص۱۰۴، طبقات الشیرازی ص۹۹ الجمع ص۲۶۵ ج۱، الانساب ص۲۳۱ ج۴، المعجم المشتمل ص۱۵۳، اللباب ص۳۲۱ ج۱، تذہیب ص۱۲۷ ج۲ طبقات الشافعیۃ الکبری ص۱۴۰ ج۲، طبقات الاسفوی ص۱۹ ج۱، تذکرۃ الحفاظ ص۴۱۳ ج۲، العبر ص۳۷۷ ج۱، الکاشف ص۸۶ ج۲، دول الاسلام ص۱۳۳ ج۱، البدایۃ والنہایۃ ص۲۸۲ ج۱۰، العقد الثمین ص۱۲۰ ج۵، تہذیب التہذیب ص۲۱۵ ج۵، النجوم الزاہرۃ ص۲۳۱ ج۲، طبقات الحفاظ ص۱۷۸، حسن المحاضرۃ ص۳۱۴ ج۱ خلاصۃ ص۱۹۷، شذرات الذہب ص۴۵ ج۲۔

عبداللہ بن سعید الاشج الکندی الکوفی [1]

یہ ابو سعید عبداللہ بن سعید بن حصین کی نسبت ہے۔ اپنے وقت کے امام، مفسر اور شیخ تھے۔ علامہ ذھبی نے ان کو صاحب التصانیف لکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کتابیں بھی تھیں۔ البتہ کسی تصنیف کا نام اور سنہ ولادت وغیرہ کچھ نہیں لکھا ہے۔

اساتذہ ہشیم بن بشیر، ابو بکر بن عیاش، عبداللہ بن ادریس، عقبہ بن خالد، عبدالسلام بن حرب، ابو خالد الاحمر زیاد بن الحسن بن الفرات، ابو معاویہ حفص بن غیاث، ابراہیم بن عیینہ، محمد بن فضیل، عبدالرحمن بن محمد المحاربی مطلب بن زیاد ان کے علاوہ اور بہت سے مشائخ ان کے اساتذہ میں شامل ھیں۔

تلامذہ ان سے اصحاب صحاح ستہ نے اور ان کے علاوہ ابو زرعہ، ابو حاتم، یعقوب الفسوی، ابو بکر بن خزیمۃ ابو یعلی الموصلی، زکریا الساجی، عمر بن محمد بن بجیر، یحییٰ بن محمد بن صاعد، ابو بکر بن ابی داؤد، ابو القاسم البغوی، عبدالرحمن بن ابی حاتم، ھناد بن السری الصغیر اور بہت سے ائمہ نے روایت کی ہے سب سے آخر میں روایت کرنے والا ابراہیم بن عبد الصمد الہاشمی ہیں۔ انہوں نے امالی میں ان سے روایت لی ہے۔

علماء کے اقوال: ابو حاتم الرازی نے کہا ہے کہ یہ اپنے زمانے کے امام ہیں۔ محمد بن احمد بن بلال شطوی کا قول ہے کہ میں نے ان سے زیادہ حافظ کسی کو نہیں دیکھا اور نسائی نے ان کو "صدوق" کہا ہے۔

انہوں نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہر تیس گائے میں یک سالہ بچھڑا یا بچھڑی اور ہر چالیس میں دو سالہ بچھڑا بطور زکوٰۃ واجب ہے۔" ترمذی نے اس حدیث کی اشج کے واسطے سے تخریج کی ہے۔

انہوں نے سب سے پہلے ۱۸۰ھ میں علم حاصل کرنا شروع کیا۔ انکی ایک جلد میں تغیر بھی پائی جاتی ہے۔

وفات ان کی وفات ربیع الاول ۲۵۷ھ میں ہوئی۔ اسوقت ان کی عمر تقریبا ۹۰ سال سے زیادہ تھی۔

---

[1] الانساب ۲۰ ج ۱، اللباب ۶۳ ج ۱، تذھیب التہذیب ۱۴۹ ج ۲، تذکرۃ الحفاظ ۱۰ ج ۲، العبر ۱۵ ج ۲، طبقات الحفاظ ۲۱۸ وخلاصۃ الخزرجی ۱۹۹، وطبقات المفسرین ۲۲۸ ج ۱، وکتاب التعدیل والتجریح ۸۴۸ ج ۲، ورجال البخاری ۹۰۴ ج ۱، ورجال الجمع بین الصحیحین ۲۵۲ ج ۱۔

سیرا علام النبلاء ۱۲/۱۸۲، جرح وتعدیل ۵/۷۳، تہذیب التہذیب ۵/۲۳۶، شذرات الذہب ۲/۱۳۷

عبداللہ بن الصباح[1]

ان کی کنیت ابو محمد اور ہاشمی و بصری نسبت ہے۔ قبیلہ بنی ہاشم کے مولیٰ تھے۔ امام، حافظ حدیث اور ثقہ شمار کیے جاتے ہیں۔

اساتذہ

ہشیم بن بشیر، معتمر بن سلیمان، محمد بن سواء، عبدالعزیز بن عبدالصمد العمی، یزید بن ہارون اور یحییٰ القطان ان کے اساتذہ میں سے ہیں۔

تلامذہ

ان سے ابن ماجہ کے علاوہ اصحاب ستہ نے روایت کی ہے اس کے علاوہ امام الائمۃ ابن خزیمہ، احمد بن عمرو البزاز، ابوبکر بن ابی داؤد، ابو محمد بن صاعد، محمد بن ہارون الرویانی، اور محدثین کی ایک جماعت انکی شاگرد ہے

علماء کے تعریفی اقوال

نسائی اور دیگر محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔ امام ابوحاتم نے صالح کہا ۔ ابن حبان نے بھی ان کو اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے ان سے صحیح بخاری میں چھ اور مسلم نے صحیح مسلم میں تین روایتیں نقل کی ہیں۔

وفات

ان کے انتقال کے متعلق تین قول ہیں (۱) ابن حبان نے سنہ ۲۵۵ھ میں ان کا انتقال ذکر کیا ہے۔ (۲) ابوبکر بن عاصم نے سنہ ۲۵۰ھ میں بتایا ہے۔ (۳) اور ایک محدث السراج کا قول ہے کہ ان کا انتقال سنہ ۲۵۱ھ میں ہوا تھا

---

[1] کتاب الجرح والتعدیل ص۸۸ ج۵، تہذیب التہذیب ص۲۶۲ ج۵، وخلاصۃ الخزرجی ص۲۰۱، وسیر اعلام النبلاء ص۲۳۰ ج۱۲، وتذھیب التہذیب ص۱۵۴ ج۲، وعمدۃ القاری ص۲۵۴ ج۴ ورجال البخاری ص۴۱۱ ج۱، وتقریب التہذیب ص۴۲۳ ج۱ وکتاب التعدیل والتجریح ص۸۳۵ ج۲ الجمع ص۲۵۳ ج۱

عبداللہ بن عبدالوہاب الحجبی البصری ابومحمد[1]

امام بخاریؒ نے کتاب العلم باب لیبلغ الشاہد الغائب اور بعض دوسرے مقامات پر ان کی کل ۳۴ احادیث نقل کی ہیں۔ امام نسائی نے انکی روایات بالواسطہ نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں امام مالک، حماد بن زید، ابن ابی حازم بشر بن المفضل، حاتم بن اسماعیل الدراوردی، عبدالوہاب الثقفی، یزید بن زریع، مروان بن معاویۃ، خالد بن الحارث وغیرہم، ان سے نقل کرنیوالے مندرجہ ذیل ہیں امام بخاری، عمرو بن منصور، ابوحلیۃ، ابومسلم الکشی، اسماعیل سمّویہ، یعقوب بن شیبۃ، محمد بن یحییٰ الذہلی، علی بن عبدالعزیز البغوی، ابوبکر عبداللہ بن محمد بن النعمان الاصبہانی وغیرہم، یحییٰ بن معین ابوحاتم اور ابوداؤد نے ان کو ثقہ اور صدوق قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۲۷ھ یا ۲۲۸ھ کو ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۱۸۵ ج ۳ تہذیب التہذیب ص۳۰۴ ج ۵ کتاب التعدیل والتجریح ص۸۲۱ ج ۲ رجال صحیح البخاری ص۴۱۶ ج ۱، الجمع ص۲۶۶ ج ۱، التقریب ص۴۳۰ ج ۱، الخلاصۃ ص۲۰۵

عبداللہ بن عثمان بن الجبلۃ بن ابی رواد میمون العبدانؒ [۱]

امام بخاری عام طور پر ان کی روایت عبدان کے نام سے ذکر کرتے ہیں۔ ابوعبدالرحمٰن کنیت ہے۔ الازدی العتکی المروزی نسبتیں ہیں، مشہور محدث عبدالعزیز شاذان کے بھائی ہیں یہ دونوں محدث اور شیخ مکہ مکرمہ عبدالعزیز بن ابی رواد کے نواسے ہوتے ہیں۔

ان کی ولادت ۱۴۰ھ میں ہوئی ہے ان کی کنیت اور نام دونوں میں لفظ عبد کی وجہ سے ان کو عبدان کہا جاتا ہے۔ ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

شعبۃ (ان سے صرف ایک حدیث سنی تھی) والدہ عثمان بن جبلۃ ابوحمزہ محمد بن میمون السکری، مالک بن انسؓ۔ عیسیٰ بن عبید، عبداللہ بن المبارک، حماد بن زید، یزید بن زریع وغیرہم

ان سے مندرجہ ذیل مشاہیر احادیث نقل کرتے ہیں۔

امام بخاری، احمد بن شبویہ، احمد بن سیار، محمد بن علی بن الحسن بن شقیق العباس بن مصعب، ابوالموسیٰ محمد بن عمرو، قاسم بن محمد بن الحارث المروزی ابوعلی محمد بن یحییٰ السکری، محمد بن یحییٰ الذہلی، عبیداللہ بن واصل، لیعقوب الفسوی محمد بن عمرو قشمرد وغیرہم۔

امام ذہبی نے لکھا ہے کہ وکان ثقۃً مجوّداً۔ اپنی زندگی میں دس لاکھ درہم صدقہ کیے تھے عبداللہ بن المبارک کی کتابیں ایک قلم سے لکھی تھیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب مجھ سے کوئی اپنی ضرورت کے لیے امداد طلب کرتا ہے تو میں خود حاجت وضرورت پوری کرنے کی کوشش کرتا ہوں، مجھ سے نہ ہو سکے تو مال خرچ کر کے ضرورت والے کی ضرورت کو پورا کرتا ہوں اس سے بھی کام نہ چلے تو پھر دوستوں سے امداد لیتا ہوں اس سے بھی ضرورت پوری نہ ہو تو پھر بادشاہ سے مدد طلب کر کے اس کی ضرورت کو پورا کرتا ہوں۔ ابوعبداللہ الحاکم کا قول ہے کہ عبدان اپنے علاقے کے امام الحدیث تھے۔

شعبان ۲۲۱ھ کو ان کا انتقال ہوا تھا۔

---

[۱] عمدۃ القاری ص۸۲ ج۱ سیر اعلام النبلاء ص۲۷۰ ج۱۰ التاریخ الصغیر ص۳۳۵ ج۲ کتاب الجرح والتعدیل ص۱۱۳ ج۵ المعجم المشتمل ص۱۵۷ تذکرۃ الحفاظ ص۳۷۱ ج۱ الکاشف ص۱۰۸ ج۲ العبر ص۳۸۲ ج۱ تذھیب ص۱۶۵ ج۲، دول الاسلام ص۱۳۳ ج۱ تہذیب التہذیب ص۳۱۳ ج۵ طبقات الحفاظ ص۱۷۳ الخلاصۃ ص۲۰۶ شذرات الذھب ص۴۹ ج۲ رجال صحیح البخاری ص۴۱۸ ج۱۔ الجمع ص۲۵۵ ج۱۔ التقریب ص۴۳۲ ج اکتاب التعدیل ص۸۴۲ ج۲۔

عبداللہ بن عمرو بن ابی الحجاج المقعد ابو معمر[1]

ابو معمر کنیت ہے بصرہ کے رہنے والے تھے المنقری نسبت ہے المقعد کے لقب سے مشہور تھے ان کے دادا ابو الحجاج کا نام میسرۃ تھا، امام بخاری نے کتاب العلم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم علمہ الکتاب اور کتاب الصلوٰۃ باب ان صلّی فی ثواب مصلب او تصاویر اور بعض دوسرے مقامات پر ان کی احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبدالوارث بن سعید۔ ابو الاشہب العطاردی جعفر بن حیان، ملازم بن عمرو، عبثر بن القاسم، عبداللہ بن جعفر المدینی، عبدالعزیز الدراوردی، عبدالوہاب الثقفی وغیرہم،

ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاریؒ، ابوداؤد، حجاج بن الشاعر، الفضل بن سھل، محمد بن یحییٰ، محمد بن وارۃ، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی الحافظ، احمد بن الحسن بن خراش، الرمادی، البرقی، عباس الدوری، ابوزرعۃ الرازی، ابوحاتم الرازی، ابو الاحوص العکبری وغیرہم شامل ہیں۔

امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ ان کے پاس احادیث تو زیادہ نہیں تھیں وہ سب اچھی طرح یاد تھیں عادل اور ضابط و متقن تھے البتہ قدری تھے، یحییٰ بن معین نے ثقہ اور ثبت کہا ہے۔

یعقوب بن شیبۃ، علی بن المدینی، اور العجلی نے بھی ان کو ثقہ اور ثبت قرار دیا ہے۔

ابوحاتم کا قول ہے کہ صدوق، قوی اور متقن تھے۔ ابوزرعۃ کا قول ہے کہ ثقہ اور حافظ تھے۔

ابن خراش کا قول ہے کہ صدوق اور قدری تھے۔

ان کا انتقال ۲۲۴ھ کو ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۱۱ ج ۲، سیر اعلام النبلاء ص۶۲۲ ج ۱۰، کتاب التعدیل والتجریح ص۸۲۵ ج ۲، تاریخ بغداد ص۲۲ ج ۱۰، تذکرۃ الحفاظ ص۴۹۳ ج ۲، تہذیب التہذیب ص۳۳۵ ج ۵، التاریخ الکبیر ص۱۵۵ ج ۵، التاریخ الصغیر ص۳۵۱ ج ۲، کتاب الجرح ص۱۱۹ ج ۵، الجمع ص۲۵۷ ج ۱، المعجم المشتمل ص۱۵۸، تذہیب ص۱۲۹ ج ۲، الکاشف ص۱۱۳ ج ۲، الھدی الساری ص۴۱۳، خلاصۃ ص۲۰۸، شذرات الذہب ص۵۴ ج ۲، رجال صحیح البخاری ص۴۲۱ ج ۱، التقریب ص۴۳۶ ج ۱

عبداللہ بن محمد بن ابی الاسود البصری قاضی ہمدان ابوبکر[۱]

یہ مشہور محدث عبدالرحمٰن بن مہدی کے بھانجے تھے۔ اور ہمدان کے قاضی تھے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان کا نام حمید بن الاسود ہے۔ امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ باب بلا ترجمہ کتاب الحج باب سقایۃ الحاج اور بعض دوسرے مقامات پر ان سے تقریباً بیس حدیثیں نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں ان کے ماموں عبدالرحمٰن بن مہدی کے علاوہ یہ حضرات شامل ہیں۔

ان کے دادا ابوالاسود، مالک، حماد بن زید، جعفر بن سلیمان، یحییٰ بن سعید القطان، قریش بن انس عبدالواحد بن زیاد، الفضل بن العلاء، حرمی بن عمارۃ۔ ابوضمرۃ۔ معاذ بن ہشام وغیرہم۔

ان سے امام ترمذی بواسطہ امام بخاری نقل کرتے ہیں کہ اور بلا واسطہ نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، ابراہیم الحربی، عباس الدوری، یعقوب بن شیبۃ، الذہلی، ابن ابی الدنیا، ابوالاحوص العکبری، اسماعیل بن سمویہ، یعقوب بن سفیان وغیرہم۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں ہے۔

خطیب بغدادی نے حافظ اور متقن کہا ہے۔ ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال بقول امام بخاری ۲۲۳ھ میں ہوا تھا۔

---

[۱] عمدۃ القاری ص۳۸ ج۲، کتاب التعدیل والتجریح ص۸۲۷ ج۲، تاریخ بغداد ص۶۲ ج۱۰، الخلاصۃ ص۲۱۲ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۴۳۶ ج۱، الجمع ص۲۲۶ ج۱، التقریب ص۴۴۶ ج۱، تہذیب التہذیب ص۶ ج۶،

عبداللہ بن محمد بن اسماء بن عبید بن مخارق الضبعی البصری ابو عبدالرحمن [۱]

امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ باب فضل الغسل یوم الجمعۃ وھل علی الصبی شھود یوم الجمعۃ او علی النساء باب الصلاۃ الطالب والمطلوب راکباً وایماءً۔ اور دوسرے مقامات پر ان سے ۲۲ اور امام مسلم نے سترہ احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں ان کے چچا جویریۃ بن اسماء کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات زیادہ مشہور ہیں۔

مہدی بن میمون، حفص بن غیاث، عبداللہ بن مبارک وغیرہم۔

ان سے روایت کرنے والے مندرجہ ذیل مشاہیر ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، (ابوداؤد بعض مقامات پر اور امام نسائی ان سے محمد بن یحییٰ الذہلی وغیرہم کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں)

ابوبکر محمد بن اسماعیل الطبرانی، عباس بن عبدالعظیم، الحسن بن احمد بن حبیب، احمد بن سعد بن ابی مریم سوار بن سہل القرشی، ابوزرعۃ، ابوحاتم، البوشنجی، ابن وارۃ، یعقوب بن شیبۃ، یعقوب بن سفیان، موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن سعد بن ہارون، معاذ بن المثنی۔ ابوخلیفۃ، یوسف بن یعقوب القاضی، الحسن بن سفیان، ابویعلی وغیرہم

ابوزرعۃ نے فرمایا کہ صالح تھے اور ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔

ابوحاتم نے ثقہ کہا ہے، ابووارۃ اور علی بن المدینی نے انکو بصرہ کا سب سے افضل اور اعلیٰ محدث شمار کیا ہے۔ احمد بن ابراہیم الدورقی کا قول ہے کہ میں نے بصرہ میں ان سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۳۱ھ میں ہوا۔

---

[۱] عمدۃ القاری ص۲۲۵ ج۵، ص۳۶۰ ج۵، تہذیب التہذیب ص۵ ج۶، وکتاب التعدیل ص۸۲۶ ج۲، تذکرۃ الحفاظ ص۴۸۹ ج۱، رجال صحیح البخاری ص۴۲۶ ج۱، الجمع ص۲۵۹ ج۱، التقریب ص۴۴۶ ج۱، الخلاصۃ ص۲۱۲

عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن جعفر بن یمان ابو جعفر المسندی الجعفی[1]

یہ بخارا کے رہنے والے تھے۔ المسندی کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں کیونکہ احادیث مسند کی تتبع وتلاش میں ہر وقت سرگرم رہتے تھے۔ سماع حدیث کے لیے اطراف عالم کا سفر کیا تھا ماوراء النہر کے شیخ تھے

ان کے مشاهیر واساتذہ ومشائخ مندرجہ ذیل ہیں

سفیان بن عیینۃ، مروان بن معاویۃ، اسحاق الازرق، فضیل بن عیاض، عبداللہ بن نمیر، عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی صاحب المصنف۔

ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری، محمد بن یحیٰی الذھلی، ابوزرعۃ الرازی، عبیداللہ بن واصل، محمد بن نصر الفقیہ وغیرہم۔

ابوحاتم نے صدوق کہا ہے، ابوعبداللہ الحاکم فرماتے ہیں کہ ماوراء النہر میں یہ اپنے زمانے کے بلاشرکت غیرے امام تھے۔ امام بخاری کے دادا نے ان کے دادا کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا، الحسن بن شجاع نے ان کو علم حدیث کا خزانہ قرار دیا ہے۔

مسندی فرماتے ہیں کہ میں جب اپنے استاذ فُضَیل بن عیاض سے رخصت ہو رہا تھا تو میں نے ان سے نصیحت کی درخواست کی فرمایا کہ دم لیعنی تابع بن کر رہو اور سر یا متبوع مت بنو۔

ان کا انتقال ۲۴ ذی القعدہ ۲۲۹ھ کو ہوا جبکہ بوقت انتقال عمر تقریباً ۹۰ سال تھی۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۱۳۹ ج ۱، سیر اعلام النبلاء ص۶۵۸ ج ۱۰، التاریخ الکبیر ص۱۸۹ ج ۵، التاریخ الصغیر ص۳۵۸ ج ۲، العبر ص۴۰۵ ج ۱ کتاب الجرح والتعدیل ص۱۶۲ ج ۵، تاریخ بغداد ص۴۳ ج ۱۰، المجم ص۲۶۶ ج ۱، المعجم المشتمل ص۱۴۰، تذهیب ص۱۸۳ ج ۲ الکاشف ص۱۲۶ ج ۲، تھذیب التھذیب ص۹ ج ۶، الخلاصۃ ص۲۱۲، شذرات الذھب ص۶۷ ج ۲، التقریب ص۴۴۶ ج ۱، رجال صحیح البخاری ص۴۳۶ ج ۱، کتاب التعدیل ص۸۲۹ ج ۲۔

عبداللہ بن مسلمۃ بن قعنب القعنبی[1]

ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے الحارثی القعنبی المدنی نسبتیں ہیں آخری عمر میں بصرہ اور پھر اس کے بعد مکہ میں رہائش اختیار کی تھی۔ امام ذہبیؒ نے الامام الثبت القدوۃ اور شیخ الاسلام کے القاب کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ موطا کے ناقلین میں سب سے بزرگ تر اور قوی تھے۔

ان کی ولادت سنہ ۱۳۰ھ کے کچھ بعد ہوئی تھی۔

ان کے مشائخ میں افلح بن حمید، ابن ابی ذئب۔ شعبۃ بن الحجاج، اُسامۃ بن زید بن اسلم، داؤد بن قیس الفرا، سلمۃ بن وردان، یزید بن ابراھیم التستری، مالک بن انس۔ نافع بن عمر الجمحی، لیث بن سعد۔ الدراوردی، ابراھیم بن سعد، اسحاق بن ابی بکر المدنی، الحکم بن الصلت، حماد بن سلمۃ، سلیمان بن بلال، عیسیٰ بن حفص بن عاصم بن عمر، سلیمان بن المغیرۃ اور ھشام بن سعد وغیرھم شامل ھیں۔

ان سے نقل کرنے والوں میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، الخریبی، محمد بن سنجر الحافظ، محمد بن یحییٰ الذھلی، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم ابوحاتم الرازی، عبد بن حمید، عمرو بن منصور النسائی، ابوزرعۃ الرازی، محمد بن غالب تمتام، اسماعیل القاضی،

---

[1] عمدۃ القاری ص۱۸۳ ج ۱، سیر اعلام النبلاء ص۲۵۷ ج ۱۰، طبقات ابن سعد ص۳۰۲ ج ۷، التاریخ الکبیر ص۲۱۲ ج ۵، التاریخ الصغیر ص۳۳۵ ج ۲، المعارف لابن قتیبۃ ص۵۲۴، کتاب الجرح و التعدیل ص۱۸۱ ج ۵، الانتقاء ص۶۱، الانساب ص۲۰۸ ج ۱۰، ترتیب المدارک ص۳۹۷ ج ۱، وفیات الاعیان ص۴۰ ج ۳، تذھیب ص۱۸۸ ج ۲، تذکرۃ الحفاظ ص۳۸۳ ج ۱، العبر ص۳۸۲ ج ۱، الکاشف ص۱۳۱ ج ۱، مرآۃ الجنان ص۸۱ ج ۲، الدیباج المذھب ص۴۱۱ ج ۱، العقد الثمین ص۲۸۵ ج ۵، تھذیب التھذیب ص۳۱ ج ۶، طبقات الحفاظ ص۱۶۵، الخلاصۃ ص۲۱۵، شذرات الذھب ص۴۹ ج ۲، شجرۃ النور الزکیۃ ص۵۷ ج ۱، کتاب التعدیل والتجریح ص۸۳۲ ج ۲، رجال صحیح البخاری ص۴۳۰ ج ۱، الجمع ص۲۶۰ ج ۱، التقریب ص۴۴۹ ج ۱۔

محمد بن ایوب الضُریس، عثمان بن سعید الدارمی، محمد بن معاذ درّان، اسحاق بن الحسن الحربی، معاذ بن المثنیٰ، ابومسلم الکجّی، ابوخلیفۃ الجمحی۔

ابوزرعۃ الرازی کا قول ہے کہ میں نے جن اساتذہ سے احادیث لکھی ہیں، میری نظر میں سب میں جلیل القدر، القعنبی ہے۔

ابوحاتم کا قول ہے کہ موطا کے راویوں میں مجھے القعنبی سب سے زیادہ پسند ہے۔ میں نے ان سے زیادہ خشوع والا کسی کو نہیں دیکھا۔

عبدالصمد بن فضل کا قول ہے کہ میری آنکھوں نے القعنبی جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔

علی بن المدینی کا قول ہے کہ موطا کے رُواۃ میں القعنبی پر کسی کو تقدم حاصل نہیں ہے۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ وکیع اور قعنبی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے احادیث بیان کرتے ہیں۔

عمرو بن علی الفلّاس کا قول ہے کہ قعنبی مستجاب الدعا تھے۔ اہل بصرہ انکو ابدال میں سے جانتے تھے۔

عبداللہ الخریبی کا قول ہے کہ قعنبی اپنے استاذ مالک سے بھی بہتر تھے۔

امام مالکؒ نے ان کو خیر اہل الارض فی زمانہ کہا، یعنی روئے زمین پر اپنے زمانے کے سب سے بہتر آدمی

اِن کا انتقال محرم ۲۲۱ھ میں ہوا تھا۔

عبداللہ بن یزید العدوی البصری المکی المقری ابو عبدالرحمٰن [1]

یہ آلِ عمرؓ کے موالی میں سے تھے۔ یہ اہواز کے رہنے والے تھے۔ پھر ان کا خاندان بصرہ منتقل ہوا اور پھر یہ وہاں سے مکہ مکرمہ منتقل ہو گئے۔ امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ باب بین کل اذانین صلوٰۃ اور باب المداومۃ علی رکعتی الفجر ذبائح۔ تفسیر احکام میں ان سے کل بارہ احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں امام اعظم نعمانؒ بن ثابت الکوفی ابو حنیفہ کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔
کہمس بن الحسن، موسیٰ بن علی بن رباح، ابن عون، سعید بن ابی ایوب، عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم، اللیث بن سعد عبداللہ بن لہیعۃ، حرملۃ بن عمران، شعبۃ وغیرہم۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں،

امام بخاری، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، علی بن المدینی، ابو خیثمہ، ابوبکر بن ابی شیبۃ، ابو قدامۃ، عبد بن حمید، محمد بن عبداللہ بن نمیر، محمد بن یحیٰی بن ابی عمر، ہارون الحمال، محمد بن حمید المسرادی، یحیٰی بن موسیٰ البلخی، ابراہیم بن عبداللہ بن المنذر الصنعانی، الحسن بن علی الخلال، حامد بن یحیٰی البلخی، سلمۃ بن شبیب، عبداللہ بن الجراح القہستانی عبیداللہ بن عمر القواریری، احمد بن نصر النیسابوری، محمد بن یونس النسائی، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم، محمد بن یحیٰی الذہلی، نصر بن علی الجہضمی، جعفر بن مسافر التنیسی، عباس بن محمد الدوری، عبدالرحمٰن بن حسین الھروی، عبداللہ بن فضالۃ، علی بن الحسن الھلالی، علی بن میمون الرقی ابنہ محمد بن عبداللہ، بشر بن موسیٰ بن شیخ بن صالح، علی بن نصر الجہضمی، محمد بن الہیثم، بن العلاء الشامی، محمد بن عوف الطائی، نصیر بن الفرج الثغری، وغیرہم۔

امام بخاری نے بعض مقامات پر اور باقی صحاح کے مصنفین ان سے بالواسطہ نقل کرتے ہیں۔ ابوحاتم نے صدوق کہا ہے۔ امام نسائی اور الخلیلی نے ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔
ان کا انتقال ۲۱۲ھ یا ۲۱۳ھ میں ہوا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص ۳۸ ج ۴، تہذیب التہذیب ص ۸۳ ج ۶، کتاب التعدیل ص ۸۵۴ ج ۲، الجمع ص ۲۶۲ ج ۱، رجال صحیح البخاری ص ۴۳۵ ج ۱، التقریب ص ۴۶۳ ج ۱، الخلاصۃ ص ۲۱۹،

عبداللہ بن منیر [1]

ان کی کنیت ابو عبدالرحمٰن اور نسبت مروزی ہے۔ امام، حافظ، حدیث، مقتدا، اور علم کے لیے بہت سفر کرنے والے تھے۔ ان کو بکثرت احادیث یاد تھیں امام ذہبی نے ان کو الحافظ اور الحجۃ القدوۃ الامام کے القاب سے ذکر کیا ہے۔

اساتذہ

ان کے اساتذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

نضر بن شمیل، عبدالرزاق، یزید بن ہارون، سعید بن عامر، عبداللہ بن بکر السہمی، وہب بن جریر ابوالنضر اور ان کے طبقہ کے محدثین عظام۔

تلامذہ۔

ان سے بخاری، ترمذی، نسائی، اسماعیل بن السمیدع، عبدان بن محمد المروزی اور ہبیرۃ بن الحسن، البغوی نے روایت کی ہے۔

ان کے بارے میں علماء کے تعریفی اقوال

نسائی نے کہا ہے کہ ثقہ ہیں اور فربری نے کہا ہے کہ میں نے اپنے بعض اصحاب کو کہتے سنا کہ امام بخاری کہا کرتے تھے کہ میں نے عبداللہ بن منیر جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ فربری کہتے ہیں کہ یہ فربر میں رہا کرتے تھے یعقوب بن اسحٰق سے منقول ہے کہ میں نے یحییٰ بن بدر القرشی سے سنا ہے کہ عبداللہ بن منیر نماز سے پہلے فربر میں ہوتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو لوگ انھیں "آمل" کی مسجد میں موجود پاتے۔ لوگوں کا کہنا تھا کہ یہ پانی پر چلتے ہیں۔ ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ پانی پر چلنے کا تو مجھے علم نہیں کہ کیسے ہوتا ہے۔ ہاں جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں تو

---

[1] التاریخ الکبیر ج۵ ص۲۱۲، کتاب الجرح و التعدیل ج۵ ص۱۸۱، تذہیب التہذیب ج۲ ص۱۹۰، العبر ج۱ ص۴۳۶، تہذیب التہذیب ج۶ ص۴۳، وخلاصۃ للخزرجی ص۲۱۶، وسیر اعلام النبلاء ج۱۲ ص۳۱۶، وتقریب ج۱ ص۴۵۲، وشذرات الذہب ج۲ ص۹۹، والمنتظم ج۵ ص۳۰، الجمع ج۱ ص۲۶۷، ورجال البخاری ج۱ ص۴۳۱، وکتاب التعدیل والتجریح ج۲ ص۸۳۳۔ وعمدۃ القاری ج۲ ص۳۹۷

۲

نہر کے دونوں کنارے جمع فرما دیتے ہیں یہاں تک کہ انسان بعافیت نہر عبور کر لیتا ہے۔

ان کے بارے میں منقول ہے کہ یہ جب مجلس برخاست کرتے تو اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جنگل کی طرف نکل جاتے اور وہاں سے اشنان وغیرہ جیسی کوئی چیز اکٹھی کر کے لاتے اور بازار میں بیچ کر اس سے گذر بسر کرتے تھے۔ ایک دن اپنے ساتھیوں کے ساتھ حسبِ معمول جنگل کو نکلے تو دیکھا کہ ایک شیر تاک میں بیٹھا ہے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا اور خود شیر کے قریب چلے گئے نہ معلوم اس سے کیا کہا کہ شیر چپ چاپ اٹھ کر چلا گیا۔

ابن راہویہ سے پوچھا گیا کہ کیا آدمی کے لیے بغیر توشہ ساتھ لیے بیابان میں چلے جانا جائز ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر عبداللہ بن منیر جیسا ہو تو جائز ہے۔

وفات

فربری نے کہا ہے کہ انہوں نے "فربر" میں سا۲۴۱ھ میں انتقال کیا اور ہبۃ اللہ الدکائی سے منقول ہے کہ ان کی وفات ربیع الآخر ۲۴۳ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

عبداللہ بن یوسف التنّیسی الدمشقی الکلاعی [1]

ابومحمد کنیت ہے امام بخاری نے بدء الوحی کتاب العلم کتاب الجہاد کتاب التوحید اور بعض دوسرے مقامات پر ان کی روایات ذکر کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

سعید بن عبدالعزیز۔عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر، سعید بن لبشیر، مالک بن انس، لیث بن سعد، معاویۃ بن یحییٰ الطرابلسی، عبداللہ بن سالم الحمصی، یحییٰ بن حمزۃ، صدقۃ بن خالد، محمد بن مہاجر، ولید بن محمد الموقری بکر بن مضر،

ان سے مندرجہ ذیل حضرات نقل کرتے ہیں۔

امام بخاری، یحییٰ بن معین، محمد بن یحییٰ الذہلی، ابواسحاق الجوزجانی، اسماعیل سمویہ ابوحاتم، یعقوب الفسوی احمد بن عبدالواحد بن عبود، یحییٰ بن عثمان بن صالح، ابویزید القراطیسی، اسحاق بن سیار النصیبی، بکر بن سہل الدمیاطی، ابوبکر الصاغانی، الربیع بن سلیمان المرادی وغیرہم۔

یحییٰ بن معین نے ان کو اور قعنبی کو موطا امام مالک کے راویوں میں سب سے اثبت قرار دیا ہے ایک اول قول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ روئے زمین پر موطا نقل کرنے والوں میں ان سے زیادہ اوثق کوئی نہیں۔امام بخاریؒ کا قول ہے کہ یہ اہل شام کے اثبت لوگوں میں سے تھے، امام ابوحاتم نے ثقہ اور ابن عدی نے صدوق خیرٌ فاضل کہا ہے، ابن یونس نے ثقہ اور حسن الحدیث کہا ہے،

ان کا انتقال بقول احمد بن البرقی ۲۱۸ھ میں ہوا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۴۰ ج۱ سیر اعلام النبلاء ص۳۵۷ ج۱۰ التاریخ الکبیر ص۲۳۳ ج۵ التاریخ الصغیر ص۳۳۸ ج ۲ کتاب الجرح والتعدیل ص۲۰۵ ج۵ الجمع ص۲۶۸ ج۱ الانساب ص۹۶ ج۳، تذہیب ص۱۹۶ ج۲، تذکرۃ الحفاظ ص۴۰۳ ج ۱ العبر ص۳۷۳ ج۱، المعجم المشتمل ص۱۶۳، الکاشف ص۱۳۵ ج۲ میزان الاعتدال ص۵۲۸ ج۲، تہذیب ص۸۶ ج ۶ طبقات الحفاظ ص۱۷۲ حسن المحاضرۃ ص۳۴۶ ج۱، الخلاصۃ ص۲۱۹، شذرات الذہب ص۴۴ ج ۲ کتاب التعدیل ص۸۵۳ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۴۳۵ ج۱، التقریب ص۴۶۳ ج۱۔

عبدالرحمٰن بن ابراہیم دحیم [1]

پورا نام عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن عمرو بن میمون ہے۔ کنیت ابو سعید اور نسبت دمشقی ہے۔

ولادت: ابن عمرو نے کہا ہے کہ ان کی پیدائش سن ۱۷۰ھ میں ہوئی

اساتذہ: ان کے اساتذہ میں سفیان بن عیینہ، مروان بن معاویہ، ولید بن مسلم، سعید بن عبدالعزیز، اسحاق بن یوسف الرزاق، محمد بن شعیب، عمرو بن عبدالواحد، شعیب بن اسحاق، ابی حمزۃ انس بن عیاض، عمر بن ابی سلمۃ، ابو مسہر حجاز، شام، مصر، کوفہ اور بصرہ کے بہت سے دوسرے محدثین کا نام آتا ہے۔ تصنیف و تالیف، جرح و تعدیل اور تصحیح و تعلیل میں اپنے ہمعصروں میں سے ممتاز ہیں۔ صحیح بخاری الادب میں ان کی روایت ہے۔

تلامذہ: ان کے شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے، مشہور کے نام یہ ہیں۔

بخاری، ابوداؤد، نسائی، قزوینی، ابو محمد دارمی، ابوحاتم، ابوزرعہ رازی، ابوزرعہ دمشقی، بقی بن مخلد، ابراہیم الحربی، احمد بن العلی، ان کے بیٹے عمرو اور ابراہیم۔ محمد بن محمد الباغندی، احمد بن ایوب، زکریا خیاط السنۃ، محمد بن خریم العقیلی، ابن قتیبہ العسقلانی، عبیداللہ بن عتاب الزفتی، جعفر، فریابی، محمد بن بشر بن مامویہ، اور بہت سے دوسرے ائمہ حدیث،

علماء کی آراء: ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ یہ "دحیم" سے مشہور تھے، میں نے اپنے والد ابوحاتم کو کہتے سنا کہ دحیم صحیح و ضعیف احادیث میں تمیز دینے والے، ان کو ضبط کرنے والے اور ثقہ تھے۔ نسائی نے کہا ہے کہ یہ ثقہ اور مامون ہیں۔ حاکم کہتے ہیں کہ یہ ایک عرصہ تک "رملہ" کے قاضی رہے ہیں۔ ان سے محمد بن یحیٰی الذہلی اور حسن بن حسیب المعمری نے روایت کی ہے۔

خطیب بغدادی سے منقول ہے کہ انہوں نے عرصہ تک بغداد میں احادیث بیان کیں۔ چنانچہ اہل بغداد میں سے حسن زعفرانی، رمادی، عباس الدوری اور ابراہیم الحربی نے ان سے روایت کی ہے یہ اوزاعی کے مذہب پر عمل کرتے تھے۔

وفات: انہوں نے بروز ہفتہ رمضان ۲۴۵ھ میں انتقال کیا۔

---

[1] التاریخ الکبیر ص۲۵۶ ج۵، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۱۱ ج۵، طبقات الحنابلۃ ص۲۰۲ ج۱، الانساب ص۳۱۹ ج۵، سیر ص۵۱۵ ج۱، تہذیب التہذیب ص۱۳۱ ج۶، تاریخ بغداد ص۲۶۵ ج۱۰، میزان الاعتدال ص۵۴۶ ج۲، العبر ص۴۲۵ ج۱، طبقات الحفاظ ص۲۰۸ خلاصۃ ص۲۲۳ - غایۃ النہایۃ ص۳۶۱ ج۱، شذرات الذہب ص۱۰۸ ج۲، کتاب التعدیل والتجریح ص۸۵۹ ج۲ طبقات المفسرین ص۲۶۱ ج۱، رجال صحیح البخاری ص۴۴۲ ج۱، الجمع ص۲۹۱ ج۱، الکاشف ص۱۳۷ ج۲،

عبدالرحمٰن بن بشر [1]

ان کا پورا نام عبدالرحمٰن بن بشر بن الحکم بن حبیب بن مہران ہے۔ کنیت ابو محمد اور نسبت عبدی اور نیشاپوری ہے۔ امام، حافظ اور محدث تھے۔ ان کے والد ابو عبدالرحمٰن بشر بن الحکم بھی فقہائے، حفاظ اور ثقات زاہدین میں سے تھے۔

ولادت

ان کی پیدائش ۱۸۰ھ کے بعد ہوئی ہے۔

اساتذہ

مندرجہ ذیل کبار محدثین ان کے اساتذہ ہیں۔

سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن سعید، وکیع بن الجراح، بھز بن اسد، عبدالرزاق بن ہمام، معن بن عیسیٰ یعلی بن عبید، محمد بن عبید، عبداللہ بن الولید العدنی، حسین بن الولید النیساپوری، علی بن حسین بن واقد، حفص بن عبداللہ اور حفص بن عبدالرحمٰن۔

تلامذہ

ان کے شاگردوں میں بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ۔ ابوبکر بن ابی داؤد، ابن خزیمہ، ابن صاعد، ابوعوانہ الاسفرائینی، مکی بن عبدان، ابوحامد بن بلال، ابو محمد الجارود کے نام ملتے ہیں۔ ان سے ان کے والد کے چچازاد بھائی حافظ ابو احمد، محمد بن عبدالوہاب بن حبیب الفرأ نے بھی روایت کی ہے ان سے یوں منقول ہے کہ میں نے اپنے بھتیجے عبدالرحمٰن کو کہتے سنا کہ ہم ابن معدی کے پاس احادیث لکھا کرتے تھے اور ان کے والد حمام میں لہو لعب میں مشغول ہوتے۔

ع۱ سیر اعلام النبلاء ص۳۳۰ ج۱۲ وکتاب الجرح والتعدیل ص۲۱۵ ج۵ وتاریخ بغداد ص۲۷۱ ج۱۰ و ص۲۷۲ ج۱۰ وتہذیب التہذیب ص۱۴۳ ج۶ تذہیب التہذیب ص۲۰۵ ج۲ وخلاصۃ الخزرجی ص۲۲۳ والمنتظم ص۲۵ ج۵ وعمدۃ القاری ص۲۳۳ ج۹ وتقریب التہذیب ص۴۷۳ ج۱، الجمع ص۲۸۳ ج۱ وکتاب التعدیل والتجریح ص۸۶۳ ج۲، ورجال البخاری ص۴۵۲ ج۱

۲

ابن بشر کی آواز بہت عمدہ تھی۔ خراسان کا امیر عبداللہ بن طاہر رات کے وقت بھیس بدل کر ان کی قرأت سننے کی غرض سے ان کی مسجد میں حاضر ہوا کرتا تھا۔

چند حالات اور علماء کے تعریفی اقوال۔

عبدالرحمن بن بشر خود کہتے ہیں کہ یحییٰ القطان نے مجھے اپنی مجلس میں کھڑا کیا اور حاضرین سے کہا کہ یہ بچہ تم سے جو کچھ بیان کرے اس کی تصدیق کرو اس لیے کہ یہ بہت دانا ہے۔

ان کے والد نے ان پر بہت توجہ دی، سفر میں ان کو ساتھ رکھا اور بڑے بڑے علماء سے شرف لقاء حاصل کیا۔ عبدالرحمن خود کہتے ہیں کہ میرے والد مجھے اپنے کندھے پر بٹھا کر سفیان بن عیینہ کی مجلس میں لے گئے اور کہا کہ اے اصحاب حدیث کے گروہ، میں بشر بن الحکم ہوں۔ میرے والد نے سفیان بن عیینہ سے احادیث سنیں تھیں۔ اس کے بعد میں نے بھی ان سے احادیث کا سماع کیا اور خراسان میں ان کی احادیث کو بیان کرتا رہا۔ اب یہ میرا بیٹا ہے اس نے بھی ان سے احادیث سن لی ہیں، ذہبی کہتے ہیں کہ ان کے والد نے ان کو ۱۹۳ھ میں ساتھ لے کر سفر کیا تھا۔ یہ اس وقت قریب البلوغ تھے۔

ابو عمرو بن حمدان کہتے ہیں کہ ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا کہ امیر خراسان عبداللہ بن طاہر نے ایک مرتبہ حکم دیا کہ نیشا پور کے بڑے بڑے علماء کے نام لکھ کر دکھائے جائیں تو سو آدمیوں کے نام لکھ کر دکھائے گئے اور پیش کیے گئے تو اس نے کہا کہ ان میں سے چوٹی کے دس علما کو چنا جائے تو دس علماء کے نام لکھ کر دکھلائے گئے۔ اس نے پھر حکم دیا کہ ان دس میں سے چار بڑوں کو منتخب کیا جائے تو ان چار میں سے ایک عبدالرحمن بن بشر بھی تھے۔

محمود بن والان کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن بشر کو کہتے سنا کہ میں نے ابن عیینہ کو سنا کہہ رہے تھے کہ اللہ کا غصہ ایسی بیماری ہے کہ اس کا کوئی علاج نہیں۔ ذہبی فرماتے ہیں کہ اس کی ایک دوا ہے یعنی سحر کے وقت استغفار کی کثرت اور سچی توبہ۔

روایت ہے کہ امیر عبداللہ بن طاہر نے ایک مرتبہ کہا کہ خراسان میں ابن بشر سے بڑھ کر کوئی عقلمند نہیں۔

مسدد بن قطن کہتے ہیں کہ جب محمد بن یحییٰ وفات پا گئے تو امام مسلم نے میرے ماموں عبدالرحمن بن بشر کے لیے ایک مجلس منعقد کی وہاں احمد بن سلمۃ بھی موجود رہا کرتے تھے اور امام مسلم نے اپنی "صحیح" میں سماع کی جو شرط لگائی ہے اسے پورا کرنے کے لیے ابن بشر سے املاء کی درخواست کرتے تو عبدالرحمن ان کو املاء کرایا کرتے تھے حالانکہ اس سے پہلے انہوں نے کسی کو املاء نہیں کرایا۔

۳

وفات

حاکم نے کہا ہے کہ میں نے ابو عمرو المستملی کے ہاتھ سے لکھا ہوا دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن بشر نے بدھ کی رات ۱۸۔ ربیع الثانی سن ۲۶۰ھ کو وفات پائی۔ ان کی نماز جنازہ محمد بن عبدالوہاب نے چار تکبیروں اور ایک سلام کے ساتھ پڑھائی۔ اس کے بعد یحییٰ بن الذہلی ایک بڑے مجمع کے ساتھ ان کی قبر پر آئے اور نماز پڑھائی۔

عبد السلام بن مطہر بن حسام بن مصک بن ظالم بن شیطان [1]

ان کی کنیت ابوظفر ہے، الازدی البصری کنیت ہے،

امام بخاری نے کتاب الایمان باب الدین یُسر اور کتاب الرقاق میں انکی روایات نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں شعبۃ جریر بن حازم، مبارک بن فضالۃ، موسیٰ بن خلف العمیؔ اور سلیمان بن المغیرۃ وغیرہم شامل ہیں۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، اسماعیل سمویہ، ابوحاتم، ابراہیم الحربی، احمد بن زہیر، احمد بن داؤد المکی، عثمان بن خرزاذ، محمد بن حیان المازنی، ابوخلیفۃ الجمحی وغیرہم۔

امام ابوداؤد نے محمد بن المثنیٰ کے واسطے سے بھی ان کی روایات نقل کی ہیں۔

ابوحاتم نے صدوق کہا ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال رجب ۲۲۴ھ میں ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۰ ج۱، وص۲۱۲ ج۱۸، وتہذیب التہذیب ص۳۲۵ ج۶ وسیر اعلام النبلاء ص۳۳۶ ج۹ کتاب التعدیل والتجریح ص۹۱۲ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۴۸۷ ج۲، الجمع ص۳۳۳ ج۱، التقریب ص۵۰۷ ج۱، الکاشف ص۱۷۳ ج۲، التاریخ الکبیر ص۶۷ ج۶، کتاب الجرح والتعدیل ص۴۸ ج۶، تذھیب ص۲۳۸ ج۲، المعجم المشتمل ص۱۷۲، خلاصۃ ص۲۳۸۔

عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن محمد بن شیبۃ الحزامی المدنی ابوبکر[1]

یہ بنو حزام کے موالی تھے نسبت ولاء کے اعتبار سے ان کی طرف منسوب ہو کر الحزامی کہلاتے ہیں، امام بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب الاطعمۃ میں ان کی احادیث کی تخریج کی ہے

ان کے مشائخ میں ابن ابی فدیک، ابونباتہ یونس بن یحیٰی۔ عبدالرحمٰن بن المغیرۃ الحزامی، اسماعیل بن قیس بن سعد بن زید بن ثابت۔ زیاد بن نصر الوادی، عبداللہ بن نافع الصائغ ولید بن مسلم وغیرہم۔

ان کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔

امام بخاری، ابوزرعۃ الرازی، ابومعین الرازی، الربیع بن سلیمان المرادی، عبداللہ بن شبیب المدنی محمد بن یزید الاسقاطی، علی بن احمد الجوازی، الفضل بن محمد بن المسیب وغیرہم

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان ذکر کیا ہے۔

امام بخاری نے ان سے صرف دو حدیثیں متابعتاً نقل کی ہیں۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۲۳ ج ۱۳، رجال صحیح البخاری ص۴۳۹ ج ۱، تہذیب التہذیب ص۲۲۱ ج ۶ کتاب التعدیل ص۸۱ ج ۲، کتاب الجرح ص۲۵۹ ج ۵

عبدالرحمٰن بن المبارک بن عبداللہ العیشی[1]

العیشی الطفاوی اور السدوسی ان کی نسبتیں ہیں ابوبکر کنیت ہے امام بخاری نے کتاب الایمان باب "وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا" اور بعض دوسرے مقامات پر ان کی روایتیں نقل کی ہیں

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

وہیب بن خالد، ابوعوانہ، فضیل بن سلیمان، حماد بن زید، حزم القطعی، سفیان بن حبیب، عبدالوارث بن سعید، یحییٰ بن سعید القطان، خالد بن الحارث وغیرہم۔

ان سے روایت نقل کرنے والوں میں مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، عمرو بن منصور، معاویۃ بن صالح الاشعری، ابوزرعۃ، ابوحاتم، یعقوب بن سفیان، ابوالاحوص العکبری۔ ابراہیم بن الجنید، عثمان بن خرزاذ، محمد بن علی بن میمون الرقی، احمد بن ابراہیم الدورقی، جعفر الطیالسی عباس الدوری، حرب بن اسماعیل الکرمانی، محمد بن ایوب الضریس، معاذ بن المثنیٰ، اسماعیل بن عبداللہ سمویہ ابومسلم الکجی، اسحاق بن الحسن الحربی، ابوخلیفۃ الفضل بن الحباب وغیرہم۔

امام نسائی نے ان سے بالواسطہ روائتیں نقل کی ہیں۔

ابوحاتم اور عجلی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کو ذکر کیا ہے۔

امام بخاری نے ان سے کل دس احادیث نقل کی ہیں۔

ان کا انتقال ۲۲۸ھ میں ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۰ ج۱، تہذیب التہذیب ص۲۳۵ ج۶، کتاب التعدیل والتجریح ص۸۶۶ ج۲، الجمع ص۲۹۳ ج۱، رجال صحیح البخاری ص۴۵۵ ج۱، التقریب ص۴۹۶ ج۱، الکاشف ص۱۶۲ ج۲، الخلاصۃ ص۲۳۲ التاریخ الکبیر ص۳۵۱ ج۵، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۹۲ ج۵.

عبدالرحمٰن بن یونس بن ہاشم الرومی ابومسلم المستملی[1]

بغداد کے رہنے والے تھے۔ ابوجعفر المنصور خلیفہ عباسی کے موالی میں سے تھے اور سفیان بن عیینۃ کے مستملی تھے ابومسلم کنیت تھی، ان کی ولادت ۱۹۴ھ میں ہوئی تھی۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات کے اسماء گرامی مذکور ہیں۔

سفیان بن عیینۃ، ابن ابی فدیک، حاتم بن صفوان الاموی، عبداللہ بن ادریس وغیرہم

ان کے تلامذہ اور شاگرد مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

امام بخاری، ابراہیم الحربی، محمد بن سعد، ابوحاتم الرازی، ابوزرعۃ الرازی، ابن ابی الدنیا حنبل بن اسحاق، عباس الدوری، محمد بن غالب احمد بن یحییٰ الحلوانی وغیرہم۔

ابوحاتم نے صدوق کہا ہے، ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے

محمد بن عبدالرحیم۔ الآجری اور حاکم نے ان پر کچھ کلام کیا ہے۔

امام بخاری نے ان سے چار روائتیں نقل کی ہیں جن میں ایک کتاب الوضوء باب بلاترجمۃ اور ایک کتاب الحج باب حج الصبیان میں ہے۔

ان کا انتقال ۲۲۴ھ یا ۲۲۵ھ میں ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۳۸۳ ج۲، تہذیب التہذیب ص۳۰۲ ج۶، کتاب التعدیل والتجریح ص۸۸۳ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۴۶۰ ج۱، الجمع ص۲۹۳ ج۱، التقریب ص۵۰۳ ج۱، الکاشف ص۱۲۹ ج۲۔

عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن محمد بن زیاد المحاربی ابو زیاد الکوفی ؎۱

امام بخاری نے باب وقت العشاء الی نصف اللیل اور بعض دوسرے مقامات پر ان سے روایات نقل کی ہیں، صحیح بخاری میں ان کی پانچ روایتیں ہیں۔

ان کے اساتذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبدالرحمٰن بن محمد والدہ، زائدہ بن قدامۃ، مبارک بن فضالۃ، سلیمان بن المغیرۃ، شریک بن العلاء بن معلل المحاربی وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے یہ حضرات ہیں۔

امام بخاری، ابو کریب، ابو بکر بن ابی شیبۃ، عبد بن حمید، محمد بن عبداللہ بن نمیر، احمد بن ابراہیم الدورقی، محمد بن جابر بن بجیر، ابو عمرو بن ابی عروۃ وغیرہم۔

امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ان کی روایات ابو کریب کے واسطے سے نقل کی ہیں۔

ابوزرعہؒ نے ان کے متعلق شیخ فاضل ثقہ کہا ہے۔

ابوداؤد کا قول ہے کہ نیک آدمی تھے اور اپنے والد سے زیادہ ثقہ تھے۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن حجر نے ثقہؒ صدوق اور ابن قانع نے صالح کہا ہے۔

ان کا انتقال شعبان یا رمضان ۲۱۱ھ میں ہوا تھا۔

؎۱ کتاب التعدیل والتجریح ص۹۱۳ ج۲، تہذیب التہذیب ص۳۰۶ ج۶، رجال صحیح البخاری ص۴۸۸ ج۲، عمدۃ القاری ص۲۲۳ ج۴
الجمع ص۳۲۵ ج۱، التقریب ص۵۱۶ ج۱، الکاشف ص۱۸۲ ج۲، مشاہیر علماء الامصار ص۱۳۹

عبدالعزیز بن عبداللہ بن یحییٰ بن عمرو بن اویس بن سعد بن ابی سرح[1]

القرشی، العامری، الاویسی المدینی ان کی نسبتیں ہیں اور ابوالقاسم کنیت ہے۔

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری، کتاب العلم، باب الحرص علی الحدیث اور بعض دوسرے مقامات پر ان کی احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات زیادہ مشہور ہیں۔

عبدالعزیز الماجشون، محمد بن جعفر بن ابی کثیر، نافع بن عمر الجمحی، مالک بن انس، عبداللہ بن جعفر المخرمی، عبداللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر، عبداللہ ابن لہیعۃ، سلیمان بن بلال، ابراہیم بن سعد وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والوں کے اسماء یہ ہیں۔

امام بخاری، ہارون الحمال، محمد بن یحییٰ الذہلی، عبداللہ بن ابی زیاد القطوانی، ابوزرعۃ، ابوحاتم، عبداللہ بن شبیب، محمد بن اسماعیل الترمذی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ ان سے بالواسطہ نقل کرتے ہیں۔

امام ذہبیؒ نے الامام الحجۃ کے القاب کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔

امام ابوداؤدؒ نے ثقہ کہا ہے

ابوحاتم نے صدوق کہا ہے، ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کی تاریخ انتقال کے متعلق کچھ صراحت نہیں ہے۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۸۳ ج۲ وسیر اعلام النبلاء ص۳۸۹ ج۱۰، التاریخ الکبیر ص۱۳ ج۶، کتاب الجراح والتعدیل ص۳۸۸ ج۵، الجمع ص۳۱۱ ج۱، المعجم المشتمل ص۱۷۲، تذہیب ص۲۳۲ ج۲، میزان الاعتدال ص۶۳۰ ج۲، الکاشف ص۲۰۰ ج۲ المغنی فی الضعفاء ص۳۹۸ ج۲، تہذیب التہذیب ص۳۴۵ ج۶، خلاصۃ ص۲۴۰، کتاب التعدیل والتجریح ص۸۹۸ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۴۷۲ ج۱، التقریب ص۵۱۰ ج۱۔

عبد الغفار بن داؤد بن مہران بن زیاد بن رواد بن ربیعہ بن سلیمان بن عمیر البکری ابو صالح[1]

ان کی نسبت الحرانی بھی ہے جس کو یہ ناپسند کیا کرتے تھے۔ حنفی فقیہ تھے۔ خلیفہ مامون جب مصر گئے تھے تو ان کو اپنی مجلس میں بلایا کرتے تھے۔ امام بخاریؒ نے کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر اور کتاب البیوع میں ان سے کل تین روایتیں نقل کی ہیں۔

ان کی ولادت ۱۴۰ھ میں ہوئی تھی۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

یعقوب بن عبد الرحمٰن القاری، عبد اللہ بن لہیعۃ، حماد بن سلمۃ۔ لیث بن سعد، عیسیٰ بن یونس، غوث بن سلیمان نوح بن قیس الحدانی، سفیان بن عیینہ، شریک، اسماعیل بن عیاش، زہیر بن معاویۃ وغیرہم۔

ان سے مندرجہ ذیل حضرات نقل کرتے ہیں۔

امام بخاری، ابراہیم بن سعید الجوہری، محمد بن عوف الطائی۔ یحییٰ بن بن ایوب المصری العلاف، حرملۃ بن یحییٰ، ابو زرعۃ الدمشقی، ابو حاتم۔ عثمان الدارمی، الصاغانی، الذہلی، یحییٰ بن معین، ابراہیم بن ابی داؤد البرسی، الاثرم عبد اللہ بن حماد الآملی، عبید بن عبد الواحد البزار، عمرو بن ابی الطاہر بن السرح۔ یحییٰ بن عثمان بن صالح، احمد بن حماد زغبۃ، ابو الزنباع، روح بن الفرج، المقدام بن ابی داؤد الرعینی، وغیرہم۔

ابو حاتم کا قول ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔ اور صدوق تھے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال مصر میں ۲۲۴ھ یا ۲۲۵ھ یا ۲۲۸ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص ۳۹ ج ۱۰، تہذیب التہذیب ص ۳۶۵ ج ۶، کتاب التعدیل والتجریح ص ۹۱۹ ج ۳، رجال صحیح البخاری ص ۹۷ ج ۲، الجمع ص ۳۲۹ ج ۱، التقریب ص ۵۱۲ ج ۱، الکاشف ص ۱۶۹ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ص ۵۵ ج ۶۔

عبد القدوس بن محمد بن عبد الکبیر البصری ابوبکر[1]

الحبسابی المعولی اور البصری نسبتیں ہیں ابوبکر کنیت ہے۔ امام بخاری نے ردۃ کے باب میں ان سے روایات نقل کی ہیں۔

بخاری نے ان سے کل چار احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں ان کے والد کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

صالح عمہ، عبد اللہ بن داؤد الخریبی، بشر بن عمر الزہرانی، عمرو بن عاصم، محمد بن جہضم، علی بن المدینی، ابن نجیح، حجاج بن منہال، داؤد بن شبیب وغیرہم۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

امام بخاری، ترمذی، النسائی، ابن ماجہ، احمد بن منصور الرمادی، ابن ابی الدنیا، عمر بن محمد بن بجیر، ابوحاتم، محمد بن علی الحکیم، عبدان الاہوازی، ابوبکر بن ابی داؤد، ابوبکر بن صدقۃ البغدادی، ابوالقاسم الجصاص، القاسم بن زکریا المطرز، محمد بن ہارون الرویانی، احمد بن یحییٰ بن زہیر التستری، ابوعروبۃ الحرانی، یحییٰ بن صاعد وغیرہم۔

ابوحاتم نے صدوق کہا ہے اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر ہے۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۷۹ ج۱۹، تہذیب التہذیب ص۳۷۰ ج۶، رجال صحیح البخاری ص۴۸۹ ج۲، الجمع ص۳۲۳ ج۱، التقریب ص۵۱۵ ج۱، الکاشف ص۱۸۰ ج۲، کتاب التعدیل ص۹۱۵ ج۲، کتاب الجرح ص۵۷ ج۶۔

عبدالقدوس بن الحجاج الخولانی الحمصی ابوالمغیرۃ[۱]

امام بخاری نے جزاء الصید اور بدء الخلق کے ابواب میں ان سے حدیثیں نقل کی ہیں۔ صحیح بخاری میں ان کی کل تین احادیث ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

حریز بن عثمان، صفوان بن عمرو، المسعودی، ابوبکر بن ابی مریم، سعید بن عبدالعزیز، عفیر بن معدان، السری بن ینعم الجیلانی، عبداللہ بن سالم الاشعری، عبداللہ بن علی بن یزید، الاوزاعی، عتبۃ بن ضمرۃ بن حبیب، ولید بن سلیمان بن ابی زینب، عبدالملک بن حمید بن ابی غنیۃ، معان بن رفاعۃ، یزید بن عطاء الیشکری وغیرہم

ان سے امام بخاریؒ کے علاوہ صحاح کے باقی مصنفین بالواسطہ روایات نقل کرتے ہیں۔

بخاریؒ کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات آپ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

اسحاق الکوسج۔ احمد، محمد بن مصفی، عبدالوہاب بن نجدۃ، سلمۃ بن شبیب الدارمی، عیسیٰ بن ابی عیسیٰ، محمد بن عوف، محمد بن یحییٰ الذہلی، عمرو بن یحییٰ بن عثمان بن سعید بن کثیر، احمد بن یوسف السلمی، شعیب بن شعیب بن اسحاق، صفوان بن عمرو الصغیر، عمران بن بکار البراد، ابونشیط، محمد بن ہارون، یحییٰ بن معین، ابوبکر بن زنجویہ احمد بن ابی الحواری وغیرہم۔

ابوحاتم نے صدوق کہا ہے۔ العجلی اور دارقطنی نے ثقۃ کہا ہے

امام نسائی کا قول ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۱۲ھ میں ہوا نماز جنازہ امام احمد بن حنبل نے پڑھائی۔



---

[۱] عمدۃ القاری ص۳۷۹ ج۸ و ص۳۳۳ ج۱۲، تہذیب التہذیب ص۳۶۹ ج۶، کتاب التعدیل ص۹۱۵ ج۲ کتاب المجروح ص۵۶ ج۶، تذکرۃ الحفاظ ص۳۸۶ ج۱، رجال صحیح البخاری ص۴۸۹ ج۲، المعجم ص۳۳۳ ج۱ التقریب ص۵۱۵ ج۱، الکاشف ص۱۸۰ ج۲۔

عبدالمتعال بن طالب بن ابراہیم الانصاری الظفری ابو محمد[1]

اصل میں بلخ کے باشندے تھے لیکن رہائش بغداد میں تھی۔ اس لیے بغدادی نسبت ہے۔

ان کے مشایخ میں ابراہیم بن سعد، ضمرۃ بن ربیعہ، عباد بن العوام، ابو عوانہ، ابن وہب، ابواسماعیل المؤدب وغیرہم شامل ہیں۔

ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری، احمد بن حنبل۔ یحییٰ بن معین، ابوحاتم، محمد بن عبدالرحیم، یعقوب بن شیبۃ، ابن وارۃ۔ عثمان الدارمی، احمد بن علی الآبار، عبدان الاہوازی وغیرہم شامل ہیں۔

یحییٰ بن معین، یعقوب بن شیبۃ اور ابوحاتم و ابوزرعۃ نے ان کی توثیق کی ہے۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

امام بخاری نے صحیح بخاری میں ان سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ ایک روایت کتاب الحج باب من صلی العصر یوم النفر بالابطح ہے۔

ان کا انتقال سنہ ۲۲۰ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۲۴۳ ج۸، تہذیب التہذیب ص۳۷۹ ج۶، کتاب التعدیل ص۹۱۹ ج۳، کتاب الجرح والتعدیل ص۶۸ ج۶، تاریخ بغداد ص۳۱ ج۱۱، رجال صحیح البخاری ص۴۹۷ ج۲، الجمع ص۳۲۹ ج۱، التقریب ص۵۱۶ ج۱، الکاشف ص۱۸۱ ج۲،

عبید بن اسمٰعیل القرشی الھباری ابو محمد الکوفی ع۱

انکے نام کے متعلق دوسرا قول عبید اللہ کا ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ عبداللہ ہے۔ امام بخاری نے کتاب الحیض باب نقض المرأۃ شعرہا عند غسل المحیض اور کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی الثوب الواحد اور بعض دوسرے مقامات پر ان سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں سفیان بن عیینہ، عیسیٰ بن یونس، ابواسامۃ۔ المحاربی، ابوادریس اور جمیع بن عمیر العجلی وغیرہم شامل ہیں۔

ان سے نقل کرنے والے یہ حضرات ہیں۔

امام بخاری، ابوحاتم، البجیری، محمد بن عبداللہ الحضرمی، احمد بن علی الخزاز، عبداللہ بن زیوان، علی بن العباس المقانعی، محمد بن العباس الاخرم، محمد بن الحسین بن حفص الخثعمی وغیرہم۔

حافظ ابن حجر نے الشیرازی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ان کا نام عبداللہ اور لقب عبید تھا۔ مطین نے ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان دارقطنی اور ابوعبداللہ الحاکم نے بھی توثیق کی ہے۔

ان کا انتقال ۲۵۰ھ ربیع الاول کے مہینے میں ہوا۔

ع۱ عمدۃ القاری ص۱۹۵ ج۳، کتاب التعدیل والتجریح ص۹۲۳ ج۲، تھذیب التھذیب ص۵۹ ج۷، الجمع ص۳۱۱ ج۱، رجال صحیح البخاری رجال ص۴۹۹ ج۲، التقریب ص۵۴۱ ج۱، الکاشف ص۲۰۷ ج۲،

عبیداللہ سعید بن یحییٰ ابن بردالیشکری السرخسی ابوقدامۃ ؒ عہ

امام بخاری نے کتاب الزکوۃ باب اتقوالنار ولو بشق تمرۃ اور بعض دوسرے مقامات پر ان سے تقریباً تیرہ احادیث نقل کی ہیں اور امام مسلم نے ان سے ۴۸ حدیثیں نقل کی ہیں ۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں ۔

عبداللہ بن نمیر، سفیان بن عیینہ، حماد بن زید، یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، وکیع، ولید بن مسلم، ابوالنعمان الحکم بن عبداللہ، ابواسامۃ، روح بن عبادۃ، عبداللہ بن یزید المقری، محمد بن بکرالبرسانی، معاذ بن ہشام، النضر بن شمیل، یزید بن ہارون، وہب ابن جریر بن حازم وغیرہم۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، النسائی، ابوزرعۃ، ابوحاتم، محمد بن یحییٰ الذہلی، احمد بن منصور، ابراہیم بن ابی طالب، حسین بن محمد بن زیاد القبانی، عمار بن منصور النسائی، ابوالعباس الماسرجسی، عبداللہ بن محمد شیرویۃ، ابن خزیمۃ السراج وغیرہم۔

ابوحاتم، ابوداؤد، نسائی، ابراہیم بن ابی طالب اور ابن حبان نے انکی توثیق وتعریف کی ہے ۔ حافظ ابن عبدالبر نے ان کے ثقہ ہونے پر اجماع نقل کیا ہے ۔

امام بخاری نے لکھا ہے کہ ان کا انتقال ۲۴۱ھ میں غرقد کے مقام پر ہوا۔

عہ عمدۃ القاری ص۲۰۷ ج۷، تہذیب التہذیب ص۱۶ ج۷، کتاب التعدیل ص۸۹۳ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۴۶۲ ج۱، الجمع ص۳۰۴ ج۱، التقریب ص۲۲۳ ج۱، الکاشف ص۱۹۸ ج۲

عبید اللہ بن سعد بن ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف الزہری[1]

ابو الفضل کنیت ہے بغداد کے رہنے والے تھے

امام بخاریؒ نے بیوع توحید اور اعتصام کے ابواب میں ان سے کل چھ حدیثیں نقل کی ہیں۔

ان کی ولادت ۱۸۵ھ میں ہوئی تھی۔ ان کے والد سعد چچا یعقوب اور بھائی ابراہیم بن سعد کے علاوہ ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات کا ذکر تہذیب میں کیا گیا ہے۔

یونس بن محمد، ابو الجواب، روح بن عبادۃ، یزید بن ہارون وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

امام بخاریؒ، الترمذی، ابو داؤد، النسائی، ابن ابی عاصم، احمد بن یحییٰ بن زہیر، ابن خزیمۃ، البجیری، علی بن الجنید الرازی، ابن ابی الدنیا، ابن ناجیۃ، عندان الاہوازی الباغندی، البغوی، ابن صاعد، اسماعیل بن العباس الوراق، عبد اللہ بن محمد بن اسحاق الحامض، ابوبکر بن ابی حاتم، ابو الطیب، ابن البغوی، الحسین بن اسماعیل المحاملی، محمد بن مخلد الدوری وغیرہم،

ابن ابی حاتم کا قول ہے کہ میں نے اپنے والد کی معیت میں ان کی احادیث لکھی تھیں، یہ صدوق ہے خطیب نے ثقہ کہا ہے،

امام نسائی فرماتے ہیں کہ ان میں کوئی عیب نہیں تھا

ان کا انتقال ذی الحجہ ۲۶۰ھ میں ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۵۷ ج۲، تھذیب التھذیب ص۱۵ ج۷، کتاب التعدیل ص۸۹۳ ج۲، کتاب الجرح ص۳۱۷ ج۵، تاریخ بغداد ص۳۲۳ ج۱۰، رجال صحیح البخاری ص۴۶۳ ج۱، التقریب ص۵۳۳ ج۱، الکاشف ص۱۹۸ ج۲۔

عبید اللہ بن موسیٰ بن ابی المختار باذام ابو محمد العبسی الکوفی[1]

خلیلی نے اپنی کتاب ارشاد میں نقل کیا ہے کہ اہل کوفہ میں سب سے پہلے مسند انہوں نے تصنیف کی اور اہل بصرہ میں ابوداؤد الطیالسی نے۔ ان میں دوسرے علماء کوفہ کی طرح تشیع کا اثر تھا۔ ان کی ولادت ۱۲۰ھ میں ہوئی تھی۔

ان کے تلامذہ میں بڑے بڑے مشاہیر ائمہ شامل تھے مثلاً، امام احمد حنبل، یحییٰ بن معین، محمد بن عبد اللہ بن نمیر، عبد بن حمید، علی بن محمد الطنافسی، حجاج بن الشاعر، محمود بن غیلان، محمد بن یحییٰ، محمد بن عوف الطائی، عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی، محمد بن عثمان بن کرامۃ، ابوحاتم، ابوبکر الصاغانی، محمد بن سلیمان الباغندی، عباس الدوری، احمد بن حازم، احمد بن عبد اللہ العجلی، الحارث بن ابواسامۃ، امام بخاری، لیعقوب الفسوی۔ انہوں نے خود بھی بڑے بڑے ائمہ حدیث سے روایات نقل کی ہیں مثلاً

ہشام بن عروۃ، سلیمان الاعمش، اسماعیل بن ابی خالد، معروف بن خربوذ، زکریا بن ابی زائدۃ، سعد بن اوس العبسی، سلمۃ بن نبیط، حنظلہ بن ابی سفیان، طلحۃ بن عمرو الحضرمی، طلحۃ بن یحییٰ التیمی، عبید اللہ بن ابی زیاد القداح، عثمان بن الاسود، عیسیٰ بن ابی عیسیٰ الحناط، کیسان اباعمر القصار، مصعب بن سلیم، اباادام المحاربی، موسیٰ بن عبیدۃ، ابی جریج، الاوزاعی، مسعر، شعبۃ، سفیان، شیبان، اسرائیل الحسن بن حیی وغیرہم

ان کی احادیث صحاح کی سب کتابوں میں موجود ہیں، یحییٰ بن معین نے ان کی توثیق کی ہے۔

ابوحاتم نے ثقہ اور حسن الحدیث کہا ہے

ان کا انتقال شوال یا ذی قعدہ ۲۱۳ھ یا ۲۱۴ھ کو ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۱۳۳ ج۱ و ص۲۹۵ ج۳، وسیر اعلام النبلاء ص۵۵۳ ج۹، طبقات ابن سعد ص۴۰۰ ج۶، التاریخ الصغیر ص۳۲۶ ج۲، التاریخ الکبیر ص۴۰۱ ج۵، المعارف ص۵۱۹، المعرفۃ و التاریخ ص۱۹۸ ج۱، کتاب الجرح والتعدیل ص۳۳۴ ج۵، العبر ص۳۶۴ ج۱، مشاہیر علماء الامصار ترجمہ ع ۱۳۸۵ ص۱۷۴، تذہیب ص۲۲ ج۳۔ میزان الاعتدال ص۱۶ ج۳، تذکرۃ الحفاظ ص۳۵۳ ج۱، الکاشف ص۲۳۴ ج۲، دول الاسلام ص۱۳۰ ج۱، طبقات القراء لابن الجزری ص۴۹۳ ج۱، تہذیب التہذیب ص۵۰ ج۷، الخلاصۃ ص۲۵۳، شذرات الذہب ص۲۹ ج۲ الرسالۃ المستطرفۃ ص۱۲، کتاب التعدیل ص۸۸۶ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۴۶۸ ج۱، الجمع ص۳۰۴ ج۱۔

عثمان بن ابی شیبہ [1]

ان کا پورا نام اور سلسلہ نسب اس طرح ہے، عثمان بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن خوستی العبسی، ابوالحسن کنیت ہے یہ اپنے بھائی ابوبکر بن ابی شیبہ صاحب المصنف سے بڑے تھے انہوں نے مسند اور تفسیر لکھی تھی نبو العبس کے موالی میں سے تھے امام بخاریؒ نے کتاب العلم باب من جعل لاھل العلم ایاماً معلومۃً اور بعض دوسرے مقامات پر ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ انکی ولادت ۱۵۶ھ کو ہوئی تھی۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں

ھُشیم، حمید بن عبدالرحمٰن الرواسی، طلحۃ بن یحییٰ الزرقی، عبدۃ بن سلیمان، ابوحفص عمر بن عبدالرحمٰن الابار القاسم بن مالک المزنی، جریر بن عبدالحمید، بشر بن المفضل، ابوخالد الاحمر، عبیداللہ الاشجع علی بن المسھر، وکیع، یونس بن ابی یعقوب، یحییٰ بن ابی زائدۃ، محمد بن بشر العبدی المطلب بن زیاد وغیرہم،

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، امام مسلم، ابن ماجۃ، زکریا بن یحییٰ السجزی، ابوبکر المروزی، ابنہ محمد، ابن سعد، ابوزرعۃ الرازی، ابوحاتم، زیاد بن ایوب الطوسی، عثمان بن خرزاذ، محمد بن یحییٰ الذھلی، محمد بن خالد تمام، عبداللہ بن احمد، ابن ابی الدنیا، جعفر الفریابی، الحسن بن علی بن شبیب، ابوالحسن محمد بن احمد بن عبدالجبار الصوفی، محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی، محمد بن اسحاق السراج، عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغوی وغیرہم۔

امام احمد بن حنبل نے عثمان اور ان کے بھائی ابوبکر دونوں کی توثیق کی ہے۔ یحییٰ بن معین نے بھی دونوں کی تعریف و توصیف اور توثیق کی ہے ابوحاتم نے صدوق قرار دیا ہے۔

ان کی وفات ۲۳۹ھ کو محرم کے مہینے میں ہوئی۔

امام بخاری نے ان سے کل ۵۳ اور امام مسلم نے ۱۳۵ روایات نقل کی ہیں۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۲۸ ج۱، تہذیب التہذیب ص۱۴۹ ج۷، رجال صحیح البخاری ص۵۲۳ ج۲، کتاب التعدیل و التجریح ص۹۳۶ ج۳، طبقات ابن سعد ص۴۱۲ ج۶، طبقات المفسرین ص۳۷۹ ج۱، تذکرۃ الحفاظ ص۴۴۴ ج۲ المعجم ص۳۳۹ ج۱، التقریب ص۱۳ ج۲، الکاشف ص۲۲۳ ج۲، الھدی الساری ص۴۲۴۔

عثمان بن صالح بن صفوان السہمی مولاہم البویحییٰ المصری[1]

یہ بنو سہم کے مولیٰ ہیں، امام بخاری نے ان سے کتاب الاحکام اور انشقاق القمر یا تفسیر سورۃ بقرہ میں دو روایتیں نقل کی ہیں، ان کی ولادت ۱۴۴ھ میں ہوئی تھی۔

ان کے مشائخ و اساتذہ میں بکر بن مضر، عبداللہ بن لھیعۃ، لیث بن سعد، مالک بن انس، مسلم بن خالد الزنجی ضمرۃ بن ربیعۃ اور ابن وھب وغیرھم شامل ہیں۔

ان سے روایت کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

امام بخاری، ابنہ یحییٰ بن عثمان وروی عنہ النسائی وابن ماجۃ عمرو بن منصور النسائی، ابوبکر محمد بن عبدالملک بن زنجویہ۔ محمد بن مسلم بن وارۃ، یحییٰ بن معین لیعقوب بن سفیان، ابوحاتم، ابوعبید القاسم بن سلام، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالحکم، محمد بن سھل بن عسکر، محمد بن مسکین الیمانی، محمد بن یحییٰ الذھلی، اسماعیل بن عبداللہ، سمویہ وغیرہم

یحییٰ ابن معین نے ثقہ کہا ہے۔

ابوحاتم نے صالح کہا ہے۔

ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

انتقال سنہ ۲۱۹ھ میں ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۰۲ ج ۱۳، تھذیب التھذیب ص۱۲۳ ج ۷، کتاب التعدیل والتجریح ص۹۴۷ ج ۳ رجال صحیح البخاری ص۵۱۸ ج ۲، الجمع ص۳۵۰ ج ۱، التقریب ص۱۳ ج ۲، الکاشف ص۲۱۹ ج ۲، الھدی الساری ص۳۲۲

عثمان بن الہیثم بن جہم بن حسان بن المنذر العصری العبدی البصری الاشج ابو عمرو[1]

یہ بصرہ کی جامع مسجد کے موذن تھے۔ امام بخاری نے کتاب الایمان باب اتباع الجنائز من الایمان اور کتاب الحج باب التجارۃ ایام الموسم اس کے علاوہ کتاب النکاح کتاب الرقاق اور بعض دوسرے مقامات پر ان سے تقریباً چودہ۱۴ احادیث بلا واسطہ نقل کی ہیں۔ امام بخاری نے بعض مقامات پر ان سے بالواسطہ روایت نقل کی ہیں ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

والد الہیثم بن جہم، عوف الاعرابی، ابن جریج، مبارک بن فضالۃ، روبۃ بن العجاج، ہشام بن حسان۔ ابو المقدام، ہشام بن زیاد وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، ابراہیم الجوزجانی، ابو حاتم الرازی۔ محمد بن یحیٰی الذہلی، محمد بن عبدالرحیم البزار، محمد بن خزیمہ البصری، اسماعیل سمویہ۔ اسید بن عاصم، محمد بن غالب، یعقوب بن سفیان، ابراہیم بن مرزوق، ابو مسلم الکشی۔ ابو خلیفۃ الفضل بن الحباب، الکدیمی وغیرہم۔

ابو حاتم نے صدوق کہا ہے۔ اور ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال رجب ۲۲۰ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۱۴۴ ج۱۰، تہذیب التہذیب ص۱۵۷ ج۷، صحیح البخاری ص۵۲۳ ج۲، الجمع ص۳۵۱ ج۱، التقریب ص۱۵ ج۲، الہدی الساری ص۴۲۴ ج، الکاشف ص۲۲۵ ج۲، کتاب التعدیل ص۹۵۲ ج۳، کتاب الجرح ص۱۷۲ ج۶، تذکرۃ الحفاظ ص۳۷۵ ج۱۔

عصام بن خالد الحضرمی الحمصی ابو اسحاق [1]

امام بخاری نے باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان سے روایت نقل کی ہے جو بخاری کی ثلاثیات میں شامل ہے۔ ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

حریز بن عثمان، ارطاۃ بن المنذر، صفوان بن عمر، معان بن رفاعۃ، حسان بن نوح الحسن بن ایوب، عبد الرحمٰن بن ثابت بن ثوبان وغیرہم۔

ان سے مندرجہ ذیل حضرات نے روایات نقل کی ہیں

امام بخاریؒ، احمد بن حنبل، ہوثل بن اھاب، محمد بن عوف الطائی، محمد بن مسلم بن وارۃ، عمران بن بکار عمرو بن عثمان بن سعید بن کثیر بن دینار، حمید بن زنجویہ وغیرہم۔

امام نسائی کا قول ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال بقول امام بخاری ۲۱۱ھ اور ۲۱۵ھ کے درمیان ہوا تھا۔

ابن مندہ نے جزماً ۲۱۱ھ اور ابن قانع نے ۲۱۴ھ ذکر کیا ہے۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۱۲۳ ج۱۳ و تھذیب التھذیب ص۱۹۴ ج۷، کتاب التعدیل والتجریح ص۱۰۳۹ ج۳۔ رجال صحیح البخاری ص۵۹۹ ج۲، الجمع ص۳۹۸ ج۱، التقریب ص۲۱ ج۲، الکاشف ص۲۳۱ ج۲۔

عفان بن مسلم بن عبداللہ البصری الصفار ابو عثمان[1]

امام بخاریؒ نے الجنائز باب ثناء الناس علی المیت اور کتاب الزکوٰۃ، کتاب الجہاد، کتاب التوحید میں انکی روایات نقل کی ہیں۔ امام بخاری نے ان سے بالواسطہ روایت بھی نقل کی ہے۔ ان کی ولادت ۱۳۴ھ میں ہوئی تھی

مشائخ واساتذہ مندرجہ ذیل ہیں۔ شعبۃ، ہشام الدستوائی، ہمام، حماد بن زید، حماد بن سلمۃ، صخر بن جویریہ، وہیب بن غزوان، وہیب بن خالد، سلیمان بن المغیرۃ، الاسود بن شیبان وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والوں میں مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔ امام بخاری، امام احمد، علی بن المدینی یحییٰ بن معین، اسحاق، الفلاس، ابن ابی شیبۃ الذہلی، القواریری، خلف بن سالم، ابن سعد، ابوخیثمۃ، الزعفرانی ابن نمیر، ابوکریب، جعفر بن محمد بن شاکر، ہلال بن العلاء، ابوزرعۃ، ابوحاتم، عبداللہ بن احمد الدورقی، علی بن عبدالعزیز، الحسن بن سلام السواق، ابراہیم الحربی، اسحاق بن الحسن الحربی وغیرہم۔

ابوحاتم نے ثقہ امام، متقن اور متین کے القاب کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

العجلی نے ثقہ ثبتٌ صاحب سنۃ کہا ہے۔

ایک دفعہ ان کو دس ہزار دینار یعنی ایک لاکھ درہم کی پیشکش کی گئی کہ ایک راوی کے متعلق صرف خاموشی اختیار کرلے عادل یا غیر عادل کچھ بھی نہ کہے، انہوں نے انکار کیا اور فرمایا کہ یہ دین کا حق ہے میں اس حق کو باطل نہیں کرسکتا۔ خلق قرآن کے فتنے میں یہ ثابت قدم رہے تھے۔

امام احمد کا قول ہے کہ عفان کی روایت کسی متابع کی محتاج نہیں ہوا کرتی ہے۔

یعقوب بن شیبۃ کا قول ہے کہ عفان ثقۃٌ، ثبتٌ، متقنٌ، صحیح الکتاب قلیل الخطاء

امام بخاری نے نقل کیا ہے کہ عفان کا انتقال ربیع الثانی ۲۲۰ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۴ ج۳، سیر اعلام النبلاء ص۲۴۲ ج۱۰، طبقات ابن سعد ص۳۳۶ ج۷، التاریخ الکبیر ص۷۲ ج۷، تاریخ حلفیۃ ص۴۷۶، التاریخ الصغیر ص۳۳۲ ج۲، المعارف ص۵۲۳، کتاب الجرح التعدیل ص۳۰ ج۷، تاریخ بغداد ص۲۶۹ ج۱۲، المعجم المشتمل ص۱۸۶ ۷، میزان الاعتدال ص۸۱ ج۳، العبر ص۳۸۰ ج۱، تذکرۃ الحفاظ ص۳۷۹ ج۱، تذہیب ص۴۳ ج۳، الکاشف ص۲۷۰ ج۳، تہذیب ص۲۳۰ ج۷، طبقات الحفاظ ص۱۹۳، الخلاصۃ ص۲۶۸، شذرات الذہب ص۴۷ ج۲، کتاب التعدیل ص۱۰۳۱ ج۳، رجال صحیح البخاری ص۵۹۹ ج۲، الجمع ص۴۰۷ ج۱، التقریب ص۲۵ ج۲، الہدی الساری ص۴۲۵۔

علی بن ابراہیم بن عبد المجید الواسطی[1]

امام بخاری نے فضائل القرآن میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ حدثنا علی بن ابراہیم۔ اس کے متعلق تین قول ہیں کہ اس سے علی بن ابراہیم سے کون مراد ہیں۔ ابو عبد اللہ الحاکم نے اپنی کتاب المدخل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد یہی صاحب ترجمہ علی بن ابراہیم بن عبد المجید الواسطی ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد علی بن عبد اللہ بن ابراہیم البغدادی ہیں۔ کیونکہ امام بخاری کی عادت ہے کہ وہ اپنے شیوخ کے ناموں میں اس قسم کا تصرف کرتے ہیں کہ کبھی والد کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کبھی دادا کی طرف۔ جیسے محمد بن یحییٰ الذہلی کہ ان کے نام کے ساتھ امام بخاری اس قسم کا تصرف کرتے ہیں۔

تیسرا قول ابن عدی کا ہے کہ اس سے مراد علی بن الحسین بن ابراہیم بن اشکاب العامری کا ہے۔ علی بن ابراہیم کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات کے نام مذکور ہیں۔

روح بن عبادۃ، محمد بن ابی الشمال، یزید بن ہارون، وہب بن جریر بن حازم، داؤد بن المحبر، عمرو بن عون۔

ان کے تلامذہ میں امام بخاری کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

ابن ابی الدنیا، البغوی، ابن صاعد، المحاملی، ابن ابی حاتم، عثمان الدقاق، ابوبکر النجاد، ابو اسھل بن زیاد القطان، ابو جعفر ابن البختری وغیرہم۔

ابو القاسم اللالکائی، ابو حاتم، دارقطنی وغیرہم نے انکی توثیق کی ہے۔

انکا انتقال ۲۷۳ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] تہذیب التہذیب ص ۲۸۱ ج ۷

علی بن ابی ہاشم عبید اللہ بن طبراخ البغدادی ؒ

امام بخاری نے کتاب الزکوٰۃ باب ما ادّی زکاتہ فلیس بکنز، کتاب النکاح، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ العمران اور بعض دوسرے مقامات پر چار حدیثیں نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

ابوہ ابو ہاشم، ہشیم، ایوب بن جابر الحنفی، حماد بن زید، شریک، ابو معشر، نصیر بن عمرو بن یزید بن قبیصہ عفیف بن سالم الموصلی، یحیٰی بن عقبۃ بن ابی العیزار، محمد بن الحسن الشیبانی، معتمر بن سلیمان وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، احمد بن الخلیل القومسی، احمد بن علی الخزاز، خلف بن عمرو العکبری، اسحاق بن الحسن الحربی، یعقوب بن شیبۃ، محمد بن غالب، عبد اللہ بن الحسین المصیصی، ابو حاتم وغیرہم۔

ابو حاتم نے فرمایا کہ جہاں تک میں جانتا ہوں یہ سچے تھے۔ البتہ فتنہ خلق قرآن میں انہوں نے توقف اختیار کیا تھا اس لیے بعض لوگوں نے ان کی احادیث کو ترک کیا۔

عمدۃ القاری ص ۱۹۰ ج ۲، تہذیب التہذیب ص ۳۹۳ ج ۷، کتاب التعدیل والتجریح ص ۹۵۴ ج ۳،

علی بن الجعد بن عبید ابوالحسن البغدادی

یہ بنوہاشم کے موالی تھے، امام بخاری نے کتاب الایمان باب اداء الخمس عن الایمان اور بعض دوسرے مقامات پر ان سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں شعبۃ، ابن ابی ذئب، حریز بن عثمان، جریر بن حازم، سفیان الثوری المسعودی، فضیل بن مرزوق، القاسم بن فضیل الحدانی، عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان، مبارک بن فضالۃ یزید بن ابراہیم التستری، معروف بن واصل، ھمام بن یحییٰ، بحر بن کنیز السقاء، جسر بن الحسن، الحسین بن صالح بن حی، حماد بن زید، حماد بن سلمۃ، الربیع بن صبیح، سلیمان بن المغیرۃ، سلام بن مسکین، شیبان النحوی صخر بن جویریۃ، عاصم بن محمد العمری، عبدالحمید بن بہرام، عبدالعزیز بن الماجشون، مالک بن انس، علی بن علی الرفاعی، قیس بن الربیع، محمد بن راشد، محمد بن طلحۃ بن مصرف، محمد بن مطرف ورقاء بن عمر، ابوالاشھب العطاردی، ابوعقیل یحییٰ بن المتوکل وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔ امام بخاری، ابوداؤد، یحییٰ بن معین، خلف بن سالم، احمد بن حنبل، احمد بن ابراہیم الدورقی الزعفرانی، ابوحاتم، ابوزرعۃ، ابراہیم الحربی، ابوبکر الصاغانی، ابن ابی الدنیا، احمد بن علی بن سعید المروزی، احمد بن محمد بن خالد البرائی، موسیٰ بن ہارون، احمد بن یحییٰ الحلوانی، صالح بن محمد جزرۃ، عمر بن اسماعیل بن ابی غیلان، محمد بن عبدوس بن کامل، محمد بن یحییٰ المروزی، ابویعلی الموصلی، ابوالقاسم البغوی، احمد بن الحسین بن اسحاق الصوفی۔

موسیٰ بن داؤد نے سب سے احفظ قرار دیا ہے، یحییٰ بن معین نے انکی توثیق کی ہے بعض حضرات نے جہمی کہا ہے اور خلق قرآن کے متعلق کچھ اقوال کی وجہ سے امام احمد اور بعض دوسرے حضرات نے ان کی تضعیف کی ہے بعض لوگوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ صحابہ خصوصاً حضرت معاویہؓ پر تنقید کرتے تھے۔ ان کا انتقال ۲۴ رجب سنہ ۲۳۰ھ کو ہوا۔

لہ عمدۃ القاری ص۳۲۴ ج۱، کتاب التعدیل والتجریح ص۹۵۵ ج۳، رجال صحیح البخاری ص۵۲۶ ج۲، الجمع ص۳۵۵ ج۱، التقریب ص۳۳ ج۲، تھذیب التھذیب ص۲۸۹ ج۷، الکاشف ص۲۴۷ ج۲، الھدی الساری ص۴۳۰ تاریخ بغداد ص۳۶۰ ج۱۱، سیر اعلام النبلاء ص۴۵۹ ج۱۰، طبقات ابن سعد ص۳۳۸ ج۷، التاریخ الکبیر ص۲۶۵ ج۶، کتاب الجرح والتعدیل ص۱۷۸ ج۶ المعجم المشتمل ص۱۸۸، تذھیب ص۵۴ ج۳، تذکرۃ الحفاظ ص۳۹۹ ج۱، الکاشف ص۲۸۰ ج۲، میزان الاعتدال ص۱۱۶ ج۳ طبقات الحفاظ ص۱۷۵، خلاصۃ ص۲۷۴، شذرات الذھب ص۶۸ ج۲، الرسالۃ المستطرفۃ ص۶۸۔

علی بن الحسن بن شقیق بن دینار العبدی المروزی ابو عبد الرحمن [1]

بنو العبد کے مولیٰ تھے۔ امام بخاری نے ان سے کتاب العتق باب من ملک من العرب رقیقاً فوھب رباع وجامع وفدیٰ وسبی الذریۃ میں ان سے روایت نقل کی ہے۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

الحسین بن واقد، خارجۃ بن مصعب، عبد اللہ بن المبارک، عبد الوارث بن سعید، ابراہیم بن طہمان، ابو حمزۃ السکری، ابو المنیب العتکی وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

امام بخاری، محمد بن علی بن الحسن، محمد بن عبد اللہ بن قہزاذ، محمد بن حاتم بن بزیع، عبد اللہ بن محمد الضعیف عبد اللہ بن منیر، احمد بن عبدۃ الآملی، محمود بن غیلان، ابو بکر بن ابی النضر، ابو بکر بن ابی شیبۃ، ابراہیم الجوزجانی، روح بن الفرج البغدادی، قریش بن انس، اسماعیل بن ابراہیم البالسی، عباس بن محمد الدوری، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، ابو خیثمۃ، محمد بن عبد اللہ بن المنادی۔

امام احمد سے منقول ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ہمارے ہاں خراسان سے ان سے کوئی افضل آدمی نہیں آیا۔

ان کی ولادت سنہ ۱۳۷ھ میں اور انتقال سنہ ۲۱۳ھ میں ہوا۔

---

[1] عمدۃ القاری ج ۱۳ ص ۱۰۲، تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۹۸، کتاب التعدیل ج ۳ ص ۹۵۷، صحیح البخاری ج ۲ ص ۵۲۶، الجمع ج ۱ ص ۳۵۳، التقریب ج ۲ ص ۳۴، الکاشف ج ۲ ص ۲۴۵، کتاب الجرح ج ۶ ص ۱۸۰،

علی بن حسن بن ابی عیسٰی الدارابجردی [۱]

ان کا سلسلہ نسب یہ ہے علی بن حسن بن ابی عیسٰی موسی بن میسرۃ، انکی کنیت ابوالحسن اور دوسری نسبتیں ہلالی اور خراسانی ہیں۔ امام، محدث اور مقتدائے زمانہ تھے۔

ولادت: سنہ ولادت کے متعلق کچھ مذکور نہیں ہے۔

اساتذہ: یہ ظروف علم میں سے تھے۔ بہت سے ائمہ حدیث سے انہوں نے حدیث حاصل کی جن میں مشہور کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ حرمی بن عمارۃ، یعلی بن عبید، ابو جابر محمد عبدالملک، ابوعاصم النبیل، عبدالمجید بن ابی رواد، عبدالمالک بن ابراہیم الجدی، ابوعبدالرحمٰن المقری۔ عبداللہ الولید العدلی، یزید بن ابی حکیم، محمد بن جہضم، حبان بن ہلال، ابوالولید ہوذۃ بن خلیفۃ، مکی بن ابراہیم، عبیداللہ بن موسٰی اور عبدان بن عثمان۔ ان کی روایت ادب المفرد میں ص۲۰۹ پر منقول ہے۔

تلامذہ: ان سے بخاری اور مسلم نے صحیحین کے علاوہ دوسری کتابوں میں روایات لی ہیں۔ اس کے علاوہ ابوداؤد ابوحاتم، ابوزرعۃ، ابراہیم ابی طالب، ابن خزیمہ، محمد بن یعقوب الشیبانی اور محدثین کی ایک جماعت ان کے شاگردوں میں شامل ہے۔

علماء کے ان کے بارے میں اقوال: ابوعمرو المستملی کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبدالوہاب کو کہتے سنا کہ علی بن حسن ہلالی میرے نزدیک ثقہ اور صدوق ہیں۔ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ایک سے زائد بار بیان کیا ہے۔ علی بن حسن کو ارغیان میں ان کی جائداد میں شہید کیا گیا۔ سبب یہ ہوا کہ انہوں نے ایک مرتبہ عامل کو کسی بات پر جھڑک دیا تھا۔ جب رات چھا گئی اور یہ اپنے حجرے میں گئے تو عامل کے حکم پر بھوسہ میں آگ لگادی گئی جس کے دھوئیں سے ان کا دم گھٹ گیا بعد میں مردہ پائے گئے چیونٹیوں نے ان کی دونوں آنکھیں کھالیں تھیں۔

حاکم نے کہا ہے کہ یہ مسلمانوں کے اکابر علماء میں سے تھے۔ حجاز، یمن، عراق اور خراسان میں انہوں نے علم حدیث حاصل کیا

وفات: انہوں نے رمضان ۲۶۷ھ میں انتقال کیا۔ ان کے جسم کو بھیڑیئے نے کھالیا۔

---

[۱] کتاب الجرح والتعدیل ص۱۸۱ ج۶، حلیۃ الاولیاء ص۱۳ ج۱۰، الانساب ص۲۹۲ ج۵، تذکرۃ الحفاظ ص۵۲۹ ج۲، المنتظم ص۶۰ ج۵، سیرا علام النبلاء ص۵۲۶ ج۱۲، تہذیب التہذیب ص۲۹۹ ج۷، النجوم الزاھرۃ ص۴۳ ج۳۔ خلاصۃ للخزرجی ص۲۷۳، تذھیب التہذیب ص۵۶ ج۳، تقریب التہذیب ص۳۴ ج۲۔

علی بن الحکم بن ظبیان الانصاری المروزی المؤذن ابوالحسن ؒ ع۱

امام بخاری نے کتاب الشرکۃ باب قسمۃ الغنم اور کتاب النکاح میں ان کی روایات نقل کی ہیں۔ یہ بنو سلیم کے مولیٰ تھے۔ اصل میں ترمذی کے باشندے تھے۔

ان کے شیوخ مندرجہ ذیل ہیں۔ والدہ الحکم بن ظبیان، جریر بن حازم، مبارک بن فضالۃ، سلام بن المنذر القاری، عبداللہ بن مبارک، عدی بن الفضل، ابوعوانہ۔ رافع بن سلمۃ الاشجعی۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

امام بخاری۔ ابوعلی محمد بن یحییٰ بن عبدالعزیز الیشکری المروزی۔ ابواحمد احمد الفراء۔ احمد بن سیار المروزی محمد بن عبدالعزیز بن ابی رزمۃ۔ ایوب ابوالحسن الزاہد۔ عبیداللہ بن واصل۔ محمد بن موسیٰ الباشانی، محمد بن اللیث المروزی، علی بن الحسن الہلالی۔ علی بن الحسن الذہلی الافطس۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعبداللہ الحاکم نے بھی اپنی تاریخ میں ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

ان کا انتقال سنہ ۲۲۶ھ میں ہوا۔

ع۱۔ عمدۃ القاری ص۳۶۹ ج۱۰، کتاب التعدیل ص۹۵۸ ج۳، رجال صحیح البخاری ص۵۲۹ ج۲، الجمع ص۳۵۶ ج۱، التقریب ص۳۵ ج۲، الکاشف ص۲۴۶ ج۲، تہذیب التہذیب ص۳۱۰ ج۷، کتاب الجرح ص۱۸۱ ج۶۔

علی بن حفص المروزی العسقلانی [۱]

امام بخاریؒ نے لکھا ہے کہ ۲۱۷ھ میں عسقلان میں ان سے میری ملاقات ہوئی۔ امام بخاری نے کتاب الجہاد۔ مناقب زبیر اور قدر کے ابواب میں ان سے پانچ احادیث نقل کی ہیں۔

ابوحاتم نے کتاب الرد علی البخاری میں کہا ہے کہ امام بخاریؒ کو ان کے نام میں اشتباہ ہوا ہے۔ ان کا صحیح نام علی بن حسن بن نشیط المروزی ہے۔

ان کے مشائخ میں عبداللہ بن مبارک اور اس طبقے کے دوسرے محدثین شامل ہیں۔

ان سے روایت کرنے والوں میں امام بخاری اور ابوزرعۃ وغیرہم کے اسماء مذکور ہیں۔

دارقطنی اور ابوعبداللہ الحاکم نے ان کی توثیق کی ہے۔

ان کی تاریخ انتقال کے متعلق کچھ ذکر نہیں ہے۔

حہ ۱ عمدۃ القاری ص۲۹۹ ج۳، تہذیب التہذیب ص۳۰۹ ج۷، کتاب التعدیل ص۹۵۸ ج۳، کتاب الجرح ص۱۸۰ ج۶، رجال صحیح البخاری ص۵۲۹ ج۲، الجمع ص۳۵۲ ج۱، التقریب ص۳۵ ج۲، الکاشف ص۲۲۶ ج۲۔

علی بن عبداللہ بن ابراہیم البغدادی [۱]

امام بخاری نے ان سے کتاب النکاح میں صرف ایک حدیث نقل کی ہے۔
ان کے مشائخ میں حجاج بن محمد اور اس طبقے کے دوسرے مشاہیر شریک ہیں۔
ان سے احادیث نقل کرنے والوں میں امام بخاری اور اس طبقے کے دوسرے حضرات شامل ہیں۔
ابوعبداللہ الحاکم نے امام بخاری سے ان کی توثیق نقل کی ہے۔



---

۱ عمدۃ القاری ص۳۵۸ ج ۱۶، تہذیب التہذیب ص۳۳۹ ج ۷، رجال صحیح البخاری ص۵۳۱ ج ۲، الجمع ص۳۵۷ ج ۱، التقریب ص۳۵ ج ۲، الکاشف ص۲۵۹ ج ۲، کتاب التعدیل ص۹۶۳ ج ۳، تاریخ بغداد ص۳ ج ۱۲۔

علی بن المدینی ابوالحسن [1]

ان کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔ علی بن عبداللہ بن جعفر بن نجیح بن بکر بن سعد السعدی البصری یہ عروة بن عطیة السعدی کے موالی میں سے تھے۔ ابن المدینی سے مشہور ہے۔

ان کے والد بھی محدّث تھے لیکن محدثین کے ہاں زیادہ معتبر نہیں تھے۔ علی کی ولادت ۱۶۱ھ میں ہوئی ان کے مشائخ میں ان کے والد عبداللہ بن جعفر کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

حماد بن زید جعفر بن سلیمان، یزید بن زریع، عبدالوارث، ہشیم بن بشیر، عبدالعزیز الدراوردی، معتمر بن سلیمان، سفیان بن عیینة، جریر بن عبدالحمید، ولید بن مسلم، بشر بن المفضل، غندر یحیی بن سعید، خالد بن الحارث، معاذ بن معاذ، حاتم بن وردان، ابن وھب، عبدالاعلی الشامی، عبدالعزیز بن ابی حازم، عبدالعزیز العمی، عمر بن طلحة بن علقمة بن وقاص اللیثی، فضیل بن سلیمان النمیری، محمد بن طلحة التیمی مرحوم بن عبدالعزیز، معاویة بن عبدالکریم۔ یوسف بن الماجشون، عبدالوہاب الثقفی، ہشام بن یوسف، عبدالرزاق۔

ان سے روایت کرنے والوں میں مندرجہ ذیل مشاہیر ومحدثین شامل ہیں۔

امام احمد بن حنبل، الصاعقة، الزعفرانی، ابوبکر الصاغانی، ابوعبداللہ البخاری، ابوحاتم الرازی، حنبل بن اسحاق محمد بن یحیٰی، علی بن احمد بن النضر، محمد بن احمد بن البراء، الحسن بن شبیب العمری، عبداللہ بن علی، امام بخاری

---

[1] عمدة القاری ص۲۳۷ ج۱، سیر اعلام النبلاء ص۴۱ ج۱۱، التاریخ الکبیر ص۲۸۴ ج۶، کتاب الجرح والتعدیل ص۱۹۳ ج۶، تاریخ الفسوی ص۲۱۰ ج۱، الفہرست ص۲۸۶، مقدمہ کتاب الجرح ص۲۱۰ ج۱، تاریخ بغداد ص۴۵۸ ج۱۱، طبقات الفقہاء للشیرازی ص۸۴ ج۱، طبقات الحنابلة ص۲۲۵ ج۱، تہذیب الاسماء واللغات ص۳۵۰ ج۱، تذکرة الحفاظ ص۴۲۸ ج۲، العبر ص۴۱۸ ج۱، میزان الاعتدال ص۱۳۸ ج۳ تذہیب ص۷۶ ج۳، طبقات الحفاظ ص۱۸۴، طبقات الشافعیة الکبری ص۱۴۵ ج۲، البدایہ والنہایہ ص۳۱۲ ج۱۰، تہذیب التہذیب ص۳۴۹ ج۷، النجوم الزاہرة ص۲۷۶ ج۲، خلاصة ص۲۷۵، شذرات الذہب ص۸۱ ج۲، کتاب التعدیل ص۹۶۲ ج۳ رجال صحیح البخاری ص۵۳۱ ج۲، الجمع ص۳۵۶ ج۱، التقریب ص۳۹ ج۲۔

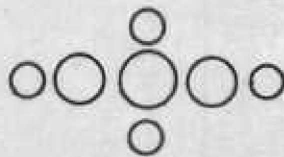
ابوداؤد، حمید بن زنجویہ، صالح بن محمد جزرۃ، عبید اللہ بن عثمان العثمانی، ہلال بن العلاء، الحسن البزار، ابوداؤد الحرانی، اسماعیل القاضی، ابومسلم الکجی، علی بن غالب البتلحی، ابوخلیفۃ الفضل بن الحباب، محمد بن جعفر بن الامام، ابویعلی الموصلی، محمد بن محمد الباغندی، ابوالقاسم البغوی، عبد اللہ بن محمد بن ایوب الکاتب، امام بخاری نے ان سے کثیر تعداد میں روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد ان کی تعظیم وعزت کی وجہ سے ان کا نام نہیں لیا کرتے تھے۔ ہمیشہ ان کا ذکر کنیت سے کیا کرتے تھے۔ سفیان بن عیینہ اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے اگر تمہارے ساتھ علی نہ ہوتے تو میں تمہیں حدیث نہ سناتا۔

ابن مہدی کا قول ہے کہ اعلم الناس بحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن المدینی ہے، علی نے خواب میں ثریا ستارے کو دیکھا کہ وہ اترا اور علی نے اس کو پکڑ لیا، ابوقدامۃ فرماتے ہیں کہ واقعۃً اللہ تعالیٰ نے ان کے خواب کو سچا کر دکھایا۔ وہ علم حدیث میں اس مقام تک پہنچے کہ جہاں تک کوئی نہیں پہنچا۔ امام نسائی کا قول ہے کہ علی کو اللہ تعالیٰ نے علم حدیث کے لیے پیدا کیا تھا۔

امام بخاری کا قول ہے کہ میں نے کسی محدث کی مجلس میں اپنے آپ کو علم میں اس سے کم تر نہیں سمجھا سوائے علی کی مجلس کے کہ میں اپنے آپ کو ان سے علم میں کم تر سمجھتا تھا۔ خلق قرآن کے مسئلے میں انہوں نے جان کے خوف سے حکومت وقت کی تائید کی تھی جس کی وجہ سے عقیلی اور کچھ لوگوں نے ان پر تنقید کی ہے۔ لیکن امام ذہبیؒ کی رائے یہ ہے کہ اگر ان جیسے لوگوں پر بھی تنقید کی جائے اور ان کی احادیث کو چھوڑ دیا جائے تو پھر علم حدیث باقی نہیں رہے گا۔ فن علل الحدیث کے بے مثال امام تھے۔

ان کا انتقال بروز پیر ۲۸ ذی القعدہ ۲۳۴ھ کو ہوا تھا۔



علی بن نصر ؎۱

پورا نام علی بن نصر بن مرحبان بن اُبَی ہے۔ کنیت ابوالحسن اور لقب "الجہضمی الصغیر" ہے حافظ حدیث اور بڑے امام تھے۔

ولادت

ان کے ولادت کے متعلق کچھ صراحت نہیں ہے۔

اساتذہ

انھوں نے مندرجہ ذیل ائمہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

حرمی بن عمارۃ، وہب بن جریر، عبدالصمد بن عبدالوارث، ابوداؤد الطیالسی، یزید بن ہارون، ابوعلی الحنفی اور ان کے بھائی ابوبکر الحنفی، ابوعاصم، سلیمان بن حرب، مقری اور ان کے طبقہ کے دیگر محدثین۔

تلامذہ

امام بخاری نے ان سے اپنی تاریخ میں روایت لی ہے۔ اس کے علاوہ مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابوزرعہ، ابوحاتم، احمد بن یحیی التستری، محمد بن ہارون الحضرمی، عمر البجیری، ابن صاعد، ابوبکر بن ابی داؤد، علی بن عباس البجلی اور دیگر بہت سے محدثین ان کے شاگرد رہے ہیں۔

علماء کے تعریفی اقوال

ابوحاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے ان کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے ان کو ثقہ قرار دیا اور دیر تک ان کا ذکر اور تعریف کرتے رہے۔ صالح بن محمد نے ان کو ثقہ اور صدوق کہا ہے۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حافظ اور صاحب حدیث ہیں، نسائی سے منقول ہے کہ یہ اور ان کے والد دونوں ثقہ ہیں۔

؎۱ التاریخ الکبیر ص۲۹۹ ج۶، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۰۷ ج۶، تہذیب التہذیب ص۳۹۰ ج۷، وطبقات الحفاظ ص۲۳۷ ج۲، سیر اعلام النبلاء ص۱۳۸ ج۱۲ وخلاصۃ للخزرجی ص۲۷۸ وتقریب التہذیب ص۴۵ ج۲ وتذہیب التہذیب ص۷۶ ج۳ و تذکرۃ الحفاظ ص۵۴۱ ج۲۔

احمد بن اسحاق بن محمد نے علی بن نصر کی سند سے بطریق ابی بکر بن عبداللہ بن قیس الاشعری عن ابیہ موصولاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو جنتیں ایسی ہیں کہ ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے سب سونے کا ہے۔ اور دو جنتیں چاندی کی ہیں حتی کہ ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے وہ بھی چاندی کا ہے۔ اور جنت عدن میں لوگوں کے اور ان کے پروردگا کے دیدار کے درمیان صرف کبریائی کی چادر ہے جو اس کے چہرے پر ہے۔
(مسلم نے اس کی تخریج کی ہے)

وفات

امام نسائی اور دیگر محدثین کا قول ہے کہ ان کی وفات ۲۵۰ھ میں ہوئی۔ بعض نے شعبان کے مہینے کی تصریح کی ہے۔ ان کے والد ان سے صرف چار مہینے پہلے فوت ہوتے ہیں۔

علی بن عیاش بن مسلم الالھانی الحمصی البکار ابو الحسن [ع۱]

امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء عند النداء اور بعض دوسرے مقامات پر ان سے چار احادیث نقل کی ہیں۔ ان کی ولادت ۱۴۳ھ میں ہوئی۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔

حریز بن عثمان، ابو غسان محمد بن مطرف، شعیب بن ابی حمزۃ، ثابت بن ثوبان، عبد العزیز بن ابی سلمۃ لیث بن سعد، ولید بن کامل۔ المثنی بن صباح، سعید بن عمارۃ بن صفوان الکلاعی ابن علیۃ وغیرہم۔

ان کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل مشاہیر کا ذکر آتا ہے۔

امام بخاری، احمد بن حنبل، محمد بن سہل بن عسکر، ابراہیم بن الہیثم البلدی، محمد بن مصفی الحمصی، محمود بن خالد موسیٰ بن سہل الرملی، ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی صفوان بن عمرو، الحمصی الصغیر، عمران بن بکار، الکلاعی، عمرو بن منصور النسائی، یزید بن محمد بن عبد الصمد، العباس بن الولید بن صبیح الخلال، محمد بن ابی الحسین السمان محمد بن یحییٰ الذہلی، یحییٰ بن معین، دحیم، محمد بن اسحاق الصاغانی، ابو زرعۃ الرازی، محمد بن مسلم بن دارۃ، محمد بن عوف الطائی، یحییٰ بن اکثم القاضی، اسماعیل بن سمویۃ، عبد الوہاب بن نجدۃ الحوطی، احمد بن عبد الوہاب، ابو عتبۃ الحجازی ابو زید احمد بن عبد الرحیم الحوطی وغیرہم۔

امام احمد نے اثبت کہا ہے۔ امام نسائی اور عجلی نے ثقہ کہا ہے۔ دارقطنی نے ثقہ اور حجت قرار دیا ہے۔ یحییٰ ابن اکثم نے ان کو اہل شام میں سب سے افضل اور اعلم بالحدیث قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کو ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۱۸ھ میں ہوا تھا۔

ع۱۔ عمدۃ القاری ص۲۸۵ ج۴، تہذیب التہذیب ص۳۶۹ ج۷، کتاب التعدیل والتجریح ص۹۶۲ ج۳، رجال صحیح البخاری ص۵۳۱ ج۲۔ الجمع ص۳۵۷ ج۱، التقریب ص۳۳ ج۲، الکاشف ص۲۵۶ ج۲،

علی بن الہیثم البغدادی ع۱

امام بخاری نے کتاب البیوع باب بیع النخل قبل ان یبد و صلاحھا میں ان کی روایت نقل کی ہے۔

ان کے مشائخ میں معلی بن منصور الرازی، یحییٰ بن سلیم الطائی، عمر بن یونس، حماد بن سعدۃ وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاری، محمد علی الطبری۔ الحسین اسماعیل المحاملی وغیرہم کا ذکر آتا ہے

ان کے متعلق اسماء رجال کی کتابوں میں ان مختصر احوال کے علاوہ کچھ مذکور نہیں۔

عام محدثین نے ان کو صاحب الطعام کے لقب سے ذکر کیا ہے۔ البتہ خطیب بغدادی کی رائے یہ ہے کہ امام بخاری کے شیخ علی بن الہیثم الگ آدمی ہے اور الحسین بن اسماعیل کے شیخ علی بن الہیثم صاحب الطعام الگ آدمی ہیں۔

ع۱ عمدۃ القاری ص۹۰ ج۹، تہذیب التہذیب ص۳۹۴ ج۷، کتاب التعدیل والتجریح ص۹۶۶ ج۳، الجمع ص۳۵۷ ج۱، التقریب ص۴۵ ج۲، الکاشف ص۲۵۹ ج۲، تاریخ بغداد ص۱۱۶ ج۱۲۔

عمر بن حفص بن غیاث بن طلق بن معاویۃ النخعی الکوفی ابو حفص[1]

امام بخاری امام مسلم ابو داؤد ترمذی اور نسائی نے ان سے بالواسطہ بھی روایتیں نقل کی ہیں۔

امام بخاری نے کتاب الغسل باب المضمضۃ والاستنشاق من الجنابۃ اور بعض دوسرے مقامات پر ان سے بلا واسطہ روایتیں نقل کی ہیں۔

ان کے اساتذہ و مشائخ میں ان کے والد حفص بن غیاث، ابن ادریس، ابوبکر بن عیاش، ہشام بن علی مسکین بن بکیر وغیرہم شامل ہیں۔

ان سے نقل و روایات کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

امام بخاری امام مسلم محمد بن ابی الحسین السمنانی، احمد بن یوسف السلمی، ہارون الحمال، محمد بن یحییٰ الذھلی۔ احمد بن ابراہیم الدورقی، سلیمان بن عبد الجبار، عبد اللہ الدارمی، محمد بن علی بن میمون الرقی، محمد بن یحییٰ بن کثیر الحرانی ابراہیم الجوزجانی، ابراہیم بن ابی بکر بن ابی شیبۃ، ابو حاتم الرازی، ابو زرعۃ، یعقوب بن سفیان، احمد بن ملاعب بن حبان وغیرہم۔

ابو حاتم نے ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے، ابو زرعۃ، ابن شاہین اور عجلی نے بھی ثقہ کہا ہے۔

امام بخاری اور ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ ان کا انتقال ربیع الاول ۲۲۲ھ میں ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۹۵ ج ۳، سیر اعلام النبلاء ص۶۳۹ ج ۱۰، کتاب التعدیل والتجریح ص۹۳۶ ج ۳، رجال صحیح البخاری ص۵۰۸ ج ۲، الجمع ص۳۳۷ ج ۱، التقریب ص۵۳ ج ۲، التھذیب ص۴۳۵ ج ۷، تاریخ اسماء الثقات ص۳۵۶، الکاشف ص۲۶۷ ج ۲، التاریخ الکبیر ص۱۵۰ ج ۶، التاریخ الصغیر ص۳۴۶ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۱۰۳ ج ۶، المعجم المشتمل ص۲۰۰، تذہیب ص۸۱ ج ۳، العبر ص۳۸۵، الخلاصۃ ص۲۸۱، شذرات الذہب ص۵۰ ج ۲

عمر بن محمد بن الحسن بن الزبیر الاسدی الکوفی ابو حفص[1]

یہ ابن التل سے معروف ہے۔ امام بخاری نے کتاب الزکوۃ باب آخذ صدقۃ التمر عند صرام النخل اور بعض دوسرے ابواب میں ان سے احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں ان کے والد کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔

وکیع، یحیٰی بن یمان وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والوں میں مندرجہ ذیل حضرات شریک و نمایاں ہیں۔

امام بخاری، امام نسائی، زکریا سجزی، ابراہیم الحربی، ابو حاتم، ابن خزیمۃ، محمد بن عبد اللہ الحضرمی، ابن ابی الدنیا، موسیٰ بن اسحاق، الہیثم بن خلف، یعقوب بن سفیان، یحیٰی بن صاعد، محمد بن ہارون بن حمید، القاسم بن اسماعیل، الحسین بن اسماعیل وغیرہم۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو حاتم اور امام نسائی نے صدوق کہا ہے۔ دارقطنی نے فرمایا کہ ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔

ان کا انتقال سنہ ۲۵۰ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ج ۱ ص ۲۳۷، تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۴۹۵، کتاب التعدیل والتجریح ج ۳ ص ۹۳۹، رجال صحیح البخاری ج ۲ ص ۵۱۵، الجمع ج ۱ ص ۳۴۳، التقریب ج ۲ ص ۶۲، الکاشف ج ۲ ص ۲۷۷،

عمران بن میسرۃ المنقری البصری الآدمی ابوالحسن[1]

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کتاب العلم باب رفع العلم وظہور الجہل، کتاب الصلوٰۃ باب الاذان بعد ذہاب الوقت اور بعض دوسرے مقامات پر ان سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبدالوارث، معتمر، عباد بن العوام، عبداللہ بن ادریس، حفص بن غیاث، محمد بن فضیل وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والوں میں امام بخاریؒ، ابوداؤد، ابوزرعۃ الرازی، ابوحاتم الرازی، الاثرم ابومسلم الکجی محمد بن یحییٰ بن المنذر القزاز، ابوخلیفۃ وغیرہم کے اسماء مذکور ہیں۔

امام بخاری نے ان سے کل گیارہ احادیث نقل کی ہیں۔

دارقطنی نے ان کی توثیق کی ہے اور ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کو ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۱۳ھ میں ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۳۰ ج۲، تہذیب التہذیب ص۱۴۲ ج۸، کتاب التعدیل والتجریح ص۱۰۱۳ ج۳، رجال صحیح البخاری ص۵۴۰ ج۲، الجمع ص۳۸۹ ج۱، التقریب ص۸۵ ج۲، الکاشف ص۳۰۲ ج۲۔

عمرو بن خالد بن فروخ بن سعید بن عبد الرحمان بن واقد بن لیث الحرانی

ان کی کنیت ابو الحسن ہے، الحرانی التمیمی الخزاعی الجزری المصری نسبتیں ہیں۔
ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔
حماد بن سلمۃ، لیث بن سعد، عبد الحمید بن بہرام، النضر بن عربی، ابو عقیل یحیی بن المتوکل، عبد اللہ بن لہیعۃ، عبد اللہ بن عمرو، ابو الملیح، زھیر، شریک، بکر بن مضر، عبد الاعلی بن ابی مساور الجرار وغیرہم۔
ان کے تلامذہ میں یہ حضرات شریک ہیں۔
اما بخاری، محمد بن یحیٰ، یونس بن عبد الاعلی، احمد بن منصور الرمادی، سمویہ ابو الزنباع روح بن الفرج، ابو زرعۃ الرازی، ابو حاتم الرازی، یحییٰ بن عثمان بن صالح، الحسن بن الفرج الغزی، الحسین بن حمید العکی، عثمان بن خرزاذ، ابو الاحوص العکبری۔
امام بخاری نے ان کی روایت کتاب الایمان باب الصلاۃ من الایمان کتاب التفسیر اور کتاب الاشربۃ میں نقل کی ہے
امام عجلی نے ان کو ثبت اور ثقۃ قرار دیا ہے۔
ابو حاتم نے صدوق کہا ہے۔ دار قطنی نے حجت اور ثقۃ کہا ہے۔
ان کا انتقال مصر میں ۲۲۹ھ میں ہوا تھا۔

عہ عمدۃ القاری ص۱۵۵ ج۱، ص۲۷۶ ج۱، ص۱۰۱ ج۲، ص۱۲۴ ج۱۰، کتاب التعدیل والتجریح ص۹۷۱ ج۳ سیر اعلام النبلاء ص۴۲۷ ج۱۰، التاریخ الکبیر ص۳۲۷ ج۶، التاریخ الصغیر ص۳۵۸ ج۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۳۰ ج۶، الجمع ص۳۷۰ ج۱، المعجم المشتمل ص۲۰۳، تذھیب ص۹۷ ج۳، میزان الاعتدال ص۲۵۸ ج۳، الکاشف ص۲۲۷ ج۲، المغنی فی الضعفاء ص۴۸۴ ج۲، تھذیب التھذیب ص۲۵ ج۸، النجوم الزاھرۃ ص۲۵۷ ج۲، حسن المحاضرہ ص۲۸۶ ج۱، خلاصہ ص۲۸۸، رجال صحیح البخاری ص۵۴۰ ج۲، التقریب ص۶۹ ج۲، مشاھیر علماء الامصار ص۱۳۸۔

عمرو بن الربیع بن طارق بن قرۃ بن نہیک بن مجاہد الہلالی[۱]

الہلالی الکوفی المصری نسبتیں ہیں اور ابوحفص کنیت ہے۔
امام بخاری نے کتاب النکاح میں ان سے صرف ایک حدیث نقل کی ہے باب لاینکح الاب وغیرہ البکر والثیب الابرضاہا۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔
مالک بن انس، لیث بن سعد، یحیٰی بن ایوب۔ عبداللہ بن لہیعۃ، مسلمۃ بن علی الخشنی، رشید بن سعد، السر بن یحیٰی وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔
امام بخاری، یحیٰی بن معین، اسحاق بن منصور الکوسج، ابوبکر الصاغانی، ابوحاتم الرازی، طاہر بن عمرو، ابراہیم الجوزجانی، ابراہیم بن دیزیل، محمد بن عبدالملک بن زنجویہ، ابوعبید القاسم بن سلام، محمد بن سہل بن عسکر، ابراہیم بن ہانی، احمد بن عبداللہ العجلی، اسحاق بن سیار النصیبی، یعقوب بن سفیان، یحیٰی بن عثمان بن صالح السہمی اسماعیل بن عبداللہ سمویہ۔ عبدالحسین بن جابر المصیصی وغیرہم۔

امام عجلی نے فرمایا کہ عمرو ثقہ ہے ابوحاتم نے فرمایا کہ صدوق ہے۔
ابن حاتم نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔
ابوعبداللہ الحاکم اور دارقطنی نے بھی توثیق کی ہے۔
ان کا انتقال ربیع الاول ۲۱۹ھ میں ہوا۔



---

[۱] عمدۃ القاری ص۳۲۲ ج۱۲، تہذیب التہذیب ص۳۳ ج۸، کتاب التعدیل ص۹۴۲ ج۳، رجال صحیح البخاری ص۵۴۲ ج۲، الجمع ص۳۶۲ ج۱، التقریب ص۷۰ ج۲، الکاشف ص۲۸۴ ج۲، کتاب الجرح ص۲۳۳ ج۶،

عمرو بن زرارۃ بن واقد الکلابی النیسابوری المقری ابو محمد[1]

امام بخاریؒ نے باب قدرکم ینبغی ان یکون بین المصلی والسترۃ اور باب حج الصبیان اور اس کے علاوہ بعض دوسرے مقامات پر ان سے تیرہ[۱۳] اور امام مسلم نے ان سے آٹھ احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

ابوبکر بن عیاش، ہشیم، عبدالوارث الثقفی، مروان بن معاویۃ، القاسم بن مالک المزنی، ابو عبیدۃ الحداد، زیاد البکائی اسماعیل بن علیۃ، سفیان بن عیینۃ، جریر، عبدالعزیز بن ابی حازم، معاذ بن معاذ العنبری، یحیٰی بن ابی زائدۃ وغیرہم

ان سے روایت کرنے والوں میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، احمد بن سلمۃ النیسابوری، احمد بن سیار المروزی، الذہلی، عبداللہ الدارمی، ابراہیم بن ابی طالب، حسین بن محمد القبانی، عبداللہ بن ابی القاضی، علی بن الحسن الہلالی، ابو عمار الحسین بن حریث المروزی مسدد بن قطن، الحسن بن سفیان، محمد بن اسحاق السراج وغیرہم۔

امام نسائی اور ابوبکر الجارودی نے توثیق کی ہے۔

ان کا انتقال ۲۳۸ھ میں ہوا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۱۰۶ ج۴، تہذیب التہذیب ص۳۵ ج۸، کتاب التعدیل والتجریح ص۹۷۳ ج۳، الجمع ص۳۶۵ ج۱، التقریب ص۷۰ ج۲، الکاشف ص۲۸۴ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۵۴۲ ج۲،

عمرو بن عاصم بن عبید اللہ بن الوازع الکلابی القیسی البصری ابو عثمان[۱]

امام بخاری نے ان سے بلاواسطہ باب وقت الفجر میں اور بالواسطہ بعض دوسرے مقامات پر احادیث نقل کی ہیں ان کے مشائخ میں ان کے دادا عبید اللہ بن الوازع۔ شعبۃ، حماد بن سلمۃ۔ ہمام بن یحییٰ، جریر بن حازم حرب بن سریج بن المغیرۃ، عمران القطان۔ اسحاق بن یحییٰ بن طلحۃ صخر بن جویریۃ اور معتمر بن سلیمان وغیرہم شامل ہیں۔

انکے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

امام بخاریؒ، احمد بن اسحاق السرماری۔ ابوبکر الجبابی۔ الحسن بن علی الخلال۔ احمد بن الحسن بن خراش، ابو خیثمۃ، ابوداؤد السجزی۔ ابوموسیٰ محمد بن المثنیٰ، بندار، عقبۃ بن المکرم، ابراہیم الجوزجانی۔ عبد بن الحمید، الدارمی، ابوداؤد الحرانی۔ ابراہیم بن المستمر، محمد بن عبد اللہ بن العبید الہلالی، محمد بن مسلم بن وارۃ، یعقوب بن سفیان، اسحاق بن سیار النصیبی، محمد بن یونس الکدیمی وغیرہم۔

یحییٰ بن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن سعد نے صالح کہا ہے۔ امام نسائیؒ نے کہا ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔ ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال جمادی الاول ۲۱۳ھ میں ہوا ہے۔

---

[۱] عمدۃ القاری ص۲۲۵ ج۴، کتاب التعدیل والتجریح ص۹۸۳ ج۳، رجال صحیح البخاری ص۵۴۹ ج۲، الجمع ص۳۶۷ ج۱، التقریب ص۷۳ ج۲، الکاشف ص۲۸۸ ج۲، تاریخ اسماء الثقات ص۱۵۲، تہذیب التہذیب ص۵۸ ج۸

عمرو بن عباس الباہلی البصری الاہوازی ابو عُثمان ع[1]

امام بخاریؒ نے کتاب الصلوٰۃ باب فضل استقبال القبلۃ اور باب خروج الصبیان الی المصلی اور اس کے علاوہ کتاب الادب اور مناقب وغیرہ میں ان سے کل چودہ[۱۴] احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں سفیان بن عیینہ، غندر، ابن مہدی، یزید بن ہارون، محمد بن مروان العجلی، ابراہیم بن صدقہ ابراہیم بن نافع وغیرہم شامل ہیں۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

امام بخاری، محمد بن عمرو بن جبلۃ، عباس العنبری، حرب الکرمانی، محمد بن ابراہیم بن جناد، ابوبکر بن سلیمان البزار، عبدان بن احمد الاہوازی وغیرہم۔

ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے صدوق کہا ہے۔

ان کا انتقال ۲۳۵ھ میں ہوا۔

---

[1] صحیح البخاری رجال ص۵۴۳، الجمع ص۳۶۲ ج۱، التقریب ص۷۵ ج۲، تہذیب التہذیب ص۶۰ ج۸، الکاشف ص۲۸۴ ج۲، الہدی الساری ص۴۳۲، کتاب التعدیل والتجریح ص۹۸۱ ج۳، عمدۃ القاری ص۳۰۷ ج۳ وص۲۸۲ ج۱۰،

عمرو بن علی بن بحر بن کنیز ابو حفص الباھلی البصری الصیرفی الفلاس[۱]

امام بخاریؒ نے کتاب الوضوء باب الرجل یُوضّی صاحبہ اور بعض دوسرے مقامات پر ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ امام بخاریؒ نے ان سے کل ۷، ۴ احادیث نقل کی ہیں۔

ان کی ولادت ۱۶۰ھ کے قریب ہوئی ہے۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

یزید بن زریع، مرحوم العطار، عبد العزیز بن عبد الصمد العمیؒ۔ خالد بن الحارث، غندر، سفیان بن عیینۃ عاصم بن ھلال، عمر بن علی المقدمی، محمد بن سواء، محمد بن عبد الرحمٰن الطفاوی، عبد اللہ بن ادریس، عبد الاعلی الشامی، معاذ بن معاذ، وکیع، یحییٰ بن سعید القطان، فضیل بن سلیمان النمیری، معتمر بن سلیمان، یزید بن ہارون، سلیمان بن حرب وغیرہم۔

ان سے صحاح کے مصنفین کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

ابوزرعۃ، ابوحاتم، ابن ابی الدنیا، عبد اللہ بن احمد، الحسن بن سفیان، محمد بن یحییٰ بن مندۃ، القاسم المطرز جعفر الفریابی، یحییٰ بن صاعد، محمد بن جریر، ابوروق احمد بن محمد بن بکر الھزانی وغیرہم۔

ابوحاتم نے صدوق اور علی بن المدینی سے بھی زیادہ دقیق اور محکم علم والا قرار دیا ہے

امام نسائی نے ثقۃ حافظ اور صاحب حدیث کہا ہے۔

ذہبیؒ نے الحافظ الامام المجود اور الناقد کی صفات کے ساتھ ذکر کیا ہے

ابوزرعۃ کا قول ہے کہ عمرو علم حدیث کے شاہسواروں میں سے ہے

ابن اشکاب فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ابو حفص جیسا کسی کو نہیں دیکھا۔

ان کا انتقال عسکر میں ذی القعدہ ۲۴۹ھ میں ہوا۔

---

۱ عمدۃ القاری ص۳۶۵ ج۲ وص۲۳۱ ج۵ وسیر اعلام النبلاء ص۴۷۰ ج۱۱ والتاریخ الصغیر ص۳۸۸ ج۲ وکتاب الجرح والتعدیل ص۲۴۹ ج۶، تاریخ بغداد ص۲۰۷ ج۱۲، الانساب ص۴۳۲ ج۲، اللباب ص۲۳ ج۲، تذکرۃ الحفاظ ص۴۸۷ ج۲، العبر ص۴۵۲ ج۱، تذہیب ص۱۰۶ ج۲ تہذیب التہذیب ص۸۰ ج۸، النجوم الزاہرۃ ص۳۳۰ ج۲، طبقات الحفاظ ص۲۱۱، الخلاصۃ ص۲۹۱، طبقات المفسرین ص۱۴ ج۲، شذرات الذہب ص۱۲۰ ج۲، کتاب التعدیل ص۹۸۰ ج۳، رجال صحیح البخاری ص۵۳۶ ج۲، التقریب ص۷۵ ج۲ الکاشف ص۲۸۴ ج۲، ہدی الساری ص۴۳۲۔

عمرو بن علیؒ الضبعی البصریؒ الآدمی ابو عثمان ؏[1]

امام بخاری نے کتاب الادب اور باب استعانۃ الید فی الصلوٰۃ اور بعض دوسرے مقامات پر ان سے تین حدیثیں نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں محمد بن سوار، عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ، عبدالعزیز، ابو بحر البکراوی، ابو عاصم، ابو نعیم، ابو احمد بن یونس وغیرہم شامل ہیں۔

ان کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری، ذکریا السجزی، ابنہ محمد بن عمرو بن علیؒ، عبدان الاہوازی، عمر بن محمد البحتری، ابو بکر عاصم، جعفر بن احمد بن سنان الواسطی، ذکریا الساجی، یحییٰ الساجی، ابو عمرو یوسف بن یعقوب النیسابوری، احمد بن یحییٰ بن زہیر التستری، محمد بن یحییٰ بن مندۃ الاصبہانی وغیرہم۔

ابن حبان نے مستقیم الحدیث اور ثقہ قرار دیا ہے۔

ان کی تاریخ انتقال کی کوئی صراحت موجود نہیں ہے۔

؏ عمدۃ القاری ص ۲۶۳ ج ۶، کتاب التعدیل والتجریح ص ۹۸۲ ج ۳، تہذیب التہذیب ص ۸۷ ج ۸،

عَمرو بن عون بن اوس بن الجعد الواسطی ابو عثمان [۱]

بصرہ کے رہنے والے تھے، ابو العجفاء السلمی کے مولیٰ تھے۔ امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ باب ماجاء فی القبلۃ اور کتاب الجہاد باب رکوب الفرس العری اور بعض دوسرے دوسرے مقامات پر ان سے کل گیارہ "۱۱" احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل مشاہیر شامل ہیں۔

حماد بن سلمۃ، حماد بن زید، ہشیم، شریک، ابو عوانہ، خالد بن عبد اللہ، عبد السلام بن حرب، ابو معاویۃ، شعیب بن اسحاق، ابو یعقوب التوام، وکیع، ابن ابی زائدۃ، عمارۃ بن زاذان، حفص بن غیاث وغیرہم۔

ان سے مندرجہ ذیل حضرات روایت کرتے ہیں۔

امام بخاری، ابو داؤد، عبد اللہ بن محمد المسندی، حجاج بن الشاعر، عبد اللہ الدارمی، احمد بن سلیمان الرہاوی، محمد بن داؤد بن صبیح، عثمان بن خرزاذ، العباس بن جعفر بن الزبرقان، ابو امیۃ، عبد اللہ بن محمد بن خلاد الواسطی، یحییٰ بن معین، محمد بن عمرو امیۃ، ابو قدامۃ السرخسی، محمد بن عبد الرحیم البزار، ابو زرعۃ، ابو حاتم، یعقوب بن شیبہ، عبد الکریم الدیر عاقولی، اسماعیل سمویہ، احمد بن بہز، علی بن عبد العزیز البغوی، وغیرہم۔

یحییٰ بن معین نے ان کی تعریف وتوصیف کی ہے۔ العجلی کا قول ہے کہ ثقہ اور صالح آدمی تھے۔ ابو زرعۃ فرماتے ہیں کہ ان سے اثبت میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ ابو حاتم نے کہا کہ ان کو اپنی حدیثیں یاد تھیں اور یہ ثقہ اور حجت تھے۔ ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال شعبان سنہ ۲۲۵ھ میں ہوا تھا۔

---

[۱] عمدۃ القاری ص۵۰ ج۱۱، کتاب التعدیل والتجریح ص۹۸۲ ج۳، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۵۲ ج۶، تہذیب التہذیب ص۸۶ ج۸، رجال صحیح البخاری ص۵۴۸ ج۲، الجمع ص۳۶۵ ج۱، التقریب ص۷۶ ج۲، الکاشف ص۲۹۲ ج۲، تاریخ اسماء الثقات ص۱۵۶۔

عمرو بن محمد بن بکیر بن سابور الناقد البغدادی ابو عثمان [1]

امام بخاری نے کتاب الانبیاء، فضائل القرآن اور کتاب البیوع میں ان کی روایات نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

ہشیم، عیسیٰ بن یونس، عمار بن محمد، حفص بن غیاث، القاسم بن مالک، معتمر بن سلیمان، مروان بن معاویہ، وکیع، ابو النضر، سفیان بن عیینہ، اسماعیل بن علیہ، اسحاق الازرق، یزید بن ہارون، ابو معاویہ، ابو احمد الزبیری، یعقوب بن ابراہیم بن سعد، عبد الرزاق، عبد العزیز بن ابی حازم، عبدۃ بن سلیمان، کثیر بن ہشام یحییٰ بن یمان،

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، احمد بن نصر النیسابوری (ان کے واسطے سے امام نسائی نے عمرو بن محمد کی احادیث نقل کی ہیں) ابو زرعۃ، ابو حاتم، ابو شیبہ بن ابی بکر بن ابی شیبۃ، احمد بن سیار المروزی، محمد بن اسحاق الصاغانی، عبد اللہ بن احمد، عبد اللہ الدورقی، ابو بکر بن ابی الدنیا، جعفر الفریابی، ابو یعلیٰ، عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز البغوی وغیرہم۔

امام احمد نے ان کو صادق قرار دیا ہے۔ ابو حاتم نے ثقہ، امین اور صدوق کہا ہے۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ عمرو اہل صدق میں سے ہیں۔ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے

ان کا انتقال ۲۳۲ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص ۲۹۱ ج ۹، تہذیب التہذیب ص ۹۶ ج ۸، کتاب التعدیل والتجریح ص ۹۷۳ ج ۳، التقریب ص ۷۵ ج ۲، الہدی الساری ص ۴۳۳، کتاب الجرح والتعدیل ص ۲۶۲ ج ۶، تاریخ بغداد ص ۲۰۵ ج ۱۲۔

عمرو بن مرزوق الباہلی البصری ابو عثمان [1]

ان کی ولادت ۱۳۰ھ کے بعد ہوئی تھی، حافظ ابن حجر العسقلانی نے نقل کیا ہے کہ ان کے حلقہ درس میں دس ہزار آدمی ہوا کرتے تھے، انہوں نے ایک ہزار سے زیادہ شادیاں کی تھیں۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں

مالک بن مغول، عکرمۃ بن عمار، شعبۃ بن الحجاج، حماد بن سلمۃ، عبدالرحمٰن المسعودی ابوادریس (صاحب لانس بن مالک) حماد بن زید وغیرہم۔

امام بخاری نے ان پر کلام کی وجہ سے ان سے مقرون بالغیر روایت نقل کی ہے۔

ان کے علاوہ ابوداؤد، حرب الکرمانی، ابوزرعۃ الرازی، عبدالکریم بن الہیثم العاقولی، عثمان بن خرزاذ الانطاکی احمد بن داؤد المکی، ابوبکر بن ابی عاصم، ابومسلم الکجی، محمد بن محمد بن حیان التمار، ابوخلیفۃ الجمحی۔

امام احمد اور ابوزرعۃ نے ان کی تعریف و توصیف کی ہے۔

ابوحاتم نے کہا ہے کہ شعبۃ کے شاگردوں میں ان سے بہتر حدیث والا کوئی نہیں تھا۔

امام بخاری نے ان سے فضل عائشۃ اور دیات میں احادیث نقل کی ہیں

ان کا انتقال صفر ۲۲۴ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۱۴۷ ج ۳، سیر اعلام النبلاء ص۴۱۷ ج ۱۰، کتاب التعدیل والتجریح ص۹۷۲ ج ۳، الکاشف ص۳۴۲ ج ۲ طبقات ابن سعد ص۳۰۵ ج ۷، التاریخ الکبیر ص۳۷۳ ج ۶، التاریخ الصغیر ص۳۰ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۶۳ ج ۶، العبر ص۳۹۱ ج ۱ تذہیب ص۱۰۹ ج ۳، المغنی فی الضعفاء ص۴۸۹ ج ۲، میزان الاعتدال ص۲۸۵ ج ۳: ——— التہذیب ص۹۹ ج ۸، خلاصۃ ص۲۹۳، الہدی الساری ص۴۳۱، شذرات الذہب ص۵۴ ج ۲

عیاش بن الولید الرقام القطان ابوالولید البصری[۱]

امام بخاریؒ نے ان سے کتاب الجنائز باب المیت یسمع خفق النعال کتاب الحج باب الحلق والتقصیر عند الاحلال کتاب الصلوٰۃ باب الکلام اذا اقیمت الصلوٰۃ اور بعض دوسرے ابواب میں احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ والدہ، ولید بن مسلم، وکیع، معتمر بن سلیمان، مسلمۃ بن علقمۃ ابومعاویہ الضریر، ابوسفیان الحمیری اور محمد بن زید الواسطی وغیرہم شامل ہیں۔

ان سے مندرجہ ذیل حضرات ناقل ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، عیسیٰ بن شاذان، ابوموسیٰ، ابوحاتم، ابوزرعۃ، محمد بن یحییٰ الذہلی، یعقوب بن سفیان، عبداللہ بن جریر بن جبلۃ، ابن ابی خیثمۃ، ابوالاحوص العکبری، عباس بن الفضل الاسفاطی وغیرہم

ابوحاتم نے کہا ہے کہ یہ ثقہ تھے۔

ابوداؤد نے صدوق کہا ہے۔

ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

امام بخاری نے ان سے ۲۳ حدیثیں نقل کی ہیں۔

ان کا انتقال ۲۲۶ھ میں ہوا۔

---

[۱] عمدۃ القاری ص۱۳۷ ج۳، تہذیب التہذیب ص۱۹۹ ج۸، کتاب التعدیل والتجریح ص۱۰۴۳ ج۳، رجال صحیح البخاری ص۶۰۰ ج۲، الجمع ص۴۰۳ ج۱، التقریب ص۹۵ ج۲، الکاشف ص۳۱۲ ج۲۔

عبیداللہ بن عمر القواریری[1]

ان کا نام عبیداللہ بن عمر بن میسرۃ ہے۔ کنیت ابوسعید اور جشمی، بصری اور قواریری انکی نسبتیں ہیں۔ بغداد میں قیام پذیر تھے۔

ولادت: ان کی پیدائش تقریباً ۱۵۲ھ میں ہوئی۔

اساتذہ: ان کے اساتذہ میں مندرجہ ذیل مشہور محدثین کرام شامل ہیں۔

حماد بن زید، عبدالوارث، جعفر بن سلیمان، عبدالواحد بن زیاد، معٰویہ بن عبدالکریم، عبدالعزیز الدراوردیؒ، فضیل بن سلیمان بشر بن المفضل، خالد بن الحارث، غندر، فضیل بن عیاض، ابوعوانہ، یزید بن زریع، عبداللہ بن جعفر المخرمی، سفیان بن عیینہ یوسف بن الماجشون، ہشیم بن بشیر، یحییٰ بن ابی زائدہ اور دوسرے محدثین۔

تلامذہ: ان سے روایت کرنے والوں میں مشہور کے نام یہ ہیں۔

بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابوزرعۃ، ابراہیم الحربی، ابوحاتم، عبداللہ بن احمد، بقی بن مخلد، جعفر الفریابی، ابویعلی الموصلی، ابوبکر احمد بن علی المروزی، صالح بن محمد جزرۃ اور بہت سے دوسرے ائمہ محدثین وحدیث۔

علماء کے اقوال: یحییٰ بن معین، حافظ صالح جزرۃ اور نسائی نے ان کی توثیق کی ہے، ابن سعد نے کہا ہے کہ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔ احمد بن سیار کہتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں مسدد بغداد میں قواریری اور مرو، میں صدقۃ بن الفضل جیسا کوئی اور نہیں دیکھا۔ عبدالمومن بن خلف سے منقول ہے کہ میں نے صالح بن محمدؒ کو کہتے سنا کہ قواریری زہرانی سے زیادہ قابل اعتماد اور بصرہ کی احادیث کے سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، میں نے قواریری، علی بن المدینی اور ابراہیم بن عرعرۃ سے زیادہ بصرہ کی حدیث کو جاننے والا کوئی نہیں دیکھا۔ ابن الانباری کہتے ہیں کہ میں نے ثعلب کو کہتے سنا کہ میں نے عبیداللہ القواریری سے ایک لاکھ احادیث سنی ہیں۔ ذہبی کہتے ہیں کہ مخصلبات اور جزء صفۃ المنافق میں ہمارے پاس قواریری کی عالی سند کی احادیث موجود ہیں۔

وفات: قواریری ۲۳۵ھ میں انتقال کیا۔ بغوی نے بیان کیا ہے جمعرات کا دن اور ذی الحجہ کی ۱۲ر تاریخ تھی۔

---

[1] طبقات ابن سعد ص۳۵۰ ج۷، التاریخ الکبیر ص۳۹۵ ج۵، تذکرۃ الحفاظ ص۴۳۸ ج۲، العبر ص۴۲۲ ج۱، الانساب ص۲۹۲ ج۲، تذهیب التهذیب ص۲۰ ج۳، البدایۃ والنہایۃ ص۳۱۵ ج۱۰، خلاصۃ للخزرجی ص۲۵۲، عمدۃ القاری ص۳۰۷ ج۵، کتاب التعدیل والتجریح ص۸۹۱ رجال صحیح البخاری ص۴۶۷ ج۱، الجمع ص۳۰۳ ج۱، التقریب ص۵۳۶ ج۱، تاریخ اسماء الثقات ص۳۱۸، سیر اعلام النبلاء ص۴۴۲ ج۱۱، تاریخ بغداد ص۳۲۱ ج۱۰، تہذیب التہذیب ص۴۰ ج۷،

علی بن حجر [۱]

پورا نام علی بن حجر بن ایاس بن مقاتل بن مخارش بن مشیزح بن خالد ہے۔ کنیت ابوالحسن اور سعدی و مروزی ان کی نسبتیں ہیں۔ ان کے جدِ اعلیٰ مشمرح بن خالد صحابی تھے۔

ولادت: یہ سنہ ۱۵۴ھ میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ: ان کے اساتذہ کرام کی فہرست بہت طویل ہے مشہور کے نام یہ ہیں۔

اسماعیل بن جعفر، شریک القاضی، ہشیم، عبیداللہ بن عمرو، ابن المبارک، ربیع بن بدر السعدی، اسماعیل بن عیاش، ہقل بن زیاد، یحییٰ بن حمزہ، عبداللہ بن جعفر المدینی، عبدالحمید بن الحسن الہلالی، عبدالعزیز بن ابی حازم۔ علی بن مسہر، قران بن تمام، معروف الخیاط، ولید بن محمد الموقری، ہشیم بن حمید، عبدالرحمٰن بن ابی زناد، عتاب بن بشیر، حسان بن ابراہیم، حفص بن سلیمان۔ جریر بن عبدالحمید، خلف بن خلیفہ، سعید بن عبدالرحمٰن الجمحی، یزید بن ہارون بقی بن مخلد اور بعض دوسرے محدثین۔

تلامذہ: ان کے شاگردوں میں سے مشہور یہ ہیں۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابوعمرو المستملی، احمد بن علی، عبدان بن محمد المروزی، حسن بن سفیان، محمد بن عبداللہ بن ابی عون ابراہیم بن اسمٰعیل الطوسی العنبری، اسحاق بن ابی عمران الاسفرائینی، محمد بن احمد بن الجاعون النسائی، امام الائمۃ ابن خزیمہ، ابورجا محمد بن حمدویہ المروزی المورخ، محمد بن کرام السجستانی، محمد بن موسیٰ الباشانی، محمد بن علی بن حمزۃ المروزی، محمد بن یحییٰ بن خالد المروزی، محمد بن محمد المروزی اور بہت سے دوسرے ائمہ حدیث۔

علماء کے اقوال: محمد بن علی بن حمزہ نے ان کے متعلق فرمایا کہ کان فاضلاً حافظاً۔ امام نسائی کا قول ہے کہ ثقۃٌ، مامونٌ، حافظٌ۔ خطیب بغدادی نے فرمایا کہ کان صادقاً، متقناً حافظاً۔

وفات: امام بخاری نے کہا ہے کہ علی کی وفات جمادی الاولیٰ سنہ ۲۴۴ھ میں ہوئی۔

۱۔ التاریخ الکبیر ص ۲۷۲ ج ۶، کتاب الجرح والتعدیل ص ۱۸۳ ج ۶، طبقات الحنابلۃ ص ۲۲۲ ج ۱، الانساب ص ۸۲ ج ۷، العبر ص ۴۴۳ ج ۱، سیر ص ۵۰۶، تاریخ بغداد ص ۴۱۶ ج ۱۱، تہذیب التہذیب ص ۵۵ ج ۳، طبقات المفسرین ص ۳۹۰ ج ۱، اللباب ص ۵۲۲ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ص ۴۵۰ ج ۲، تذہیب التہذیب ص ۵۵ ج ۳، النجوم الزاہرہ ص ۳۱۶ ج ۲، طبقات الحفاظ ص ۱۹۶ خلاصۃ الخزرجی ص ۲۷۲ ج ۲، شذرات الذہب ص ۱۰۵ ج ۲، رجال صحیح البخاری ص ۵۲۹ ج ۲، تقریب التہذیب ص ۳۳ ج ۲۔ کتاب التعدیل والتجریح ص ۹۵۹ ج ۳، معجم المؤلفین ص ۵۰ ج ۷، الاعلام ص ۷۷ ج ۵، تاریخ التراث ص ۳۳ ج ۱، الجمع ص ۳۵۲ ج ۱، عمدۃ القاری ص ۲۶۶ ج ۱۶،

علی بن مُسلم بن سَعید علہ

ان کی کنیت ابوالحسن اور نسبت طوسی ہے۔ امام، محدث، ثقہ، حدیث کے جامع اور مصنف تھے۔

ولادت: انکی سنہ ولادت کے متعلق عبداللہ بن احمد سے سنہ ۱۶۰ھ مروی ہے۔

اساتذہ: ان کے مشہور مشائخ کے نام یہ ہیں۔

جریر بن عبدالحمید، یوسف بن یعقوب الماجشون، ہشیم بن بشیر، عبداللہ بن المبارک، یحییٰ بن ابی زائدہ، عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم، ابویوسف القاضی اور بہت سے دوسرے ائمہ کرام۔

تلامذہ: ان سے روایت کرنے والوں میں مندرجہ ذیل مشہور محدثین کے نام شامل ہیں۔

بخاری، ابوداؤد، نسائی، یحییٰ بن معین ان کے غلام ابوبکر الاثرم، ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن احمد، محمد بن صاعد، قاضی محاملی، حسین بن العیاش القطان اور دیگر مشہور ائمہ حدیث۔

محدثین کی آراء ان کے بارے میں:

نسائی نے ان سے ایک واسطے سے روایت کی ہے اور ان کے بارے میں "لا بأس بہ" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ امام بخاریؒ نے ان سے سات حدیثیں نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین جیسے امام الجرح والتعدیل نے بھی ان پر اعتماد کیا ہے اور ان کی روایتیں لکھی ہیں۔ دارقطنی نے ثقہ قرار دیا ہے۔ اور ابن حبان نے بھی ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ، سیر، مناقب تعبیر میں انکی روایتیں نقل کی ہیں۔

وفات: انھوں نے ۲۳ جمادی الثانی ۲۵۳ھ میں انتقال کیا۔ اس وقت ان کی عمر ۹۳ برس تھی۔

علہ، تذهیب التهذیب ص۳۸۳ ج۳، خلاصة الخزرجی ص۲۷۵، رجال صحیح البخاری ص۵۳۳ ج۲، الجمع ص۳۵۷ ج۱، تقریب ص۴۲ ج۲، الکاشف ص۲۵۷ ج۲، کتاب التعدیل والتجریح ص۹۶۱ ج۳، عمدة القاری ص۱۹۱ ج۷، سیر ص۵۲۵ ج۱۱، تاریخ بغداد ص۱۰۸ ج۱۲، تهذیب التهذیب ص۳۸۲ ج۷۔

عبادبن یعقوب[1]

ان کی نسبتیں رواجنی، اسدی، اور کوفی ہیں۔ یہ "رفض" کی بدعت میں مبتلا تھے۔

اساتذہ: انہوں نے شریک القاضی، عباد بن العوام، ابراہیم بن ابی یحییٰ، ولید بن ابی ثور، اسماعیل بن عیاش، عبداللہ بن عبدالقدوس، حسین بن الشہید، زید بن علی، علی بن ہاشم البرید اور بعض دوسرے محدثین سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

تلامذہ: بخاری نے ان سے ایک روایت لی ہے جس میں ان کے ساتھ دوسرے راوی کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ ترمذی، ابن ماجہ، ابوبکر البزاز، صالح جزرۃ، ابن خزیمہ، محمد بن علی الحکیم الترمذی، ابن صاعد، ابن ابی داؤد اور بعض دوسرے مشائخ بھی ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔

محدثین کے اقوال:

ابوحاتم نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ ابن خزیمہ جب ان سے روایت کرتے تو کہتے کہ ہم سے عباد بن یعقوب نے بیان کیا جو روایت میں ثقہ اور دین کے بارے میں متہم ہیں۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ یہ تشیع میں غالی تھے۔ عبدان نے ایک ثقہ شخص سے روایت کی ہے کہ عباد اسلاف کو سب وشتم کیا کرتے تھے۔ ابن عدی نے کہا ہے کہ انہوں نے فضائل ومناقب میں بہت سی منکر احادیث نقل کی ہیں۔ محمد بن علی الجبی نے صالح جزرۃ سے نقل کیا ہے کہ عباد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب وشتم کرتے تھے اور میں نے ان کو کہتے سنا کہ اللہ کا انصاف اس سے بلند ہے کہ طلحہ اور زبیر کو جنت میں داخل کرے۔ انھوں نے حضرت علی کی بیعت کرنے کے بعد ان کے خلاف قتال کیا۔

ابن جریر کہتے ہیں کہ میں نے عباد کو کہتے سنا کہ جو کوئی ہر نماز کے بعد آلِ محمدؐ کے دشمنوں سے برآت کا اظہار نہ کرے اس کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ کلام رافضیت کا مبدا ہے بلکہ ہم سب سے اپنی زبان کو روکے رکھیں گے اور تمام امت کے لیے مغفرت طلب کریں گے اس لیے کہ آلِ محمدؐ میں سے بھی بعض نے ایک دوسرے کے خلاف قتال کیا ہے اور ان

---

[1] التاریخ الکبیر ص۴۴ ج۶، کتاب الجرح والتعدیل ص۸۸ ج۶، الانساب ص۱۷۵ ج۶، اللباب ص۴۷ ج۱، میزان الاعتدال ص۳۷۹ ج۲، العبر ص۴۵۶ ج۱، تذہیب التہذیب ص۱۲۳ ج۲، البدایۃ والنہایۃ ص۷ ج۱۱، تہذیب التہذیب ص۱۰۹ ج۵، خلاصۃ للخزرجی ص۱۶۴، شذرات الذہب ص۱۲۱ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۸۶۳ ج۲، تقریب التہذیب ص۳۹۴ ج۱، کتاب التعدیل والتجریح ص۹۲۹ ج۲، تذکرۃ الحفاظ ص۵۴۱ ج۲، الجمع ص۳۳۳ ج۱، سیر اعلام النبلاء ص۵۳۶ ج۱۱

میں بھی بعض کی آپس میں دشمنی تھی تو ہم ان میں سے کس طرح کسی ایک فریق سے اظہار برآت کر سکتے ہیں۔

حافظ محمد المظفر کہتے ہیں کہ ہم سے قاسم المطرز نے بیان کیا کہ میں کوفہ میں عباد کے پاس گیا وہ طلبہ کا امتحان لیا کرتے تھے چنانچہ مجھ سے پوچھا کہ مسلمانوں کے سمندری بیڑے کی ابتدا کس نے کی میں نے کہا، اللہ نے۔ کہنے لگے کہ وہ تو ہے لیکن کس ہاتھ پر اس کا ظہور ہوا میں نے کہا کہ آپ ہی بتائیں۔ کہنے لگے کہ علی کے ہاتھ پر، پھر پوچھا کہ اس کو مستقل کس نے جاری کیا میں نے کہا کہ، اللہ نے۔ کہنے لگے کہ وہ تو ہے لیکن اس کا ظہور کس کے ہاتھ پر ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ہی بتائیں فرمانے لگے کہ حسن کے ہاتھ پر، عباد نابینا تھے میں نے دیکھا کہ ایک طرف تلوار اور ڈھال ہی پڑی ہوئی ہے۔ پوچھا کہ یہ کس کی ہیں فرمایا کہ میں نے ان کو مہدی کے قتال کرنے کے لیے تیار کیا ہے۔ جب میں مطلوبہ احادیث سن چکا تو دوبارہ ان کے پاس گیا انہوں نے حسب عادت امتحان کے طور پر پوچھا کہ سمندری بیڑے کی ابتدا کس نے کی میں نے کہا کہ ابتدا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کی اسے مستقل طور پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جاری کیا۔ پھر میں نے ایک جست لگائی اور بھاگ نکلا وہ چلائے کہ اس فاسق، اللہ کے دشمن کو پکڑو اور قتل کردو۔ اس حکایت کی اسناد صحیح ہے۔ ذہبی کہتے ہیں کہ نہ جانے مشائخ نے ان جیسے شخص سے جس کا یہ حال ہو کس طرح روایت کرنے میں چشم پوشی کی؟ ان کے صدق کی وجہ سے علماء نے ان کی توثیق کی ہے۔

یہ چونکہ داعی اور متشدد نہیں تھے۔ اس لیے امام بخاری نے ان کی روایات کو قبول کیا ہے۔ لیکن پھر بھی اتنی احتیاط کی ہے کہ انکی روایت مقرون بالغیر قبول کی ہے۔

وفات: بخاری سے منقول ہے کہ عباد بن یعقوب کا انتقال شوال ۲۵۰ھ میں ہوا۔

فروۃ بن ابی المغراء[1]

ان کا نام معدی کرب ہے اور ابوالقاسم کنیت ہے کوفہ کے رہنے والے تھے۔

امام بخاری نے باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کی روایت نقل کی ہے

اساتذہ : علی بن مسہر۔ عبیدۃ بن حمید۔ ابراہیم بن المختار الرازی۔ ولید بن ابی ثور۔ ابوالاحوص۔ محمد بن سلیمان بن الاصبہانی۔ القاسم بن مالک المزنی وغیرہم۔

تلامذہ : ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل مشاہیر محدثین شامل ہیں ۔

امام بخاری ابوزرعۃ الرازی ابوحاتم الرازی ابوالازہر۔ الصغانی۔ عثمان بن خرزاذ یعقوب بن سفیان عباس الدوری۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبۃ۔ احمد بن علی الخزاز

اقوال علماء : امام ابوحاتم نے صدوق کہا ہے اور امام دارقطنی نے ثقہ قرار دیا ہے

ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

صحیح بخاری اور سنن ترمذی میں ان کی احادیث مروی ہیں۔

وفات : ان کی وفات ۲۲۵ھ میں ہوئی۔

---

[1] تھذیب التھذیب ۲۶۵ ج ۸، عمدۃ القاری ۱۵۱ ج ۷، رجال صحیح البخاری ۶۱۱ ج ۲، الجمع ۴۱۵ ج ۲، التقریب ۱۰۸ ج ۲ الکاشف ۳۲۷ ج ۲، کتاب التعدیل والتجریح ۱۰۵۵ ج ۳، طبقات ابن سعد ۴۱۴ ج ۶، التاریخ الکبیر ۱۲۸ ج ۴، کتاب الجرح والتعدیل ۸۳ ج ۷۔

فضل بن سہل بن ابراہیم ؏۱

ان کی کنیت ابو العباس نسبت بغدادی اور لقب الاعرج ہے۔ ثقہ اور حافظ حدیث تھے۔

ولادت

یہ سنہ ۱۸۰ھ کے قریب یا اس سے کچھ سال قبل پیدا ہوئے ہیں۔

اساتذہ

انھوں نے بے شمار اساتذہ سے علم حاصل کیا جن میں سے مشہور کے نام یہ ہیں۔

یزید بن ہارون، حسین الجعفی، ابو احمد الذبیری، زید بن الحباب، محمد بن بشر العبدی، عبدالوہاب بن عطاء، ابو نوح قراد، ابو عاصم، حسین بن موسیٰ، شبابۃ، عفان، یعقوب بن ابراہیم بن سعد، ابو النضر، یحییٰ بن غیلان یونس بن محمد وغیرہم۔

تلامذہ

ان سے ابن ماجہ کے علاوہ باقی تمام اصحاب ستہ نے روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ احمد بن عمرو البزاز ابن ابی عاصم، بغوی، عبدان الجوالیقی، ابن صاعد، عمر بن بجیر، ابو العباس السراج، قاضی محاملی، محمد بن مخلد العطار بھی ان کے شاگردوں میں شامل ہیں۔

علماء کے اقوال باعتبار جرح وتعدیل

عبدان کہتے ہیں کہ میں نے ابوداؤد کو کہتے سنا کہ میں فضل الاعرج سے احادیث نہیں لیتا ہوں۔ میں نے وجہ پوچھی

؏۱ کتاب الجرح والتعدیل ص ۶۳ ج ۷، تاریخ بغداد ص ۳۶۴ ج ۱۲، طبقات الحنابلۃ ص ۵۳ ج ۱۔ اللباب ص ۴۵ ج ۱
تذکرۃ الحفاظ ص ۵۵۲۔ میزان الاعتدال ص ۳۵۲ ج ۳، تہذیب التہذیب ص ۲۷۷ ج ۸، طبقات الحفاظ ص ۲۴۷
خلاصۃ للخزرجی ص ۳۰۹۔ تقریب التہذیب ص ۱۱۰ ج ۲، ورجال البخاری ص ۶۰۷ ج ۲، الجمع ص ۴۱۲ ج ۲
سیر اعلام النبلاء ص ۲۰۹ ج ۱۲

توکہا کہ جو بھی عمدہ حدیث ہو وہ ان کے پاس مل جاتی ہے (یہ چیز موجب شک ہے) ذہبی کہتے ہیں کہ ایک حافظ کے بارے میں ایسا گمان مناسب نہیں۔ اس کے علاوہ خود ابوداؤد نے اپنی سنن میں ان سے روایات لی ہیں نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ احمد بن حسن کہتے ہیں کہ صوفی فضل بن سہل الاعرج آفتوں میں سے ایک آفت تھے، خطیب نے احمد کے اس قول پر بھی گرفت کی ہے اور یہ تاویل کی ہے کہ احمد کی مراد ذہانت، معرفت روایت اور جودۃ حدیث میں مبالغہ کو بیان کرنا ہے۔ مذمت مقصود نہیں، واللہ اعلم، لیکن بہر حال یہ ثقہ ہے۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد سنن نسائی اور سنن ترمذی میں ان کی احادیث موجود ہیں۔ اور ان سب حضرات نے ان پر اعتماد کیا ہے۔

وفات

محمد بن اسحاق السراج نے کہا ہے کہ فضل بن سہل نے بروز پیر ۲۷ صفر ۲۵۵ھ کو بغداد میں انتقال کیا۔ اسی دن ابو عبیدۃ بن حربویہ کی بھی وفات ہوئی۔ فضل نادر روزگار شخصیت تھے۔

ابو نعیم[1]

ان کا پورا نام اور سلسلہ نسب یوں ہے۔ الفضل بن عمرو (دُکین) بن حماد بن زہیر بن درہم۔ کنیت ابونعیم ہے اور التیمی۔ الطلحی۔ القرشی نسبت ہے۔ آل طلحہ کے مولیٰ تھے۔ کوفہ کے رہنے والے تھے امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں الحافظ الکبیر اور شیخ الاسلام کے لقب سے ذکر کیا ہے۔

ولادت:- ان کی ولادت سنہ ۱۳۰ھ کے آخیر میں ہوئی ہے۔

شیوخ و اساتذہ:- مندرجہ ذیل اساتذہ سے علم حدیث اور دوسرے علوم حاصل کئے۔ سلیمان الاعمش۔ زکریا بن ابی زائدۃ جعفر بن برقان۔ عمر بن ذر۔ اسماعیل بن مسلم بن العبدی۔ طلحہ بن عمرو۔ عبد الواحد بن ایمن بشیر بن المہاجر فطر بن خلیفۃ۔ مالک بن مغول۔ ابو خلدہ خالد بن دینار سلیمان بن سیف المکی۔ موسیٰ بن علی۔ یونس بن ابی اسحاق۔ مسعر بن کدام۔ سفیان الثوری۔ شعبۃ۔ الحسن بن صالح۔ عبداللہ بن حبیب بن ابی ثابت۔ زمعۃ بن صالح۔ اسرائیل۔ شریک۔ عبدالرحمٰن بن الغسیل وغیرہم۔

تلامذہ:- ان کے مشہور تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات زیادہ مشہور ہیں۔ امام بخاریؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ۔ اسحاق بن راھویہ۔ یحییٰ بن معین۔ ابو خیثمۃ۔ عبداللہ بن ابی شیبۃ۔ عثمان بن ابی شیبۃ۔ محمد بن یحییٰ الذھلی۔ ابو محمد الدارمی۔ عبد بن حمید۔ عباس الدوری۔ ابو زرعۃ الرازی۔ ابو حاتم وغیرہم۔

عبداللہ بن مبارک نے بھی ان سے روایات نقل کی ہیں۔

ابونعیم کا قول ہے کہ تقریباً چالیس اساتذہ ہیں میں سفیان الثوری کے ساتھ شریک ہوں۔

امام احمدؒ نے ان کو وکیع جیسے مشہور محدث پر بھی ترجیح دی ہے۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ میں نے عفان بن مسلم اور ابونعیم سے زیادہ اثبت کسی کو نہیں دیکھا۔

یعقوب الفسوی کا قول ہے کہ ابونعیم کے صدق و اتقان پر محدثین کا اجماع و اتفاق ہے چنانچہ مشہور واقعہ ہے احمد بن منصور الرمادی نقل کرتے ہیں کہ میں امام احمد و یحییٰ بن معین کے ساتھ عبدالرزاق بن ہمام

---

[1] ان کے حالات مندرجہ ذیل کتابوں میں تفصیلاً و اجمالاً موجود ہیں۔ سیر اعلام النبلاء از ۱۴۲ تا ۱۵۷ ج ۱۰۔ التاریخ الکبیر ۱۱۸ ج ۷ وکتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۶۱ ج ۷، الفہرست ۲۸۳ وتاریخ بغداد ۳۴۶ ج ۱۲، مناقب الامام احمد بن الجوزی ۱۰۹، والکامل لابن اثیر ۴۹۴ ج ۶، والعبر ۳۷۷ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ۳۷۲ ج ۱، الکاشف ۳۸۱ ج ۲۔ میزان الاعتدال ۳۵۰ ج ۳ تہذیب التہذیب ۲۷۰ ج ۸ وطبقات الحفاظ ۱۵۹، وخلاصۃ الخزرجی ۳۰۸ وشذرات الذہب ۴۶ ج ۲ وتسمیۃ من اخرجہم البخاری ومسلم ۲۰۰ ورجال صحیح البخاری ۶۰۰ ج ۲، والجمع بین رجال الصحیحین ۴۱۲ ج ۲۔

کے پاس یمن (صنعاء) چلا گیا۔ جب ہم کوفہ واپس ہوئے تو یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ میں ابو نعیم کے حافظے کا امتحان لینا چاہتا ہوں۔ کہیں بوڑھے ہونے کی وجہ سے ان کا حافظہ کمزور نہ ہو گیا ہو یا اختلاط میں مبتلا نہ ہو گئے ہوں۔ امام احمدؒ نے منع کیا کہ نہیں وہ ثقہ ہے اور امتحان مناسب نہیں ہے، لیکن یحییٰ بن معین نہیں مانے چنانچہ ابو نعیم کی مرویات میں سے تیس ۳۰ حدیثیں کاغذ پر لکھیں اور ہر دس احادیث کے بعد دوسرے کسی مرویات میں سے ایک ایک روایت بھی خلط کر دی۔ چنانچہ ہم ابو نعیم کے پاس پہنچے۔ وہ ایک اونچی جگہ پر تشریف فرماتے تھے۔ انہوں نے امام احمدؒ کو دائیں اور یحییٰ بن معین کو بائیں جانب بٹھایا اور میں نیچے بیٹھ گیا۔ پھر یحییٰ نے وہ حدیثیں پڑھ کر سُنانی شروع کیں۔ جب گیارویں حدیث پر پہنچے تو ابو نعیم نے کہا کہ یہ میری روایت نہیں ہے۔ پھر جب اکیسویں پر پہنچے تو پھر فرمایا کہ یہ روایت بھی میری نہیں ہے۔ جب اکتیسویں پر پہنچے تو وہ سمجھ گئے کہ یہ میرا امتحان لے رہے ہیں تو غصے ہو گئے اور فرمایا کہ یہ کام نہ امام احمد کا ہے اور نہ احمد بن منصور کا۔ یحییٰ بن معین کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ یہ تیری شرارت ہے اور پھر یحییٰ کو لات مار کر نیچے گرا دیا اور گھر چلے گئے۔ امام احمد نے فرمایا کہ میں نے تو تجھ سے کہا تھا کہ ابو نعیم ثقہ اور حافظ ہے۔

ابو نعیم روایات سنانے پر اُجرت بھی لیا کرتے تھے۔

ان کا انتقال ۲۱۹ھ رمضان کی پہلی تاریخ کو ہوا تھا۔

الفضل بن یعقوب[1]

ان کا پورا نام یوں منقول ہے۔ الفضل بن یعقوب بن ابراہیم بن موسیٰ الرخامی ابو العباس البغدادی الرخامی اور البغدادی نسبتیں ہے اور ابو العباس کنیت ہے۔

اساتذہ : عبداللہ بن جعفر البرقی۔ محمد بن سابق البزاز الحسن بن محمد بن اعین۔ حجاج بن محمد المصیصی۔ حبیب بن ابو حبیب کاتب مالک۔ مروان بن محمد الطاطری۔ ابو النضر ہاشم بن القاسم وداد بن الجراح ابو عامر اور اس طبقے کے بعض دوسرے مشاہیر و اکابر ان کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

تلامذہ : امام بخاری ابن ماجہ۔ ابن ناجیۃ۔ ابن ابی الدنیا۔ عمرو بن محمد البجیری۔ ابوحاتم۔ ابن ابی حاتم۔ الباغندی السراج ابن صاعد۔ محمد بن المسیب الارغیانی۔ ابوحامد الحضرمی۔ الحسین۔ القاسم بن اسماعیل المحاملی۔ محمد بن مخلد الدوری۔

اقوال علماء : امام ابوحاتم نے صدوق کہا ہے کہ ابن ابی حاتم کا قول ہے کہ کتبت عنہ مع ابی ببغداد وکان صدوقاً ثقۃً" امام دارقطنی کا قول ہے کہ ثقۃٌ حافظ"

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ کان ثقۃً" ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

وفات : انتقال جمادی الاولیٰ ۲۵۸ھ میں ہوا تھا۔

امام بخاریؒ نے ان کی روایات کتاب البیوع کتاب التوحید۔ جزیۃ اور عمرۃ الحدیبیۃ میں نقل کی ہے

---

[1] تہذیب التہذیب ۲۸۸ ج ۸۔ رجال صحیح البخاری ۶۰۷ ج ۲، الجمع ۴۱۳ ج ۲، التقریب ۱۱۲ ج ۲، الکاشف ۳۳۰ ج ۲ کتاب الجرح والتعدیل ۲۹۷ ج ۳، تاریخ بغداد ۳۶۶ ج ۱۲، کتاب التعدیل والتجریح ۱۰۵۱ ج ۳۔

الفضیل بن حسین ابوکامل ؒ[1]

ان کا پورا نام اور سلسلہ نسب اس طرح ہے ابوکامل الفضیل بن حسین بن طلحۃ الجحدری البصری۔
جحدری اور بصری نسبتیں ہے اور ابوکامل کنیت ہے۔

ولادت : ان کی ولادت ۱۴۵ھ میں ہوئی تھی۔

اساتذہ : شیوخ حماد بن سلمۃ۔ سلیم بن اخضر۔ حماد بن زید۔ عبدالواحد بن زیاد۔ خالد بن عبداللہ اور اس طبقے کے دوسرے مشائخ و اکابر سے حدیث کا سماع کیا۔

تلامذہ : امام بخاریؒ امام مسلم۔ ابوبکر بن ابو عاصم۔ خالد بن عبداللہ وغیرھم۔

امام بخاریؒ نے ان سے باب تفسیر قول اللہ تعالیٰ ذالک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام میں تعلیقاً روایت نقل کی ہے۔

امام ذھبیؒ نے ان کو الحافظ کے لقب سے ذکر کیا ہے اور صحیح مسلم و سنن ابوداؤد و نسائی میں بھی ان کی روایات کو قبول کیا گیا ہے جو ان کے ثقۃ اور قابل اعتماد ہونے کی دلیل ہے۔

وفات : ان کا انتقال ۲۳۷ھ میں ہوا تھا۔

امام احمد اور علی ابن مدینی نے ان کی توثیق کی ہے۔

---

[1] کتاب التعدیل والتجریح ۱۰۵۱ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ۷۱ ج ۷، العبر ۴۲۵ ج ۱، خلاصۃ الخزرجی ۳۱۰، تھذیب التھذیب ۲۹۰/ج ۸، شذرات الذھب ۸۸ ج ۲، و تذھیب التھذیب ۱۴۱ ج ۳۔

قبیصۃ بن عقبۃ[1]

ان کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ قبیصۃ بن عقبۃ بن محمد بن سفیان بن عقبۃ بن ربیعۃ بن جنیدب بن رباب بن حبیب بن سواءۃ بن عامر بن صعصعۃ۔

ان کی کنیت ابو عامر ہے اور نسبت السوائی اور الکوفی ہے۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عیسیٰ بن طہمان۔ مالک بن مغول۔ عاصم بن محمد العمری۔ یونس بن ابو اسحاق۔ مسعر۔ شعبۃ۔ ورقاء۔ حمزۃ الزیات۔ اسرائیل۔ سفیان الثوری صفوان بن ابی الصہباء۔ وھب بن اسماعیل۔ ابو الاشہب العطاردی۔

امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ انہوں نے طلب علم کے لئے اپنے شہر سے کبھی سفر نہیں کیا تھا۔

تلامذہ : امام احمد۔ عثمان بن ابی شیبۃ۔ ھناد۔ محمود بن غیلان۔ ہارون الحمال۔ ابو قدامۃ السرخسی۔ ابو بکر بن ابی شیبہ۔ محمد بن یحییٰ الذھلی۔ امام بخاری۔ ابو زرعۃ الرازی۔ ابو امیۃ الطرسوسی۔ عباس الدوری۔ احمد بن سلیمان الرہاوی۔ احمد بن عبید اللہ النرسی اسحاق بن سیار النصیبی۔ جعفر بن محمد شاکر۔ الحارث بن ابی اسامۃ۔ حفص ابن عمر حنبل بن اسحاق۔ عقبہ بن حنبل۔

اقوال علماء : یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ قبیصۃ تمام روایات کے نقل کرنے میں ثقۃ ہے البتہ سفیان الثوری کی روایات میں ان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ انہوں نے سفیان الثوری سے بہت بچپن میں روایتیں سنی تھیں۔

امام ابو زرعۃ نے ان کو مشہور محدث ابو نعیم پر بھی ترجیح دی ہے۔ اسحاق بن سیار کا قول ہے کہ مارأیت فی الشیوخ احفظ من قبیصۃ۔ عبد الرحمن بن خراش نے صدوق اور امام نسائیؒ نے لاباس بہ کہا ہے۔

ان کا ثقۃ اور قابل اعتماد ہونا مجمع علیہ ہے بہت زاہد اور صالح آدمی تھے۔

جعفر بن حمدویہ سے منقول ہے کہ ہم قبیصۃ کے دروازے پر ان کے انتظار میں تھے ہمارے ساتھ ملک الجبل دلف بن الامیر ابی دُلف بھی اپنے خدمت گاروں کے فوج کے ساتھ حدیث سننے کے لئے آیا تھا چنانچہ دروازہ کھٹکھٹایا گیا لیکن قبیصۃ نہیں نکلے پھر آواز دی گئی کہ ملک الجبل کا لڑکا دروازے پر کھڑا ہے اور آپ نہیں نکل رہے ہیں۔

---

[1] التاریخ الکبیر ۱۷۷ج ۷، کتاب الجرح والتعدیل ۱۲۶ ج ۷، تذہیب التہذیب ۱۵۵ ج ۳، سیر اعلام النبلاء ۱۳۰ ج ۱۰، الکاشف ۳۹۶ ج ۲، تذکرۃ الحفاظ ۳۷۳ ج ۱، العبر ۳۶۸ ج ۱، میزان الاعتدال ۳۸۳ ج ۳، تہذیب التہذیب ۳۴۷ ج ۸، الہدی الساری ۴۳۵، طبقات الحفاظ ۱۶۱، خلاصۃ الخزرجی ۳۱۴، رجال صحیح البخاری ۶۲۱ ج ۲، الجمع ۴۲۲ ج ۲، التقریب ۱۲۲ ج ۲ مشاہیر علماء الامصار ۶۴، کتاب التعدیل والتجریح ۱۰۶۷ ج ۳، طبقات ابن سعد ۴۰۳ ج ۶

چہ اس شان سے نکلے کہ ان کی۔ چادر کے ایک کونے میں سوکھی روٹی کا ٹکڑا تھا فرمایا کہ جو دنیا میں اس رزق پر صبر کر سکتا ہو وہ بادشاہ کے بیٹے کی کیا پرواہ کرے گا پھر فرمایا کہ میں اس کو بھی حدیث نہیں سناؤں گا چنانچہ ان کو حدیث نہیں سنائی۔

وفات : ان کا انتقال ۲۱۳ھ میں ہوا تھا۔

قتیبۃ بن سعید[1]

ان کے نام میں کچھ اختلاف ہے مشہور تو یہی ہے کہ قتیبۃ نام ہے لیکن علامۃ بدر الدین العینی نے عمدۃ القاری شرح البخاری کہ ان کا نام یحیٰی یا علی ہے اور قتیبۃ ان کا لقب ہے۔ بہر حال مشہور قول کے مطابق ان کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ قتیبۃ بن سعید بن جمیل بن الطریف۔ حجاج بن یوسف کے موالی میں سے تھے اس لیئے ان کے قبیلے بنو ثقیف کی طرف ولاء موالات کے اعتبار سے نسبت ہوتی ہے۔ اور الثقفی کہلاتے ہیں بلخ کے گاؤں بغلان کے رہنے والے تھے اس لیے ان دونوں مقامات کی طرف منسوب ہو کر البلخی اور البغلانی بھی کہا جاتا ہے۔ ابو رجاء کنیت ہے۔

ولادت : ان کی ولادت ۱۴۹ھ میں ہوئی ایک قول ۱۴۸ھ اور ایک قول ۱۵۰ھ کا بھی ہے۔

مشائخ : امام مالک بن انس۔ لیث بن سعد۔ شریک۔ حماد بن زید۔ ابو عوانہ۔ ابن لهیعہ۔ بکر بن مضر۔ کثیر بن سلیم۔ عبثر بن القاسم، عبد الواحد بن زیاد۔ ابو الاحوص سلام بن سلیم۔ مفضل بن فضالۃ۔ ابراہیم بن سعد۔ اسماعیل بن جعفر۔ جعفر بن سلیمان۔ حرب بن ابی العالیۃ۔ حماد بن یحیٰی الابح۔ خلف بن خلیفہ۔ داؤد العطار۔ شہاب بن خراش۔ عبد اللہ بن جعفر المدائنی۔ رشدین بن سعد، عبد الرحمن بن ابی الرجال۔ عبد اللہ بن المبارک اور اس طبقے کے اور دوسرے مشائخ ان کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

تلامذہ : امام بخاری امام مسلم۔ ابو داؤد۔ نسائیؒ۔ الترمذی، یعقوب بن شیبۃ۔ الحسن بن محمد الزعفرانی موسیٰ بن ہارون۔ جعفر الفریابی۔ الحارث بن اسامۃ۔ الحسن بن سفیان۔ الحسن بن عرفۃ۔ ابو زرعۃ۔ ابو حاتم۔ ابراہیم الحربی۔ احمد بن سیار۔ عباس العنبری۔ جعفر بن محمد بن سوار۔ اسحاق بن ابی عمران الاسفرائینی وغیرہم۔

ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ انہوں نے طلب علم کے لیئے پہلا سفر ۱۷۲ھ میں کیا تھا۔

اقوال العلماء : ابو بکر الاثرم نے نقل کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔

یحیٰی بن معین اور امام نسائیؒ نے ثقۃؒ اور صدوق کہا ہے۔ قتیبۃ کے والد سے منقول ہے کہ میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپؐ کے ہاتھ میں کاغذ تھا میں نے آپ سے پوچھا کہ اس کاغذ میں کیا لکھا ہے۔ آپؐ

---

[1] عمدۃ القاری ۲۲۷ ج ۱، سیر اعلام النبلاء ۱۳ ج ۱۱، طبقات ابن سعد ۳۷۹ ج ۷، التاریخ الکبیر ۱۹۵ العبر ۴۳۳ ج ۱، التاریخ الصغیر ۳۲۷ ج ۲، تاریخ الفسوی ۲۱۲ ج ۱، طبقات خلیفۃ ۳۲۴، کتاب الجرح والتعدیل ۱۴۰ ج ۷، تذکرۃ الحفاظ ۴۴۶ ج ۲، تذہیب التہذیب ۱۷۵ ج ۳، تہذیب التہذیب ۳۵۸ ج ۸، النجوم الزاہرۃ ۳۰۳ ج ۲، طبقات الحفاظ ۱۹۵، خلاصۃ الخزرجی ۳۱۸، شذرات الذہب ۹۴ ج ۲، رجال صحیح البخاری ۶۲۵ ج ۲، الجمع بین رجال الصحیحین ۴۲۶ ج ۲، التقریب ۱۲۳ ج ۲، الکاشف ۳۳۱ ج ۲، کتاب التعدیل والتجریح ۱۰۷۲ ج ۳۔ کتاب الثقات لابن حبان ۲۴۳ ج ۵۔

نے ارشاد فرمایا کہ اس میں علماء کے نام ہیں میں نے آپؒ سے وہ کاغذ مانگا دیکھا تو اس میں میرے بیٹے قتیبۃ کا نام بھی تھا۔

احمد بن سیار ان کے متعلق فرماتے ہیں۔

وکان ثبتاً فیما روی صاحب سنۃ وجماعۃٍ۔

ان کا انتقال تین شعبان ۲۴۰ھ میں ہوا۔ بوقت انتقال عمر نوے سال سے بھی کچھ اوپر تھی۔

قیس بن حفص القعقاع

بصرہ کے رہنے والے تھے ولاء موالات کے اعتبار سے التیمی اور الدارمی نسبت ہے۔ ابو محمد کنیت ہے۔

اساتذہ : عبدالواحد بن زیاد۔ ہشیم۔ معمر۔ طالب بن حمیر۔ خالد بن الحارث۔ مسلمۃ بن علقمۃ۔ اسماعیل بن عیاش ابن علیہ۔ جعفر بن سلیمان۔ عبدالوارث بن سعید۔ یزید بن زریع۔ ابو عوانۃ اور اس طبقے کے دوسرے بزرگ آپ کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

تلامذہ : امام بخاری۔ امام ابوداؤد۔ احمد بن الحسن الترمذی۔ ابوزرعۃ ابوحاتم۔ الحسن بن علی الخلال۔ حرب بن اسماعیل الکرمانی۔ احمد بن سعید الدارمی۔ ابوامیۃ الطرسوسی۔ محمد بن ایوب بن الفریس۔ یعقوب بن سفیان۔ عبدالعزیز بن معاویۃ۔ الفضل بن محمد الشعرانی الحسن بن مکرم البزار۔ ہشام بن علی السیرانی۔

اقوال المحدثین : یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ثقۃ۔ العجلی نے لا بأس بہ کہا ہے۔
ابوحاتم نے شیخ کہا ہے جو توثیق کے ادنیٰ مراتب میں سے ہے۔
ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

وفات : امام بخاریؒ ابن قانع اور ابن مندۃ نے ان کا انتقال ۲۲۷ھ میں ذکر کیا ہے۔
دارقطنی نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ صحیح بخاری میں ان سے بارہ احادیث مروی ہیں۔

لہ تہذیب التہذیب ۳۹۱ ج ۸۔ عمدۃ القاری ۳۰۶ ج ۱۲۔ ۲۰۰ ج ۲۔ ۲۶۹ ج ۱۸۔ ۲۵۶ ج ۱۶۔ رجال صحیح البخاری ۶۱۵ ج ۲ الجمع بین رجال الصحیحین ۴۱۸ ج ۲۔ تقریب التہذیب ۱۲۸ ج ۲۔ الکاشف ۲۴۷ ج ۲۔ کتاب التعدیل والتجریح ۱۰۵۸ ج ۲۔ التاریخ الکبیر ۱۵۶ ج ۷۔

محمد بن ابان بن عمران بن زیاد بن ناصح العلمی الواسطی ابوالحسن[1]

امام بخاری نے صحیح بخاری میں دو مقام پر عن محمد بن ابان عن محمد بن جعفر کی سند سے حدیثیں نقل کی ہیں۔ چونکہ محمد بن ابان کے نام سے اس عصر میں کئی محدثین موسوم تھے۔ اس بناء پر ان میں اختلاف واقع ہوا ہے کہ اس سند میں محمد بن ابان سے مراد کون ہے، ابن عدی کی رائے یہ ہے کہ اس سے مراد یہی محمد بن ابان الواسطی ہے۔ بقول حافظ ابن حجرؒ اس رائے کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام بخاری نے محمد بن ابان واسطی کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور محمد بن ابان بلخی کو ذکر نہیں کیا ہے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے ظاہر ہے کہ اگر وہ امام بخاری کے اساتذہ میں ہوتے تو امام بخاری ان کو تاریخ میں ذکر کرتے۔ ان کی ولادت ۱۴۷ھ میں ہوئی تھی۔

اساتذہ و مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

ابان بن یزید العطار، ابوشیبۃ العبسی، فلیح بن سلیمان، مھدی بن میمون، جریر بن حازم، حماد بن سلمۃ، حماد بن زید، مسکین بن عبد العزیز، سلام بن مسکین، حسان بن ابراہیم، خلف بن خلیفۃ، الربیع بن مسلم، ابوالاحوص، عبد الوارث، ابوھلال الراسبی، ھشیم، ابوعوانۃ وغیرہم۔

اور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، احمد بن محمد بن ابان، بقی بن مخلد، ابوزرعۃ الرازی، موسیٰ بن اسحاق، عبد اللہ بن احمد، الحسن بن سفیان، ابویعلیٰ، اسلم بن سھل الواسطی، بحشل محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی وغیرہم۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۳۶ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۳۷ ج۴، تھذیب التھذیب ص۲ ج۹ و کتاب التعدیل ص۶۱۹ ج۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۱۹۹ ج۳، تذکرۃ الحفاظ ص۴۹۸ ج۲۔

محمد بن ابان بن وزیر البلخی حمدویہ [1]

یہ وکیع کے مستملی تھے۔ امام بخاری نے دو مقام پر محمد بن ابان عن محمد بن جعفر کی سند کے ساتھ روایات نقل کی ہیں ان کے متعلق۔ رجال صحیح البخاری کے مصنف الکلاباذی اور بعض دوسرے حضرات کا خیال ہے کہ اس سے مراد یہی محمد بن ابان بن وزیر البلخی ہے بلکہ حافظ ابن حجرؒ نے ۔ زھرۃ ۔ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ امام بخاری نے صحیح بخاری میں ان سے ۳۸ روایات نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

وکیع بن الجرّاح ۔ سفیان بن عیینۃ ، اسماعیل بن علیۃ ، عبدالوہاب الثقفی ، عبدالرزاق ، ابن مھدی ، ابن ادریس ، ابن نمیر ، ابراہیم بن صدقۃ ، ایوب بن سوید الرملی ، ابواسامۃ ، عبدۃ بن سلیمان ، ابن عدی ، ابن ابی فدیک ، معن بن عیسیٰ ، یزید بن ہارون ، غندر ، محمد بن فضیل ، النضر بن کثیر ، شبابۃ بن سوار وغیرہم۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری ، ابوداؤد ، ترمذی ، النسائی ، ابن ماجۃ ، امام مسلم (فی غیر صحیحہ) موسیٰ بن ہارون ، ابراہیم بن ابی طالب ، ابن خزیمۃ ، السراج ، ابوالقاسم البغوی وغیرہم۔

ابوحاتم نے صدوق کہا ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔
ان کا انتقال ۲۴۵ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۳۷ ج۲ تھذیب التھذیب ص۳ ج۹ ، رجال صحیح البخاری ص۶۳۸ ج۲ ، الجمع ص۴۲۵ ج۲ التقریب ص۱۴۰ ج۲ ، الکاشف ص۱۴۲ ج۳۔

محمد بن ابی غالب القومسی الطیالسی ابو عبد اللہ[1]

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

یزید بن ہارون، سعید بن سلیمان الواسطی، ابو کامل مظفر بن مدرک، ابراہیم بن المنذر، عمرو بن عون، محمد بن اسماعیل بن ابی سمینۃ، احمد بن حنبل وغیرہم۔

ان کے تلامذہ میں مشاہیر حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، ابوحاتم، عبد اللہ بن احمد، ابن ابی عاصم، ابن ابی خیثمۃ، الحسین بن اسحاق التستری، ابوبکر بن ابی داؤد وغیرہم۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

امام بخاری کا قول ہے کہ ان کا انتقال بروز ہفتہ رمضان ۲۵۰ھ میں ہوا تھا۔

ابو علی الجبائی نے فرمایا ہے کہ محمد بن ابی غالب حفاظ حدیث میں سے تھے۔

○

---

[1] عمدۃ القاری ص۳۱۷ ج۱۸، تہذیب التہذیب ص۳۹۵ ج۹

محمد بن ابی بکر بن علی بن عطاء بن مقدم المقدمی الثقفی البصری ابو عبداللہ[1]

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عمر بن علی المقدمی، یزید بن زریع، ابومعشر یوسف بن یزید البراد، یوسف بن یعقوب الماجشون، حماد بن زید، ابن علیہ، بشر بن المفضل، عباد بن عباد، معتمر بن سلیمان، ابوعوانہ، حرمی بن عمارۃ، ابوداؤد الطیالسی، یحییٰ بن سعید القطان، وھب بن جریر بن حازم، ھشام ابن علی العامری، عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مشاہیر مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، مسلم بن الحجاج، ابوبکر بن علی المروزی، ابوزرعۃ، ابوحاتم، ابوبکر بن ابی عاصم، ابراہیم بن ہاشم البغوی، اسماعیل بن اسحاق القاضی، ابراہیم بن محمد ابن نابلۃ، عبداللہ ابن احمد، یوسف بن یعقوب القاضی، ابویعلی، احمد بن علی بن المثنی الموصلی وغیرہم۔

یحییٰ بن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، ابوزرعۃ نے ثقہ اور ابوحاتم نے صالح الحدیث کہا ہے۔

ان کا انتقال شعبان ۲۳۴ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۹۵ ج۴، تھذیب التھذیب ص۷۹ ج۹، رجال صحیح البخاری ص۶۸۹ ج۲، الجمع ص۲۵۳ ج۲، التقریب ص۱۳۸ ج۲، الکاشف ص۲۲ ج۳، کتاب التعدیل والتجریح ص۶۹۲ ج۲، طبقات ابن سعد ص۳۰۶ ج۷، طبقات المفسرین ص۹۷ ج۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۱۳ ج۳۔

محمد بن ادریس بن المنذر بن داؤد بن مہران الحنظلی ابوحاتم الرازی

امام بخاری نے باب اذا احصر المعتمر میں حدثنا محمد کہہ کر ایک روایت نقل کی ہے۔ جس کے متعلق ابوعبداللہ الحاکم کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد امام ذہلی ہے چنانچہ بعض نسخوں میں اس کی صراحت بھی ہے۔

دوسرا قول ابومسعود کا ہے کہ اس سے مراد محمد بن مسلم بن وارۃ ہے۔

تیسرا قول رجال صحیح البخاری کے مصنف کا ہے کہ اس سے مراد ابوحاتم محمد بن ادریس الرازی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک قدیم نسخے میں اس طرح دیکھا ہے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ اس سے مراد محمد بن اسحاق الصغانی ہے۔

اگر ابوحاتم مراد ہو تو یہ کتاب الجرح والتعدیل کے مصنف کے والد ہیں اور مشہور محدث ہیں۔

امام احمد اور امام بخاری وغیرہ کے ہم عصر ہیں۔

ان کی ولادت ۱۹۵ھ میں ہوئی تھی۔

انتقال شعبان ۲۷۷ھ میں ہوا تھا۔



ع۱ عمدۃ القاری ص۳۲۳ ج۸، و تہذیب التہذیب ص۳۱ ج۹

محمد بن اسحاق بن جعفر الصاغانی ابوبکر[1]

امام بخاری نے باب اذا احصر المعتمر میں حدثنا محمد سے جو روایات نقل کی ہیں اس میں بقول عینی ایک احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد محمد بن اسحاق الصاغانی ہے۔

یہ امام مسلم، ترمذی، ابوداؤد، النسائی، ابن ماجہ کے شیوخ میں سے ہے۔

ان کا انتقال بروز جمعرات ۷ صفر ۲۷۰ھ کو ہوا تھا۔

صحیح مسلم میں ان سے ۳۲ روایات منقول ہیں۔

اور مذکورہ بالا احتمال کے مطابق صحیح بخاری میں ان کی یہی ایک روایت ہوگی۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۲۳ ج۸، تہذیب التہذیب ص۳۵ ج۹۔

محمد بن اسحاق بن منصور ابو عبد اللہ بن ابی یعقوب الکرمانی[1]

بصرہ کے رہنے والے تھے امام بخاری نے باب من احب البسط فی الرزق اور بعض دوسرے مقامات پر ان کی چالیس احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

حسان بن ابراہیم الکرمانی، عبد الوہاب الثقفی، سفیان بن عیینۃ، عیسیٰ بن یونس، وکیع، روح بن عطاء بن ابی میمونۃ ابن مہدی، ابو عاصم، حماد بن واقد، بشر بن المفضل، غندر، ابو الولید الطیالسی وغیرہم۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، عمر بن الخطاب السجستانی، عبد اللہ بن یعقوب بن اسحاق الکرمانی، الحسن بن یحییٰ الرزی، العباس بن محمد بن مجاشع، علی بن الحسین بن بشار وغیرہم،

یحییٰ بن معین نے ان کی توثیق کی ہے، ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۴۳ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۶۲ ج۹۔ تہذیب التہذیب ص۳۸ ج۹، رجال صحیح البخاری ص۶۳۸ ج۲، الجمع ص۴۵۷ ج۲
التقریب ص۱۴۳ ج۲، الکاشف ص۱۸ ج۳۔

محمد بن بشار بن عثمان بن داؤد بن کیسان [1,2]

ان کی کنیت ابوبکر، نسبت العبدی البصری اور لقب بندار ہے۔ امام ذہبی نے لکھا ہے بندار حافظ کو کہتے ہیں۔ یہ اپنے زمانے میں اور اپنے شہر میں حافظ حدیث تھے۔ اس لئے ان کا لقب بندار پڑ گیا۔ امام اور حافظ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ بصرہ کی احادیث کے جامع تھے۔ اپنی والدہ کی حیات میں بصرہ سے کہیں نہیں گئے ان کی خدمت میں لگے رہے ان کی وفات کے بعد دیگر شہروں کی طرف علم کی طلب میں سفر کیا۔

ولادت ان کا سال پیدائش ۱۶۷ھ ہے۔

اساتذہ ان کے اساتذہ کی فہرست میں مندرجہ ذیل ائمہ کرام کا نام آتا ہے۔ یزید بن ذریع، معتمر بن سلیمان، مرحوم بن بن عبد العزیز العطار، عبد العزیز بن عبد الصمد العمی، غندر، یحیی بن سعید، عبد الوہاب الثقفی، عمر بن علی طفاوی، بہز بن اسد، عبد الرحمن بن مہدی، معاذ بن معاذ، معاذ بن ہشام، یزید بن ہارون، وکیع اور دیگر بہت سے ائمہ۔

تلامذہ ان سے صحاب صحاح ستہ نے اپنی کتب میں روایات نقل کی ہیں۔ اس کے علاوہ ابوزرعہ، ابوحاتم، ابراہیم الحربی بقی بن مخلد، عبد اللہ بن احمد، ابوالعباس السراج۔
ابن خزیمہ، زکریا الساجی، قاسم بن زکریا المطرز، یحیی بن صاعد، محمد بن المسیب لارغیانی، بغوی ابن ابی داؤد، محمد بن اسماعیل البصلانی، حسن بن الطوسی، عبد اللہ بن ناجیہ اور دیگر بہت سے ائمہ بھی ان کے شاگرد ہیں۔

علماء کے اقوال: امام الائمہ ابن خزیمہ نے اپنی کتاب "التوحید" میں ان کو ان الفاظ سے ذکر کیا ہے، اخبرنا امام اهل زمانه فی العلم والاخبار محمد بن بشار۔ عجلی نے کہا ہے کہ وہ ثقہ اور کثیر الحدیث تھے۔ ابوحاتم الرازی نے

---

[1] التاریخ الکبیر ۴۹ ج ا، تذہیب التہذیب ۱۹۱ ج ۳، تذکرۃ الحفاظ ۱۱ ج ۲، والعبر ۳ ج ۲، الوافی بالوفیات ۴۴ ج ۲، البدایۃ والنہایۃ ۱۱ ج ۱۱، وطبقات الحفاظ ۲۲۲، وھدی الساری مقدمہ فتح الباری ۴۳۶، وخلاصۃ الخزرجی ۳۲۸، وشذرات الذہب ۱۲۶ ج ۲، ورجال صحیح البخاری ۶۴۰ ج ۲

[2] سیر اعلام النبلاء ۱۲/۱۴۴، کتاب الجرح والتعدیل جلد ۷/۲۱۴، تاریخ بغداد ۲/۱۰۱، میزان الاعتدال ۳/۴۹۰، تہذیب التہذیب ۹/۷۰، وکتاب التعدیل والتجریح ۲/۶۲۱، الجمع ۲/۴۳۵

ان کو صدوق کہا ہے اور نسائیؒ نے ان کے بارے میں صالح لاباس بہ کے الفاظ کہے ہیں ابو عبید الآجری کہتے ہیں کہ میں نے ابوداؤد کو کہتے سُنا کہ میں نے بغداد سے پچاس ہزار کے قریب حدیثیں لکھی ہیں اور ابو موسیٰ سے تھوڑا سا حصہ لکھا ہے ابو موسیٰ بندار سے زیادہ "اثبت" ہیں۔ اگر بندار میں سلامت روی نہ ہوتی تو ان کی احادیث ترک کر دی جاتیں۔

عبد اللہ بن محمد بن سیار کہتے ہیں کہ میں نے ابو حفص الفلاس کو سنا کہ قسم کھا کر کہہ رہے تھے کہ بندار یحییٰ سے جو احادیث لاتے ہیں۔ ان میں کذب بیانی کرتے ہیں۔ میزان کے مؤلف نے صفحہ ۴۹ میں لکھا ہے کہ فلاس کی اس بات پر کسی نے کان نہیں دھرا اس لئے کہ لوگوں کو یقین تھا کہ بندار صادق اور امین ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری کے مقدمہ میں کہا ہے کہ فلاس نے ان کی تضعیف تو کی ہے لیکن اس کا سبب نہیں بیان کیا۔ اسی وجہ سے محدثین ان کی جرح کی طرف مائل نہیں ہوئے۔

خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ بندار سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں ابھی اٹھارہ سال کا تھا کہ مجھے لوگوں نے مجھ سے درس حدیث کی فرمائش کی۔ مجھے حیا مانع ہوتی تھی کہ ان دیگر ائمہ کی موجودگی میں شہر میں حدیث بیان کروں۔ میں ان کو شہر سے باہر باغ میں لے گیا۔ پہلے ان کو تازہ کھجوریں کھلائیں پھر ان کو احادیث سنائیں۔

مروزی نے کہا ہے کہ میں نے بندار کو سنا کہہ رہے تھے کہ میں نے طلب علم کے لئے سفر کا ارادہ کیا تو میری والدہ نے مجھے منع کیا میں نے ان کی بات مان لی۔ میرے لئے ان کی فرمانبرداری میں برکت ڈالدی گئی۔

ابن خزیمہ سے منقول ہے کہ میں نے بندار کو کہتے سنا کہ میں مسندِ حدیث پر اس وقت نہیں بیٹھا جب تک کہ میں نے اپنی تمام سُنی ہوئی احادیث حفظ نہ کیں۔ احمد بن عبد اللہ العجلی کا قول ہے کہ بندار ثقہ اور کثیر الحدیث ہے۔ ابو حاتم نے صدوق کہا ہے۔

وفات : بخاری نے کہا ہے اور یہی ایک جماعت کا قول ہے کہ ان کی وفات رجب ۲۵۲ھ میں ہوئی۔

محمد بن المسیب کہتے ہیں کہ جب بندار نے انتقال کیا تو ایک شخص نے آ کر ان کے ہمعصر اور ہم شہر ابو موسیٰ سے کہا کہ خوشخبری ہو، بندار کی وفات ہو گئی ہے یہ اس لئے کہا کہ دونوں کے درمیان منافست تھی تو ابو موسیٰ نے کہا کہ تم مجھے ان کی موت کی خوشخبری دینے آئے ہو۔ آج کے بعد سے اگر میں حدیث بیان کروں تو مجھ پر تیس حج لازم ہیں۔ چنانچہ ابو موسیٰ اس کے بعد نوّے دن تک زندہ رہے کوئی حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ اس کے بعد ان کی وفات ہو گئی۔

محمد بن جعفر السمنانی القومسی ابوجعفر بن ابی الحسن[1]

صحیح قول کے مطابق باب ھدیۃ مایکرہ لبسھا کی سند میں یہی مذکورہ بالا ابوجعفر مراد ہے۔ صحیح بخاری میں ان کی سات احادیث ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبداللہ، سلیمان بن عبداللہ، ابومسہر، ابوصالح عبداللہ بن صالح، علی بن عیاش الحمصی، عمرو بن عثمان الکلابی عمرو بن حفص بن غیاث، مطرف بن عبداللہ المدنی۔ زکریا بن عدی سُنید بن داؤد المصیصی، عثمان بن صالح المصری وغیرہم

ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل مشاہیر کے اسماء گرامی مذکور ہیں۔

امام بخاری۔ امام ترمذی، ابن ماجۃ، ابوزرعۃ، ابن خزیمۃ، ابن بجیر۔ الحسن بن سفیان۔ داؤد بن الوسیم، عبداللہ بن محمد بن یونس السمنانی، محمد بن اسحاق السراج وغیرہم۔

حسین بن زید نے جب خروج کیا تھا تو ان کے ساتھیوں نے ان کو قتل کیا تھا۔



[1] عمدۃ القاری ص۱۷۰ ج ۱۱، و تھذیب التھذیب ص۹۹ ج ۹

محمد بن جعفر بن ابی مواتہ الکلبی ابوعبداللہ الکوفی البغدادی الفیدی ابوجعفر[1]

بقول حافظ ابن حجر یہ امام بخاری کے اساتذہ میں سے ہے اور کتاب الھبۃ باب ہدیۃ ما یکرہ لبسھا میں امام بخاری نے ان سے روایت نقل کی ہے

ان کے مشائخ میں وکیع، ابومعاویۃ، محمد بن فضیل، عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی، یزید بن ابی ہارون، یحییٰ بن یمان اور ابونعیم وغیرہم شامل ہیں۔

تلامذہ میں امام بخاری، ابواحمد البزار ابن حمویہ، یعقوب بن شیبۃ، محمد بن عبداللہ الحضرمی وغیرہم شامل ہیں۔

لیکن تہذیب میں ان کے ترجمہ کے آخیر میں ابن حجر نے ذکر کیا ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ اس سند میں محمد بن جعفر القومسی مراد ہے۔

الفیدی کا انتقال ۲۳۳ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] تھذیب التھذیب ص۹۵ ج۹

محمد بن حاتم بن بزیع البصری ابوبکر[1]

امام بخاری نے باب الصلوٰۃ الی العنزۃ میں ان کی حدیث نقل کی ہے

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

اسود بن عامر، عبدالوہاب بن عطاء، یحییٰ بن اسحاق السیلحینی، معلی بن منصور الرازی، علی بن الحسن بن شقیق، جعفر بن عون، موسیٰ بن داؤد الضبی، زکریا بن عدی، عبیداللہ بن موسیٰ، ابونعیم، یحییٰ بن ابی بکیر، قبیصۃ وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، ابن ابی عاصم، ابن ابی الدنیاء، ابن ماجۃ، ابن ابی داؤد السراج، عبداللہ بن محمد بن الحسن بن الشرقی

ابن حبان اور نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

نسائی اور مسلم کے شیوخ میں سے ہیں۔

ان کا انتقال رمضان ۲۴۹ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۱۱۱ ج ۴، تہذیب التہذیب ص۱۰۰ ج ۹، رجال صحیح البخاری ص۶۴۵ ج ۲، الجمع ص۴۵۳ ج ۲، التقریب ص۱۵۱ ج ۲، الکاشف ص۲۶ ج ۳، کتاب التعدیل ص۹۲۹ ج ۲، تاریخ بغداد ص۲۶۸ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۳۷ ج ۳۔

محمد بن حرب النسائی الواسطی ابو عبد اللہ [1]

امام بخاری نے کتاب باب من صلی رکعتی الطواف خارجاً من المسجد، الاعتصام اور حیات میں ان سے مقرون بالغیر روایات نقل کی ہیں

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

اسماعیل بن علیۃ، ابومعاویۃ، محمد بن یزید الواسطی، اسحاق بن یوسف الازرق، عبدالوہاب بن عطاء، عمر بن شبیب، ابوقطن عمرو بن الھشیم، علی بن عاصم الواسطی، ابوبدر شجاع بن الولید، شبابۃ بن سوار، زید بن الحباب، علی بن یزید الصدائی، ابومروان، یحیٰی بن ابی زکریا الغسانی، حماد بن خالد الخیاط، یزید بن ہارون وغیرہم۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، بقی بن مخلد، ابوحاتم، ابوزرعۃ، ابن خزیمۃ، عمرو بن محمد بن بجیر، محمد بن عبداللہ الحضرمی، جعفر الفریابی، اسلم بن سھل الواسطی، احمد بن یحیٰی التستری، جعفر بن احمد بن سنان القطان، علی بن العباس المقانعی، الحسن بن علی العمری، علی بن عبداللہ بن مبشر الواسطی، ابوبکر بن ابی داؤد، ابوعروبۃ الحرانی وغیرہم۔

ابوحاتم نے صدوق کہا ہے۔ ابوالقاسم الطبرانی نے ثقہ قرار دیا ہے۔

اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۵۵ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۱۱۵ ج۸ و تھذیب التھذیب ص۱۰۸ ج۹، کتاب التعدیل ص۶۲۸ ج۲، کتاب الجرح ص۲۳۷ ج۷، رجال صحیح البخاری ص۶۴۴ ج۲، الجمع ص۴۳۷ ج۲، التقریب ص۱۵۳ ج۲، الکاشف ص۲۹ ج۳۔

محمد بن حسین بن ابراہیم البغدادی ؏۱

یہ محمد بن اشکاب سے بھی مشہور ہے۔

ان کا پورا نام محمد بن الحسین بن ابراہیم بن الحر بن زعلان ہے۔ کنیت ابوجعفر اور نسبت بغدادی ہے۔ یہ علی بن اشکاب کے بھائی ہیں۔ اشکاب ان کے والد کا لقب ہے۔ محمد، علی سے چھوٹے اور ان سے زیادہ حافظ تھے

ولادت

کہا گیا ہے کہ ان کی ولادت ۱۸۱ھ میں ہوئی۔

اساتذہ

انہوں نے عبدالصمد بن عبدالوارث، ابوالنضر ہاشم بن قاسم، اسماعیل بن عمر اور ان کے طبقہ کے محدثین سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

تلامذہ

ان سے روایت کرنے والوں میں بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن صاعد، قاضی محاملی، محمد بن مخلد اور چند دیگر مشائخ شامل ہیں۔

ان کی روایت صحیح بخاری باب مناقب الحسنؓ والحسینؓ میں مروی ہے۔

سنن ابوداؤد، اور سنن نسائی میں بھی ان کی روایات منقول ہیں

؏۱ سیر اعلام النبلاء ص ۲۵۲ ج ۱۲، کتاب الجرح والتعدیل ص ۲۲۹ ج ۷ و ص ۲۳۰ ج ۷، تاریخ بغداد ص ۲۲۳ ج ۲، تذکرۃ الحفاظ ص ۵۰۲ ج ۲، وتہذیب التہذیب ص ۱۲۱ ج ۹، طبقات الحفاظ ص ۲۵۷، وخلاصۃ للخزرجی ص ۳۳۳، شذرات الذہب ص ۱۲۶ ج ۲، وتقریب التہذیب ص ۱۵۵ ج ۲، ورجال صحیح البخاری ص ۶۳۳ ج ۲، الکاشف ص ۳۰ ج ۳، وکتاب التعدیل والتجریح ص ۶۲۸ ج ۲، وعمدۃ القاری ص ۳۱۵ ج ۱۳

علماء کے اقوال

ابو حاتم نے ان کو "صدوق" کہا ہے۔

ابو بکر بن عاصم نے ثبت کہا ہے۔ اور ابو العباس بن سعید نے ابن خراش سے ان کے متعلق نقل کیا ہے کہ کان من اہلِ العلم والامانۃ۔

ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کو ذکر کیا ہے۔

ابن ابی حاتم نے لکھا ہے کہ میں نے اپنے والد ابو حاتم کے ساتھ ان سے احادیث لکھی ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔ احادیث سنانے میں بقول ابن حبان سختی کیا کرتے تھے۔ ان کے دوسرے بھائی علی بھی محدث تھے۔ یہ علی سے چھوٹے تھے۔ لیکن ان سے زیادہ حافظ تھے۔

وفات

ان کی وفات عاشورہ کے دن ۲۶۱ھ میں ہوئی۔

محمد بن الحکم المروزی ابوعبداللہ الاحول[1]

امام بخاری نے باب علامات النبوۃ میں ان کی روایت نقل کی ہے۔

ان کے مشائخ میں صرف النضر بن شمیل اور تلامذہ میں صرف امام بخاری کا نام مذکور ہے۔ اس لیے ابوحاتم نے ان کو مجہول کہا ہے البتہ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے تلامذہ میں احمد بن خالد المروزی کا نام بھی ذکر کیا ہے۔ ابویعلی الفراء نے بھی طبقات الحنابلۃ میں ان کا ذکر کیا ہے اور امام احمد کے شاگردوں میں ان کا شمار کیا ہے۔

خلال نے کہا ہے کہ انہوں نے امام احمد سے کچھ سنا تھا البتہ ان کا انتقال امام احمد سے پہلے ہوا تھا لکھا ہے کہ علم مناظرہ اور احادیث سے استدلال واحتجاج اور احادیث کے حفظ میں یکتا تھے۔ امام احمد نے بعض ایسے مسائل وفتاویٰ ان کو بتلائے تھے جس کو عام طور پر بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ ابوطالب الحنبلی جو ان کے چچازاد بھائی تھے ان ہی کے واسطے سے امام احمد کے پاس پہنچے تھے۔

ان کا انتقال ۲۲۳ھ میں ہوا تھا۔

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ الزہرۃ نامی کتاب کے مصنف کا خیال ہے کہ یہ محمد بن عبدۃ بن الحکم ہے امام بخاری نے ان کو دادا کی طرف منسوب کیا ہے صحیح بخاری میں ان کی چار احادیث ہیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ امام بخاری کے علاوہ کسی محدث نے ان سے حدیث نقل نہیں کی۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۱۹۸ ج۱۳، تہذیب التہذیب ص۱۲۷ ج۹۔

محمد بن خالد بن جبلة ابو بکر[1]

امام بخاری نے باب من مات وعلیہ صوم میں حدثنا محمد بن خالد کی سند سے ایک روایت نقل کی ہے، جمہور شارحین کا قول تو یہ ہے کہ اس سے مراد امام ذہلی ہے۔

لیکن ابن عدی کا قول ہے کہ اس سے مراد محمد بن خالد بن جبلہ جو امام نسائی کے شیوخ میں سے ہے۔

ان کا انتقال ۲۵۵ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص ۱۲۳ ج ۹، و تہذیب التہذیب ص ۹۰ ج ۹۔

محمد بن رافع بن زید [1]

ان کو سابوری بھی کہا جاتا ہے۔ کنیت ابو عبد اللہ اور قشیری و نیشاپوری انکی نسبتیں ہیں۔ بنو قشیر کے مولیٰ اسلام تھے۔ اس لیے قشیری کہلائے۔

امام حافظ حدیث، حجت، مقتدا اور اسلاف کی یادگار تھے۔

ولادت

یہ امام مالک کے زمانے میں ۱۷۰ھ کے کچھ بعد پیدا ہوئے اور ۱۹۰ھ کے چند سال بعد طلب علم کے لیے سفر کیا۔ بے شمار احادیث کا سماع کیا اور تصنیفات لکھیں۔ حاکم نے اپنی تاریخ میں ان کے بارے میں کہا ہے کہ یہ اپنے وقت میں صدق اور کثرت اسفار کے اعتبار سے خراسان کے شیخ تھے۔

اساتذہ

انہوں نے حجاز میں سفیان بن عیینہ، معن بن عیسیٰ، ابن ابی فدیک، ابوبکر بن ابی اویس، اور ان کے طبقہ کے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا۔ اس کے علاوہ کوفہ میں عبد اللہ بن ادریس، وکیع، ابن نمیر، ابو معاویہ، ابو اسامہ، یونس بن بکیر، حسین الجعفی اور بصرہ و یمن میں عبد الرزاق اور ان کے بھائی عبد الوہاب، یزید بن ابی حکیم، عبد اللہ الولید، ابو داؤد، وہب بن جریر، ابو قتیبہ، ابو علی الحنفی، حماد بن مسعدۃ اور چند دوسرے محدثین عظام سے بھی انھوں نے علم حاصل کیا۔

---

[1] التاریخ الکبیر ص۸۱ ج۱، التاریخ الصغیر ص۳۸۳ ج۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۵۴ ج۷، طبقات الحنابلة ص۲۹۷ ج۱
تذهیب التهذیب ص۲۰۳ ج۳، تذکرة الحفاظ ص۵۰۹ ج۲، العبر ص۴۲۵ ج۱، الوافی بالوفیات ص۶۸ ج۳، البدایة والنهایة
ص۳۴۶، تهذیب التهذیب ص۱۶۰ ج۹، النجوم الزاهرة ص۳۲۱ ج۲، طبقات الحفاظ ص۲۲۱، خلاصة للخزرجی
ص۳۳۶، شذرات الذهب ص۱۰۹ ج۲، وتقریب التهذیب ص۱۶۰ ج۲، ورجال صحیح البخاری ص۶۴۷ ج۲، الجمع بین رجال
الصحیحین ص۴۳۸ ج۲، الکاشف ص۳۷ ج۳، وکتاب التعدیل والتجریح ص۶۳۳ ج۲، عمدة القاری ص۹۳ ج۸
سیر اعلام النبلاء ص۲۱۴ ج۱۲ -

تلامذہ

ان سے بخاری، ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور مسلم نے اپنی اپنی تصنیفات میں روایات لی ہیں۔ علاوہ ازیں ذہلی، احمد بن سلمۃ، البزار عتر، ابراہیم بن ابی طالب، ابوبکر بن خزیمہ، ابوبکر بن ابی داؤد، محمد بن عقیل البلخی، جعفر بن احمد بن نصر محمد بن اسحاق الثقفی، زنجویہ بن محمد وغیرہم بھی ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان میں سے سب سے آخر میں حاجب بن احمد الطوسی نے وفات پائی انہی کے طریق سے ان کی سند ثقات کے نزدیک عالی سمجھی جاتی ہے۔

ان کے بعض محاسن و کمالات

حافظ جعفر بن احمد بن نصر کہتے ہیں کہ میں نے محدثین میں محمد ابن رافع جیسا بارعب شخص نہیں دیکھا، یہ اپنے گھر میں صنوبر کے ایک درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھتے اور ان کے سامنے علماء، شاہی خاندان کے افراد اور ان کے خادم حسب مراتب بیٹھا کرتے ایسا محسوس ہوتا گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ کتاب لیتے اور خود پڑھتے ان کی تعظیم کی وجہ سے نہ کوئی بات کرتا اور نہ مسکراتا۔ اگر کوئی مسکراتا یا اپنے ساتھی سے سرگوشی کرتا تو یہ "وصلی اللہ علی محمد" پڑھتے اور کتاب بند کر دیتے۔ پھر کوئی بھی ان سے مراجعت کرنے یا ہاتھ سے اشارہ کرنے کی ہمت نہ کر سکتا۔ ایک مرتبہ ایک خادم مجلس کے دوران مسکرا دیا تو محمد بن رافع نے اپنی مجلس ختم کر دی۔ اس واقعہ کی خبر امیر طاہر بن عبداللہ کو ہو گئی اس نے خادم کے قتل کا حکم دے دیا۔ بڑی مشکل سے اس کی جان بچائی گئی۔

زکریا بن دلویہ کہتے ہیں کہ امیر خراسان عبداللہ بن طاہر نے ایک مرتبہ ان کے پاس ایک قاصد کے ہاتھ پانچ ہزار درہم بھیجے وہ ان کے پاس عصر کے بعد پہنچا یہ مولی کے ساتھ روٹی کھا رہے تھے۔ اس نے دراہم کی تھیلی پیش کی اور کہا کہ امیر نے آپ کی خدمت میں یہ مال بھیجا ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ اسے لے جاؤ مجھے اس کی ضرورت نہیں سورج دیوار کے سرے تک پہنچ چکا ہے۔ گھڑی دو گھڑی کے بعد غروب ہو جائے گا۔ میں اسی سال سے تجاوز کر چکا ہوں کب تک زندہ رہوں گا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر قاصد واپس ہو لیا۔ اتنے میں ان کا بیٹا آیا اور کہنے لگا کہ ابا جان ہمارے پاس آج رات کے لیے روٹی نہیں ہے انہوں نے اس ڈر سے کہ کہیں یہ جا کر قاصد سے دراہم وصول نہ کرے۔ قاصد کے پیچھے اپنا آدمی بھیجا تاکہ مال کو امیر تک لوٹا دے۔

بہت سے علماء نے ان کی توثیق کی ہے اور ان کے اچھے تذکرہ سے رطب اللسان ہیں۔ ابوبکر المدینی سے منقول ہے کہ میں نے محمد بن رافع کو ان کی موت کے تین دن بعد خواب میں دیکھا کہ گود میں قرآن شریف رکھے تلاوت کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کی وفات نہیں ہو چکی تو انھوں نے میری طرف ناگواری سے دیکھا میں نے کہا کہ میں آپ کو اللہ

۳

کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ضرور بتائیں کہ آپ کے پروردگار نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہنے لگے کہ مجھے " روح و ریحان" کی خوشخبری دی ہے۔

وفات

زنجویہ بن محمدؒ کہتے ہیں کہ محمدؒ بن رافع نے ذی الحجہ ۲۴۵ھ میں انتقال کیا۔ احمد بن نصر العابد نے ان کو غسل دیا اور محمد بن یحییٰ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

محمد بن زیاد بن عبید اللہ بن زیاد بن الربیع الزیادی البصری ابو عبد اللہ[1]

امام بخاریؒ نے ان سے چار احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

حماد بن زید، عبد الوارث بن سعید، الدراوردی، فضیل بن سلیمان، سفیان بن عیینۃ، ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ، عبد الاعلیٰ بن عبد الاعلیٰ، حسان بن ابراہیم الکرمانی، مسلم بن خالد الزنجی، یزید بن زریع، محمد بن جعفر غندر، بشر بن المفضل، علی بن عاصم وغیرہم۔

ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل مشاہیر کا شمار ہوتا ہے

امام بخاری (مقروناً) ابن ماجۃ، محمد بن ہارون الرویانی، عبد اللہ بن محمد بن یاسین، عبد اللہ بن عروۃ الھروی، جعفر بن محمد بن المغلس، عمر بن محمد بن بجیر، محمد بن اسحاق بن خزیمۃ، احمد بن الحسین بن اسحاق الصوفی الصغیر، زکریا بن یحییٰ الساجی، یحیٰی بن محمد بن صاعد، عبد الرحمٰن بن محمد بن حماد الطہرانی، ابو عمرو الحرانی، ابو حامد محمد بن ہارون الحضرمی۔

ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کر کے لکھا ہے کہ بعض احادیث کے نقل کرنے میں ان سے غلطیاں بھی سرزد ہوتی ہیں، ابن مندۃ نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔

ابن عدی نے لکھا ہے کہ بخاری نے استشہاد کے طور پر ان کی احادیث نقل کی ہیں۔

ان کا انتقال ۲۵۳ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص ۲۰۸ ج ۸، تھذیب التھذیب ص ۱۶۸ ج ۹۔

محمد بن سابق التیمی ابو جعفر البزار الکوفی[1]

امام بخاری نے باب قضاء الوصی دین المیت لغیر محضر من الورثۃ میں ان کی روایت ذکر کی ہے
ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔
ابراہیم بن طھمان، زائدۃ بن قدامۃ، مبارک بن فضالۃ، اسرائیل، شیبان بن عبد الرحمٰن، مالک بن مغول ورقاء بن عمر والمنھال بن خلیفۃ، معسر وغیرہم،
ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل مشاہیر کا ذکر ہوتا ہے۔
امام بخاری، عبداللہ بن محمد المسندی، محمد بن عبداللہ، محمد بن احمد ابی خلف، ابوبکر بن ابی شیبۃ، محمد بن اسحاق الصاغانی، الحسن بن الصباح البزار، محمد بن یحییٰ بن ابی حاتم الازدی، محمد بن عبد الوہاب الفراء، الحسن بن اسحاق المروزی ابوخیثمۃ زہیر بن حرب، احمد بن حنبل، احمد بن ابراہیم الدورقی وغیرہم،
العجلی اور یعقوب بن شیبۃ نے ان کی توثیق کی ہے۔
ان کا انتقال ۲۱۴ھ میں ہوا تھا۔
صحیح بخاری میں ان کے چھ احادیث مروی ہیں۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۳۱۲ ج۱۱ و تہذیب التہذیب ص۱۷۳ ج۹۔

محمد بن سعید بن الولید الخزاعی ابو عمرو[1]

امام بخاری نے باب قول اللہ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا اور بعض دوسرے ابواب میں ان سے تقریباً سات احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ، زیاد بن الربیع، خالد بن الحارث، زکریا بن یحییٰ بن عمارۃ، عون بن عمرو القیسی، ہشام بن الکلبی اور ابوتمیلۃ وغیرہم شامل ہیں۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

امام بخاری، ابوزرعۃ، ابوحاتم، حرب بن اسماعیل، یعقوب بن سفیان، البوشنجی، محمد بن غالب تمتام، محمد بن یوسف بن الزکی، احمد بن محمد الاصبھانی وغیرہم۔

ابوحاتم اور ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

ان کا انتقال ۲۳۰ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۴۳ ج۱۱ و تھذیب التھذیب ص۱۹۰ ج۹۔

محمد بن سلام بن الفرج البخاری البیکندی ابو عبداللہ[1]

امام بخاری نے ان سے کتاب الایمان باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا اعلمکم باللہ اور کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی البیعۃ اور بعض دوسرے مقامات پر کثیر تعداد میں احادیث نقل کی ہیں ان کی مجلس تحدیث میں مسلمان جنات کی بھی کثیر تعداد شریک ہوئی تھی ان کا قول ہے کہ میں نے طلب علم میں چالیس ہزار دینار خرچ کئے تھے اور علم حدیث کے نشر میں چالیس ہزار دینار صرف کئے۔

ان کے اساتذہ و مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔

ابوالاحوص سلّام بن سلیم، اسماعیل بن جعفر، ہشیم بن بشیر، عبداللہ بن المبارک، سفیان بن عیینۃ، جریر بن عبدالحمید، ابواسحاق الفزاری، عیسیٰ بن موسیٰ غنجار، زائدۃ بن ابی الرقاد، ابوبکر بن عیاش، امام مالک بن انس سے بھی ان کی ملاقات ہوئی تھی لیکن ان سے کچھ سنا نہیں۔

ان کے تلامذہ و شاگرد مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، ابومحمد الدارمی، عبیداللہ بن واصل، ابوعمر محمد بن بجیر، احمد بن الضوء، حمید بن النضر، طفیل بن زید النسفی وغیرہم۔

یحییٰ بن یحییٰ سے منقول ہے کہ خراسان میں علم کے دو خزانے ہیں۔ ایک محمد بن سلام البیکندی اور دوسرا اسحاق بن راہویہ۔

ان کو پانچ ہزار احادیث یاد تھیں۔ صاحب تصنیف محدّث تھے۔

ان کی ولادت اس رات میں ہوئی تھی جس رات سفیان الثوری کا انتقال ہوا تھا۔

ان کا انتقال، صفر ۲۲۵ھ میں ہوا۔

---

[1] عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۸۸، سیر اعلام النبلاء ج ۱۰ ص ۲۲۸، رجال صحیح البخاری ج ۲ ص ۶۵۳، الجمع ج ۲ ص ۴۵۹، التقریب ج ۲ ص ۱۶۸، التہذیب ج ۹ ص ۲۱۳، الکاشف ج ۳ ص ۴۶، التاریخ الکبیر ج ۱ ص ۱۱، کتاب الجرح والتعدیل ج ۷ ص ۲۷۸، تذہیب التہذیب ج ۳ ص ۲۰۹، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۴۸۲، خلاصۃ تہذیب الکمال ص ۳۴۱، شذرات الذہب ص ۵۷ ج ۲۔ طبقات الحفاظ ص ۱۸۲

محمد بن سنان ابوبکر الباھلی البصری العوقی[1]

صحیح بخاری میں ان کی انتیس ۲۹ احادیث ہیں۔
ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔
ابراہیم بن طہمان، فلیح بن سلیمان، نافع بن عمر الجمحی، ہمام بن یحیٰی، سلیم بن حیان، عبداللہ بن الحارث بن ابزی، جریر بن حازم، ہشیم وغیرہم
ان کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔
امام بخاری، ابوداؤد، الذھلی، العباس بن جعفر الزبرقان، ابوقلابۃ الرقاشی، ابومسعود الرازی، ابوالاحوص، محمد بن الحسین البرجلانی، ابوحاتم الرازی، عثمان بن خرزاد، عباد بن الولید العنبری، اسماعیل سمویہ، حفص بن عمر بن الصباح الرقی، ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ الکجی، امام ترمذی ابن ماجۃ اور ابوداؤد نے بالواسطہ بھی ان سے روایات نقل کی ہیں۔
ابن معین نے ثقۃ کہا ہے، ابوحاتم نے صدوق کہا ہے، ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔
ان کا انتقال ۲۲۳ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۷۷ ج۱ و ص۲۸ ج۵، تہذیب التہذیب ص۲۰۵ ج۹، کتاب التعدیل ص۶۸۰ ج۲ طبقات ابن سعد ص۳۰۲ ج۷، التاریخ الکبیر ص۱۰۹ ج۱، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۷۹ ج۳ تاریخ بغداد ص۳۴۳ ج۵، تذکرۃ الحفاظ ص۵۷۹ ج۱۔

محمد بن الصباح الدولابی البغدادی البزاز ابو جعفر [1]

امام بخاری نے باب من استویٰ قاعداً، کتاب البیوع اور بعض دوسرے مقامات پر ان سے کل بارہ احادیث نقل کی ہیں جبکہ امام مسلم نے ان سے بیس احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

حفص بن غیاث، الفضل بن موسیٰ السینانی، اسماعیل بن جعفر، اسماعیل بن زکریا، ابراہیم بن سعد، یوسف بن یعقوب الماجشون، الولید بن مسلم، ھشیم، عبداللہ بن المبارک، سفیان بن عیینۃ، شریک القاضی، ابن ابی الزناد، عمر بن یونس الیمامی الولید بن ابی ثور، ابوعبیدۃ الحداد، ابن علیۃ، خالد بن عبداللہ الواسطی، سعید بن محمد الوراق، یزید بن ہارون وغیرہم۔

ان کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل مشاہیر کا شمار ہوتا ہے۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، الحسن بن محمد بن الصباح الزعفرانی، داؤد بن سلیمان الدقاق، ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی، محمد بن یحییٰ بن کثیر الحرانی، محمد بن یحییٰ الذھلی، عبدالملک بن عبدالحمید المیمون، ابوزرعۃ الرازی، ابوحاتم الرازی، ابوزرعۃ الدمشقی احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، احمد بن محمد، ابوخیثمۃ، ابن ابی خیثمۃ، احمد بن منصور الرمادی، الحسن بن علی الخلال، ابراہیم بن ہانی وغیرہم

امام احمد، یحییٰ بن معین، العجلی، یعقوب بن شیبۃ، ابوحاتم اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے۔

ان کا انتقال محرم ۲۲۷ھ میں ستتر سال کی عمر میں ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۱۸۵ ج۵، تھذیب التھذیب ص۲۲۹ ج۹، سیر اعلام النبلاء ص۶۷۰ ج۱۰، الجمع ص۴۳۰ ج۲، التاریخ الکبیر ص۱۱۸ ج۱، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۸۹ ج۷، تاریخ بغداد ص۳۶۵ ج۵، الانساب ص۳۷۰ ج۵، المعجم المشتمل ص۲۳۵، تذھیب ص۲۱۳ ج۳۔ تذکرۃ الحفاظ ص۴۳۱ ج۲، میزان الاعتدال ص۵۷۳ ج۳، الکاشف ص۵۳ ج۳، العبر ص۳۹۹ ج۱، طبقات الحفاظ ص۱۹۳، خلاصۃ ص۳۴۳، شذرات ص۶۲ ج۲، الرسالۃ المستطرفۃ ص۳۵، کتاب التعدیل ص۶۴۹، رجال صحیح البخاری ص۶۵۳ ج۲، التقریب ص۱۷۱ ج۲۔

محمد بن الصلت البصری التوزی ابو یعلی[عل]

توز فارس کا ایک گاؤں ہے یہ اس گاؤں کے رہنے والے تھے۔ امام بخاری نے ردۃ کے احکام کے ضمن میں ان سے حدیث نقل کی ہے۔ بقول صاحب الزہرۃ صحیح بخاری میں ان کی دو حدیثیں ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

ولید بن مسلم، ابو صفوان الاموی، سفیان بن عیینۃ، عبد اللہ بن رجار، ابن ابی حازم الدراوردی، حاتم بن اسماعیل، ابن ابی فدیک، ابو ضمرہ، بشر بن المفضل، مروان بن معاویۃ۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، الذھلی، عثمان بن ابی شیبۃ، سوار بن عبد اللہ العنبری، عمرو بن علی، ابراہیم بن المستمر العروقی، ابو زرعۃ، ابو حاتم، ابو اسماعیل الترمذی، محمد بن غالب تمتام، ابو جعفر محمد بن محمد التمار، العباس بن الفضل الاسفاطی، ابو خلیفۃ الفضل بن الحباب الجمحی وغیرہ۔

ابو حاتم نے ان کو صدوق کہا ہے۔ اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال سنہ ۲۲۸ھ میں ہوا تھا۔



عل تہذیب التہذیب ص ۲۳۳ ج ۹، رجال صحیح البخاری ص ۶۵۲ ج ۲، الجمع ص ۴۶۰ ج ۲، التقریب ص ۱۷۳ ج ۲، الکاشف ص ۵۰ ج ۳، ثقات العجلی ص ۴۰۶۔

محمد بن الصلت بن الحجاج الاسدی الکوفی الاصم ابو جعفر[1]

امام بخاری نے باب مناقب عمر بن الخطاب میں ان کی روایت نقل کی ہے۔

ان کے مشائخ میں ان کے والد کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔

فلیح بن سلیمان، ابن ابی الزناد، عبد الرحمٰن بن سلیمان بن الغسیل، الربیع بن منذر الثوری، ابو شہاب الحناط، ابن المبارک، ابو کدینۃ، یحیٰی بن المہلب، بشر بن عمارۃ الخثعمی، زہیر بن معاویۃ، اسماعیل بن عیاش، عبد السلام بن حرب، سعید بن خثیم الھلالی، عبید اللہ بن زیاد بن لقیط، یحیٰی بن مسلمۃ بن کہیل وغیرہم۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، الحسن بن شجاع، عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی، ابو زرعۃ الرازی، عبد الاعلیٰ بن واصل بن عبد الاعلی عمرو بن منصور النسائی، احمد بن عثمان بن حکیم، ابو کریب، الذھلی، ابو حاتم، عبد اللہ بن محمد المسندی، عمرو بن علی الصیرفی، الفضل بن سھل الاعرج، ابو زرعۃ الدمشقی الدوری، ابو بدر عباد بن الولید العنبری، ابو اسماعیل الترمذی، الحسن بن علی بن عفان، احمد بن الحجاج بن الصلت، محمد بن عثمان بن کرامۃ وغیرہم۔

ابو زرعۃ، ابو حاتم اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے۔

امام بخاری نے ان سے پانچ احادیث نقل کی ہیں۔

ان کا انتقال ۲۲۹ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۶۴ ج ۱۳ و تہذیب التہذیب ص۲۳۲ ج ۹، رجال صحیح البخاری ص۶۵۴ ج ۲، الجمع ص۴۶۰ ج ۲ التقریب ص۱۷۱ ج، الکاشف ص۴۸ ج ۳۔

محمد بن عبادۃ بن البختری الاسدی وقیل العجلی وقیل الباہلی الواسطی[1]

ان کی کنیت ابو عبداللہ یا ابو جعفر تھی۔

ان کے مشائخ میں ابو احمد الزبیری، ابو اسامہ، اسحاق الازرق، یزید بن ہارون، یعقوب بن اسحاق الحضرمی، الاصمعی اور یعقوب بن محمد الزہری کے اسماء مذکور ہیں۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(قیل امام بخاری) ابوداؤد، ابن ماجۃ ابوحاتم، ابن وارۃ، اسلم بن سہل المؤرخ، احمد بن محمد بن صالح المعروف بابن کعب الذراع الحافظ، احمد بن محمد بن زہیر، محمد بن اسحاق بن خزیمۃ، الحسین بن اسحاق التستری، عمر بن محمد بن بجیر، محمد بن عبداللہ الحضرمی ابوبکر بن ابی داؤد، احمد بن الحسن بن عبدالجبار الصوفی، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم وغیرہم۔

ابن ابی حاتم نے ثقہ اور ان کے والد ابوحاتم نے صدوق قرار دیا ہے۔

یہ علم نحو اور ادب عربی میں بھی ماہر تھے۔

الآجری نے ابوداؤد کا قول نقل کیا ہے کہ محمد بن عبادہ ثقہ تھے۔ ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں ان پر بخاری کی علامت نہیں لکھی اور نہ بخاری کو ان کے تلامذہ کی فہرست میں نقل کیا ہے۔ لیکن علامہ عینی کا قول ہے کہ بخاری نے ان سے روایت لی ہے اس لیے ہم نے ان کو بخاری کے مشائخ میں ذکر کیا ہے۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۰۷ ج۱۸، تہذیب التہذیب ص۲۴۵ ج۹۔

محمد بن عبد اللہ بن حوشب الطائفی الکوفی[ع۱]

امام بخاری نے باب احتساب الآثار باب الذبح قبل الحلق اور بیوع ۔ مغازی، تفسیر، سورۃ النساء میں ان کی روایات نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں عبد الوہاب الثقفی، ابراہیم بن سعد، ابوبکر بن عیاش، ہشیم، اسباط بن الیسع، معاذ بن ہشام، شعیب بن حرب، محمد بن اسماعیل بن طریح الثقفی، وغیرہم۔

تلامذہ میں امام بخاری، محمد بن مسلم بن وارۃ وغیرہم شامل ہیں۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔ ابن شاہین نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے



ع۱ عمدۃ القاری ص۲۲۵ ج ۴، تہذیب التہذیب ص۲۵۳ ج ۹، کتاب التعدیل ص۹۵۳ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۹۶ ج ۳، رجال صحیح البخاری ص۹۵۸ ج ۲، الجمع ص۴۶۰ ج ۲، التقریب ص۱۷۶ ج ۲، الکاشف ص۵۳ ج ۳۔

محمد بن عبداللہ بن المثنیٰ بن عبداللہ بن انس بن مالک الانصاری البصری القاضی ابو عبداللہؒ

امام بخاری نے کتاب الزکوٰۃ باب العرض فی الزکوٰۃ اور باب الصلح فی الدیۃ اور بعض دوسرے مقامات پر ان سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں

عبداللہ بن المثنیٰ ابوہ، سلیمان التیمی، حمید الطویل، ابن عون، ابن جریج، حبیب بن الشہید المسعودی، اشعث بن عبدالملک الحمرانی، سعید الجریری، سعید بن ابی عروبہ، ہشام بن حسان وغیرہم۔

ان کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری، علی بن المدینی، احمد بن حنبل، یحییٰ بن جعفر البیکندی، خلیفہ بن خیاط، قتیبۃ بن سعید، ابو موسیٰ محمد بن المثنیٰ، محمد بن بشار بندار، ابراہیم بن المستمر العروقی ابو الازہر، الحسن بن محمد الزعفرانی، محمد بن اسماعیل بن علیۃ، ابوحاتم الرازی وغیرہم،

امام بخاری نے بعض مقامات پر اور صحاح کے باقی مصنفین نے ان سے بالواسطہ روائتیں نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین اور ابوحاتم نے ان کی توثیق و تصدیق کی ہے۔

ان کا انتقال ۲۱۴ھ میں ۹۶ سال کی عمر میں ہوا۔



علہ عمدۃ القاری ص۲۰ ج۱۱ تہذیب التہذیب ص۲۷۴ ج۹ وکتاب التعدیل ص۶۵۲ ج۲، طبقات ابن سعد ص۲۹۴ ج۷، تاریخ کبیر ص۱۳۲ ج۱، کتاب الجرح و التعدیل ص۳۰۵ ج۷، تاریخ بغداد ص۴۰۸ ج۵، تذکرۃ الحفاظ ص۳۷۱ ج۱، تاریخ التراث العربی ص۲۷۹ ج۱، میزان الاعتدال ص۸۲ ج۳، الاعلام للزرکلی ص۹۲ ج۷، رجال صحیح البخاری ص۶۵۷ ج۲، الجمع ص۴۳۱ ج۲، التقریب ص۱۸۰ ج۲، الکاشف ص۷۵ ج۳، مشاہیر علماء الامصار ص۱۶۳۔

محمد بن عبداللہ بن المبارک القرشی المخرمی البغدادی ابوجعفر[1]

یہ حلوان کے قاضی تھے امام بخاری نے باب من اتاہ سھم غرب فقتلہ میں حدثنا محمد بن عبداللہ کی سند سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں ابوعلی بن السکن کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد مذکورہ بالا راوی ہے۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

ابومعاویۃ الضریر، یحیٰی بن سعید القطان، ابن مہدی، ابوعامر العقدی، ابواسامۃ، اسحاق بن یوسف الازرق، الحسن بن موسیٰ الاشیب، شبابۃ بن سوار، اسود بن عامر شاذان، زکریا بن عدی، صفوان بن عیسیٰ، معلی بن منصور الرازی، حجین بن المثنیٰ، عبدالرحمٰن بن غزوان ابونوح، یحیٰی بن یوسف الزمی، یزید بن ہارون، یعقوب بن ابراہیم بن سعد وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، النسائی، احمد بن علی المروزی، ابوحاتم، ابراہیم الحربی، یعقوب بن سفیان، ابن خزیمۃ، ابن بجیر، ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن محمد الفریابی، محمد بن محمد بن سلیمان الباغندی، یحیٰی بن محمد بن صاعد، الحسین بن اسماعیل المحاملی وغیرہم۔

ابوبکر الباغندی نے ان کو حافظ اور متقن کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ ابوحاتم نے صدوق اور ثقہ کہا ہے، ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۵۵ھ میں ہوا۔



---

[1] تھذیب التھذیب ص ۲۷۲ ج ۹۔

محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالملک بن مسلم الرقاشی البصری ابو عبداللہ[1]

امام بخاری نے ان سے تین احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں ان کے والد کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔

وہیب بن خالد، مالک، عبدالواحد بن زیاد، معتمر بن سلیمان، جعفر بن سلیمان الضبعی، بشر بن منصور السلیمی، رافع بن سلمۃ الاشجعی، یزید بن زریع وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی، الفضل بن سھل الاعرج، محمد بن رافع، عمرو بن المنصور، الحسن بن اسحاق، الحسن بن احمد بن حبیب الکرمانی، ھلال بن العلاء، محمد بن یحیٰی الذھلی، ابو قلابۃ عبدالملک بن محمد الرقاشی، ابو مسعود احمد بن الفرات محمد بن مسلم بن وارۃ، یعقوب بن شیبۃ، احمد بن سعید الدارمی، ابو حاتم، حنبل بن اسحاق۔ علی بن عبدالعزیز وغیرہم، امام ذہلی کا قول ہے کہ محمد بن عبداللہ متقن تھے۔ یعقوب بن شیبۃ کا قول ہے کہ ثقہ تھے، ابو حاتم نے بھی ان کو ثقہ قرار دیا ہے امام نسائی کا قول ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔

ان کا انتقال ۲۲۰ھ میں ہوا تھا۔

○

[1] تھذیب التھذیب ص۲۷۷ ج۹۔

محمد بن عبداللہ بن نمیر الہمدانی الخارفی الکوفی ابو عبداللہ[1]

امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ باب ماینھیٰ من الکلام فی الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الحج باب ھل یبیت اصحاب السقایۃ وغیرھم بمکۃ لیالی منی اور بعض دوسرے مقامات پر ان سے تقریباً ۲۲ روایتیں نقل کی ہیں، صحیح مسلم میں ان کی ۵۷۳، احادیث منقول ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

والدہ عبداللہ بن نمیر، سفیان بن عیینۃ، مروان بن معاویۃ، اسماعیل بن علیۃ، ابو معاویۃ، عبداللہ بن ادریس، حفص بن غیاث، حمید بن عبدالرحمٰن، زید بن الحباب، عبدۃ بن سلیمان، القاسم بن مالک المزنی، محمد بن بشر العبدی، محمد بن عبید الطنافسی، وکیع بن الجرّاح، ابو خالد الاحمر، اسباط بن محمد القرشی، اسحاق بن سلیمان الرازی، اسحاق بن منصور السلولی، ابو اسامۃ، زکریا بن عدی وغیرہم۔

ان کے شاگردوں میں مشہور حضرات مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجۃ، الحسن بن احمد بن حبیب الکرمانی، ابو زرعۃ، علی بن الحسین بن الجنید، الذھلی یعقوب بن شیبۃ، یعقوب بن سفیان، عبداللہ بن احمد، محمد بن وضاح القرطبی، بقی بن مخلد، ابو یعلی احمد بن علی بن المثنیٰ الموصلی ـــــ امام احمد ان کی تعظیم کیا کرتے تھے، یحییٰ بن معین، ابو حاتم اور امام نسائی نے ان کی توثیق کی ہے۔

ان کا انتقال شعبان ۲۳۴ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۹۴ ج۲، تھذیب التھذیب ص۲۸۲ ج۹، کتاب التعدیل ص۶۵۷ ج۲، طبقات ابن سعد ص۴۱۳ ج۶، التاریخ الکبیر ص۱۴۴ ج۱، کتاب الجرح ص۳۰۷ ج۷، رجال صحیح البخاری ص۶۵۸ ج۲، الجمع ص۴۴۲ ج۲، التقریب ص۱۸۰ ج۲، الکاشف ص۵۸ ج۳، تاریخ الثقات للعجلی ص۴۰۶، الثقات لابن شاھین ص۲۰۳۔

محمد بن عبدالرحیم الصاعقة ؎۱

ابویحییٰ کنیت ہے۔ ذہبیؒ نے ان کو الحافظ اور المتقن کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ ان کا پورا نام محمد بن عبدالرحیم بن ابی زہیر ہے۔ عدوی، عمری اور بغدادی ان کی نسبتیں ہیں۔ فارسی الاصل تھے۔ قبیلہ "وبنی عدو" کے موالی تھے۔ اس لیے عدوی کہلاتے۔

ولادت

سراج کہتے ہیں کہ مجھ سے ابویحییٰ نے خود بیان کیا کہ میری پیدائش ۱۸۵ھ میں ہوئی۔

اساتذہ

انھوں نے یزید بن ہارون، شبابہ بن سوار، ابو محمد الزبیری، مروح بن عبادۃ، یعقوب بن ابراہیم بن سعد، معلی بن منصور، ابوالنضر اور ان کے طبقہ کے دیگر محدثین کرام سے روایت کی ہے۔

تلامذہ

ان کے شاگردوں میں بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی زکریا، خیاط السنۃ، ابوبکر بن ابی داؤد یحییٰ بن صاعد، قاضی عبداللہ المحاملی اور بہت سے ائمہ شامل ہیں۔

؎۱ سیر اعلام النبلاء ص ۲۹۵ ج ۱۲، وکتاب الجرح والتعدیل ص ۹ ج ۸، تاریخ بغداد ص ۳۶۳ ج ۲ و ص ۳۶۴ ج ۲۔ وطبقات الحنابلة لابی یعلیٰ ص ۳۰۵ ج ۱، تذهیب التهذیب ص ۲۲۷ ج ۳، تذکرۃ الحفاظ ص ۵۵۳ ج ۲، العبر ص ۱۰ ج ۲، الوافی بالوفیات ص ۲۴۵ ج ۳، تهذیب التهذیب ص ۳۱۱ ج ۹، النجوم الزاهرۃ ص ۲۴ ج ۳۔ طبقات الحفاظ ص ۲۳۷ وخلاصة للخزرجی ص ۳۴۹، وشذرات الذهب ص ۱۳۰ ج ۲، تقریب ص ۱۸۵ ج ۲، رجال صحیح البخاری ص ۶۶۴ ج ۲، الجمع ص ۴۶۱ ج ۲ الکاشف ص ۶۳ ج ۳، وکتاب التعدیل والتجریح ص ۶۶۲ ج ۲۔

علماء کے اقوال

نسائی اور دیگر محدثین نے ان کی توثیق کی ہے۔ خطیب نے کہا ہے کہ یہ عالم حافظ حدیث اور متقن تھے۔ محمد بن محمد بن داؤد الکرجی کہتے ہیں کہ ان کا نام صاعقہ اس لیے پڑا کہ انکا حافظہ بہت عمدہ تھا۔ اور بعض نے یہ وجہ بتائی ہے اور یہی صحیح بھی ہے کہ یہ جب بھی کسی شیخ کی ملاقات کے لیے ان کے شہر کے نزدیک پہنچتے تو معلوم ہوتا کہ وہ انتقال کر گئے ہیں اس لیے ان کا لقب صاعقہ مشہور ہوگیا۔ کمافی طبقات الحنابلۃ۔

نصر بن احمد الکندی سے تاریخ بغداد میں منقول ہے کہ انہوں نے صاعقہ کے متعلق کہا کہ کان من اصحاب الحدیث الماء ہومنین۔ عبداللہ بن احمد نے بھی ان کو ثقہ اور قابل اعتماد قرار دیا ہے۔ دارقطنی نے حافظؒ ثبت کہا ہے۔ ابوحاتم نے صدوق قرار دیا ہے۔

وفات

ان کا انتقال شعبان ۲۵۵ھ میں ہوا۔

محمد بن عبدالعزیز بن محمد العمری الرملی ابوعبداللہ[1]

ابن الواسطی سے مشہور تھے۔ بقول صاحب الزہرۃ صحیح بخاری میں ان کی تین احادیث ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

حفص بن میسرۃ، قیس بن الربیع، عبدالملک بن الخطاب بن عبیداللہ بن ابی بکرۃ۔ ضمرۃ بن ربیعۃ، عبداللہ بن یزید بن الصلت، مروان بن معاویۃ، محمد ادریس الشافعی، بقیۃ، اسد بن موسیٰ، ولید بن مسلم اسماعیل بن عیاش وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مشاھیر مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، الذھلی، ابن وارۃ، لیعقوب بن اسماعیل، اسماعیل سمویہ، سعید بن اسد بن موسیٰ، مطلب بن شعیب الازدی۔ عبید بن عبدالواحد البزاز، علی بن داؤد القنطری، موسیٰ بن سھل الرملی وغیرہم۔

امام ترمذی اور امام نسائی نے ان سے بالواسطہ روایت نقل کی ہے۔

ابوحاتم اور ابوزرعۃ نے ان پر تنقید کی ہے اور ضعیف قرار دیا ہے۔

لیعقوب بن سفیان نے ان کو حافظ قرار دیا ہے، ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

العیلی نے ثقۃ قرار دیا ہے

ان کا انتقال رملہ میں ہوا تھا لیکن سنہ انتقال معلوم نہیں۔



[1] تھذیب التھذیب صـ ۳۱۳ ج ۹

محمد بن عبید بن میمون المدنی التبان [1]

یہ محمد بن ابی عباد کے نام سے مشہور ہے، امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ باب من صلّی بالناس فذکر حاجۃ فتخطاھم کتاب الرقاق، الاعتصام اور کتاب التفسیر وغیرہ میں ان کی ۱۳ روایتیں نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

ابوعبید بن میمون، عیسیٰ بن یونس، الدراوردی، مسکین بن بکیر، محمد بن سلمۃ الحرانی، عمر بن طلحۃ بن علقمۃ بن وقاص، عبدالملک بن الماجشون، ابوضمرۃ انس بن عیاض، میسرۃ بن اسماعیل وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل حضرات ہیں

امام بخاری، ابن ماجۃ، ابوزرعۃ الرازی، ابوحاتم الرازی، محمد بن عبداللہ الحضرمی، ابواسماعیل الترمذی، احمد بن یحیٰ ثعلب، محمد بن ابراہیم المروزی، علی بن معبد بن نوح المصری، محمد بن ابراہیم بن عبدالحمید الحلوانی وغیرہم

ابوحاتم نے ان کو شیخ کے لفظ سے ذکر کیا جو کلمۂ توثیق ہے۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کی تاریخ ولادت و وفات کے متعلق کوئی تصریح نہیں ملتی ہے۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۱۵ ج ۵، رجال صحیح البخاری ص۶۶۶ ج ۲، التقریب ص۱۸۹ ج ۲، تہذیب التہذیب ص۳۳۲ ج ۹ کتاب التعدیل والتجریح ص۶۶۲ ج ۲، الکاشف ص۶۷ ج ۳، التاریخ الکبیر ص۱۷۳ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ص۱۱ ج ۸

محمد بن عبید اللہ القرشی الاموی ابو ثابت المدنی[1]

امام بخاری نے باب تفاضل اہل الایمان فی الاعمال اور بعض دوسرے مقامات پر ان کی روایتیں نقل کی ہیں۔
ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔
امام مالک، ابراہیم بن سعد، ابن ابی حازم، اسامۃ بن حفص، حاتم بن اسماعیل، عمر بن طلحۃ بن علقمہ بن وقاص، ابن وہب، الدراوردی، عبد المہیمن بن عباس بن سہل بن سعد وغیرہم۔
ان سے نقل کرنے والوں میں یہ حضرات شامل ہیں۔
امام بخاری ابوزرعۃ ابوحاتم، ابراہیم بن عبداللہ بن الجنید، احمد بن نصر النیسابوری، اسماعیل بن اسحاق القاضی، موسیٰ بن سہل الرملی، العباس بن الفضل الاسفاطی،
ابوحاتم نے ان کو صدوق کہا ہے۔ ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔
امام دارقطنی نے بھی ثقہ کہا اور حافظ کہا ہے۔
امام نسائی نے سنن میں ابوزرعۃ کے واسطے سے ان کی روایات نقل کی ہیں۔
صحیح بخاری میں ان کی کل تیرہ روایات ہیں۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۱۹۶ ج۱، تہذیب التہذیب ص۲۲۳ ج۹، رجال صحیح البخاری ص۶۶۵ ج۲، الجمع ص۴۶۲ ج۲
التقریب ص۱۸۸ ج۲، الکاشف ص۶۵ ج۳۔

محمد بن عثمان بن کرامۃ ؏۱

ان کی کنیت ابو جعفر اور نسبت عجلی اور کوفی ہے۔ "وراق" کے لقب سے مشہور ہیں۔

ولادت

ان کے سنہ ولادت کے بارے میں کتب تاریخ میں کچھ نہیں لکھا۔

اساتذہ

انھوں نے عبداللہ بن نمیر، ابواسامۃ، محمد بن بشر العبدی، حسین بن علی الجعفی، یعلی بن عبید، ان کے بھائی محمد بن عبید اور بعض دوسرے محدثین عظام سے حدیث کا سماع کیا۔ بعض نے کہا ہے کہ انہوں نے "غندر" سے بھی روایت کی ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

تلامذہ

ان سے مندرجہ ذیل کبار ائمہ نے حدیث بیان کی ہے۔

بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا، ابن ابی داؤد، یحیٰی بن صاعد، محمد بن مخلد، سراج وغیرہم۔

ان کے بارے میں علماء کے اقوال

امام ابوحاتم نے ان کو صدوق قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے ان کو اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

؏۱ کتاب الجرح والتعدیل ص۲۵ ج۸، تاریخ بغداد ص۴۲ ج۳، تذهیب التهذیب ص۲۳۱ ج۳، الوافی بالوفیات ص۸۲ ج۴، تهذیب التهذیب ص۳۳۸ ج۹، وخلاصة الخزرجی ص۳۵۱، تقریب ص۱۹۰ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۶۶۷ ج۲، الجمع ص۴۶۳ ج۲، الکاشف ص۶۸ ج۳ وکتاب التعدیل والتجریح ص۶۶۶ ج۲، عمدۃ القاری ص۲۷۵ ج۱۹،

مشہور محدث مسلمہ نے ان کے متعلق فرمایا ہے کہ بغدادی ثقۃ ابن عقدہ نے فرمایا کہ میں نے محمد بن عبداللہ بن سلیمان اور داوٗد بن یحییٰ سے سنا کہ میں نے ان دونوں کو صادق قرار دیا ہے۔

صحیح بخاری، سنن ابوداوٗد، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ میں ان کی احادیث منقول ہیں۔ جس سے ان سب حضرات کے ہاں ان کا قابل اعتماد ہونا معلوم ہوتا ہے۔

امام ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں اپنی سند عالی کے ساتھ ان سے من عادلی ولیاً کی مشہور حدیث نقل کی ہے جو صحیح بخاری میں کتاب الرقاق باب التواضع میں بھی منقول ہے۔

وفات

مطین نے کہا ہے کہ ان کا انتقال رجب ۲۵۶ھ میں ہوا۔

محمد بن عرعرة بن البرند السامی ابو عبداللہ البصری الناجی[۱]

امام بخاری نے ان سے بیس احادیث نقل کی ہیں۔
ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔
جریر بن حازم، ابو الاشہب العطاردی، داؤد بن ابی الفرات، ابن عون، شعبۃ، عمر بن ابی زائدۃ، مبارک بن فضالۃ اسماعیل بن مسلم العبدی، القاسم بن الفضل الحدانی وغیرہم۔
ان کے شاگرد مندرجہ ذیل ہیں۔
امام بخاری، ابو موسیٰ، محمد بن المثنی، بندار، نصر بن علی الجھضمی، محمد بن عبد الرحیم البزاز، ابراہیم بن محمد، احمد بن سنان القطان، ابن وارۃ، یعقوب بن سفیان، احمد بن الحسن الترمذی، ابو امیۃ الطرسوسی، ابو مسلم الکجی وغیرہم۔
ابو حاتم نے ان کو صدوق قرار دیا ہے۔
ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام نسائی کا قول ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔
حاکم اور ابن قانع نے ثقہ کہا ہے۔
پچھتر یا چھہتر سال کی عمر میں ۲۱۳ھ میں انتقال ہوا۔



---

[۱] عمدۃ القاری ص۳۱۸ ج ۱، ص۳۸۵ ج ۱۲، تہذیب التہذیب ص۲۴۳ ج ۹، رجال صحیح البخاری ص۶۷۲ ج ۲ الجمع ص۴۴۷ ج ۲، التقریب ص۱۹۱ ج ۲، الکاشف ص۶۹ ج ۳، کتاب التعدیل والتجریح ص۶۷۱ ج ۲ طبقات ابن سعد ص۳۰۵ ج ۷، التاریخ الکبیر ص۲۰۳ ج ۱۔

محمد بن العلاء بن کُریب ابوکریب الہمدانی الکوفی[1]

امام بخاری نے صحیح بخاری میں ان سے پچھتر۷۵ اور امام مسلم نے صحیح مسلم میں پانچ سو چھپن احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبداللہ بن ادریس، حفص بن غیاث، ابوبکر بن عیاش، ھشیم، معتمر، یحیٰی بن زکریا بن ابی زائدۃ، یونس بن بکیر، عبداللہ بن المبارک، ابوخالد الاحمر، ابومعاویۃ الضریر، وکیع، محمد بن بشر العبدی، مروان بن معاویۃ، اسماعیل بن علیۃ، ابراہیم بن یوسف، ابن اسحاق بن ابی اسحاق بن منصور السلولی، حسین بن علی الجعفی، ابواسامۃ، سفیان بن عیینۃ، یحیٰی بن آدم، یحیٰی بن یعلیٰ المحاربی وغیرہم۔

ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل مشاھیر شامل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجۃ، زکریا بن یحیٰی السجزی، ابوحاتم، ابوزرعۃ، عثمان بن خرزاذ، محمد بن یحیٰی الذھلی، ابن ابی الدنیا، عبداللہ ابن احمد بن حنبل، بقی بن مخلد، الحسین بن سفیان، جعفر الفریابی، ابویعلیٰ، ابن خزیمۃ القاسم بن زکریا المطرز، محمد بن ہارون الرویانی، ابوعروبۃ، محمد بن اسحاق الثقفی وغیرہم۔

ان کے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے، صحاح کی سب کتابوں میں ان کی روایات منقول ہیں۔

ان کا انتقال جمادی الآخرۃ ۲۴۸ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۴۷ ج۲، تھذیب التھذیب ص۳۸۵ ج۹، رجال صحیح البخاری ص۶۷۲ ج۲، الجمع ص۴۳۷ ج۲، التقریب ص۱۹۷ ج۲، الکاشف ص۷۷ ج۳، کتاب التعدیل ص۶۷۲ ج۲، طبقات ابن سعد ص۴۱۴ ج۶، التاریخ الکبیر ص۲۰۵ ج۱۔

محمد بن عمرو السواق السویقی البلخی ابو عبداللہ[1]

باب ان شاء رد المصراۃ وفی حلبتہا صاع من تمر کی روایت میں محمد بن عمرو کے متعلق ابو عبداللہ الحاکم اور الکلاباذی کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد محمد بن عمرو السواق ہیں

ان کے مشائخ میں الدراوردی، ھشیم، وکیع، ابن وھب، حاتم بن اسماعیل، یحییٰ بن آدم، اسماعیل بن علیۃ اور مکی بن ابراہیم وغیرہم شامل ہیں۔

تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، الترمذی، ابوزرعۃ، محمد بن الفرات، جبلۃ بن مجاعۃ السمرقندی، ابوزمیح، محمد بن ربح العامری وغیرہم۔

ابوزرعۃ نے ان کی توثیق کی ہے۔

ان کا انتقال ۲۳۶ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۳۰ ج۹، تحذیب التھذیب ص۳۷۹ ج۹، رجال صحیح البخاری ص۶۷۱ ج۲، التقریب ص۱۹۶ ج۲،

محمد بن عمرو بن جبلة[1]

باب المصراة میں امام بخاری نے محمد بن عمرو کی سند سے ایک حدیث نقل کی ہے جس کے متعلق بعض نسخوں میں ابن جبلة کی صراحت ہے۔

ان کا پورا نام محمد بن عمرو بن عباد بن جبلة بن ابی رواد العتکی البصری ہے ابو جعفر کنیت ہے امام مسلم و ابوداؤد کے شیوخ میں سے ہے۔

آجری اور ابن حبان نے توثیق کی ہے

ان کا انتقال ۲۳۴ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص ۳۷۰ ج ۹، تہذیب التہذیب ص ۳۷۳ ج ۹۔

محمد بن عمرو بن بکر بن سالم و لیقال مالک بن الجاب التیمی العدوی ابو غسان الرازی الطیالسی[1]

یہ زنیج کے لقب سے مشہور ہیں، امام مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجۃ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ امام بخاری نے صحیح بخاری کتاب البیوع باب ان شاء رد المصراۃ وفی حلبتہا صاع من تمر میں ایک روایت محمد بن عمرو سے نقل کی ہے جس کے متعلق دار قطنی کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد یہی مذکورہ بالا ابو غسان ہے۔

ان کے مشائخ میں حکام بن اسلم، ہارون بن المغیرۃ، جریر بن مسلم، سلمۃ بن الفضل، مہران بن ابی عمر العطار، ابو زہیر عبد الرحمن بن مغراء، عبد الرحمن بن عبد اللہ بن سعد، الدشتکی، یحییٰ بن الضریس اور ابو تمیلۃ، یحییٰ بن واضح وغیرہم شامل ہیں۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

بقول دار قطنی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجۃ، ابوحاتم، ابوزرعۃ، اسحاق بن احمد وغیرہم

ابوحاتم اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے

ان کا انتقال ۲۴۱ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۳۷۰ ج۹، تہذیب التہذیب ص۳۶۹ ج۹۔

محمد بن عقبۃ بن المغیرۃ الشیبانی الکوفی الطحان ابو عبداللہ[1]

یہ مشہور محدث ولید بن عقبہ کے بھائی ہیں۔ امام بخاری نے باب القائلۃ بعد الجمعۃ اور بعض دوسرے مقامات پر ان کی کل تین روایتیں صحیح بخاری میں نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

ابو اسحاق الفزاری، فضیل بن سلیمان النمیری، سوار بن مصعب، محمد بن الحسین بن علی مروان بن معاویۃ، عبادۃ بن ابی روق وغیرہم۔

ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل حضرات کے اسماء گرامی منقول ہیں۔

امام بخاری، ابو کریب، عثمان بن ابی شیبۃ، عبید بن یعیش، یعقوب بن سفیان، یوسف بن محمد القطان، ابن الفریس جعفر بن محمد بن شاکر الصائغ، ابو اسامۃ الکلبی وغیرہم،

ابن عدی اور ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے۔

ابن حجر کا قول ہے کہ صحیح بخاری میں ان کی مندرجہ بالا باب کے علاوہ کتاب الاعتصام میں ایک روایت ہے کہ امام بخاری نے ان کی احادیث متابعۃً نقل کی ہیں۔

ان کا انتقال ۲۱۵ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۳۴ ج ۵، تہذیب التہذیب ص۳۴۶ ج ۹، کتاب التعدیل ص۶۷۱ ج ۲، التاریخ الکبیر ص۲۰۰ ج ۱ کتاب الجرح والتعدیل ص۳۶ ج ۸، رجال صحیح البخاری ص۶۷۲ ج ۲، الجمع ص۴۶۳ ج ۲، التقریب ص۱۹۱ ج ۲، الکاشف ص۸۰ ج ۳، الثقات لابن شاہین ص۲۰۹۔

محمد بن عیسیٰ بن نجیح البغدادی ابوجعفر[1]

یہ شام کے ساحلی علاقے اذنہ کے رہنے والے تھے۔
امام بخاری نے ان سے چھ حدیثیں تعلیقاً نقل کی ہیں
ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام مالک، حماد بن زید، ابن ابی ذئب، عبدالوارث بن سعید عبدالسلام بن حرب، عبداللہ بن جعفر المخرمی عتاب بن بشیر۔ عبدالرحمٰن بن ابی الموال، عتبۃ بن عبدالواحد، ابوعوانۃ، ہشیم، معتمر بن سلیمان، یزید بن زریع، ابوغسان محمد بن مطرف، ملازم بن عمرو، مروان بن معاویۃ، یوسف بن یعقوب الماجشون، حسان بن ابراہیم الکرمانی، اسماعیل بن عیاش اسماعیل بن علیۃ، عبداللہ بن المبارک، عبدالمؤمن بن عبید السدوسی، عباد بن عباد، عباد بن العوام وغیرہم۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی، محمد بن یحیٰ الذہلی، سہل بن صالح الانطاکی، ابوالازہر احمد بن الازہر، ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی، محمد بن عبدالرحمٰن بن الاشعث، محمد بن عامر الانطاکی، عمرو بن منصور النسائی، ابوحاتم، حسن بن علی الخلال، موسیٰ بن سعید الدندانی، موسیٰ بن سہل الرملی، عبدالکریم بن الہیثم الدیر عاقولی وغیرہم۔

ابوحاتم نے ان کی تعریف وتوثیق کی ہے، امام نسائی اور ابن حبان نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔
ان کا انتقال ۲۲۴ھ میں ہوا تھا۔



[1] عمدۃ القاری ص۱۸۳ ج۱۸ و تہذیب التہذیب ص۳۹۲ ج۹۔

محمد بن عزیز بن الولید بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف الزہری [1]

ابو عبداللہ ان کی کنیت ہے المدنی اور العزیزی نسبت ہے سمرقند میں رہائش اختیار کی تھی ان کے اساتذہ میں یعقوب بن ابراہیم بن سعد، مطرف بن عبداللہ المدنی اور ابونعیم وغیرہم شامل ہیں۔

ان کے تلامذہ میں امام بخاری، ابوجعفر محمد بن احمد بن نصر الترمذی، عبداللہ ابن شہیب وغیرہم کا شمار ہوتا ہے۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

صحیح بخاری میں ان کی پانچ روایات ہیں۔

ان کی تاریخ ولادت و وفات کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے۔



---

[1] عمدة القاری ص ٦٠ ج ٢، تهذیب التهذیب ص ٣٩٦ ج ٩، رجال صحیح البخاری ص ٦٧٣ ج ٢، التقریب ص ١٩٩ ج ٢، التاریخ الکبیر ص ٢٠٧ ج ١، کتاب التعدیل ص ٦٧٣ ج ٢۔

محمود بن غیلان المروزی [۱]

ان کی کنیت ابواحمد اور نسبت عدوی اور مروزی ہے۔ امام، حافظ، حجت اور ائمہ حدیث میں سے تھے۔ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں ان کی احادیث منقول ہیں۔

ولادت

ان کی سنہ ولادت کے متعلق کوئی صراحت کتب موجود نہیں ہے۔

اساتذہ

ان کے اساتذہ میں مندرجہ ذیل مشائخ شامل ہیں۔
سفیان بن عیینہ، فضل بن موسیٰ، ولید بن مسلم، ابومعاویہ، وکیع، یحییٰ بن سلیم الطائفی، عبدالرزاق اور ان کے طبقہ کے دیگر محدثین، ابواحمد نے ان سے بہت سا علم حاصل کیا۔ اور اپنے ہمعصروں میں ممتاز ہوگئے۔ وہ اس میدان کے شہسواروں میں سے تھے۔

تلامذہ

ابوداؤد کے علاوہ تمام ائمہ ستہ نے ان سے احادیث لی ہیں اس کے علاوہ ابوزرعہ، ابوحاتم، حطیس، حسن بن سفیان، ہاشم بن خلف، ابوالقاسم، البغوی، ابراہیم بن ابی طالب، ابوالعباس السراج، جعفر بن احمد بن نصر، محمد بن شاذان، ابن خزیمہ، اور چند دیگر ائمہ حدیث بھی ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔

---

[۱] التاریخ الکبیر ص۴۰۲ ج۷، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۹۱ ج۸، تاریخ بغداد ص۸۹ ج۱۳، طبقات الحنابلة ص۳۴۰ ج۱، العبر ص۴۳۱ ج۱ تذکرة الحفاظ ص۴۷۵ ج۲، تہذیب التہذیب ص۶۴ ج۱۰ طبقات الحفاظ ص۲۰۶ خلاصة للخزرجی ص۳۱۷، شذرات الذہب ص۹۲ ج۲ سیر ص۲۲۳ ج۱۲، تقریب ص۲۳۳ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۷۲۱ ج۲، الجمع ص۵۰۵ ج۲ الکاشف ص۱۱۰ ج۳، وعمدة القاری ص۲۲۰ ج۴ وص۳۱۲ ج۵۔

اقوال علماء کرام

احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ میں ان کو حدیث کی وجہ سے پہچانتا ہوں۔ صاحب سنت تھے۔ خلق قرآن کے مسئلہ میں جو علماء قید ہوئے تھے ان میں یہ بھی شامل تھے۔

محمود بن غیلان کہتے ہیں کہ اسحاق بن راہویہ نے مجھ سے دو حدیثیں سنی ہیں۔ ان دونوں حدیثوں کی تفصیل تاریخ بغداد ص ۸۹ ج ۱۳ اور طبقات الحنابلہ ص ۳۴ ج ۱ اور تہذیب التہذیب ص ۶۵ ج ۱۰ میں اشارۃً ہیں۔

امام نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور سوائے سنن ابوداؤد کے صحاح ستہ کی سب کتابوں میں انکی روایات کا منقول ہونا بھی ان کی مقبول ہونے کی دلیل ہے۔

وفات

حاکم کہتے ہیں کہ ہم سے ابوبکر محمد بن عبداللہ نے مرو کے مقام پر بیان کیا ہے کہ ابو رجاء نے محمد بن حمدویہ سے نقل کیا ہے کہ محمود بن غیلان ۲۴۶ھ میں حج کے لیے گئے پھر واپس "مرو" لوٹ کر آئے اور وہیں ۲۰ ذیقعدہ ۲۴۹ھ کو وفات پائی۔ حاکم نے اپنی تاریخ میں یہی لکھا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ان کی وفات رمضان ۲۳۹ھ میں ہوئی

محمد بن کثیر العبدی البصری ابو عبد اللہ[1]

امام بخاری نے باب الغضب فی الموعظۃ، صفۃ الصلوٰۃ، تیمم اور سورۃ نور کی تفسیر میں ان کی روایات نقل کی ہیں صحیح بخاری میں ان کی کل ۶۳ روایات ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

سلیمان بن کثیر، سفیان الثوری، شعبۃ بن الحجاج، ابراہیم بن نافع المکیؒ ھمام، اسرائیل، جعفر بن سلیمان الضبعی وغیرہم

ان کے تلامذہ و شاگرد یہ ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، الدارمی، الذھلی، الحسین بن محمد البلخی، محمد بن معمر، البحرانی، احمد بن المعلی الآدمی، ابوحاتم، ابوزرعۃ الرازی، علی بن المدینی، یعقوب بن شیبۃ، ابومسلم الکجیؒ، معاذ بن المثنی، یوسف بن یعقوب القاضی وغیرہم۔

ابوحاتم نے صدوق اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔

امام احمد نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔ البتہ یحیٰی بن معین نے فرمایا ہے کہ یہ ثقہ نہیں تھے۔

ان کا انتقال جمادی الاولیٰ ۲۲۳ھ میں نوے سال کی عمر میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص ۵۹ ج ۲، تھذیب التھذیب ص ۴۱۷ ج ۹، کتاب التعدیل ص ۶۳۶ ج ۲، التاریخ الکبیر ص ۲۱۸ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ص ۷۰ ج ۸، رجال صحیح البخاری ص ۶۷۶ ج ۲، الجمع ص ۴۴۸ ج ۲، التقریب ص ۲۰۳ ج ۲، الکاشف ترجمہ ۸۱ ج ۳، ثقات العجلی ص ۴۱۱۔

محمد بن المثنی ؏۱

ابوموسیٰ کنیت ہے۔

پورا نام محمد بن المثنّٰی بن عبید بن قیس بن دینار ہے۔ انکی نسبت العنزی اور البصری ہے وہ "زمن" کے لقب سے ملقب ہیں امام کبیر اور حافظ تھے۔ حدیث کے جمع کرنے والے اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں

ولادت

یہ ۱۶۷ھ میں پیدا ہوئے۔ بندار کا سن پیدائش بھی یہی ہے۔ اسی سال حماد بن سلمۃ فوت ہوئے ہیں۔

اساتذہ

ان کے مشائخ کے نام یہ ہیں۔

عبدالعزیز بن عبدالصمد العمی، سفیان بن عیینہ، معتمر بن سلیمان، حفص بن غیاث، ابن ادریس، مرحوم بن عبدالعزیز، ابو معاویۃ، ولید بن مسلم، غندر، یحییٰ القطان، یزید بن زریع، معاذ بن معاذ، محمد بن ابی عدی عبدالاعلی بن عبدالاعلی اور دیگر بہت سے کبار محدثین۔

تلامذہ

ان سے تمام اصحاب ستہ نے روایت لی ہیں۔ اس کے علاوہ ابوزرعہ، ابوحاتم، بقی، ابن ابی الدنیا، جعفر الفریابی، ابویعلی، ابوبکر بن ابوداؤد، ابن خزیمہ، ابن صاعد، محمد بن ہارون الرویانی، قاسم المطرز، ابوعروبۃ

؏۱ التاریخ الصغیر ص۲۹۶ ج۲، وکتاب الجرح والتعدیل ص۹۵ ج۸، تاریخ بغداد ص۲۸۳ ج۳، الانساب ص۷۸ ج۹
اللباب ص۲۶۳ ج۳۔ تذکرۃ الحفاظ ص۵۱۲، میزان الاعتدال ص۲۴ ج۴، العبر ص۲ ج۲، الوافی بالوفیات ص۳۸۴ ج۴
البدایۃ والنہایۃ ص۱ ج۱۱، تہذیب التہذیب ص۴۲۵ ج۹، طبقات الحفاظ ص۲۲۲، خلاصۃ للخزرجی ص۳۵۷
شذرات الذہب ص۱۲۶ ج۲۔ تقریب التہذیب ص۲۰۴ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۶۸۲ ج۲، سیر اعلام النبلاء ص۱۲۳ ج۱۲
وکتاب التعدیل والتجریح ص۶۲۴ ج۲، الجمع ص۴۵۱ ج۲۔

زکریا الساجی ، ابو عبد اللہ المحاملی اور بہت دیگر ائمہ حدیث ان کے شاگردوں میں سے ہیں ۔

علماء کے اقوال بلحاظ جرح تعدیل

ذہلی نے ان کو حجت کہا ہے، صالح الجزرۃ کہتے ہیں کہ لہجہ کے سچے ہیں میں ان کو بندار سے متقدم سمجھتا ہوں ۔ مگر ان کی عقل میں معمولی فرق تھا ۔ ابو حاتم نے ان کے بارے میں صدوق اور صالح الحدیث کے الفاظ استعمال کیے ہیں ۔ ابو عروبہ نے کہا ہے کہ میں نے بصرہ میں ابو موسیٰ اور یحییٰ بن حکیم سے زیادہ قابل اعتماد شخص نہیں دیکھا ۔ نسائی سے ان کے بارے میں لا باس کے الفاظ منقول ہیں ۔

عبد الرحمٰن بن محمد بن خراش کہتے ہیں کہ ہم سے محمد بن المثنیٰ نے بیان کیا اور وہ معتبر لوگوں میں سے ہیں ۔ ابن حبان نے کہا ہے کہ ابو موسیٰ ایک کتاب کے مصنف تھے اور صرف کتاب سے پڑھ کر احادیث سنایا کرتے تھے ۔ خطیب نے ان کو صدوق اور متقی قرار دیا ہے اور ایک دوسری جگہ کہتے ہیں کہ ابن المثنیٰ ثقہ اور قابل اعتماد ہیں ۔ ان سے تمام ائمہ نے حجت پکڑی ہے ۔

مروی ہے کہ ایک دفعہ انھوں نے اپنے شاگردوں سے مذاق کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری قوم بہت مبارک اور شرف والی قوم ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف منہ کر کے نماز پڑھی ۔ اشارہ بخاری و مسلم کی اس حدیث کی طرف تھا ۔ کہ فصلی بنا الظہر والعصر و بین یدیہ عنزۃ الحدیث ۔ یہاں مراد چھوٹا نیزہ ہے جو سترہ کے طور پر استعمال ہوا لیکن محمد بن المثنیٰ کی قوم بھی عنزہ کہلاتی ہے ۔ انھوں نے مذاقاً اس طرف اشارہ کیا ہے ۔ ہم سے ابو المعالی احمد بن اسحاق نے ایک سے زائد مرتبہ بیان کیا ہے ۔ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو المحاسن محمد بن ہبۃ اللہ بن ابی حامد عبد العزیز الدینوری نے بغداد میں بیان کیا کہ مجھے میرے چچا نے ابو بکر محمد بن ابی حامد نے ۵۲۹ھ میں خبر دی کہ ان کو عاصم بن الحسن نے ۴۷۳ھ میں بواسطہ ابو عمرو بن المہدی الفارسی محمد بن المثنیٰ سے نقل کرتے ہوئے بتایا کہ ہمیں ابن عیینہ نے بطریق ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حدیث سنائی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ کو آئے تو بالائی حصہ سے داخل ہوئے اور زیریں حصہ سے نکلے ۔

اس حدیث کی ابن ماجہ کے علاوہ تمام اصحاب ستہ نے تخریج کی ہے ۔

ابو احمد بن الناصح کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن حامد بن السری سے حدیث کا سماع کیا تو ان سے پوچھا کہ آپ محمد بن المثنیٰ کے نام کے ساتھ "زمن" (بمعنی اپاہج) کا لفظ کیوں نہیں ملاتے فرمایا کہ اس لیے کہ میں نے ان کو اپاہج نہیں پایا بلکہ چلتے ہوئے دیکھا ہے ۔ جب ان سے اس بارے میں پوچھا تو کہنے لگے کہ ایک رات بہت سخت سردی تھی ۔ میں ہاتھ اور پاؤں کے بل چلتا ہوا گیا اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی پھر اللہ سے دعا کی تو میرا

اپاہج پن ختم ہو گیا اور میں چلنے لگا۔

یہ صحیح حکایت ہے اسے سلفی نے رازی کے حوالہ سے بھی نقل کیا ہے۔

وفات

ابراہیم بن محمد الکندی اور دیگر ائمہ نے کہا ہے کہ ابوموسیٰ نے ذی قعدہ ۲۵۲ھ میں وفات پائی۔

محمد بن محبوب ابو عبد اللہ البنانی البصری[1]

صحیح بخاری میں ان کی سات احادیث ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

حماد بن زید، حماد بن سلمة، حفص بن غیاث، عبد الواحد بن زیاد، ھشیم، ابو عوانة، سرار بن مجشر، سلام بن ابی مطیع وغیرہم۔

ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل مشاہیر شریک ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، عمرو بن منصور، احمد بن یوسف السلمی، محمد بن یحییٰ الذھلی، یعقوب بن سفیان، عیسیٰ بن شاذان احمد بن مہدی الرستمی، عبد اللہ بن الدورق، الکدیمی وغیرہم،

امام ابوداؤد نے یحییٰ بن معین سے ان کی تعریف نقل کی ہے، یحییٰ کا قول ہے کہ یہ احادیث میں مشہور محدث مسدد سے بھی زیادہ سمجھدار تھے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۲۲ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدة القاری ص۱۰۱ ج ۳، تہذیب التہذیب ص۴۲۹ ج ۹، رجال صحیح البخاری ص۶۸۱ ج ۲۔ التقریب ص۲۰۳ ج ۲، کتاب التعدیل والتجریح ص۶۲۵ ج ۲، التاریخ الکبیر ص۲۲۵ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ص۱۰۰ ج ۴۔

محمد بن مسکین بن نمیلۃ الیمامی الحرانی ابوالحسن[1]

امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ باب خروج النساء الی المساجد باللیل والغلس، کتاب الجنائز اور بعض دوسرے مقامات پر ان کی احادیث نقل کی ہیں، صحیح مسلم میں ان کی ایک روایت ہے۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں

بشر بن بکیر، عباد بن عمر الیمامی، ابومسہر، یحییٰ بن حسان، عفان، ابوالاسود النضر بن عبد الجبار، وھب بن جریر بن حازم، سعید بن ابی مریم، ابوعبد الرحمٰن المقری، ابوصالح المقری، عبداللہ بن یوسف التینسی، الفریابی، عمرو بن الربیع ابن طارق وغیرہم۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، النسائی، محمد بن ابی عتاب الاعین، ابن ابی عاصم، ابوبکر بن ابی صدقۃ البغدادی، احمد بن عمرو البزار، عبداللہ بن محمد بن یاسین، علی بن العباس، المقانعی، محمد بن یحییٰ بن مندۃ، محمد بن ابی بکر بن ابی داؤد، عمر بن محمد بن یحییٰ، محمد بن اسحاق بن خزیمہ وغیرہم۔

امام بخاری اور ابوداؤد نے ان کی توثیق کی ہے

ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ان کا انتقال بغداد میں ۲۸۹ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۲۵ ج ۵، تھذیب التھذیب ص۴۲۹ ج ۹، کتاب التعدیل ص۶۴۸ ج ۲، کتاب الجرح و التعدیل ص۲۵۹ ج ۸، تاریخ بغداد ص۳۰۱ ج ۳، رجال صحیح البخاری ص۶۸۲ ج ۲، الجمع ص۴۵۱ ج ۲، التقریب ص۲۰۷ ج ۲، الکاشف ص۸۲ ج ۳۔

محمد بن معمر بن ربعی القیسی البصری البحرانی ابو عبد اللہ [۱]

امام بخاری نے ابواب الجمعۃ باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء اما بعد۔ کتاب الرقاق اور بعض دوسرے مقامات پر چار حدیثیں نقل کی ہیں صحیح مسلم میں ان کی آٹھ روایات ہیں۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل مشاہیر شامل ہیں۔

روح بن عبادۃ، ابو ھشام المخزومی، محمد بن بکر البرسانی، ابو عامر العقدی، ابو عاصم یعقوب بن اسحاق الحضرمی محمد بن کثیر العبدی۔ وغیرہم،

ان کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل مشاہیر شامل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد۔ النسائی، الترمذی، ابن ماجۃ، احمد بن منصور الرمادی، ابن ابی عاصم، ابوحاتم، البزار، ابن ناجیۃ، ابراہیم بن ابی طالب، ابن خزیمۃ، زکریا الساجی، ابن ابی داؤد، ابن صاعد وغیرہم۔

امام ابوداؤد نے فرمایا کہ یہ صدوق تھے اور ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔

امام نسائی نے فرمایا کہ یہ ثقہ تھے اور ان میں کوئی خرابی نہیں تھی۔

بزار کا قول ہے کہ محمد بن معمر اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں میں سے تھے۔

خطیب بغدادی نے ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے، مسلمۃ کا قول ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔

ابوعروبہ نے کہا کہ محمد بن معمر علم حدیث کے ماہرین میں تھے۔

ان کا انتقال ۲۵۰ھ کے بعد ہوا تھا۔



---

[۱] عمدۃ القاری ص ۳۱۵ ج ۵، تہذیب التہذیب ص ۳۶۶ ج ۹، کتاب التعدیل ص ۶۴۸ ج ۲، کتاب الجرح والتعدیل ص ۱۰۵ ج ۸ رجال صحیح البخاری ص ۶۸۳ ج ۲، الجمع ص ۴۵۲ ج ۲، التقریب ص ۲۰۶ ج ۲، الکاشف ص ۸۷ ج ۳۔

محمد بن مقاتل ابوالحسن المروزی [۱]

یہ بغداد کے رہنے والے تھے آخری عمر میں مکۃ المکرمۃ میں مجاورت اختیار کی تھی۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل مشاہیر شامل ہیں۔

عبداللہ بن المبارک، الدراوردی، هشیم، وکیع، مبارک بن سعید الثوری، خلف بن خلیفۃ، خالد بن عبداللہ الواسطی، اسباط بن محمد، حجاج بن محمد، یعلیٰ بن عبید، النضر بن شمیل وغیرہم۔

ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری، احمد بن حنبل، ابوحاتم، ابوزرعۃ، ابراہیم بن الجنید، محمد بن اسحاق الصغانی، محمد بن ایوب بن الضریس، ابراہیم الحربی، اسماعیل سمویۃ، جعفر بن محمد بن شاکر الصائغ، محمد بن علی بن زید الصائغ وغیرہم

ابوحاتم نے صدوق اور خطیب نے ثقۃ کہا ہے ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

امام بخاری نے تاریخ کبیر میں ان کا انتقال ۲۲۶ھ میں ذکر کیا ہے۔

محمد بن مقاتل امام محمد بن الحسن الشیبانی کے مشہور شاگردوں میں سے تھے اور حنفی فقیہ تھے۔



---

[۱] عمدۃ القاری ص۲۰۶ ج۱، تهذیب التهذیب ص۴۶۸ ج۹، کتاب التعدیل والتجریح ص۶۴۵ ج۲ تاریخ کبیر ص۲۳۲ ج۱، کتاب الجرح والتعدیل ص۱۰۵ ج۴، تاریخ بغداد ص۲۷۵ ج۳، رجال صحیح البخاری ص۶۸۱ ج۲، الجمع ص۴۶۳ ج۲، التقریب ص۲۰۹ ج۲، الکاشف ص۸۷ ج۳۔

محمد بن موسیٰ بن عمران القطان الواسطی ابو جعفر[1]

صحیح بخاری میں ان کی چار اور صحیح مسلم میں دو حدیثیں ہیں۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل مشاہیر کے نام مذکور ہیں۔

یزید بن ہارون، ابو احمد الزبیری، ابو عامر العقدی، ابو سفیان الحمیری، وھب بن جریر بن حازم، المثنی بن معاذ العنبری، حماد بن عیسیٰ الجھنی، معلی بن عبد الرحمٰن الواسطی، یزید بن خالد بن موھب الرملی وغیرہم۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن ماجہ ابو اسماعیل السلمی، محمد بن عبد اللہ الحضرمی، عبد اللہ بن الدورق، اسلم بن سھل الواسطی، محمد بن اسماعیل بن سالم الصائغ، علی بن العباس المقانعی، العباس بن حمدان الحنفی، ابو بکر البزار، احمد بن یحییٰ بن زھیر التستری ابن داؤد، ابن صاعد، ابو عروبۃ الحرانی وغیرہم۔

ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۳۳ ج۱۲ و تھذیب التھذیب ص۴۸۰ ج۹۔

محمد بن مہران الجمال ابو جعفر الرازی[1]

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عیسیٰ بن یونس، ابن علیہ، حاتم بن اسماعیل، مبشر بن اسماعیل، جریر بن عبد الحمید، عبد العزیز الداوردی، الولید بن مسلم، عبد الرزاق، معاذ بن ہشام، مرحوم بن عبد العزیز العطار، مطرف بن مازن، عتاب بن بشیر وغیرہم

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، ہارون بن اسحاق الہمدانی، ابوزرعۃ، ابوحاتم، احمد بن علی الابار، موسیٰ بن ہارون، عبد الرحمٰن بن محمد بن مسلم الرازی، احمد بن علی بن ماہان الرازی، ابوالعباس السراج وغیرہم

ابوحاتم ابن حبان، ابوبکر بن اعین اور مسلمۃ بن قاسم نے ان کی توثیق کی ہے۔

ابن معین کا قول ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔

ان کا انتقال ۲۳۹ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص ۲۰۳ ج ۴، تھذیب التھذیب ص ۴۷۸ ج ۹، کتاب التعدیل والتجریح ص ۶۳۷، ج ۲، التاریخ الکبیر ص ۲۲۵ ج ۱، کتاب الجرح والتعدیل ص ۹۳ ج ۴، رجال صحیح البخاری ص ۶۷۲ ج ۲۔ الجمع ص ۴۵۱ ج ۲، التقریب ص ۲۰۳ ج ۲، الکاشف ص ۸۲ ج ۳، ثقات ابن شاہین ص ۲۱۳۔

محمد بن النضر بن عبد الوهاب النیسابوری[1]

ان کے بھائی احمد بھی محدث تھے دونوں کے مشائخ مشترک ہیں۔

امام بخاری نے سورۃ انفال کی تفسیر محمد بن النضر کی سند سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ مذکورہ بالا محمد بن النضر مراد ہے۔

ابن عدی کا قول ہے کہ ممکن ہے کہ محمد بن النضر اہلِ حجاز میں سے کوئی راوی ہو۔

ابن مندہ نے ان کو مجہول قرار دیا ہے۔

عبید اللہ بن معاذ ان کے مشائخ میں سے ہے اور بقول بعض امام بخاری ان کے شاگرد ہوں گے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس سند میں محمد بن النضر بن مساور بن مہران المروزی مراد ہے۔

یہ قول ابو علی الجیانی کا ہے دارقطنی نے ان کو امام بخاری کے مشائخ میں اور ابن عساکر نے مسلم کے مشائخ میں ذکر کیا ہے۔ ان کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے ان کی روایات کو اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۳۹ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] تھذیب التھذیب ص۴۹۱ ج۹ و ص۴۹۲ ج۹۔

محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن خالد بن فارس بن ذوئب الذھلی النیسابوری ابو عبداللہ[1]

امام بخاری نے باب التکبیر ایام منی واذا غدا الی عرفۃ، باب الامر باتباع الجنائز۔ باب من مات وعلیہ صوم باب الحاکم یحکم بالقتل علی من وجب علیہ دون الامام الذی فوقہ اور بعض دوسرے مقامات پر ان کی کل چونتیس ۳۴ روایات صحیح بخاری میں ذکر کی ہیں۔ لیکن کسی مقام پر بھی ان کے نام اور سلسلہ نسب کی صراحت نہیں کی ہے کبھی صرف حدثنا محمد کبھی حدثنا محمد بن عبداللہ اور کبھی محمد بن خالد کہہ کر ان کی روایت نقل کرتے ہیں۔ اس کی وجہ ان دونوں حضرات کے درمیان خلق قرآن کے مسئلے کی وجہ سے وہ مشہور اختلاف تھا جس کی بنا پر امام بخاری کو نیشاپور سے نکلنا پڑا۔ اسی واقعے کی وجہ سے امام مسلم نے صحیح مسلم میں ذہلی کی کوئی روایت نقل نہیں کی ہے۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبدالرحمٰن بن مہدی، بشر بن عمر الزہرانی، محمد بن بکر البرسانی، وھب بن جریر بن حازم، ازھر بن سعد السمان، ابوابیۃ، ابوداؤد الطیالسی، صفوان بن عیسیٰ، عبدالرزاق، عبدالصمد بن عبدالوارث، عثمان بن عمر بن فارس، حسین بن محمد المروزی، عبداللہ بن جعفر الرقی، علی بن عاصم، عمرو بن ابی سلمۃ التنیسی، محمد بن وھب بن عطیۃ، معلی بن منصور الرازی محمد بن موسیٰ بن اعین الجزری، یعقوب بن ابراہیم بن سعد وغیرہم۔

ان کے شاگرد مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابوداؤد، النسائی، ابن ماجۃ، ابوصالح المصری، عبداللہ بن محمد النفیلی، سعید بن ابی مریم سعید بن منصور، ابوموسیٰ محمد بن المثنیٰ، محمد بن اسحاق الصغانی، محمود بن غیلان المروزی، محمد بن سھل بن عسکر، محمد بن عون الحمصی، یعقوب بن شیبۃ، یحییٰ بن محمد، عباس الدوری، ابوحاتم، ابوزرعۃ الرازی، حسین بن محمد القبانی، احمد بن سلمۃ، عبداللہ بن ابی داؤد، محمد بن اسحاق السراج وغیرہم۔

امام احمد ان کی تعظیم و توثیق کرتے تھے۔ ان کے ثقہ اور قابل اعتماد ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے

ان کا انتقال صحیح قول کے مطابق ۲۵۸ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۲۹۷ ج ۵ وص۳۶۵ ج ۶ وص۱۲۳ ج ۹ وص۱۲۰ ج ۲۰ وتھذیب التھذیب ص۵۱۱ ج ۹ وکتاب التعدیل والتجریح ص۶۸۵ ج ۲ تاریخ التراث العربی ص۳۵۰ ج ۱، الاعلام للزرکلی ص۳ ج ۸، کتاب الجرح والتعدیل ص۱۲۵ ج ۸ رجال صحیح البخاری ص۶۸۷ ج ۲، التقریب ص۲۱۷ ج ۲

محمد بن یحییٰ بن عبد العزیز الیشکری ابو علی الصائغ المروزی[1]

صحیح بخاری ومسلم دونوں میں ان کی روایات مذکور ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبدان عبد اللہ بن عثمان، شاذان عبد العزیز بن عثمان، علی بن الحکم الانصاری، ہاشم بن مخلد، علی بن الحسن بن شقیق، حبیب الجلاب المروزی۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، احمد بن سیار المروزی، الفضل بن محمد الشعرانی، محمد بن رجاء السندی، محمد بن علی الحکیم الترمذی وغیرہم۔

امام نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

ان کا انتقال ۲۵۲ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] تهذيب التهذيب ص ۵۱۶ ج ۹۔

محمد بن یزید الحزامی الکوفی البزاز [1]

امام بخاریؒ نے باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور باب مناقب عمر بن الخطاب سے پہلے باب بلاعنوان میں محمد بن یزید الکوفی کی سند سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے متعلق ابن عدی کا خیال ہے کہ اس سے مراد محمد بن یزید بن محمد بن کثیر بن رفاعة بن سماعة العجلی ابوھشام الرفاعی الکوفی ہے جو بغداد کے قاضی تھے اور امام مسلم ترمذی اور ابن ماجہ کے مشائخ میں سے تھے۔ تہذیب صفحہ ۵۲۶ جلد ۹ لیکن ابو الحجاج المزی اور حافظ ابن حجر العسقلانی اور علامہ عینی کی رائے یہ ہے کہ اس سند میں محمد بن یزید الحزامی مراد ہے خود امام بخاری نے دونوں کو الگ الگ ذکر کیا ہے اور صاحب الزھرة نے بھی ان کو الگ الگ ذکر کیا ہے، الحزامی کے متعلق لکھا ہے کہ بخاری نے ان سے تین روایات نقل کی ہیں اور الرفاعی کے متعلق لکھا ہے کہ امام مسلم نے ان سے تین احادیث نقل کی ہیں۔

ابو الولید الباجی نے کتاب التعدیل والتجریح لمن خرج لہ البخاری فی الصحیح میں لکھا ہے کہ مذکورہ بالا سند میں ابوہاشم الرفاعی مراد ہیں۔

حزامی کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبداللہ بن المبارک، ولید بن مسلم، شریک، سفیان ابن عیینة، ضمرة بن ربیعة، یونس بن بکیر، حبان بن علی العنزی وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، ابوکریب، یعقوب بن سفیان، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی، محمد بن عثمان بن ابی شیبة وغیرہم۔



---

[1] عمدة القاری صفحہ ۲۶۳ ج ۱۳، تہذیب التہذیب صفحہ ۵۲۸ ج ۹۔

محمد بن یوسف البخاری البیکندی ابو احمد[1]

یہ بخارا کے رہنے والے تھے، ان کے متعلق تذکرہ وتراجم کی کتابوں میں زیادہ تفصیل نہیں ملتی ہے۔

ان کے مشائخ میں سفیان بن عیینہ "ابو اسامۃ۔ النضر بن شمیل، وکیع ابو مسہر، ھشام بن سعید الطالقانی احمد بن یزید الحرانی ابو صالح المصری اور ابو جعفر النفیلی وغیرہم کا ذکر ہوتا ہے۔

ان سے روایات نقل کرنے والوں میں امام بخاری، عبد اللہ بن واصل، حریث بن عبد الرحمٰن اور احمد بن سیار المروزی وغیرہم شامل ہیں۔

الخلیلی نے اپنی کتاب الارشاد میں فرمایا ہے کہ ان کے ثقہ ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۱۸ ج ۳، تھذیب التھذیب ص۵۳۸ ج ۹ و کتاب التعدیل التجریح ص۶۸۶ ج ۲۔

التقریب ص۲۲۱ ج ۲، رجال صحیح البخاری ص۶۸۵ ج ۲۔

محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان الضبی الفریابی ابو عبداللہ [1]

صحیح بخاری میں ان کی ۲۶ احادیث ہیں امام بخاری نے ان سے بلاواسطہ بھی روایات لی ہیں اور بالواسطہ نقل بھی کرتے ہیں، امام بخاری کے علاوہ صحاح کے باقی حضرات ان سے بالواسطہ نقل کرتے ہیں۔ یہ قیساریۃ کے رہنے والے تھے جو شام کے ساحل پر واقع ہے۔

ان کے مشائخ میں یہ حضرات شامل ہیں۔

فطر بن خلیفۃ، ابراہیم بن ابی عبلۃ، الاوزاعی، جریر بن حازم، نافع، مالک بن مغول، یونس بن ابی اسحاق، سفیان الثوری، زائدۃ، ثعلبۃ بن سعل، ابان بن عبداللہ البجلی، عبدالرحمٰن بن ثابت بن ثوبان، اسرائیل، عبدالحمید بن بہرام وغیرہم

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، احمد بن حنبل، اسحاق الکوسج، محمد بن یحییٰ، عیسیٰ بن محمد النحاس الرملی، عبدالوہاب بن نجدۃ، محمود بن خالد السلمی، ولید بن عتبۃ الدمشقی، محمد بن عوف الطائی، محمد بن مسکین الیمانی، ابوالازہر، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی وغیرہم

ان کو اکثر محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے۔

ان کی پیدائش ۱۲۰ھ کی ہے اور انتقال ۲۱۲ھ میں ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۲۴ ج ۱، تہذیب التہذیب ص۵۳۵ ج۹، رجال صحیح البخاری ص۶۸۵ ج۲، الجمع ص۴۵۴ ج ۲، التقریب ص۲۲۱ ج۲، الکاشف ص۹۰ ج۳، ثقات العجلی ص۴۱۶، طبقات ابن سعد ص۴۸۹ ج۹، طبقات المفسرین ص۲۹۲ ج۲، التاریخ الکبیر ص۲۶۳ ج۱، کتاب الجرح التعدیل ص۱۱۹ ج۴، کتاب التعدیل ص۶۸۵ ج۲، تذکرۃ الحفاظ ص۳۷۶ ج۱۔

مالک بن اسماعیل بن زیاد بن درہم ابوغسان النھدی الکوفی [۱]

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبدالوہاب بن سلیمان بن الغسیل، عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمۃ الماجشون، الحسن بن حی اسرائیل، حبان بن علی، اسباط بن نصر، زہیر بن معاویۃ، سفیان بن عیینۃ، شریک، عبدالسلام بن حرب، عیسیٰ بن عبدالرحمٰن السلمی، مسعود بن سعد الجعفی، جعفر بن زیاد الاحمر، المطلب بن زیاد، زیاد البکائی وغیرہم

ان سے احادیث روایت نقل کرنے والے حضرات مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، ہارون بن عبداللہ الحمال، ابوبکر بن ابی شیبۃ، یوسف بن موسیٰ القطان، احمد بن عثمان بن حکیم الاودی الذہلی، احمد بن سلیمان الرہاوی، عبدالاعلی بن واصل، محمد بن اسحاق البکائی، معاویۃ بن صالح الاشعری، علی بن المنذر الطریقی، الحسن بن علی الخلال، ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی، صالح بن محمد بن یحییٰ بن سعید القطان، حرمی بن یونس بن محمد المودب، ابوحاتم، ابوزرعۃ الرازی، ابوزرعۃ الدمشقی، ابوکریب، عباس الدوری، علی بن سہل بن المغیرۃ، ابن ابی الحسین اسحاق بن سیار النصیبی، اسحاق بن الحسن الحربی وغیرہم۔

امام بخاری کے علاوہ صحاح کے مصنفین نے ان سے بالواسطہ روایات نقل کی ہیں۔

امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین نے ان کی بہت تعریف کی ہے، یحییٰ کا قول ہے کہ کوفہ میں ان کے دور میں ان سے زیادہ کوئی متقن نہیں تھا۔

ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ربیع الاول ۲۱۹ھ میں ہوا تھا۔

---

[۱] عمدۃ القاری ص۳۲۵ ج۲، تہذیب التہذیب ص۳ ج۱۰، کتاب التعدیل والتجریح ص۱۰۷ ج۲، التاریخ الکبیر ص۳۱۵ ج۴، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۰۶ ج۴، رجال صحیح البخاری ص۶۹۶ ج۲، الجمع ص۴۸۱ ج۲، التقریب ص۲۲۳ ج۲، الکاشف ص۹۹ ج۳، الثقات للعجلی ص۴۱۷، الثقات لابن شاہین ص۲۱۹۔

المرار بن حمویہ بن منصور عا

ان کی کنیت ابواحمد اور نسبت ثقفی اور ہمدانی ہے۔ امام، فقیہ اور حافظ حدیث تھے، ہمدان کے شیخ سمجھے جاتے تھے۔

ولادت

ان کی پیدائش سنہ ۱۹۰ھ کے بعد ہوئی۔

اساتذہ

انہوں نے ابونعیم، ابوالولید الطیالسی، عبداللہ بن صالح الکاتب، سعید بن ابی مریم، قعنبی اور ان کے طبقہ کے دیگر محدثین سے احادیث سنی ہیں۔

تلامذہ

ان سے ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایتیں لی ہیں۔ اس کے علاوہ موسیٰ بن ہارون، ابوعروبہ الحرانی، ابن وہب الدینوری، عبداللہ بن احمد الدحیمی، احمد بن ابی غانم، حسن بن علی سعد اور عبدالرحمٰن بن محمد بن حماد الطہرانی بھی ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ابن ماجہ نے ان سے جو روایت لی ہے اس میں ان کے شیخ محمد بن المصطفیٰ الحمصی ہیں بخاری نے اپنی صحیح میں ایک روایت کی سند یوں بیان کی ہے۔ حدثنا ابواحمد قال حدثنا ابوغسان محمد بن یحییٰ الکنانی الخ۔ محدثین کہتے ہیں کہ اس سند میں ابواحمد سے یہی "مرار" مراد ہیں۔ لیکن بعض محدثین نے اس سے

عا کتاب الجرح والتعدیل ص۳۰۳، تذہیب التہذیب ص۳۹ ج۴، العبر ص۵ ج۲، تہذیب التہذیب ص۸۰ ج۱۰ و ص۸۱ ج۱۰، خلاصۃ تہذیب الکمال للخزرجی ص۳۹۵ وشذرات الذہب ص۱۲۹ ج۲، وسیر اعلام النبلاء للذہبی ص۳۰۸، وتقریب التہذیب ص۲۳۶ ج۲، ورجال صحیح البخاری ص۸۳۰ ج۲، الجمع ص۵۲۳ ج۲، وکتاب التعدیل والتجریح للباجی ص۵۲۷ ج۲، وفتح الباری ص۵۲۷ ج۵، وعمدۃ القاری ص۲۲۸ ج۱۱،

محمد بن عبدالوہاب الفرا اور بعض نے محمد بن یوسف البیکندی مراد لیا ہے ۔ یہ سند کتاب الشروط باب اذا اشترط فی المزارعۃ میں ہے ۔

چند حالات اور علماء کے اقوال

محمد بن عیسیٰ الہمدانی کہتے ہیں کہ ہم سے ہمارے والد نے اور ان سے فضلان بن صالح نے بیان کیا کہ میں نے ابی زرعہ رازی سے پوچھا کہ آپ کو زیادہ احادیث یاد ہیں یا مرار کو ؟ انہوں نے فرمایا کہ احادیث تو مجھے زیادہ یاد ہیں لیکن فقاہت میں وہ مجھ سے آگے ہیں ۔ ابی جعفر سے منقول ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ ہمدان کی سرزمین نے "مرار" سے زیادہ فقیہ انسان پیدا نہیں کیا ۔

حافظ ابو شجاع کہتے ہیں کہ ابو حاتم نے ان کے پاس ٹھہر کر ان سے احادیث لکھی تھیں ۔ ان کی وفات بہت جلد ہوگئی تھی ۔ نہاوندی نے ان سے چند مسائل پوچھے تھے جو مدون ملتے ہیں ان کا مطالعہ کرنے والا مرار کے وسیع علم ، حفظ ، اتقان اور دیانت کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے ۔

عبداللہ بن احمد الدرحمی سے منقول ہے کہ میں نے مرار کو یہ دعا کرتے سنا کہ " اے اللہ مجھے شہادت نصیب فرما" اس دوران وہ اپنے حلق پر ہاتھ پھیر رہے تھے ۔ روایت ہے کہ جس زمانے میں "معتز باللہ" کا فتنہ وقوع پذیر ہوا اس وقت ہمدان پر "معتز باللہ" کی طرف سے جباخ اور جعلان دو امیر مقرر تھے ۔ اہل ہمدان نے "مرار" اور "جرجانی" سے ان سے جنگ کے بارے میں مشورہ مانگا انہوں نے منع کیا اور حکم دیا کہ اپنے اپنے گھروں میں رہیں ۔ جب ان دونوں کے سپاہیوں نے سلمۃ بن کہیل اور دوسرے لوگوں کے گھر پر حملہ کیا اور ایک شخص کو تیر سے زخمی کیا تو انہوں نے اہل ہمدان کو جنگ کرنے کا فتویٰ دیا خود مرار بھی تلوار لٹکا کر ان کے ساتھ نکلے جنگ ہوئی اور فریقین کی طرف سے بہت سے لوگ مارے گئے ۔ اس کے بعد مرار کی تلاش شروع ہوئی ۔ انہوں نے "قم" والوں کے پاس پناہ لے لی ۔ ان کے ساتھ محدث ابراہیم بن مسعود بھی فرار ہو گئے تھے ۔ ابراہیم نے ان کی متابعت کر لی اور بچ گئے ۔ لیکن "مرار" برابر ان کی مخالفت کا کھلم کھلا اظہار کرتے رہے ۔ بالآخر گرفتار ہو گئے اور قتل کر دیئے گئے ۔ (اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے) اگرچہ عام کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ فقط سنن ابن ماجہ میں ان سے حدیث منقول ہے لیکن صحیح بخاری کی کتاب الشروط والی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حدیث صحیح بخاری میں بھی منقول ہے جیسے کہ ابن السکن اور ابو ذر کی رائے ہے ۔ کما فی العمدۃ ص ۲۲۸ ج ۱۱ ، والفتح ص ۲۲۷ ج ۵ ۔

وفات

حسن بن صالح سے مروی ہے کہ ان کے چچا "مرار" کو ۲۵۴ھ میں شہید کیا گیا۔ اس وقت ان کی عُمر ۵۴ برس تھی۔

مسدد بن مسرھد بن مسربل الاسدی البصری ابوالحسن[1]

یہ بصرہ کے رہنے والے تھے، امام ذہبی نے الامام الحافظ اور الحجۃ کے الفاظ سے ان کا ترجمہ شروع کیا ہے امام بخاری نے کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ، اور اس کے علاوہ بہت سارے ابواب میں ان کی احادیث نقل کی ہیں۔

ان کی ولادت تقریباً ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

جویرۃ بن اسماء، مہدی بن میمون، حماد بن زید، عبداللہ بن یحیٰی بن ابی کثیر، ابوعوانہ، ابوالاحوص، الحارث بن عبید، خالد بن عبداللہ، ہشیم، عبدالوارث، سلام بن ابی مطیع، عبدالعزیز بن المختار، یزید بن زریع، ملازم بن عمرو، محمد بن جابر السحیمی، معتمر، مرحوم، سفیان ابن عیینۃ، فضیل بن عیاض، یحیٰی بن سعید القطان عیسیٰ بن یونس، وکیع، الجراح وغیرہم من اقرانہم۔

ان کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل مشاہیر کا ذکر ہے۔

امام بخاری، ابوداؤد، محمد بن یحیٰی، یحیٰی بن محمد، ابوزرعۃ، ابوحاتم، یعقوب الفسوی، یعقوب السدوسی، معاذ بن المثنی، ابواسحاق الجوزجانی، اسماعیل القاضی، حماد بن اسحاق، ابوخلیفہ، الجمحی وغیرہم۔

امام احمد، یحیٰی بن معین اور احمد بن عبداللہ العجلی وغیرہم نے ان کی توثیق وتعریف کی ہے۔

ان کا انتقال ۲۲۸ھ میں ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۱۵۸ ج ۱، سیر اعلام النبلاء ص۵۹۱ ج ۱۰، طبقات ابن سعد ص۳۰۷ ج ۷، التاریخ الکبیر ص۷۲ ج ۸، التاریخ الصغیر ص۳۵۷ ج ۲، کتاب الجرح وتعدیل ص۴۳۸ ج ۸، الاکمال ص۲۲۹ ج ۷، الجمع ص۵۲۲ ج ۲، طبقات الحنابلۃ ص۳۴۱ ج ۱، المعجم المشتمل ص۲۸۹، تذھیب ص۳۲ ج ۴، تذکرۃ الحفاظ ص۴۲۱ ج ۲، العبر ص۴۰۴ ج ۱، دول الاسلام ص۱۳۸ ج ۱، الکاشف ص۱۳۶ ج ۳، تاج العروس ص۳۴۶ ج ۲، تہذیب التہذیب ص۱۰۷ ج ۱۰، طبقات الحفاظ ص۱۸۱، خلاصۃ ص۳۹۶، شذرات الذھب ص۶۶ ج ۲، الرسالۃ المستطرفۃ ص۶۲ کشف الظنون ص۱۶۸۴، ھدیۃ العارفین ص۴۳۸ ج ۲، کتاب التعدیل ص۵۸۷ ج ۲، رجال صحیح البخاری ص۷۴۳ ج ۲، التقریب ص۲۴۳ ج ۲، شقاب العجلی ص۴۲۵۔

مسلم بن ابراہیم الازدی الفراہیدی ابوعمرو البصری[۱]

انہوں نے تقریباً ایک ہزار شیوخ سے روایات نقل کی ہیں۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ عمر بھر غیر شادی شدہ رہے۔ ان کے مشائخ میں مشہور حضرات کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

عبدالسلام بن شداد، جریر بن حازم۔ ابان بن یزید العطار، ابوالاشہب العطاردی، قیس بن خالد الحدانی، ہند بن القاسم، الاسود بن شیبان، حماد بن سلمۃ، ابوخلدۃ خالد بن دینار، اسماعیل بن مسلم العبدی، سلام بن مسکین، شعبۃ، صالح المری، مبارک بن فضالۃ، صدقۃ بن موسیٰ، القاسم بن الفضل الحدانی، قرۃ بن خالد، ہمام بن یحییٰ، ہشام الدستوائی، وہب بن خالد، ابوہلال الراسبی، علی بن مبارک، عبداللہ بن المبارک وغیرہم۔

ان سے روایت کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد۔ (امام ابوداؤد ترمذی، نسائی، مسلم، ابن ماجۃ نے ان سے بالواسطہ روایات نقل کی ہیں) نصر بن علی الجہضمی، محمد بن یحییٰ القطعی، عبد بن حمید، الدارمی، ابوداؤد الحرانی، احمد بن الحسین بن خراش۔ احمد بن یوسف السلمی، احمد بن عبداللہ بن علی بن سوید المنجوفی، حجاج بن الشاعر، زید بن اخزم الطائی، عبداللہ بن الہیثم العبدی، العباس بن عبداللہ السندی، عمرو بن علی الصیرفی، عمرو بن منصور النسائی، محمد بن عمر بن علی بن مقدم، یحییٰ بن الفضل الجرمی، یزید بن محمد بن فضیل الرسغنی، محمد بن یحییٰ الذہلی وغیرہم۔

عجلی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے

ان کا انتقال صفر ۲۲۲ھ میں ہوا تھا۔



---

[۱] عمدۃ القاری ص۲۹۶ ج ۱، تہذیب التہذیب ص۱۲۱ ج ۱۰، التعدیل والتجریح ص۷۱۸ ج ۲، طبقات ابن سعد ص۳۰۴ ج ۷، التاریخ الکبیر ص۲۵۴ ج ۴، الجرح والتعدیل ص۱۸۰ ج ۴۔ تذکرۃ الحفاظ ص۳۹۴ ج ۱، رجال صحیح البخاری ص۷۰۸ ج ۲، الجمع ص۴۹۳ ج ۲، التقریب ص۲۴۳ ج ۲، الکاشف ص۱۲۳ ج ۳، ثقات العجلی ص۴۲۷۔

مطر بن الفضل المروزی

امام بخاریؒ نے باب کراھیۃ التعری فی الصلوٰۃ وغیرہا میں ان کی روایت ذکر کی ہے۔

ان کے مشائخ میں وکیع، حجاج بن محمد، روح بن عبادۃ، شبابۃ، عیسٰی بن بکیر، اور یزید بن ابی ھارون وغیرہ شامل ہیں۔

ان کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری، عبید اللہ بن واصل، احمد بن حمویہ الاسفرائینی، محمد بن علی الحکیم الترمذی،

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان کا قول ہے کہ مطر مستقیم الحدیث تھے۔

دار قطنی نے ابوذر الھروی کے حوالے سے امام بخاری کے شاگرد الفربری کا قول نقل کیا ہے کہ مطر کا انتقال فربر میں سنہ ۲۵۰ھ کے کچھ بعد ہوا تھا۔



۱؎ عمدۃ القاری ص۳۰۹ ج ۲، تہذیب التہذیب ص۱۷۰ ج ۱۰، کتاب التعدیل والتجریح ص۷۶۳ ج ۲ رجال صحیح البخاری ص۷۴۳ ج ۲، الجمع ص۵۲۳ ج ۲، التقریب ص۲۵۳ ج ۲، الکاشف ص۱۳۲ ج ۳

مطرف بن عبداللہ بن مطرف بن سلیمان بن یسار الیساری الہلالی المدنی ابومصعب[1]

یہ حضرت میمونہؓ کے موالی میں سے تھے اور امام مالک کے بھانجے تھے انکی ولادت ۱۳۷ھ کی ہے۔

ان کے مشائخ واساتذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

خالہ مالک بن انس، ابن ابی ذئب، عبداللہ بن عمر العمری، عبدالرحمٰن بن ابی الموال، مسلم بن خالد الزنجی، نافع بن ابی نعیم، عبدالرحمٰن بن ابی الزناد، عبدالرحمٰن بن زید، عبداللہ بن زید، اسامۃ بن زید وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے شاگرد مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، معن بن عیسیٰ القزاز، ہارون الحمال، الربیع المرادی، ابراہیم بن المنذر الحزامی، ابوزرعۃ الدمشقی، ابوزرعۃ الرازی، ابوحاتم الرازی، علی بن سعید بن جریر النسائی، یعقوب بن سفیان، احمد بن خلیل الحلبی، ابویحییٰ بن ابی مسرۃ، عبدالکریم بن الہثیم الوبیر عاقولی، عبدالرحمٰن بن معدان بن جمعۃ اللاذقی، بشر بن موسیٰ۔

امام ترمذی نے ان کی روایات محمد بن ابی الحسن اور ابن ماجہ نے امام ذہلی کے واسطے سے نقل کی ہیں۔

ابوحاتم نے ان کو صدوق لیکن مضطرب الحدیث قرار دیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۲۰ھ میں ہوا تھا۔

ابن سعد اور دارقطنی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔



---

[1] تھذیب التھذیب ص۱۷۵ ج۱۰۔

معاذ بن اسد بن سخبرة الغنوی المروزی ابو عبداللہ[1]

یہ عبداللہ بن مبارک کے کاتب تھے۔ امام بخاری نے باب اذا زار الامام قوما فامتھم اور کتاب التوحید میں ان کی روایات نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبداللہ بن المبارک، الفضل بن موسیٰ السیمنانی، فضیل بن عیاض، النضر بن شمیل وغیرہم۔

ان کے شاگرد مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، احمد بن حنبل، عقبۃ بن مکرم العمیّ، ابوحاتم، ابوزرعۃ، عباس الدوری، اسماعیل بن اسحاق القاضی، محمد بن غالب تمتام، معاذ بن المثنی احمد بن علی الابار، ابومسلم الکجّی وغیرہم۔

ابوحاتم اور ابن خراش نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۲۱ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۳۹۲ ج۴، تھذیب التھذیب ص۱۸۵ ج۱۰، کتاب التعدیل والتجریح ص۷۱۱ ج۲، التاریخ الکبیر ص۳۶۶ ج۴، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۵۰ ج۴، تاریخ بغداد ص۱۳۲ ج۱۳، رجال صحیح البخاری ص۷۰۳ ج۲، الجمع ص۴۸۸ ج۲، التقریب ص۲۵۵ ج۲، الکاشف ص۱۳۵ ج۳۔

معاذ بن فضالۃ الزہرانی الطفاوی البصری ابوزید[1]

یہ قبیلہ قریش کے موالی میں سے تھے بصرہ کے رہنے والے تھے

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

ھشام الدستوائی، ابوحفص بن میسرۃ الصنعانی، سفیان الثوری، عمر بن قیس سندل، عبدالرحمٰن بن شریح، یحییٰ بن ایوب المصری وغیرہم۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، محمد بن یحییٰ الذھلی، ابوحاتم الرازی، احمد بن منصور الرمادی، یعقوب بن سفیان، ابوقلابۃ الرقاشی، محمد بن سنان القزاز، ابومسلم الکجی وغیرہم،

ابوحاتم کا قول ہے کہ معاذ صدوق تھے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

امام ذہبی نے لکھا ہے کہ ان کا انتقال ۲۱۰ھ کے بعد ہوا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۸۱ ج۲، تہذیب التہذیب ص۱۹۳ ج۱۰، رجال صحیح البخاری ص۷۰۲ ج۲، الجمع ص۴۸۸ ج۲، التقریب ص۲۵۷ ج۲، الکاشف ص۱۳۶ ج۳، ثقات العجلی ص۴۳۱، کتاب التعدیل والتجریح ص۷۱۳ ج۲ التاریخ الکبیر ص۳۶۶ ج۴، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۵۱ ج۴۔

معاویۃ بن عمرو بن المہلب الازدی البغدادی الکوفی ابوعمرو[1]

امام بخاری نے باب اذا انفر الناس فی صلاۃ الجمعۃ فصلاۃ الامام ومن بقی جائزۃ اور باب اقبال الامام علی الناس عند تسویۃ الصفوف کتاب الجہاد کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر وغیرہ میں ان کی روایات نقل کی ہیں۔

ان کی ولادت ۱۲۸ھ میں ہوئی تھی۔

مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

زائدۃ بن قدامۃ، المسعودی، جریر بن حازم، زہیر بن معاویۃ، ابواسحاق الفرازی، اسرائیل فضیل بن مرزوق وغیرہم

تلامذہ کی فہرست میں یہ حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری، عبداللہ بن محمد المسندی، احمد بن ابی رجاء الہروی، محمد بن عبدالرحیم البزار، محمد بن حاتم بن میمون عمرو الناقد، ابوبکر بن ابی شیبۃ، ابوخیثمۃ زہیر بن حرب، نصر بن المہاجر، حجاج بن الشاعر، احمد بن منیع، عبد بن حمید ابوعمار الحسین بن حریث القاسم بن زکریا الکوفی، ہارون الحمال، اسماعیل بن یعقوب بن صبیح، سعید بن یحیٰی بن سعید الفضل بن العباس الحلبی، اسماعیل بن الحارث، محمد بن یحیٰی الذہلی، یحیٰی بن معین، ابوغالب علی بن احمد بن النضر الازدی، محمد بن احمد بن النضر الازدی، عباس الدوری، الحارث بن ابی اسامۃ وغیرہ۔

امام بخاری نے بعض مقامات پر اور صحاح کے باقی مصنفین نے ان سے بالواسطہ روایتیں نقل کی ہیں۔

امام احمد نے ان کو صدوق اور ثقہ قرار دیا ہے، ابوحاتم نے ثقہ کہا ہے۔

اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۱۴ھ میں بغداد میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۳۸ ج۵، تہذیب التہذیب ص۲۱۵ ج۱۰، کتاب التعدیل ص۱۶۷ ج۲، طبقات ابن سعد ص۳۴۱ ج۷، تاریخ بغداد ص۱۹۷ ج۱۳، رجال صحیح البخاری ص۷۰۶ ج۲، الجمع ص۴۹۱ ج۲، التقریب ص۲۶۰ ج۲، الکاشف ص۱۴۰ ج۳،

معلّی بن اسد العمّی البصری ابوالھیثم [1]

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

وھیب بن خالد، عبدالواحد بن زیاد، عبدالعزیز بن المختار، یزید بن زریع، عبداللہ بن المثنی بن عبداللہ بن انس۔ محمد بن حمران، محمد بن سواء، حماد بن مسعدہ، عبدالمنعم صاحب السقاء، مطیع بن میمون، حماد بن زید وغیرہم۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، حجاج بن الشاعر، احمد بن یوسف السلمی، سلیمان بن معبد، حفص بن عمر سنجۃ، ابومحمد الدارمی، عثمان الدارمی، ھلال بن العلاء، علی بن عبدالعزیز البغوی، محمد بن یحییٰ الذھلی، ابوحاتم الرازی، ابومسلم الکجی وغیرہم۔

امام مسلم، ترمذی، النسائی، ابن ماجۃ نے ان سے بالواسطہ روایات نقل کی ہیں۔

ذہبی نے الحافظ، الحجۃ اور کان من الائمۃ الاثبات کے القاب سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوحاتم رازی فرماتے ہیں کہ ان کی احادیث میں غلطیاں نہیں ہوا کرتی تھیں۔

ان کا انتقال رمضان سنہ ۲۱۸ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۲۳ ج ۳، وص۳۰۹ ج ۴، تہذیب التہذیب ص۲۳۶ ج ۱۰، سیر اعلام النبلاء ص۲۲۶ ج ۱۰ کتاب الجرح والتعدیل ص۳۳۴ ج ۸، تذہیب ص۵۵ ج ۴، خلاصۃ ص۳۸۳، رجال صحیح البخاری ص۷۲۳ ج ۲، الجمع ص۵۰۷ ج ۲، التقریب ص۲۶۵ ج ۲، الکاشف ص۱۳۳ ج ۳۔

مقدم بن یحیٰ الہلالی[1]

ان کا پورا نام اور سلسلہ نسب اس طرح ہے مقدم بن محمد بن یحیٰ بن عطاء بن مقدم بن مطیع الہلالی المقدمی الواسطی۔
ان کے مشائخ میں صرف ان کے چچا قاسم بن یحیٰ کا نام مذکور ہے۔
ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔
امام بخاری، محمد بن عبداللہ الحضرمی، علی بن العباس البجلی المقانعی، ابوبکر بن صدقہ، اسلم بن سہل الواسطی، ابوبکر البزار، یوسف بن یعقوب القاضی، ابوحامد احمد بن حمدون الاعمش وغیرہم
ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ کبھی کبھی غریب احادیث بھی نقل کرتے ہیں اور دوسرے راویوں کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔
دار قطنی اور ابوبکر البزار نے ان کو ثقہ اور معروف قرار دیا ہے۔



---

[1] تہذیب التہذیب ص۲۸۸ ج ۱۰۔

مکّی بن ابراہیم بن بشیر بن فرقد ابو السکن التمیمی الحنظلی البلخی [1]

ان کی ولادت ۱۲۶ھ میں ہوئی تھی۔

مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

یزید بن ابی عبید، بھز بن حکیم، عبد اللہ بن سعید بن ابی ہند، ابن جریج، ہشام بن حسان، الجعید بن عبد الرحمٰن، حنظلہ بن ابی سفیان، موسیٰ بن عبیدۃ، عثمان بن سعید الکاتب، ابوحنیفۃ، ایمن بن نابل، داؤد بن یزید الاودی، فائد ابی الورقاء، فطر بن خلیفۃ، ہاشم بن ہاشم بن عتبۃ، ہشام الدستوائی، عثمان بن الاسود، مالک بن انس، یعقوب بن عطاء وغیرہم۔

ان کے شاگرد مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، احمد بن حنبل، عبید اللہ القواریری، یحییٰ بن یحییٰ، یحییٰ بن معین بُندار، سہل بن زنجلۃ، عبد الصمد بن الفضل البلخی، عباس الدوری احمد بن عبید اللہ النرسی، الکدیمی، عمر بن محمد البلخی، یزید بن سنان البصری، عمر بن مدرک القاص، محمد بن حسن، ابراہیم بن زہیر الحلوانی، ابراہیم بن عثمان البلخی، ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی، احمد بن نصر مُقری، اسماعیل بن محمد بن ابی کثیر البلخی وغیرہم

امام احمد کا قول ہے کہ مکّی ثقہ ہے احمد بن زہیر نے صالح ابوحاتم نے صدوق کہا ہے۔ امام نسائی کا قول ہے کہ ان میں کوئی عیب اور خرابی نہیں تھی۔ پچاس سے زیادہ حج ادا کئے تھے۔

امام بخاری نے صحیح بخاری میں بعض ثلاثی احادیث ان سے نقل کی ہیں

ان کا انتقال ۲۱۴ھ میں ہوا تھا۔

---

[1] عمدۃ القاری ص۲۲ ج ۲، سیر اعلام النبلاء ص۵۴۹ ج ۹، طبقات ابن سعد ص۳۷۳ ج ۷، التاریخ الکبیر ص۷ ج ۸، کتاب الجرح و التعدیل ص۴۴۱ ج ۸، تاریخ بغداد ص۱۱۵ ج ۱۳، تذھیب ص۹۸ ج ۴، العبر ص۳۶۸ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ص۳۶۵ ج ۱، الکاشف ص۱۷۳ ج ۳، دول الاسلام ص۱۳۱ ج ۱، تھذیب التھذیب ص۲۹۳ ج ۱۰، طبقات الحفاظ ص۱۶۰، خلاصۃ ص۳۹۸، شذرات الذھب ص۳۵ ج ۲، رجال صحیح البخاری ص۷۴۲ ج ۲، الجمع ص۵۲۰ ج ۲، التقریب ص۲۷۳ ج ۲، کتاب التعدیل ص۷۴۸ ج ۲۔

منذر بن الولید بن عبد الرحمٰن بن حبیب بن علیا بن الجارود العبدی الجارودی ابو العباس[1]

ان کی کنیت کے متعلق دوسرا قول ابو الحسن کا ہے بصرہ کے رہنے والے تھے۔

ان کے مشائخ میں ان کے والد کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات شریک ہیں۔

محمد بن علی المقدمی، ابن قتیبۃ مسلم بن قتیبۃ، عبد اللہ بن بکر السہمی، علی بن بزیع، قرۃ بن سلیمان، یحیٰی بن زکریا بن زیاد الانصاری وغیرہم،

ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، احمد بن یحیٰی بن زہیر، احمد بن محمد بن الجہم، احمد بن محمد بن صدقۃ البغدادی، عباس بن حمدان الحنفی، عمر بن محمد بن بجیر، عبدان الاھوازی، ابن ناجیۃ، ابن ابی داؤد، ابن صاعد، ابو عروبۃ، ابو حامد محمد بن ہارون الحضرمی وغیرہم۔

ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

عبدان نے ان کو سید عبد القیس قرار دیا ہے۔



---

[1] تہذیب التہذیب ص۳۰۳ ج۱۰۔

موسیٰ بن اسماعیل المنقری التبوذکی البصری ابو سلمۃ[۱]

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں

جریر بن حازم، مہدی بن میمون، ھنید بن القاسم، مبارک بن فضالۃ، ابان العطار، ھمام بن یحییٰ، وھیب بن خالد، ابو ھلال الراسبی، یزید بن ابی ابراہیم التستری، قیس بن الربیع، حماد بن سلمۃ، جویریۃ بن اسماء بکار بن عبد العزیز بن ابی بکرۃ، داؤد بن ابی الفرات، سلیمان بن المغیرۃ، سلام بن ابی مطیع، عبد العزیز الماجشون، عبد الواحد بن زیاد، عمرو بن یحییٰ السعیدی، ہارون بن موسیٰ النحوی، عبد العزیز بن مسلم، عبد الوارث بن سعید، ابو عوانۃ، معتمر بن سلیمان وغیرہم۔

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، الحسن بن علی الخلال، الذہلی، احمد بن الحسن الترمذی، عبید اللہ بن فضالۃ، عبد الرحمن بن عبد الوہاب العمی، ابوبکر احمد بن عمرو بن ابی عاصم النبیل، یحییٰ بن معین، احمد بن منصور الرمادی، ابوزرعۃ، ابو حاتم، عباس الدوری، محمد بن یحییٰ بن الضریس، ابو الاحوص العکبری، محمد بن غالب تمتام، العباس بن الفضل الاسفاطی وغیرہم

یحییٰ بن معین نے ان کی تعریف و توثیق کی ہے، ابو حاتم نے ثقہ قرار دیا ہے۔

ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے

ان کا انتقال ۲۲۳ھ میں ہوا تھا۔



---

[۱] عمدۃ القاری ص۲۷ ج۱، و تھذیب التھذیب ص۳۳۳ ج۱۰، کتاب التعدیل والتجریح ص۷۰۵ ج۲، طبقات ابن سعد ص۳۰۶ ج۷، التاریخ الکبیر ص۲۸۰ ج۴، کتاب الجرح والتعدیل ص۱۳۶ ج۸، رجال صحیح البخاری ص۷۹۹ ج۲، التقریب ص۲۸۰ ج۲، الکاشف ص۱۵۹ ج۳، ثقات ابن شاہین ص۴۴۳۔

موسیٰ بن حزام الترمذی الفقیہ العابد ابو عمران[1]

امام بخاری نے باب قول اللہ تعالیٰ و اذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ میں ان کی روایت نقل کی ہے۔ امام بخاری ان کی روایت مقرون بالغیر نقل کرتے ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

حسین بن علی الجعفی، زید بن الحباب، ابو اسامۃ، عبداللہ بن مسلمۃ القعنبی، ابو نعیم، یزید بن ہارون، یحییٰ بن آدم، الاصمعی، علی بن اسحاق المروزی، محمد بن بشر العبدی، احمد بن حنبل، صالح بن عبداللہ الترمذی وغیرہم۔

ان کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات کا شمار ہوتا ہے۔

امام بخاری، امام ترمذی، النسائی، احمد بن سیار المروزی، ابو الدرداء، عبدالعزیز بن منیب المروزی، ابو نصر الفتح بن شخرف، محمد بن خزیمۃ بن حازم، محمد بن عقیل البلخی، ابوبکر بن ابی داؤد وغیرہم۔

امام ترمذی نے ان کو الرجل الصالح کہا ہے، امام نسائی نے ثقہ کہا ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں انکا ذکر کیا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ان کا انتقال ۲۵۱ھ میں ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجرؒ العسقلانی نے لکھا ہے کہ یہ ابدال میں سے تھے۔

○

---

[1] عمدۃ القاری ص۲۶۷ ج۱۲، و تہذیب التہذیب ص۳۳۴ ج۱۰۔

مؤمل بن ہشام الیشکری البصری ابوہشام[1]

امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ باب عقد الشیطان علی قافیۃ الرأس اذا لم یصل باللیل اور کتاب الزکوٰۃ باب العرض فی الزکوٰۃ میں ان کی روایتیں نقل کی ہیں

ان کے مشائخ میں اسماعیل بن علیۃ (جو ان کے سسر تھے) ابومعاویۃ الضریر، یحیٰی بن عبد الضبعی وغیرہم شامل ہیں

ان کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، النسائی، ابوحاتم، ابن ابی داؤد البجیری، ابن خزیمۃ، محمد بن علی الحکیم الترمذی، ابوبکر محمد بن ہارون الرویانی، یحیٰی بن محمد بن صاعد، ابوعروبۃ وغیرہم۔

ابوحاتم نے صدوق اور ابوداؤد و نسائی نے ثقہ قرار دیا ہے۔

ابن حبان نے بھی کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ربیع الاول ۲۵۳ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۰۵ ج۶، ص۲۵۸ ج۷، وتہذیب التہذیب ص۳۸۳ ج۱۰، رجال صحیح البخاری ص۷۳۳ ج۲، الجمع ص۵۲۳ ج۲، التقریب ص۲۹۰ ج۲، الکاشف ص۱۴۹ ج۳، کتاب التعدیل ص۷۲۶ ج۲، کتاب الجرح ص۳۷۵ ج۸۔

نصر بن علی الجہضمی ح۱

پورا نام نصر بن علی بن نصر بن علی بن صہبان بن ابی ہے۔ کنیت ابو عمرو اور ازدی اور بصری انکی نسبتیں ہیں ان کو جہضمی الصغیر کہا جاتا ہے۔ جہضمی الکبیر کے پوتے ہیں۔

ولادت

یہ سنہ ۱۶۰ھ کے کچھ سال بعد پیدا ہوئے۔

اساتذہ

مندرجہ ذیل محدثین کرام ان کے اساتذہ ہیں۔

یزید بن زریع، معتمر بن سلیمان، نوح بن قیس الحدانی، عبدربہ بن بارق، یحیٰی بن ابی زائدہ، عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ، سفیان بن عیینہ، ورست بن زیاد، بشر بن المفضل، حارث بن وجیہ، عبدالعزیز العمی۔

تلامذہ

تمام اصحاب صحاح ستہ نے ان سے روایات لی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے بیٹے علی بن نصر، ذہلی۔

ح۱۔ التاریخ الکبیر ص۱۰۶ ج۸، التاریخ الصغیر ص۳۹۱ ج۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۴۷۱ ج۸، تاریخ بغداد ص۲۸۷ ج۱۳، الانساب ص۳۹۱ ج۳، اللباب ص۳۱۶ ج۱ وص۳۱۷ ج۱، تذھیب التہذیب ص۹۷ ج۴، تذکرۃ الحفاظ ص۵۱۹ ج۲، العبر ص۴۵۷ ج۱، البدایۃ النہایۃ ص۲ ج۱۱، تہذیب التہذیب ص۴۳۰ ج۱۰، طبقات الحفاظ ص۲۲۷، خلاصۃ للخزرجی ص۴۰۱، شذرات الذہب ص۱۳۳ ج۲، تقریب التہذیب ص۳۰۰ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۷۵۰ ج۲، الکاشف ص۱۷۷ ج۳، والجمع ص۵۳۱ ج۲، وکتاب التعدیل والتجریح ص۷۷۲ ج۲۔
وسیر اعلام النبلاء ص۱۳۳ ج۱۲

ابن ابی الدنیا، ابوبکر احمد بن علی المروزی، بقی بن مخلد، زکریا الساجی، زکریا السجزی، عبداللہ بن احمد، عبدان الاہوازی ابن خزیمہ، ابن صاعد، ابو حامد الحضرمی اور محمد بن منصور بھی ان کے تلامذہ میں سے ہیں۔

علماء کی آراء ان کے بارے میں

عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ان کو پسند کیا اور کہا کہ ان سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابو حاتم سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک نصر بن علی اور عمر بن علی میں سے کون زیادہ پسندیدہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نصر بن علی میرے نزدیک زیادہ پسندید، اوثق اور احفظ ہیں۔ نسائی اور ابن خراش نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ فربہانی سے منقول ہے کہ نصر میرے نزدیک نجیب لوگوں میں سے ہیں۔

حطم بن علان نے اپنی سند کے ساتھ ابی بکر ابی داوٗد سے نقل کیا ہے کہ خلیفہ مستعین باللہ نے نصر بن علی کو منصب قضاء کے لیے نامزد کیا اس وقت کے بصرہ کے امیر عبدالملک نے ان کو بلایا اور خلیفہ کا حکم سنایا۔ انہوں نے کہا کہ میں استخارہ کرنے کے بعد آپ کو بتاؤں گا۔ یہ لوٹ کر آئے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا کی کہ " اے پروردگار اگر میری کوئی نیکی آپ کے نزدیک مقبول ہے تو میری روح قبض کر لیجئے۔ اس کے بعد سو گئے جب لوگوں نے جگانا چاہا تو دیکھا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔

وفات:۔ سراج اور ایک جماعت کا قول ہے کہ ان کی وفات ۲۵۰ھ میں ہوئی۔ بخاری نے ربیع الثانی کا مہینہ بتایا ہے سراج نے یہ بھی کہا ہے کہ میں نے ان کو اس حال میں دیکھا ہے کہ داڑھی اور سر کے بال سفید ہو چکے تھے۔

نعیم بن حماد المروزی [1]

ان کا سلسلۂ نسب اس طرح پر بیان کیا گیا ہے۔ نعیم بن حماد بن معاویۃ بن الحارث بن ہمام بن سلمۃ بن مالک۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ الخزاعی المروزی الفرضی کی نسبتوں کے ساتھ ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

مشائخ: - ابوحمزہ بن السکری، ہشیم، ابوبکر بن عیاش، ابراہیم بن طہمان، خارجہ بن مصعب۔ عبداللہ بن المبارک، عیسیٰ بن عبید الکندی، عبدالمؤمن بن خالد الحنفی۔ نوح بن ابی مریم، یحییٰ بن حمزہ القاضی، عبدالسلام بن حرب، عبدالعزیز الدراوردی، فضیل بن عیاض، سفیان بن عیینہ، ابراہیم بن سعد، جریر بن عبدالحمید وغیرہم۔

تلامذہ: - امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی، یحییٰ بن معین، حسن بن علی الحلوانی، احمد بن یوسف السلمی، محمد بن یحییٰ الذہلی، محمد بن عوف، ابومحمد الدارمی، ابوحاتم، عبید بن شریک البزار، یعقوب الفسوی، بکر بن سہل وغیرہم۔

اقوالِ علماء:

بعض محدثین کا قول ہے کہ سب سے پہلے مسند نعیم بن حماد نے لکھی تھی۔ امام احمد کا قول ہے کہ لقد کان من الثقات یحییٰ بن معین نے بھی توثیق کی ہے۔ احمد العجلی نے بھی تاریخ الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوحاتم کا قول ہے کہ محلہ الصدق ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ البتہ بعض علماء نے ان پر شدید کلام بھی کیا ہے۔ اور وضع کا الزام بھی ہے۔ ابن حماد نے کہا ہے کہ وضع نعیم حدیثاً عن عیسیٰ بن یونس، امام نسائی نے بھی فرمایا ہے کہ لیس بثقۃ وقال مرۃً ضعیف، یحییٰ بن معین سے بھی ان پر جرح کرنا منقول ہے۔ بہر حال امام بخاری و مسلم نے ان پر اعتماد کیا ہے اور ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ البتہ امام بخاری نے ان کی احادیث مقرون بالسغیر نقل کی ہیں۔ ان کی پیدائش ۱۵۴ھ میں ہوئی تھی۔

وفات: ان کی وفات ۲۳۱ھ میں ہوئی تھی۔

---

[1] طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۵۱۹، تاریخ الکبیر ج ۸ ص ۱۰۰، کتاب الجرح والتعدیل ج ۸ ص ۴۶۳، تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۰۶، الجمع رجال بین رجال الصحیحین ج ۲ ص ۵۳۲، المعجم المشتمل ص ۳۰۳، تذہیب التہذیب ج ۴ ص ۱۰۱، تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۴۱۸، میزان الاعتدال ج ۴ ص ۲۶۷، الکاشف ج ۳ ص ۲۰۰، العبر ج ۱ ص ۴۰۵، دول الاسلام ج ۱ ص ۱۳۸، طبقات الحفاظ ج ص ۱۸۰، حسن المحاضرۃ ج ۱ ص ۳۴۷، النجوم الزاہرۃ ج ۲ ص ۲۵۶، تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۴۵۸، مقدمۃ فتح الباری ص ۴۴۷، خلاصۃ للخزرجی ص ۴۰۳، شذرات الذہب ج ۲ ص ۶۷، الرسالۃ المستطرفہ ص ۴۹، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۳۶۵، رجال صحیح البخاری ج ۲ ص ۷۵۲، تقریب التہذیب ج ۲ ص ۳۰۵، تاریخ الثقات ص ۴۵۱، کتاب التعدیل ج ۳ ص ۷۷۹۔

الوالولید ؒ

ابوالولید :- ان کا نام ہشام بن عبدالملک باہلی ہے۔ ان کے لئے محدثین نے حافظ امام اور حجۃ کے القاب ذکر کئے ہیں۔

ولادت :- کہا گیا ہے کہ ۱۳۳ھ ہجری میں ان کی ولادت ہوئی ہے۔

اساتذہ :- ان کے اجل اساتذہ میں سے عکرمہ بن عمار جریر بن حازم مہدی بن میمون عبدالرحمٰن بن الغسیل شعبہ، یزید ابن ابراہیم ھمام۔ مالک۔ لیث ابن سعد۔ حماد بن سلمہ۔ زائدہ اور ابوعوانہ ؒ جیسے اکابر علماء وشیوخ ہیں ان کے علاوہ بھی کثیر تعداد ہے۔

تلامذہ : تلامذہ میں سے مشہور ترین امام بخاری ابوداؤد ہشام بن عبیداللہ الرازی ابوحاتم، ابوزرعہ، ابن وارہ یعقوب بن شیبہ یعقوب بن سفیان ابن ابی عاصم علی بن عبدالعزیز معاذ بن مثنی ابومسلم الکجی اور علاوہ ازیں کثیر تعداد ہے۔

اقوالِ علماء :- امام احمد بن حنبل ؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔ الیوم شیخ الاسلام ما اقدم الیوم علیه احدًا وہ آج شیخ الاسلام ہیں میں اس وقت ان سے بڑھ کر کسی کو نہیں سمجھتا۔

امام ابوحاتم فرماتے ہیں امام فقیہ عاقل ثقة حافظ مارایت فی یدہ کتابا قط کہ امام موصوف فقیہ ہیں عاقل وثقہ ہیں حافظ ہیں کبھی بھی ان کے ہاتھ میں کتب نہیں دیکھی۔

ابوحاتم کہتے ہیں مارایت اصح من کتاب الولید: میں نے ابوالولید کی کتب احادیث سے صحیح تر کوئی دوسری کتاب نہیں دیکھی۔

معاویہ بن عبدالکریم: فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا وہ کہہ رہے تھے۔ ما بالبصرة اعقل من ابی الولید، ابوولید سے بڑھ کر بصرہ میں کوئی عقل مند نہیں۔

ابن وارہ کہتے ہیں کہ مجھے علی بن مدینی نے کہا کہ ابوالولید کی احادیث لکھ لیا کرو

ابونعیم کہتے ہیں کہ مجھے یوں کہا کہ ابوالولید نہیں ہوتے تو میں تجھے بصرہ جانے کا اشارہ ہی نہ کرتا۔

ؒ سیر اعلام النبلاء ج۱۰ ص۳۴۱ وطبقات ابن سعد ج۷ ص۳۰۰ والتاریخ الکبیر ج۸ ص۱۹۵ والمعارف لابن قتیبة ص۵۲۱ وکتاب الجرح والتعدیل ج۹ ص۶۵ الجمع بین رجال الصحیحین ج۲ ص۵۴۵ تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص۳۸۲ ومیزان الاعتدال ج۴ ص۳۰۱ والکاشف ج۳ ص۲۲۳ وکتاب التعدیل والتجریح للباجی ج۳ ص۱۱۶۳ وعمدۃ القاری ج۱ ص۱۴

اس کے علاوہ بھی ان کے مدح و توثیق میں علماء جرح کے بہت سے اقوال ہیں۔

وفات : ابن سعد و بخاری رحمہا اللہ اور ان کے علاوہ متعدد افراد نے سنہ وفات سنہ ۲۲۷ھ بتلایا ہے۔
ابن سعد نے لکھا ہے کان ثقۃ ثبتاً حجۃً ربیع الآخر کے ابتداء میں وفات ہوئی ۹۴ سال کی عمر پائی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے ایک سو سات (۱۰۷) احادیث روایت کی ہیں۔

الہیثم بن خارجۃ المروزیؒ [علہ]

ابو احمد اور ابو یحییٰ ان کی کنیت ہے۔ المروزی اور البغدادی نسبت ہے۔

مشائخ: مالک بن انس، لیث بن سعد، یعقوب القمیؒ، حفص بن میسرۃ، اسماعیل بن عیاش، ل المعافی بن عمران، محمد بن ایوب بن میسرۃ، یحییٰ بن حمزہ ، صدقۃ بن خالد، خالد بن یزید بن ابی مالک، ان کے علاوہ بھی بہت سارے مشائخ سے انہوں نے علم حاصل کیا تھا۔

تلامذہ: احمد بن حنبلؒ ، عباس الدوری، امام بخاری، ابوزرعۃ، ابوبکر احمد بن علی المروزی، ابو یعلیٰ الموصلی ، ابوبکر الصغانی، موسیٰ بن اسحاق ، محمد بن ابراہیم البوشنجی، عبداللہ بن احمد بن حنبل ، احمد بن الحسن الصوفی۔

امام بخاریؒ نے ان کی حدیث صحیح بخاری میں غزوۃ الفتح کے باب میں نقل کی ہے۔

اقوالِ علماء

احمد الصوفی نے انکو شعبۃ الصغیر کے لقب سے یاد کیا ہے

ہشام بن عمار سے بھی اس طرح کا قول منقول ہے۔ ابن قانع اور خلیلی نے بھی انکی توثیق کی ہے۔ یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ یہ ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔ امام نسائی فرماتے ہیں کہ لیس بہ بأس، یعنی ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔ صالح جزرۃ نے زاہد کے لقب سے یاد کیا ہے۔ امام احمد بھی ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔ ابو حاتم نے صدوق کہا ہے۔

وفات: امام بخاریؒ کا قول ہے کہ ان کا انتقال ۲۲۷ھ میں ہوا تھا۔

علہ طبقات ابن سعد ص۳۴۲ ج۷، تاریخ الکبیر ص۲۱۶ ج۸، کتاب الجرح والتعدیل ص۸۶ ج۹، تاریخ بغداد ص۵۸ ج۱۴، تذھیب التھذیب ص۱۲۵ ج۴، خلاصۃ ص۴۱۲، تھذیب التھذیب ص۹۳ ج۱۱، الجمع ص۵۵۵ ج۲، التقریب ص۳۲۶، الکاشف ص۳۰۳ ج۳، رجال صحیح البخاری ص۷۸۱ ج۲، کتاب التعدیل والتجریح ص۱۱۸۲ ج۳، تذکرۃ الحفاظ ص۴۶۹ ج۲،

ہشام بن عمار[1]

ان کا پورا نام اور سلسلۂ نسب اس طرح ہے ہشام بن عمار بن نصیر بن میسرۃ بن آبان ان کی کنیت ابوالولید ہے۔ السلمی اور الظفری نسبت ہے۔ دمشق کے خطیب تھے۔

ولادت: ان کی ولادت ۱۵۳ھ میں ہوئی۔

اساتذہ: ان کے اساتذہ میں مندرجہ ذیل مشاہیر شامل ہیں۔

مالک بن انس، مسلم الزنجی، عبدالرحمٰن بن ابی رجال، معاویۃ بن یحییٰ الاطرابلسی، معروف ابوالخطاب، یحییٰ بن حمزہ ہقل بن زیاد، عبدالرحمٰن بن سعد بن عمار القرظی، اسماعیل بن عیاش۔ جراح بن ملیح،

تلامذہ: ولید بن مسلم، محمد بن شعیب ابن شابور، ابوعبید القاسم بن سلام، محمد بن سعید، مؤمل بن الفضل البخاری ابوداؤد، النسائی، ابن ماجہ، احمد بن ہشام، ابوزرعۃ الدمشقی ابوزرعۃ الرازی، ابوحاتم، محمد بن عوف محمد بن یحییٰ الذہلی وغیرہم۔

علماء کے اقوال:

یحییٰ بن معین نے ان کے متعلق کیّس کیّس کے الفاظ بھی ارشاد فرمائے ہیں۔ احمد العجلی نے ثقہ اور صدوق کہا ہے ابوحاتم نے فرمایا کہ صدوق تھے البتہ آخری عمر میں تغیر لاحق ہوا تھا۔

امام بخاری امام مسلم، ابوداؤد اور نسائی کا ان پر اعتماد کرنا ان کی توثیق اور قابل اعتماد ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ کان من اوعیۃ العلم۔ بچپن ہی کے زمانے سے طلب حدیث شروع کیا تھا۔ ذہبی نے لکھا ہے کہ انہوں نے طلب حدیث ۱۷۰ھ سے بھی پہلے شروع کیا تھا۔ ایوب بن تمیم اور ولید بن مسلم سے قرآن پڑھا تھا۔

امام مالکؒ کے ساتھ ان کا ایک عجیب واقعہ منقول ہے۔ یہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اپنا ایک گھر

---

[1] سیر اعلام النبلاء ص ۴۲۰ ج ۱۱، طبقات ابن سعد ص ۳۷۳ ج ۷، التاریخ الکبیر ص ۱۹۹ ج ۸، کتاب الجرح والتعدیل ص ۶۶ ج ۹، العبر ص ۴۴۵ ج ۱، تذکرۃ الحفاظ ص ۴۵۱ ج ۲، میزان الاعتدال ص ۳۰۲ ج ۴، معرفۃ قراء الکبار ص ۱۶۰ ج ۱، البدایۃ والنہایۃ ص ۳۴۵ ج ۱۰، غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ص ۳۵۴ ج ۲، تہذیب التہذیب ص ۵۱ ج ۱۱، النجوم الزاہرۃ ص ۳۲۱ ج ۲، طبقات الحفاظ ص ۱۹۷، خلاصۃ الخزرجی ص ۴۱۲، شذرات الذہب ص ۱۰۹ ج ۲، رجال صحیح البخاری ص ۷۷۲ ج ۲، الجمع ص ۵۴۸ ج ۲، التقریب ص ۳۲۰ ج ۲، الکاشف ص ۱۹۷ ج ۳، کتاب التعدیل والتجریح ص ۱۱۷۲ ج ۳،

فروخت کر کے مجھے امام مالک کے پاس مدینہ منورہ حصول علم کے لیے بھیجا۔ جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ امام مالکؒ بادشاہوں کی شان و شوکت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ان کی مجلس ختم ہوئی تو مجھ سے لوگوں نے کہا کہ اپ تمھیں جو پوچھنا ہے پوچھ لو۔ چنانچہ میں پوچھنا شروع کیا تو انھوں نے کہا اب ہم چھوٹے بچوں کے لیے رہ گئے۔ چنانچہ غلام سے کہا کہ اس کو اٹھا کر لے آؤ غلام مجھے لے گیا امام مالک نے سترہ دُرّے مارے میں رونے لگا فرمایا کیوں روتے ہو کیا دُرّے سخت لگے۔ میں نے عرض کیا کہ میرے والد نے گھر فروخت کر کے مجھے آپ کے پاس علم کے حصول کے لیے بھیجا تھا لیکن آپ نے مجھے مارا تو امام مالک میری اس بات سے متاثر ہوئے اور مجھے اس مجلس میں سترہ حدیثیں سنائیں۔

وفات:۔ آپکی وفات ۲۴۵ھ میں ہوئی۔

ہدبۃ بن خالد القیسی علہ

ان کا پورا نام اور سلسلہ نسب یہ ہے۔ ہدبۃ بن خالد بن اسود بن ہدبۃ۔ انکی کنیت ابو خالد ہے۔ القیسی اور الثوبانی البصری نسبتیں ہیں۔

ولادت: امام ذہبیؒ نے ذکر کیا ہے کہ ان کی پیدائش سنہ ۱۴۰ ھجری کے کچھ بعد ہوئی۔

مشائخ: جریر بن حازم، حماد بن سلمۃ، ابان بن یزید، سلیمان بن المغیرۃ، ہمام بن یحییٰ، مبارک بن فضالۃ، ابو خباب القصاب، عون بن ذکوان، ابو ہلال محمد بن سلیم، اغلب بن تمیم، دیلم بن غزوان، سلام بن مسکین، شباک بن عایذ، حماد بن الجعد، صدقۃ بن موسیٰ، ہارون بن موسیٰ النحوی۔

تلامذہ: امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعۃ، ابوحاتم، حرب الکرمانی، محمد بن ایوب البجلی، ابن ابی عاصم بقی بن مخلد، زکریا الخیاط۔ عبداللہ بن احمد، عمران بن موسیٰ بن مجاشع، تمیم بن محمد الطوسی، الحسن بن سفیان، جعفر الفریابی، ابومعشر الحسن بن سلیمان الدارمی، الحسن بن الطیب البلخی، الحسن بن علی المعمری۔

اقوالِ علماء

یحییٰ بن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

امام ذہبیؒ نے الحافظ الصادق اور مسند وقتہ کے القاب کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ ابویعلی نے بھی انکی تعریف کی ہے۔ امام بخاری و مسلم دونوں نے ان کی احادیث نقل کی ہیں۔

وفات: ان کی سن وفات کے متعلق متعدد اقوال ہیں۔ سنہ ۲۳۵ ھجری، سنہ ۲۳۶ ھجری، سنہ ۲۳۷ ھجری، سنہ ۲۳۸ ھجری

علہ۔ طبقات خلیفہ ص ۲۲۹، التاریخ الکبیر ص ۲۴۷ ج ۸، کتاب الجرح والتعدیل ص ۱۱۴ ج ۹، تذکرۃ الحفاظ ص ۴۶۵ ج ۲، العبر ص ۴۲۳ ج ۱، میزان الاعتدال ص ۲۹۴ ج ۴، تذھیب التھذیب ص ۱۱۲ ج ۴، البدایۃ والنھایۃ ص ۳۱۵ ج ۱۰، تھذیب التھذیب ص ۲۴ ج ۱۱، طبقات الحفاظ ص ۲۰۲، خلاصۃ للخزرجی ص ۳۱۳، شذرات الذھب ص ۸۶ ج ۲، صحیح البخاری ص ۷ ج ۲، الجمع ص ۵۵۶ ج ۲، التقریب ص ۳۱۵ ج ۲، الکاشف ص ۲۹۳ ج ۳، کتاب التعدیل والتجریح ص ۱۱۸۶ ج ۳،

یحیٰ بن بشر البلخی الفلاس الزاھد ابوزکریاؒ

امام بخاری نے باب قول اللہ تعالیٰ وتزودوا فان خیر الزاد التقویٰ میں ان کی روایت نقل کی ہے۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات کا ذکر کیا گیا ہے۔

وکیع، ولید بن مسلم، سفیان بن عیینۃ، الحکم بن المبارک، روح بن عبادۃ، ابوقطن، شبابۃ، قبیصۃ بن عقبۃ، یحییٰ بن سلیم الطائفی وغیرہم۔

ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری، احمد بن سیار المروزی، عبدالصمد بن الفضل البلخی، عبد بن حمید، امام دارمی۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال صحیح قول کے مطابق ۲۳۲ھ میں محرم کے مہینہ میں ہوا۔



---

۱ تھذیب التھذیب ص۱۸۹ ج۱۱، وعمدۃ القاری ص۲۰۵ ج۷۔

یحیی بن حماد بن ابی زیاد الشیبانی البصری ابوبکر[1]

ان کی کنیت کے متعلق دوسرا قول یہ ہے کہ ابومحمد کنیت تھی یہ بنوشیبان کے مولی تھے اور مشہور محدث ابوعوانہ کے داماد تھے۔ امام بخاری ان سے بالواسطہ بھی نقل کرتے ہیں۔

امام بخاری نے باب ھجرۃ الحبشۃ میں ان کی روایت نقل کی ہے۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

ابوعوانۃ، عکرمۃ بن عمار، شعبۃ، حماد بن سلمۃ، ھمام بن یحییٰ، جریر بن حازم، جویریۃ بن اسماء وغیرہم۔

ان کے شاگرد مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، اسحاق بن راہویہ، ابراہیم بن دینار، الحسن بن مدرک الطحان، اسحاق بن منصور الکوسج، ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی، احمد بن اسحاق السرماری، حمید بن زنجویہ، ابوداؤد الحرانی، ابوموسیٰ محمد بن المثنی، بندار، ابوقدامۃ السرخسی، محمد بن معمر البحرانی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی، محمد بن یحییٰ الذھلی وغیرھم، ان سے سب سے آخری نقل کرنے والے ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ الکجی ہے۔

امام بخاری نے بعض ابواب میں، اور امام ترمذی امام نسائی ابن ماجہ نے ان سے اسحاق بن راہویہ کے واسطے سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن سعد نے ان کو ثقہ اور کثیر الحدیث قرار دیا ہے، ابوحاتم اور ابن حبان نے بھی ان کی توثیق کی ہے۔

محمد بن النعمان بن عبدالسلام کا قول ہے کہ میں نے ان سے زیادہ عبادت گزار کسی کو نہیں دیکھا، عجلی نے بھی ان کو ثقہ کہا ہے یہ ابوعوانۃ کے بڑے اور ان سے زیادہ نقل کرنے والے شاگردوں میں سے تھے۔

امام بخاری نے حسن بن مدرک سے نقل کیا ہے کہ ان کا انتقال ۲۱۵ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] تعذیب التھذیب ص۱۹۹ ج ۱۱ وعمدۃ القاری ص۲۰۷ ج ۱۳۔

یحییٰ بن جعفر البیکندی علہ

ان کا نام یحییٰ بن جعفر بن اعین ہے۔ بخاری اور بیکندی ان کی نسبتیں ہیں۔

ولادت: سنہ ولادت کے متعلق کچھ منقول نہیں ہے۔

اساتذہ: سفیان بن عیینہ، وکیع، یزید بن ہارون، عبدالرزاق، ابو معاویہ، معاذ بن ہشام، محمد بن عبداللہ الانصاری وغیرہم ان کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

تلامذہ: بخاری، محمد بن ابی حاتم الوراق، عبیداللہ بن واصل، ان کا بیٹا حسین بن یحییٰ۔ حمدویۃ بن بن الخطاب اور محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت کو ان سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا۔

علماء کے اقوال: سریج بن یحییٰ الموزن فرماتے ہیں کہ جب یحییٰ بن جعفر نے عراق کے سفر کا ارادہ کیا تو وہاں کے مشہور محدث کعبان کو خط لکھا کہ میں عراق آنا چاہتا ہوں، سریج فرماتے ہیں کہ جب ان کا خط کعبان کو ملا تو میں بھی اس موقعہ پر حاضر تھا۔ کعبان نے اپنے شاگردوں میں اعلان کرایا جن کی بہت بڑی تعداد تھی۔ کہ جو لطیف اور صحیح علم کو حاصل کرنا چاہتا ہو وہ یحییٰ کی مجلس میں ضرور حاضر ہو اور ان کی احادیث لکھے۔

ابن عدی نے لکھا ہے کہ امام بخاری نے جب مشہور محدث عبدالرزاق کے پاس یمن جانے کا ارادہ کیا تو یحییٰ نے بخاریؒ سے کہا کہ عبدالرزاق کا انتقال ہو چکا ہے حالانکہ اس وقت وہ زندہ تھے۔ مقصد یہ تھا کہ امام بخاریؒ جیسا بڑا آدمی عبدالرزاق کی احادیث مجھ سے نقل کرے۔ ابن حبان نے بھی ان کو اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

وفات: ان کی وفات شوال ۲۴۳ھ میں ہوئی۔ اللہ ان پر رحم کرے۔

۲۴۳

علہ عمدۃ القاری ص۳۵۹ ج۵، تہذیب التہذیب ص۱۹۳ ج۱۱، وتذکرۃ الحفاظ ص۴۸۶ ج۲، وطبقات الحفاظ ص۲۱۱ وخلاصۃ الخزرجی ص۴۲۳، رجال صحیح البخاری ص۷۹۹، الجمع ص۵۵۸ ج۲، تقریب التہذیب ص۳۴۴ ج۲، الکاشف ص۲۳۶ ج۳ ۔ وسیر اعلام النبلاء ص۱۰۰ ج۱۲

یحیٰ بن سلیمان الکوفی[1]

ان کا پورا سلسلہ نسب اسطور پر بیان کیا گیا ہے۔ یحیٰ بن سلیمان بن یحیٰ بن سعید بن مسلم بن عبداللہ بن مسلم الجعفی الکوفی المقری ابوسعید، ان کی رہائش مصر میں تھی۔

امام بخاری نے صحیح بخاری میں کتاب العلم باب کتابۃ العلم، کتاب الصلوٰۃ باب اذ تکلم وھو یصلی فاشار بیدہ واستمع کتاب الحج باب مایقتل المحرم من الدواب اور بعض دوسرے مقامات پر ان کی احادیث نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ واساتذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

عمہ عمرو بن عثمان بن سعید الجعفی، حفص بن غیاث، عبداللہ بن ادریس، ابوبکر بن عیاش، عبداللہ بن نمیر، وکیع، عبداللہ بن وھب وغیرہم۔

ان کے شاگرد مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، احمد بن الحسن الترمذی، ابوزرعہ، ابوحاتم، محمد بن عوف، ابوالاحوص، قاضی عکبرا الذھلی، عثمان بن خرزاذ، اسماعیل سمویہ، الحسن بن علی الحلوانی، طاہر بن عیسیٰ بن قیرس، احمد بن محمد بن الحجاج بن رشدین، الحسن بن سفیان وغیرہم۔

ابوحاتم نے ان کو شیخ کہا ہے جو توثیق کا ادنیٰ مرتبہ ہے، امام نسائی کا قول ہے کہ یہ ثقہ نہیں تھے۔ عقیلی، دار قطنی اور ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔

مسلمۃ بن قاسم کا قول ہے کہ ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔ امام ترمذی نے بھی احمد بن الحسن الترمذی کے واسطے سے ان کی احادیث اپنی سنن میں نقل کی ہیں۔

ان کا انتقال مصر میں ۲۳۷ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۱۳۵ ج۲ و ص۳۲۸ ج۶ و ص۲۶۵ ج۸۔ تہذیب التہذیب ص۲۲۷ ج۱۱۔

یحیٰ بن صالح الوحاظی ابوزکریاء الشامی[1]

امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ باب اذا کان الثوب ضیقاً میں ان کی روایت ذکر کی ہے۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

حسن بن ایوب الحضرمی، معاویۃ بن سلام، سلیمان بن بلال، سعید بن بشیر، سلمۃ بن کلثوم، محمد بن مہاجر، مالک بن انس۔ محمد بن الحسن الشیبانی، ابن ابی الزناد، اسحاق بن یحیٰ الکلبی، سعید بن عبدالعزیز، یزید بن سعید بن ذی عصوان، عبدالرحمٰن بن ابی الزناد، عبیداللہ بن عمرو الرقی، اسماعیل بن عیاش وغیرہم

ان کے تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، ابوحاتم الرازی۔ اسحاق الکوسج۔ موسیٰ بن قریش التمیمی، سلیمان بن عبدالحمید البھرانی، محمد بن یحیٰ الذھلی العباس بن الولید الخلال، یحیٰ بن معین، ابراہیم بن سعید الجوھری، احمد بن صالح المصری، احمد بن ابی الحواری، یزید بن عبدربہ الجرجسی، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم البصری، محمد بن سھل بن عسکر، عثمان بن سعید الدارمی، عبداللہ بن حماد الاملی، عبداللہ بن نصر بن ھلال

امام احمد اور یحیٰ بن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ ابوحاتم نے صدوق کہا ہے۔

امام بخاری نے ان سے آٹھ احادیث نقل کی ہیں۔

ان کی ولادت ۱۳۷ھ میں ہوئی تھی۔ اور انتقال ۲۲۲ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] تہذیب التہذیب ص۲۲۹ ج ۱۱ وعمدۃ القاری ص۳۰۵ ج ۳

یحیٰ بن عبداللہ بن بکیر القرشی المخزومی المصری ابوزکریا[1]

امام بخاریؒ نے باب بدء الوحی اور بعض دوسرے ابواب میں ان کی احادیث نقل کی ہیں لیکن امام بخاریؒ نے ان کو دادا کی طرف منسوب کر کے یحیٰ بن بکیر نقل کیا ہے ان کی ولادت ۱۵۴ھ میں ہوئی تھی۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام مالکؒ۔ لیث بن سعد المصری، بکر بن مضر، حماد بن زید، عبداللہ بن سوید المصری، عبداللہ بن لھیعۃ، مغیرۃ بن عبدالرحمٰن الحزامی، یعقوب بن عبدالرحمٰن القاری، عبدالعزیز الدراوردی، عوف بن سلیمان القاضی، مفضل بن فضالۃ، ضمرۃ بن ربیعۃ وغیرہم

ان کے شاگردوں میں مندرجہ ذیل مشاہیر کے اسمار گرامی منقول ہیں۔

امام بخاری، محمد بن عبداللہ الذھلی، محمد بن عبداللہ بن نمیر، محمد بن اسحاق الصغانی، سھل بن زنجلۃ، حرملۃ بن یحیٰ، ابوزرعۃ الرازی، ابوعبید القاسم بن سلام، عبدالملک بن یحیٰ، یحیٰ بن معین، دحیم، یونس بن عبدالاعلیٰ الصدفی، بقی بن مخلد، اسماعیل سمویہ، یحیٰ بن ایوب بن بادی العلاف، محمد بن ابراہیم البوشنجی، ابوعلی الحسن بن الفرج الغزی وغیرہم

ابوحاتم کا قول ہے کہ ان کی احادیث لکھی تو جائیں گی مگر قابل استدلال واحتجاج نہیں ہیں۔

امام نسائی نے ضعیف کہا ہے

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، الخلیلی نے بھی ثقہ کہا ہے۔

ان کا انتقال ۲۳۱ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القادی ص۵۲ ج۱، تہذیب التہذیب ص۲۳۷ ج۱۱

یحییٰ بن عبداللہ بن زیاد بن شداد السلمی ابو سھل[1]

یہ مرو کے رہنے والے تھے۔ ان کی کنیت کے متعلق دوسرا قول ابو اللیث کا ہے خاقان کے لقب سے مشہور تھے۔ اصل کے اعتبار سے بلخ کے باشندے تھے، مرو میں سکونت اختیار کی تھی اس لیے المروزی نسبت ہے امام بخاری نے کتاب التفسیر باب الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفاً میں ان کی روایت نقل کی ہے۔

ان کے مشائخ میں مشہور حضرات کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

عبداللہ بن المبارک، حفص بن غیاث، ابو عصمۃ، وکیع، ولید بن مسلم وغیرہم۔

ان کے شاگردوں میں ان حضرات کے نام مذکور ہیں۔

امام بخاری، محمد بن علی بن الحسن بن شقیق، حاشد بن اسماعیل، ابو اللیث عبید اللہ بن سریج المحاربی، عبید اللہ بن عمرو البزودی، محمد بن اسحاق السراج وغیرہم۔

احمد بن خالد بن خلیل فرماتے ہیں کہ یحییٰ کو خاقان اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ تبت (جو چین کے علاقے میں ہے) کی رہنے والی تھیں اور وہاں کے لوگ اپنے بادشاہ کو اس دور کے عرف میں خاقان کہا کرتے تھے لوگوں نے ان کو بھی تعظیماً خاقان کہا۔ یہ معروف اور ثقہ لوگوں میں سے تھے۔



---

[1] تہذیب التہذیب ص۲۳۹ ج ۱۱، عمدۃ القاری ص۱۸۰ ج ۱۵۔

یحیٰ بن قزعۃ القرشی المکی المؤذن [1]

امام بخاری نے صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب صلاۃ النساء خلف الرجال میں ان کی حدیث ذکر کی ہے۔
ان کے مشائخ میں امام مالک، سلیمان بن بلال، ابراہیم بن سعد، عبد الرحمٰن بن ابی الزناد، نافع بن ابی نعیم القاری عبد الحمید بن سلیمان، عبد الرحمٰن بن ابی الرجال وغیرہم شامل ہیں۔
ان سے نقل کرنے والے حضرات مندرجہ ذیل ہیں۔
امام بخاری، احمد بن صالح المصری، ابراہیم بن المنذر الحزامی، محمد بن مسلم ابن وارۃ، محمد بن یحیٰ الذھلی، ابو یحیٰ بن ابی میسرۃ المکی وغیرہم۔
ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

○

---

[1] عمدۃ القاری ص۲۳۰ ج۵ - تہذیب التہذیب ص۲۶۵ ج۱۱

یحییٰ بن محمد السکن بن حبیب القرشی البصری البزار ابوعبیداللہ

امام بخاری نے باب فرض صدقۃ الفطر میں ان کی روایت ذکر کی ہے۔ ان کی سکونت بغداد میں تھی۔
ان کے اساتذہ میں ان مشاہیر کا ذکر کیا گیا ہے۔
معاذ بن ھشام، ابوغسان، یحییٰ بن کثیر العنبری، محمد بن جہضم، حبان بن ھلال، روح بن عبادۃ، ابوداؤد الطیالسی، عبدالصمد بن الوارث، ابوعلی الحنفی، بدل بن المحبر وغیرہم۔
ان کے تلامذہ میں ابن حجرؒ نے ان حضرات کا ذکر کیا ہے۔
امام بخاری، ابوداؤد، النسائی، ابوبکر بن ابی عاصم، البزار، المعمری، ابن بجیر، ابن خزیمۃ، محمد بن العباس، بن ایوب الاخرم، ابن ابی الدنیا، ابن ابی داؤد، ابن صاعد، عبداللہ بن محمد بن ناجیۃ، القاسم بن ابی زکریا المطرز، محمد بن صالح بن الولید النرسی، ابوعروبۃ، محمد بن اسحاق السراج، الحسین بن اسماعیل المحاملی۔
امام نسائی نے فرمایا کہ ان میں کوئی عیب نہیں تھا دوسرا قول ثقہ ہونے کا بھی منقول ہے۔
صالح بن محمد نے بھی ان کی تعریف کی ہے، ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔
مسلمۃ کا قول ہے کہ یحییٰ صدوق تھے۔
ان کی تاریخ انتقال مذکور نہیں ہے۔

○

ع۱ تھذیب التھذیب ص۲۷۲ ج۱۱، عمدۃ القاری ص۳۷۱ ج۷۔

یحیٰ بن معین بن عون بن زیاد بن بسطام بن عبدالرحمٰن ابوزکریا البغدادی [1]

اصل میں سرخس کے رہنے والے تھے لیکن رہائش بغداد میں تھی۔ تاریخ رجال اور جرح و تعدیل کے بلا مدافعت امام تھے اگر کسی محدث کی مجلس میں موجود ہوتے تو رعب کی وجہ سے اُس محدث کی زبان خشک ہو جاتی تھی اور بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔
امام بخاری، مسلم، ابوداؤد نے ان سے بلاواسطہ اور بالواسطہ دونوں طرح روایات نقل کی ہیں۔ امام ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ نے ان سے بالواسطہ روایتیں نقل کی ہیں۔

امام بخاری نے کتاب المناقب باب مناقب الحسن میں ان سے صدقۃ بن الفضل کے ساتھ مقرون روایت نقل کی ہے اور سورۃ براۃ کی تفسیر اور ذکر ایام الجاھلیۃ میں ان سے بالواسطہ نقل کرتے ہیں۔ ان کی شہرت کی وجہ سے ہم ان کے حالات مختصراً بیان کریں گے ان کی تاریخ جو رجال پر ان کے اقوال کا ذخیرہ ہے جامعۃ ام القریٰ مکۃ المکرمۃ سے چار جلدوں میں طبع ہو چکی ہے اُس کے مقدمہ میں ان کے تفصیلی حالات ملتے ہیں۔ سیر اعلام النبلاء میں امام ذہبی نے از ص ۷۱ ج ۱۱ تا ص ۹۶ ج ۱۱ اور تہذیب التہذیب میں ابن حجرؒ نے از ص ۲۸۰ ج ۱۱ تا ص ۲۸۸ ج ۱۱ پر تفصیل سے ان کے حالات و مناقب لکھے ہیں۔

ان کے مشائخ میں عبدالسلام بن حرب، عبداللہ بن المبارک، حفص بن غیاث، جریر بن عبدالحمید اور اس طبقے کے بہت سارے مشاہیر کے اسماء مذکور ہیں۔

تلامذہ میں امام بخاری، ابوداؤد، مسلم، عبداللہ بن محمد المسندی، احمد بن حنبل جیسے مشاہیر کے اسماء مذکور ہیں۔

ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ذی قعدہ ۲۳۳ھ میں ہوا جب براستہ مدینۃ المنورۃ حج کے لیے جا رہے تھے بوقت انتقال ان کی عمر ۷۷ سال تھی۔

لکڑی کے جس تختے پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا بنو ہاشم نے ان کو محفوظ رکھا تھا جب ان کا انتقال ہوا تو بنو ہاشم نے اُسی تختے پر ان کو غسل دیا اور اسی چارپائی پر ان کا جنازہ اٹھایا گیا جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ اطہر رکھا گیا تھا خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو ان کی موت کے فوراً بعد حالت انتظار میں دیکھا گیا۔ دیکھنے والے نے انتظار کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں اُس شخص کے جنازے کی نماز پڑھنے آیا ہوں جو میری احادیث سے لوگوں کی بنائی ہوئی جھوٹی باتوں کو الگ کیا کرتا تھا اور احادیث کی حفاظت کیا کرتا تھا رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء ص ۷۱ ج ۱۱۔ طبقات ابن سعد ص ۳۵۴ ج ۷، التاریخ الکبیر ص ۳۰۷ ج ۷، کتاب الجرح والتعدیل ص ۳۱۴ ج ۱، ص ۱۹۲ ج ۹، تاریخ بغداد ص ۱۷۷ ج ۱۴۔ طبقات الحنابلۃ ص ۴۰۲ ج ۱، وفیات الاعیان ص ۱۳۹ ج ۶، تہذیب التہذیب ص ۲۸۰ ج ۱۱۔

یحیٰ بن موسیٰ بن عبدربہ بن سالم الحدانی البلخی السختیانی ابوزکریا[1]

یہ خت کے لقب سے مشہور تھے جو یا تو ان کے والد کا لقب تھا یا بقول ان کی زبان پر یہ کلمہ بار بار آتا تھا اس لیے اس ہی کے ساتھ مشہور ہوئے۔

امام بخاری نے کتاب الصلوٰۃ باب سرعۃ انصراف النساء من الصبح وقلۃ مقامهن فی المسجد میں ان کی روایت ذکر کی ہے۔

ان کے مشائخ میں یہ حضرات زیادہ مشہور ہیں۔

سفیان بن عینیہ، ابومعاویۃ الضریر، وکیع، ولید بن مسلم، ابوبکر الحنفی، محمد بن عبید الطنافسی، ابوضمرۃ، شبابۃ بن سوار، عبداللہ بن نمیر، یزید بن ہارون، ابوداؤد الطیالسی، یحیٰ بن یمان، عبدالرزاق، محمد بن بکر البرسانی، ابن فضیل، سعید بن منصور وغیرہم ـــ ان سے نقل کرنے والے مندرجہ ذیل محدثین ہیں۔

امام بخاری، ابوداؤد، الترمذی، النسائی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی، موسیٰ بن ہارون، جعفر الفریابی، الحسن بن سفیان محمد بن اسحاق السراج وغیرہم۔

ابوزرعۃ اور امام نسائی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔ دارقطنی، ابن اسحاق اور ابن حبان نے بھی ان کی تعریف و توثیق کی ہے۔ ان کا انتقال ۲۴۰ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری صـ۲۳۷ ج ۵۔ تھذیب التھذیب صـ۲۸۹ ج ۱۱۔

یحییٰ بن یعلیٰ المحاربی [1]

ان کا پورا سلسلۂ نسب اس طرح ہے، یحییٰ بن یعلیٰ بن الحارث بن حرب بن جریر بن عبد الحارث المحاربی الصوفی ابوزکریا، امام بخاریؒ نے کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ میں ان کی روایت نقل کی ہے۔ عینی نے لکھا ہے کہ یہ امام بخاری کے قدیم شیوخ میں سے تھے۔

ان کے مشائخ میں ان کے والد یعلیٰ بن الحارث کے علاوہ زائدۃ بن قدامۃ کا نام مذکور ہے

ان کے شاگردوں میں ان حضرات کا نام مذکور ہے

امام بخاری، ابوکریب، محمد بن ابی بکر بن ابی شیبۃ، عثمان بن ابی شیبۃ، محمد بن عبداللہ بن نمیر، محمد بن یحییٰ بن کثیر الحرانی، محمد بن مسلم بن وارۃ، ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی، ابوبکر بن ابی شیبۃ، ابوزرعۃ، ابوحاتم، احمد بن ابراہیم الدورقی، عباس الدوری، عباس الترقفی، یعقوب بن سفیان، اسماعیل سمویہ، محمد بن الحسین بن ابی الحنین، احمد بن ملاعب، جعفر بن محمد بن شاکر الصائغ وغیرہم۔

ابوحاتم اور ابن حبان نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

ابن سعد اور مطین کا قول ہے کہ یحییٰ کا انتقال ۲۱۶ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۲۶ ج۱۷، تہذیب التہذیب ص۳۰۳ ج۱۱۔

یحیٰ بن یحیٰ بن بکیر بن عبدالرحمٰن بن یحیٰ بن حماد التیمی الحنظلی النیسابوری ابوزکریا[1]

امام بخاری نے باب اجر المرءة اذا تصدقت او اطعمت من بیت زوجہا غیر مفسدة اور باب اذا قال الرجل لوکیلہ ضعہ حیث اراک اللہ وقال الوکیل قد سمعت ما قلت اور بعض دوسرے ابواب میں ان کی روایات نقل کی ہیں

ان کی ولادت ۱۴۲ھ میں ہوئی تھی۔

مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

امام مالک، سلیمان بن بلال، حماد بن زید، حماد بن سلمۃ، حمید بن عبدالرحمٰن الرواسی، ابوالاحوص، ابوقدامۃ الحارث بن عبید، جریر بن عبدالحمید، اسماعیل بن جعفر، اسماعیل بن عیاش، حفص بن غیاث، معاویۃ بن عمار الدھنی، معاویۃ بن سلام الحبشی، محمد بن مسلم الطائفی، یوسف بن یعقوب الماجشون، ابوبکر بن شعیب بن الحجاب وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے مشاہیر مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، عبیداللہ بن فضالۃ، محمد بن یحیٰ الذھلی، ابوالازہر احمد بن الازہر، اسحاق بن راہویہ، عبیداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی، احمد بن یوسف السلمی، احمد بن سلمۃ النیسابوری، الفضل بن یعقوب الرخامی، محمد بن اسلم الطوسی، ابواحمد الفرا، یعقوب بن سفیان، یحییٰ بن محمد وغیرہم۔

ان کے علم و فضل اور ثقہ و عادل ہونے پر محدثین کا اجماع و اتفاق ہے۔

ان کا انتقال ۲۲۶ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص ۲۳ ج ۷، ص ۱۵۳ ج ۱۰، تہذیب التہذیب ص ۲۹۶ ج ۱۱

یحییٰ بن یوسف بن ابی کریمۃ الزمی الخراسانی ابو یوسف [1]

ان کی دوسری کنیت ابوزکریا ہے زمّ ان کے گاؤں کا نام تھا جس میں ان کی رہائش تھی آخر میں بغداد میں رہائش اختیار کی تھی۔ امام بخاری نے باب ما یتقی من فتنۃ المال کے باب میں ان کی روایات نقل کی ہیں امام بخاری نے ان سے چار حدیثیں نقل کی ہیں

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبد اللہ بن ادریس، عبید اللہ بن عمرو الرقی، عیسیٰ بن یونس، ابو معشر المدنی، ابوبکر بن عیاش، خلف بن خلیفہ، ابو الاحوص، وکیع وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے حضرات مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، محمد بن عبد اللہ المخرمی، امام ذہلی، ابو زرعۃ الدمشقی، ابو حاتم الرازی، محمد بن اسحاق الصغانی، عثمان بن خرزاذ عباس الدوری، حنبل بن اسحاق، عبد اللہ بن حماد الآملی، ابوبکر بن ابی الدنیا، محمد بن غالب تمتام، ابوبکر بن ابو خیثمۃ، احمد بن الحسن بن عبد الجبار الصوفی وغیرہم۔

امام احمد اور ابو حاتم نے ان کی تعریف و توثیق کی ہے۔ ابو حاتم نے ان کو صدوق بھی کہا ہے ابو زرعۃ نے ثقہ کہا ہے ابن قانع نے بھی ثقہ کہا ہے۔

ابن سعد نے لکھا ہے کہ واثق کے دورِ خلافت میں ان کا انتقال ہوا تھا

ان کی تاریخ انتقال کے متعلق امام بغوی نے ۲۲۵ھ ابن قانع نے ۲۲۶ھ اور ابو حاتم بن اللیث الجوہری نے ۲۲۹ھ میں لکھا ہے۔



---

[1] تہذیب التہذیب ص ۳۰۷ ج ۱۱۔ عمدۃ القاری ص ۲۳۲ ج ۱۸۔

یسرۃ بن صفوان بن جمیل اللخمی ابوصفوان الدمشقی البلاطی[1]

امام بخاری نے کتاب المغازی باب غزوۃ احد کے بعد باب بلا عنوان میں اور بعض دوسرے ابواب میں انکی سات احادیث نقل کی ہیں ان کی ولادت ۱۱۰ھ میں ہوئی تھی۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

نافع بن عمر الجمحی، محمد بن طلحۃ بن مصرف، محمد بن مسلم الطائفی، ابومعشر المدنی، ھشیم، ابراہیم بن سعد، عبدالجبار بن الورد، عبدالرزاق بن عمر الثقفی وغیرہم۔

ان سے روایت کرنے والے حضرات مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، صفوان بن یسرۃ، بشر بن صفوان، محمد بن سھل بن عسکر، دحیم، محمد بن عوف، ابراہیم بن ہانی، ابراہیم الجوزجانی، عباس الترقفی، موسیٰ بن سھل الرملی، اسماعیل سمویہ وغیرہم۔

محمد بن عوف نے ان کے متعلق فرمایا کہ یہ نیک آدمی تھے، ابوزرعۃ الدمشقی کا قول ہے کہ یہ فتویٰ دینے کے اہل تھے۔ ابوحاتم نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

بلاط ان کے گاؤں کا نام ہے جس میں ان کی سکونت تھی یہ گاؤں دمشق کے قریب واقع تھا۔

ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۱۵ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] تھذیب التھذیب ص۳۷۷ ج ۱۱، عمدۃ القاری ص۱۴۷ ج ۱۴۔

یعقوب بن ابراہیم [1]

ان کا پورا سلسلۂ نسب اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

یعقوب بن ابراہیم بن کثیر بن زید بن افلح بن منصور بن مزاحم العبدی الدورقی ابو یوسف مولی ، عبد القیس الحافظ البغدادی

ان کی ولادت ۱۶۶ھ ہے۔

امام بخاری نے باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان اور باب مسجد قباء میں ان کی روایات ذکر کی ہیں۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

الدراوردی، ابن ابی حازم ، ابومعاویۃ ، حفص بن غیاث ، ھشیم ، یحیٰی القطان ، ابن علیّۃ ابن مہدی ، الطفادی مروان بن معاویۃ ، معتمر بن سلیمان ، یحیٰی بن ابی زائدۃ ، یحیٰی بن ابی بکیر ، ابو اسامۃ ، روح بن عبادۃ ، بھز بن اسد ، شعیب بن حرب ، یزید بن ہارون ، ابو عاصم وغیرہم۔

ان کے تلامذہ کی فہرست میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری ، امام مسلم ، ابوداؤد ، ترمذی ، نسائی ، ابن ماجۃ ، ابوبکر بن علی المروزی ——— ، ابن ابی الدنیا ، زکریا السجزی ، احمد بن ابراہیم بن کثیر ، ابن سعد ، ابوزرعۃ ، ابوحاتم ، محمد بن ہارون الرویانی ، الصنانی ، ابن ابی داؤد ، البغوی ، ابن صاعد ، ابن خزیمۃ السراج ، المحاملی ، ابن مخلد ،

ابوحاتم نے ان کو صدوق کہا ہے ، امام نسائی اور خطیب بغدادی نے ثقہ قرار دیا ہے۔

ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

انتقال ۲۵۲ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۱۶۵ ج ۱ و ص۲۸۳ ج ۶ ، تہذیب التہذیب ص۳۸۱ ج ۱۱ ۔

یوسف بن بہلول التمیمی الانباری ابویعقوب[۱]

کوفہ میں رہائش تھی لیکن اصلاً انبار کے باشندے تھے۔ امام بخاری نے باب من نظر فی کتاب من یحذر علی المسلمین لیستبین امرہ میں ان کی روایت نقل کی ہے۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

عبداللہ بن ادریس، عبداللہ بن المبارک، عبدالحمید بن عبدالرحمٰن الحمانی، شریک سفیان بن عیینۃ وغیرہم۔

ان کے تلامذہ میں امام بخاری کے علاوہ ان حضرات کے اسماء مذکور ہیں، ابن ابی خیثمۃ۔ عبد بن حمید، یعقوب بن شیبۃ، الصغانی، ابوزرعۃ الدمشقی، ابراہیم الحربی، الحارث بن ابی اسامۃ وغیرہم۔

مطین اور ابن حبان نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۱۸ھ میں ہوا تھا۔



---

[۱] تھذیب التھذیب ص۴۰۹ ج۱۱، عمدۃ القاری ص۳۷ ج۱۸

یوسف بن عدی بن زریق بن اسماعیل بن بسطام التیمی الکوفی ابو یعقوب[1]

یہ بنو تیم کے موالی تھے اور کوفہ میں رہنے والے تھے لیکن آخر میں مصر میں سکونت اختیار کی تھی۔ امام بخاری نے کتاب التفسیر میں سورۃ حم السجدۃ کی تفسیر میں ان سے روایت لی ہے صحیح بخاری میں ان کی صرف ایک روایت ہے۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

عبید اللہ بن عمرو الرقی، مالک بن انس، عبد الرحمٰن بن ابی الزناد، ایوب بن جابر، محمد بن جابر الحنفی، عثام بن علی العامری رشدین بن سعد، الدارمی، معتمر بن سلیمان الرقی الہیثم بن عدی الطائی، ابوبکر بن عیاش وغیرہم۔

ان کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری، علی بن عبد الرحمٰن بن المغیرۃ، عمر بن عبد العزیز بن مقلاص، محمد بن یوسف، ابوحاتم، ابوزرعۃ الرازی، ابو امیۃ الطرسوسی، محمد بن ابراہیم البوشنجی، عمر بن الخطاب السجستانی، اسحاق بن سیار النصیبی، ابراہیم بن الجنید، احمد بن عبد اللہ، بن عبد الرحیم البرقی، عمر بن ابی الطاہر بن السرح، یعقوب بن سفیان، یحییٰ بن ایوب العلاف، موسیٰ بن سہل الرملی، محمد بن خزیمۃ المصری، ابو الزنباع روح بن الفرج وغیرہم۔

ابوزرعۃ اور ابن حبان نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

ان کا انتقال ربیع الآخر ۲۳۲ھ میں مصر میں ہوا تھا۔



---

[1] تہذیب التہذیب ص۴۱۷ ج ۱۱، عمدۃ القاری ص۲۱۸ ج ۱۵۔

یوسف بن عیسیٰ بن دینار الزھری المروزی ابو یعقوبؒ[1]

امام بخاری نے باب من توضأ فی الجنابة ثم غسل سائر جسده ولم یعد غسل مواضع الوضوء مرة اخری میں ان کی روایت نقل کی ہے۔

ان کے مشائخ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

یحییٰ بن دینار، حفص بن غیاث، الفضل بن موسیٰ، ابومعاویہ، وکیع، سفیان بن عیینة، عبداللہ بن نمیر، علی بن عاصم۔ ابن فضیل وغیرہم۔

ان کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل حضرات شامل ہیں۔

امام بخاری، مسلم، الترمذی، النسائی، احمد بن سیار المروزی، عبدة بن سلیمان البصری، الحسن بن سفیان، عمر بن محمد بن بجیر وغیرہم۔

امام نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان کا انتقال ۲۴۹ھ میں ہوا تھا۔



[1] عمدة القاری ص۱۱۵ ج ۳، تہذیب التہذیب ص۴۲۰ ج ۱۱۔

یوسف بن محمد بن سابق الصعفری[1]

امام بخاری نے باب اثم من منع اجر الاجیر میں ان کی روایت نقل کی ہے صحیح بخاری میں ان کی صرف یہی ایک روایت ہے یہ خراسان کے رہنے والے تھے بعد میں بصرہ میں رہائش اختیار کی تھی۔ ابو یعقوب کنیت ہے۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

سفیان الثوری، مروان بن معاویۃ، یحییٰ بن سلیم الطائفی وغیرہم۔

ان سے مندرجہ ذیل مشاہیر نے روایت کی ہیں۔

امام بخاری۔ حرب بن اسماعیل الکرمانی، سعید بن عبد اللہ بن ابی عبد الرحمٰن القراد البصری وغیرہم۔

آجری نے امام ابوداؤد سے ان کی توثیق نقل کی ہے۔



---

[1] تہذیب التہذیب ص۴۲۳ ج ۱۱، عمدۃ القاری ص۸۱ ج ۱۰۔

یوسف بن موسیٰ بن راشد ؒ

ان کی کنیت ابو یعقوب اور نسبت کوفی ہے، امام، حافظ اور ثقہ تھے۔ بغداد میں ٹھہرے ہوتے تھے۔

ولادت: ان کی پیدائش ۲۶۰ھ کے کچھ سال بعد ہوئی۔

اساتذہ: مندرجہ ذیل مشہور محدثین ان کے اساتذہ ہیں۔

جریر بن عبد الحمید، ابو خالد الاحمر، سفیان بن عیینہ، عبد اللہ بن ادریس، ابو بکر بن عیاش، وکیع، عبد اللہ بن نمیر، حکام بن سلم، احمد بن یوسف، عبید اللہ بن موسیٰ، ابو اسامہ اور چند دیگر ائمہ حدیث۔

تلامذہ: ان کے شاگردوں میں بخاری، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابراہیم الحربی، قاسم المطرز، ابو القاسم البغوی، ابن صاعد اور دوسرے بعض کبار ائمہ شامل ہیں۔ نسائی نے ان سے اپنی سنن کے علاوہ دوسری کتابوں میں روایات لی ہیں۔

محدثین کی آراء ان کے بارے میں: ابن زولاق کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر بن محمد بن احمد الحداد کو سنا کہہ رہے تھے کہ میں نے ابو عبید بن حربویہ کے سامنے یوسف بن موسیٰ القطان کی احادیث کا ایک "جز" پڑھا جب میں فارغ ہوا تو پوچھا کہ جیسے میں نے آپ کو سنایا کیا اس طرح آپ نے یوسف سے سنا تھا۔ فرمایا کہ ہاں البتہ تم نے اعراب صحیح پڑھے جبکہ یوسف اعراب صحیح نہیں پڑھا کرتے تھے۔

امام نسائی نے لا بأس بہ کہا ہے۔ یحییٰ بن معین نے صدوق قرار دیا ہے۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ وقد وصف غیر واحد من الأئمۃ، یوسف بن موسیٰ بالثقۃ۔ یحییٰ بن معین جیسے امام الجرح والتعدیل نے بھی ان پر اعتماد کیا ہے اور ان کی حدیثیں لکھی ہیں۔ امام ذہبیؒ نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ کان من اوعیۃ العلم۔

وفات: انہوں نے صفر ۲۵۳ھ میں انتقال فرمایا۔

لہ۔ سیر اعلام النبلاء ص۲۲۱ ج۱۲، کتاب الجرح والتعدیل ص۲۳۱ ج۹، تاریخ بغداد ص۳۰۴ ج۱۴، تقریب ص۳۸۳ ج۲۔ طبقات الحنابلۃ ص۴۲۱ ج۱، تہذیب التہذیب ص۴۲۵ ج۱۱، خلاصۃ للخزرجی ص۴۴۲، تذہیب التہذیب ج۴ ص۱۹۱ طبقات المفسرین ص۳۸۴ ج۲، رجال صحیح البخاری ص۸۱۶ ج۲، الجمع ص۵۸۳ ج۲، الکاشف ص۲۶۳ ج۳، کتاب التعدیل والتجریح ص۱۲۳۹ ج۳، طبقات ابن سعد ص۳۶۳ ج۷۔

یوسف بن یعقوب الصفار الکوفی [1]

ان کی کنیت ابو یعقوب تھی، بنو ہاشم یا بنو امیہ کے موالی میں سے تھے۔ کوفہ کے رہنے والے تھے، صحیح بخاری میں ان کی صرف ایک روایت ہے جس کو امام بخاری نے باب تمنی الشہادۃ میں ذکر کیا ہے۔

ان کے مشائخ مندرجہ ذیل ہیں۔

ابوبکر بن ابی عیاش، عبداللہ بن ادریس، یحییٰ بن سعید الاموی، اسماعیل بن عُلیّۃ، علی بن ہشام العامری، معن بن عیسیٰ القزاز، ایوب بن النجار، ابواُسامۃ وغیرہم۔

ان سے نقل کرنے والے شاگرد مندرجہ ذیل ہیں۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوعبداللہ بن احمد، الدارمی، موسیٰ بن ہارون، ابوزرعۃ، ابوحاتم، ابوالاحوص، یعقوب بن سفیان، ابن ابی الدنیا، ابن ابی عاصم، الحسن بن سفیان وغیرہم،

ابوحاتم کا قول ہے کہ یوسف ثقہ اور اہل خیر میں سے تھے، آجری نے امام ابوداؤد سے نقل کیا ہے کہ میں نے ان کے متعلق اچھائی کے سوا کچھ نہیں سُنا ہے۔

ابن حبان نے لکھا ہے کہ یوسف ثقہ تھے لیکن بعض اوقات غریب احادیث بھی نقل کرتے تھے۔

ان کا انتقال ۲۳۱ھ میں ہوا تھا۔



---

[1] عمدۃ القاری ص۲۳۶ ج ۱۱، تہذیب التہذیب ص۴۳۲ ج ۱۱۔

باب چہارم

اس باب میں امام بخاری کے ان شیوخ کا ذکر اور اجمالی فہرست ہے جو اِن کی عظیم الشان کتاب "تاریخ الکبیر" میں مذکور ہیں اور جن سے امام بخاری نے اس عظیم الشان کتاب کی تدوین میں استفادہ کیا ہے اسمار رجال پر امام بخاری کی تین کتابیں مشہور ہیں ــــــ ① "التاریخ الکبیر ② التاریخ الأوسط ③ التاریخ الصغیر

محققین کی رائے یہ ہے کہ پاکستان و ہندوستان میں جو کتاب تاریخ صغیر کے نام سے چھپی ہے یہ امام بخاری کی تاریخ اوسط ہے چنانچہ ابن خیر نے فہرست میں ص۲۰۶ حصہ اوّل میں اسی رائے کا اظہار کیا ہے البتہ فواد سزکین کی رائے یہ ہے کہ تاریخ صغیر کے نام سے جو کتاب مطبوع ہے یہ تاریخ صغیر ہی ہے اور تاریخ اوسط مفقود ہو چکی ہے اس کا مخطوطہ دنیا میں کہیں موجود نہیں ہے اس بحث کی پوری تفصیل فہرس مصنفات الامام ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری میں ص۲۸ تا ص۳۰ میں ہے یہ کتاب اُم عبداللہ بنت محروس العسلی اور محمد بن حمزہ سعد کی ہے جو ابوعبداللہ محمود بن محمد الحداد کے اشراف میں نہایت تحقیق کے ساتھ مرتب کی گئی ہے اور "دار العاصمہ الریاض" سے طبع ہو چکی ہے۔

امام بخاری کی یہ کتاب اسمار رجال پر پہلی کتاب ہے جو نہایت تحقیق کے ساتھ لکھی گئی ہے امام بخاری کا قول ہے کہ اس کتاب میں جتنے بھی اسمار مذکور ہیں ان میں سے ہر ایک کے متعلق میرے پاس کچھ واقعات محفوظ ہیں لیکن طوالت کے خوف سے میں نے ان واقعات کو تاریخ میں نہیں لکھا۔

حافظ ابوعلی الحسین بن محمد الماسرجسی کا قول ہے کہ امام بخاری کی تاریخ میں تقریباً چالیس ہزار اشخاص کا تذکرہ ہے کما نقلہ الحاکم فی المدخل ص۱۱۱ لیکن مطبوعہ تاریخ جو آٹھ جلدوں میں موجود ہے جس کے ساتھ نویں جلد الکنیٰ پر مشتمل ہے۔ اس میں کل تقریباً ۱۳۳۱۷ افراد کا ذکر ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

قسم اوّل (جو پہلی اور دوسری جلد پر مشتمل ہے) میں ۲۸۹۴ افراد کا ذکر ہے۔

قسم ثانی (جو تیسری اور چوتھی جلد پر مشتمل ہے) میں ۲۷۰۲ افراد کا ذکر ہے۔

قسم ثالث (جو پانچویں اور چھٹی جلد پر مشتمل ہے) میں ۳۲۶۷ افراد کے تراجم ہیں۔

قسم رابع (جو ساتویں اور آٹھویں جلد پر مشتمل ہے) میں ۳۴۵۲ افراد کے حالات ہیں۔

اور کتاب الکنیٰ میں ۱۰۰۲ افراد کا ذکر ہے جنہیں ۹۹۳ کنیٰ پر نمبر شمار لگے ہیں اور آخر کتاب میں ۹ عورتوں کی کنیٰ پر نمبر شمار

درج نہیں ہے اب اس تضاد کی کوئی تحقیق نہیں ہوئی کہ مطبوعہ نسخہ ناقص ہے (جو ناقص تو یقیناً ہے) لیکن غالب گمان یہ ہے کہ اتنا کثیر نقص اس میں نہیں کہ تقریباً ۲۷ ہزار افراد کا ذکر نہیں ہوا ہے۔

یا یہ کہ حافظ الماسرجسی کے قول میں مبالغہ ہے لیکن اتنا بڑا مبالغہ بھی بظاہر بعید نظر آتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اس کتاب کا مطبوعہ نسخہ خصوصاً پانچویں اور چھٹی جلد اغلاط سے پُر ہے۔ اس کتاب کو امام بخاری سے ابن فارس الدلال، عبد الرحمان بن الفضل، محمد بن سھل نے نقل کیا ہے

ابن خیر نے اپنی فہرس میں دلال، ابن الفضل، ابن سھل کی روایات کا ذکر کیا ہے اور علامہ رودانی نے اپنی کتاب الصلۃ میں ابن فارس کی روایت کا ذکر کیا ہے

حافظ ابن حجر نے "تعلیق التعلیق ص۴۵۹ ج۶" اور "الھدی الساری" ص۴۹۲ پر ابن سھل اور ابن فارس کی روایات کا ذکر کیا ہے۔ مطبوعہ نسخہ جو پہلے حیدرآباد دکن سے شائع ہوا تھا وہ ابوالحسن محمد بن سھل النسوی کی سند سے ہے۔

اس کتاب کے مخطوط نسخے دنیا کے بعض کتب خانوں میں موجود ہیں لیکن اکثر نسخے ناقص ہیں البتہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ مشرقی جرمنی کی یونیورسٹی میں اس کا کامل نسخہ ستر اجزاء میں موجود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ایک نسخہ ترکی میں استنبول کے آیا صوفیا میں تین جلدوں میں ہے

دوسرا نسخہ استنبول کے کوبریلی کے کتب خانے میں ہے یہ بھی ناقص ہے۔

البتہ فواد سزگین فرماتے ہیں کہ اس نسخہ سے آیا صوفیا کا نسخہ کامل ہوجاتا ہے۔

چوتھا ناقص نسخہ دمشق کے کتب خانہ ظاہریہ میں ہے۔

حیدرآباد دکن سے یہ کتاب ۱۹۴۱ء اور ۱۹۴۵ء کے درمیان شائع ہوئی تھی۔

اس کتاب میں جو شیوخ مذکور ہیں ان میں سے اکثر کے تراجم "شیوخ صحیح بخاری" کے تراجم کے ضمن میں گذر چکے ہیں اور سب کے تراجم خود تاریخ کبیر میں موجود ہیں۔

ہم اب اس کتاب کے شیوخ کی اجمالی فہرست حروف تہجی کی ترتیب سے ذکر کرتے ہیں اس کتاب میں کل شیوخ کی تعداد ۳۵۰ ہے۔

نمبر شمار	اسماء رجال	صفحہ نمبر	نمبر شمار	اسماء رجال	صفحہ نمبر
	الف		۳	ابراہیم بن بسطام	۴۲۳ جلد ۱
۱	آدم	۷۸	۴	ابراہیم بن حارث	۲۴۰ جلد ۴
۲	ابراہیم الرمادی	۱۴۰ جلد ۲	۵	ابراہیم بن حمزۃ	۱۸۰ جلد ۱

—:—

باب پنجم

اس باب میں امام بخاریؒ کے ان شیوخ کو جمع کیا گیا ہے جو ان کی کتاب التاریخ الصغیر میں مذکور ہیں جیسے کہ التاریخ الکبیر کے شیوخ کے ابتداء میں عرض کیا گیا ہے کہ اب جو کتاب امام بخاریؒ کی تاریخ صغیر کے نام سے طبع ہو رہی ہے محققین کے ہاں یہ امام بخاری کی التاریخ الاوسط ہے۔

① فواد سزکین جو ایک ترکی محقق اور مخطوطات کے ماہر ہیں ان کا قول یہ ہے کہ جو کتاب تاریخ صغیر کے نام سے چھپی ہے یہ صحیح ہے اور تاریخ صغیر ہی ہے اور تاریخ اوسط مفقود ہے دنیا کے کسی کتب خانے میں اس کا مخطوط موجود نہیں ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن المعلمی الیمانی جو حیدرآباد دکن میں دائرۃ المعارف کے مصحح اور محقق تھے جن کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ دائرۃ المعارف کی اکثر کتابیں چھپی ہیں۔ تاریخ جرجان کے مقدمہ میں صـ۵ـ پر انہوں نے بھی لکھا ہے کہ جو کتاب مطبوع ہے یہ تاریخ صغیر ہے اور تاریخ اوسط کا مخطوط جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کے کتب خانے میں موجود ہے۔

لیکن فہارس کتب البخاری کے مصنفین کا خیال ہے کہ جو کتاب تاریخ صغیر کے نام سے ہند و پاک اور عرب میں چھپی ہے یہ تاریخ اوسط ہے اور تاریخ صغیر کا کوئی نسخہ موجود نہیں ہے۔ اس دعویٰ پر ان حضرات نے کافی دلائل پیش کئے ہیں ملاحظہ ہو فہارس صـ۲۸ـ و صـ۲۹ـ۔

بہر حال جو کتاب تاریخ صغیر کے نام سے مطبوع ہے ہم نے بھی اسی نام سے اسکو ذکر کیا ہے۔ تاریخ اوسط کے راوی امام بخاری سے دو ہیں۔ ① زنجویہ بن محمد ② عبداللہ بن احمد الخفاف۔ ان دونوں حضرات کی اس سند کا ذکر ابن خیر نے اپنی فہرست صـ۲۰۶ـ الرودانی نے صلۃ الخلف صـ۲۸ـ اور حافظ ابن حجر العسقلانی نے مقدمہ فتح الباری صـ۴۹۳ـ میں کیا ہے۔

تاریخ صغیر کے راوی امام بخاریؒ سے عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن الاشقر ہے اس سند کا ذکر الرودانی نے صـ۲۸ـ حافظ نے مقدمہ فتح الباری صـ۴۹۲ـ اور امام ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء صـ۳۱۲ـ جلد ۲ میں کیا ہے۔

یہ کتاب پہلے ہندوستان میں رجال الطحاوی کے حواشی پر طبع ہوئی تھی۔ پھر مصر میں دار التراث سے محمود ابراہیم بن زائد کے تعلیقات کے ساتھ طبع ہوئی، پاکستان میں بھی گوجرانوالہ سے طبع ہوئی ہے۔

اس فہرست میں اسماء کے سامنے صفحات اسی آخری طبع کے ہیں۔

اِس کتاب میں امام بخاری کے شیوخ کی کل تعداد ۲۷۵ ہے۔

باب ششم

اس باب میں امام بخاریؒ کے ان شیوخ کا ذکر ہوگا جن سے امام بخاری نے اپنی کتاب جزء القراۃ خلف الامام اوجزء الفاتحہ خلف الامام میں احادیث نقل کی ہیں۔

جزء محدثین کی اصطلاح کے مطابق احادیث کا وہ مجموعہ ہے جو کسی ایک مسئلے کے متعلق جمع کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں امام بخاریؒ نے مشہور اختلافی مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر احادیث جمع کی ہیں۔ یہ مسئلہ آئمہ مجتہدین کے درمیان اختلافی ہے کہ امام کے پیچھے نماز میں مقتدی بھی سورۃ فاتحہ پڑھے گا یا نہیں، امام بخاری اور بعض دوسرے آئمہ اس کے قائل ہیں کہ مقتدی بھی امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھے گا چاہے جہری نماز ہو یا سری، چنانچہ اس مسئلے کے متعلق انہوں نے اس رسالہ میں احادیث جمع کی ہیں۔

اس رسالے میں احادیث نقل کرنے میں امام بخاری نے صحیح بخاری کے راویوں کے معیار کو برقرار نہیں رکھا ہے۔ اس میں بعض ایسے راویوں سے بھی احادیث منقول ہیں۔ جن سے انہوں نے صحیح بخاری میں احادیث نہیں لیں۔

اس رسالے کے اکثر شیوخ کے تفصیلی حالات شیوخ صحیح بخاری کے ضمن میں گذر چکے ہیں۔

اس رسالے میں امام بخاری کے کل شیوخ کی تعداد چھتر ہے۔

الف

(۱) ابان بن یزید صـ۵۵

(۲) ابراہیم بن حمزۃ صـ۳۰

(۳) ابراہیم بن المنذر

(۴) ابراہیم بن موسیٰ صـ۵۶

(۵) احمد بن خالد صـ۱۷

(۶) آدم صـ۱۵

(۷) اسحاق صـ۲

(۸) اسمٰعیل بن ابان صـ۱۵

(۹) اسماعیل بن عبداللہ بن ابی اویس صـ۵۴

(۱۰) امیۃ بن خالد صـ۴

(۱۱) ایوب بن سلیمان صـ۵۱

ب

(۱) بشر بن الحکم صـ۵۶

(۲) بکیر صـ۳۲

ح

(۱) حجاج بن منہال صـ۳۱

(۲) حسن بن الربیع صـ۳۴

ن

و

ھ

ی

باب ھفتم

اس باب میں امام بخاری کے ان شیوخ کا ذکر ہوگا جو ان کی کتاب جزء رفع الیدین میں مذکور ہیں۔ جزء محدثین کی اصطلاح میں احادیث کے اس مجموعہ کو کہا جاتا ہے جو کسی ایک مسئلے کے متعلق جمع کیا گیا ہو۔ اس کتاب میں امام بخاری نے مشہور اختلافی مسئلہ رفع الیدین عند الرکوع اور عند رفع الرأس من الرکوع پر احادیث جمع کی ہیں۔ اور احناف یا دوسرے بعض فقہاء جو عدم رفع الیدین کے قائل ہیں ان کے متدلات کو رد کیا ہے یہ رسالہ ہندوستان اور اس کے بعد پھر ملتان سے طبع ہو چکا ہے۔

احناف میں سے مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی اور علامہ انور شاہ الکشمیری نے اس کے جوابات لکھے ہیں۔ اس رسالے میں امام بخاری نے چوالیس ۴۴ اساتذہ سے احادیث نقل کی ہیں۔ ان سب کے حالات تفصیلی طور پر صحیح بخاری کے شیوخ کے ضمن میں گذر چکے ہیں اس لیے یہاں صرف ان کی فہرست حروف تہجی کے اعتبار سے درج کی جاتی ہے

نام کے سامنے صفحے کا حوالہ جزء رفع یدین طبع ملتان کا ہے۔

الف

(۱) ابراہیم بن المنذر ص۲۰
(۲) احمد بن حنبل ص۳۵
(۳) احمد بن یونس ص۳۳ و ص۳۴
(۴) احمد بن ابی ایاس ص۲۲ و ص۳۱
(۵) اسحاق بن ابراہیم الحنظلی ص۱۱
(۶) اسماعیل بن ابی اویس ص۷ و ص۲۴
(۷) ایوب بن سلیمان ص۸

ح

(۱) حسن بن الربیع ص۱۴
(۲) حفص بن عمر ص۱۸
(۳) حکم بن نافع ابوالیمان ص۱۷

خ

(۱) خطاب بن اسماعیل ص۱۱
(۲) خلیفۃ بن خیاط ص۲۲

س

(۱) سلیمان بن حرب ص۱۰

ع

(۱) عباس بن الولید ص۱۹
(۲) عبداللہ بن الزبیر الحمیدی ص۹
(۳) عبداللہ بن صالح ص۸
(۴) عبداللہ بن محمد ص۶

باب ہشتم

اس باب میں امام بخاری کے ان شیوخ کا تذکرہ ہوگا جو ان کی کتاب خلق افعال العباد میں مذکور ہیں، اس کتاب میں امام بخاری نے جھمیہ اور دوسرے فرق معتزلہ مثلاً معتزلہ کی تردید کے ساتھ ان لوگوں کے اقوال کی بھی تردید کی ہے جو انسان کی تلاوت کو بھی قدیم مانتے تھے۔

یہ کتاب درحقیقت خلق قرآن کے فتنہ کے باعث لکھی گئی تھی۔ امام بخاری جب نیشاپور گئے تو وہاں کے محدثین خصوصاً ان کے شیخ محمد بن یحییٰ الذھلی نے ان کا فقید المثال استقبال کیا اور تعظیم کی، اپنے حلقہ درس سے طلبہ حدیث کو امام بخاری کے حلقۂ درس میں بھیجا۔ اس زمانے میں خلق قرآن کے فتنے کا دور دورہ تھا اور مجالس درس میں اس کا عام چرچا تھا۔ علماء کا اس پر تو اتفاق تھا کہ قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے اور دوسری صفات کی طرح قدیم ہے۔ البتہ جب ہم اس کی تلاوت کرتے ہیں اور اس پر تکلم کرتے ہیں۔ تو جو اصوات ہمارے منہ سے خارج ہوتی ہیں وہ چونکہ ہمارے افعال میں سے ہیں اور بندوں کے افعال حادث ہیں لہذا یہ آوازیں بھی حادث ہیں۔ جبکہ معتزلہ کے رد میں بعض غالی محدثین کی رائے یہ تھی کہ یہ سب کچھ قدیم ہے اس بنا پر امام ذھلی نے لوگوں کو منع کیا کہ امام بخاری سے اس مسئلے کے متعلق درس میں کچھ نہ پوچھا جائے کہ مبادا وہ ہماری رائے کے خلاف فتویٰ دیدے تو پھر ہم سکوت نہیں کر سکیں گے لیکن جب امام بخاری کا درس شروع ہوا تو ایک آدمی نے بار بار امام بخاری سے اس کے متعلق سوال کیا، امام بخاری نے ایک دو دفعہ تو نظر انداز کیا لیکن مجبور ہو کر جواب دیا کہ قرآن کریم اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام ہے قدیم ہے، مخلوق نہیں البتہ تلاوت سے جو الفاظ تلاوت کرنے والا ادا کرتا ہے وہ چونکہ اس کا فعل ہیں اس لیے جب انسان خود حادث اور مخلوق ہے تو اس کا فعل بھی مخلوق اور حادث ہوگا۔ امام بخاری کے اس جواب کے بعد مجلس میں شور وشغب کیا گیا اور بالآخر مجلس کو برخاست کیا گیا لوگوں میں اس کا چرچا کیا گیا کہ امام بخاری نے یوں فرمایا ہے کہ لفظی بالقرآن مخلوق۔ آپ نے اس کی تردید کی اور صحیح صورت کی وضاحت کی لیکن یہ بات جب امام ذھلی تک پہنچی تو وہ چونکہ امام احمد کے شاگردوں میں سے تھا اور ان کی قربانی کی وجہ سے ان کا مداح تھا اس لیے اس نے امام بخاری کی مخالفت شروع کی اور لوگوں کو آپ کی مجالس میں شریک ہونے سے روکتے رہے۔ اس مخالفت کی وجہ سے امام بخاری نیشاپور سے نکلے اور اس کے بعد اس مسئلے کی وضاحت کے لیے یہ

کتاب لکھی جس میں احادیث کی رو سے ثابت کیا گیا ہے کہ بندوں کے افعال و اقوال حادث اور مخلوق ہیں، کیونکہ خود بندے حادث و مخلوق ہیں البتہ قرآن کریم جس کی تعبیر کلام نفسی سے کی جاتی ہے وہ غیر مخلوق اور قدیم ہیں۔

اس کتاب میں جو شیوخ مذکور ہیں ان میں سے اکثر کے تفصیلی احوال وتراجم شیوخ صحیح بخاری کے ضمن میں گزر چکے ہیں اس لیے اس مقام پر ان کی اجمالی فہرست ذکر کی جائے گی۔

اس کتاب میں امام بخاری کے شیوخ کی تعداد ۱۰۷ ہے، ناموں کے آگے صفحات خلق افعال العباد مطبوعہ حیدرآباد دکن کے ہیں۔

الف

(۱) ابراہیم بن ابی حمزۃ الزبیری ص۳۲

(۲) ابراہیم بن سعد ص۶۳

(۳) ابراہیم بن المنذر ص۲۱ و ص۲۹

(۴) ابراہیم بن موسیٰ ص۳۲

(۵) احمد بن الحسن ص۷

(۶) احمد بن حفص ص۷۵

(۷) احمد بن صالح ص۷

(۸) احمد بن اسحاق ص۳۳ و ص۵۹

(۹) احمد بن حمید ص۳۳

(۱۰) احمد بن خالد ص۴۸ و ص۵۷

(۱۱) احمد بن اشکاب ص۳۱

(۱۲) احمد بن یعقوب ص۳۳

(۱۳) احمد بن یونس ص۲۰

(۱۴) اسحاق بن نصر ص۶۸

(۱۵) اسحاق بن منصور ص۳۱

(۱۶) اصبغ بن الفرج ص۱۶

(۱۷) آدم ص۱۸ و ص۲۳

(۱۸) اسماعیل بن ابی اویس ص۴۱

(۱۹) اسماعیل بن موسیٰ ص۱۷ و ص۲۳ و ص۲۷

ب

(۱) بشر بن محمد ص۶۳

ح

(۱) حبان ص۵۴

(۲) حجاج ص۳۶ و ص۵۶ و ص۶۶

(۳) حسن بن الصباح ص۱۵ و ص۲۷

(۴) حفص بن عمر ص۵۶

(۵) حکم بن نافع ابوالیمان ص۲۰

(۶) حکم بن محمد الطبری ص۷

خ

(۱) خالد بن یزید ص۷۵

(۲) خطاب بن عثمان ص۴۲

(۳) خلاد بن یحییٰ ص۳۴

د

(۱) داؤد بن شبیب

باب نہم

اس باب میں امام بخاری کے ان شیوخ کی فہرست پیش کی جائے گی جو ان کی کتاب الادب المفرد میں مذکور ہیں اس کتاب کا ترجمہ بھی کتاب زندگی کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔

اس کتاب میں امام بخاریؒ نے ان احادیث کو جمع کیا ہے جو انسان کی عملی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس کتاب میں زندگی کے مختلف معمولات کے متعلق سنت طریقے اور ادعیۃ ماثورہ بتلائے گئے ہیں

یہ کتاب مصر میں بھی چھپی تھی اور پاکستان میں مکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ سے شائع ہوئی ہے جو محمد فواد عبدالباقی کی تحقیق و ترقیم کے ساتھ ہے۔

پوری کتاب ۶۴۴ ابواب اور تیرہ سو بائیس احادیث پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کے شیوخ کی اکثریت بھی شیوخ صحیح بخاری کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ اس لیے یہاں صرف ان کی مختصر فہرست پیش کی جاتی ہے۔

پوری کتاب میں شیوخ کی تعداد ۱۴۹ ہے نام کے سامنے الادب المفرد مطبوعہ پاکستان کا صفحہ درج ہے۔

الف

(۱) ابراہیم بن حمزۃ ص ۷

(۲) ابراہیم بن المنذر ص ۲۵

(۳) ابراہیم بن موسیٰ ص ۵۹

(۴) احمد بن ابی بکر ص ۱۸۶

(۵) احمد بن الحجاج ص ۱۱۳

(۶) احمد بن اشکاب الحضرمی ص ۲۴۲

(۷) احمد بن اسحاق ص ۲۲۶

(۸) احمد بن حمید ص ۳۷

(۹) احمد بن خالد ص ۱۵۵

(۱۰) احمد بن ایوب ص ۱۳۶

(۱۱) احمد بن صالح ص ۲۲۷

(۱۲) احمد بن یونس ص ۲۰

(۱۳) احمد بن عیسیٰ ص ۵۳

(۱۴) احمد بن محمد ص ۵۲

(۱۵) احمد بن یعقوب ص ۲۹

(۱۶) احمد بن عاصم ص ۷ و ص ۱۰۷

(۱۷) احمد بن عبید اللہ الغدانی ص ۱۲۳

س

ش

ص

ط

ع

ف

ق

باب دہم

اس باب میں امام بخاریؒ کے ان شیوخ کا تذکرہ ہے جو انکی کتاب الضعفاء الصغیر میں مذکور ہیں یہ ایک مختصر کتاب ہے اس میں روایات بھی زیادہ نہیں صرف بعض اسماء کی وضاحت کے لئے انہوں نے اپنے بعض اساتذہ کے کچھ اقوال نقل کئے ہیں۔
اس کتاب میں امام بخاری نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں اور قابل اعتبار نہیں ہیں۔

یہ کتاب امام بخاریؒ کی تاریخ صغیر کے ساتھ لاہور سے چھپی ہے۔
نیز اس کا ایک محقق نسخہ عالم الکتب بیروت سے بھی طبع ہوا ہے۔
اس کتاب کے شیوخ کے احوال بھی صحیح بخاری کے شیوخ کے ضمن میں گذر چکے ہیں اس لیے یہاں صرف ان کی فہرست حروف تہجی کی ترتیب سے ذکر کی جاتی ہے۔
ناموں کے آگے صفحات کتاب الضعفاء الصغیر طبع بیروت کے ہیں۔
اس کتاب میں ان کے ستائیس شیوخ مذکور ہیں۔

الف

(۱) ابراہیم بن موسیٰ ص ۱۱۹
(۲) احمد بن حنبل ص ۲۵
(۳) احمد بن سعید ص ۶۳
(۴) احمد بن سلیمان ص ۲۳۲
(۵) احمد بن عبید ص ۴۸

خ

(۱) خلف ص ۱۶۰

س

(۱) سلیمان بن حرب ص ۱۷۹

ع

(۱) عبداللہ بن ابی الاسود ص ۱۵۵
(۲) عبداللہ بن ابی اوفی ص ۱۷۷
(۳) عبداللہ بن الزبیر الحمیدی ص ۱۳۴، ص ۱۳۵
(۴) عبداللہ بن عبدالوہاب ص ۷۷
(۵) عبداللہ بن عثمان ص ۵۷
(۶) عبداللہ بن محمد ص ۹۰

ف

م

ن

و

ی

فہرست مصادر و مراجع برائے مقالہ احوال شیوخ البخاری

نمبر شمار	اسماء الکتب	اسماء المؤلفین	مطبع	فن	تاریخ طباعت
	ا				
۱	ارواء الغلیل	محمد ناصر الدین البانی	المکتب الاسلامی		۱۳۹۶ھ
۲	انوار الباری	مولانا احمد رضا بجنوری	مکتبہ حفیظیہ حمید مارکیٹ گوجرانوالہ		۱۴۰۱ھ
۳	ایضاح البخاری	سید فخر الدین احمد	مکتبہ مجلس قاسم المعارف دیوبند		۱۳۸۰ھ
۴	ادب الاملاء والاستملاء للسمعانی	ابوسعید عبد الکریم بن محمد بن منصور التمیمی	دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان		۱۴۰۱ھ
۵	الابواب والتراجم للبخاری	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی	مظاہر العلوم سہارنپور (یوپی)		
۶	امام ابوحنیفہ رح	سید امین جعفری	شیخ غلام علی اینڈ سنز		۱۹۶۲ء
۷	ارشاد الساری	ابو العباس شہاب الدین احمد بن محمد	دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع لبنان		۱۳۰۴ھ
۸	احیاء السنن	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی	اشرف المطابع تھانہ بھون۔ ہند		۱۳۹۴ھ
۹	اعلاء السنن	حضرۃ مولانا ظفر احمد عثمانی	. . . . . .		۱۳۵۶ھ
۱۰	اوجز المسالک	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی	مکتبہ یحیویہ سہارنپور۔ ہند		
	ب				
۱۱	بذل المجہود لحل ابی داؤد	مولانا خلیل احمد سہارنپوری رح	مکتبہ ندوۃ العلماء لکھنؤ ہند		۱۳۹۲ھ
۱۲	بشیر القاری	سید غلام جیلانی	کتب خانہ سمانی مدرسہ عربی اسلامی کوٹ مٹھن		
۱۳	دال) بدءۃ والتاریخ	ابو زید احمد سہل البلخی	مدینہ بازیر		
۱۴	بغیۃ الوعاۃ	علامہ جلال الدین سیوطی رح	مکتبہ عیسیٰ البابی الحلبی وشرکاءہ		۱۳۸۴ھ
۱۵	بستان المحدثین	شاہ عبد العزیز دہلوی رح	دار الکتب العلمیہ دہلی		۱۳۹۲ھ
	ت				
۱۶	تدریب الراوی للسیوطی	جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی	میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی		۱۳۹۲ھ
۱۷	تلخیص الحبیر	حافظ ابن حجر عسقلانی	مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ پاکستان		۱۳۸۴ھ
۱۸	تذکرۃ السامع والمتکلم	شیخ المحدثین علامہ بدر الدین	دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان		
۱۹	دال) تنکیل	شیخ عبد الرحمن بن یحییٰ المعلمی العتمی	حدیث اکیڈمی فیصل آباد پاکستان		۱۳۱۳ھ

نمبر شمار	اسماء کتب	اسماء المؤلفین	مطبع	فن	تاریخ طباعت
۲۰	توضیح الافکار لمعانی تنقیح الانظار	امام محمد بن اسماعیل الامیر الحسنی	دار احیاء التراث العربی		۱۳۶۶ ھج
۲۱	تبصیر المنتبہ	حافظ ابن حجر عسقلانی	مؤسسۃ المصریہ العامہ		
۲۲	دال، ترمذی شرح ابن عربی	محی الدین ابن العربی المالکی	المکتبۃ المصریہ بالازھر مصر		۱۳۵۰ ھج
۲۳	تیسیر الباری ترجمہ بخاری	مولانا وحید الزمان خان	ملک سراج الدین اینڈ سنز		
۲۴	دال، تعلیق الصبیح	مولانا محمد ادریس الکاندھلویؒ	المجلس العلمی الاسلامی حیدرآباد دکن		
۲۵	تاریخ بغداد	حافظ ابوبکر احمد بن محمد	دار الکتب العربی بیروت لبنان		
۲۶	تہذیب تاریخ دمشق	ثقۃ الدین ابوالقاسم علی بن حسین	دار المسیرۃ بیروت۔ لبنان		۱۳۹۹ھج
۲۷	تاریخ دارالعلوم دیوبند	حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی			۱۳۸۵ھج
۲۸	تاریخ اسلام	شاہ معین الدین احمد ندوی	معارف پریس اعظم گڑھ		۱۳۷۰ھج
۲۹	تاریخ عثمان بن سعید الدارمی	دکتور احمد محمد نور سیف	دار المامون للتراث دمشق		
۳۰	تاریخ تصوف	عبد الصمد صارم الازھری	ادارہ علمیہ ۵۔ دھنی رام انارکلی لاہور		۱۳۶۹ھج
۳۱	تجرید اسماء الصحابہؓ	شمس الدین ابوعبداللہ محمد ابن احمد	دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت لبنان		
۳۲	تقریب التہذیب	علامہ ابن حجر عسقلانیؒ	دار نشر الکتب الاسلامی گوجرانوالہ		۱۳۹۰ھج
۳۳	التاریخ الصغیر	ابوالطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی	مکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل پاکستان		
۳۴	دال، ترغیب و الترھیب	حافظ ابوبکر محمد ذکی الدین عبد العظیم	احیاء التراث العربی بیروت لبنان		
۳۵	تیسیر الوصول الی جامع الاصول	حافظ محمد بن علی بن ربیع الشیبانی			
۳۶	دال، تاج لجامع الاصول فی احادیث الرسولؐ	شیخ منصور علی ناصف	احیاء التراث العربی بیروت لبنان		۱۳۸۱ھج
۳۷	دال، تجرید الصحیح لاحادیث الجامع الصحیح	زین الدین احمد بن احمد عبد اللطیف	دار الارشاد بیروت		
۳۸	تجرید البخاری مترجم	ابوعبداللہ البخاری	ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور		
۳۹	ترجمان السنۃ	استاذ الحدیث محمد بدر عالم میرٹھی	محمد علی الصبیح واولادہٗ بمیدان الازھر مصر		
۴۰	تاریخ ابن خلدون		مؤسسۃ العالمی للمطبوعات بیروت		
		ج			
۴۱	جزء القراءۃ خلف الامام	ابوعبداللہ البخاری	جمعیت محمدی بمبئی		
۴۲	جامع الاصول لاحادیث الرسول	ابوالسعادۃ مبارک بن محمد بن الاثیر	احیاء التراث العربی بیروت		۱۴۰۰ھج

نمبر شمار	اسماء الکتب	اسماء المؤلفین	مطبع	فن	تاریخ طباعت
۴۳	(ال) جامع الصغیر	علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی	المکتبۃ الاسلامیہ سمندری فیصل آباد		
۴۴	(ال) جامع المسانید	امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت			
	ح				
۴۵	حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء	حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی	دار الکتاب العربی بیروت لبنان		۱۴۰۰ھ
۴۶	حدیث الافک	جعفر مرتضیٰ	ادارۃ التعارف للمطبوعات بیروت		۱۴۰۰ھ
	خ				
۴۷	خلاصۃ التہذیب تہذیب الکمال	حافظ صفی الدین احمد بن عبداللہ الخزرجی	مکتب المطبوعات الاسلامیہ		۱۳۹۱ھ
۴۸	خلق افعال العباد الرد علی الجہمیۃ	امام ابوعبداللہ البخاری رح	مکتبۃ مطبعۃ النہضیۃ الحدیثیۃ		۱۳۹۰ھ
	ذ				
۴۹	ذخائر المواریث	الشیخ عبدالغنی النابلسی	دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت لبنان		۱۳۸۸ھ
	ر				
۵۰	(ال) رحمۃ المہداۃ	ابن العربی المالکی	المکتبۃ الفاروقیہ البہیۃ المغربیہ دہلی		
۵۱	روایات غزوۂ بدر		مکتبہ طیبہ		۱۴۰۰ھ
۵۲	ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین		مکتبہ عبدالحسن الکتبی باب الرحمۃ مدینہ		
	س				
۵۳	(ال) سنن للنسائی	ابوعبدالرحمٰن النسائی رح	نور محمد اصح المطابع کارخانہ تجارت آرام باغ کراچی		
۵۴	سیرۃ النبی ﷺ	علامہ سید سلیمان ندوی	معارف پریس اعظم گڑھ		۱۹۶۹ء
۵۵	(ال) سیرۃ النبویہ	ابوالفداء اسماعیل بن کثیر	دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت لبنان		
۵۶	سیرۃ نبویہ پر محققانہ نظر	خلیفہ محمد سعید			
۵۷	(ال) سنن الکبریٰ	ابوبکر بن محمد بن حسین علی	دار الفکر بیروت۔ لبنان		
۵۸	سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ	محمد ناصر الدین البانی	المکتب الاسلامی		۱۳۹۸ھ
	ش				
۵۹	شرح الزرقانی	علامہ زرقانی	دار الفکر بیروت لبنان		۱۳۵۵ھ
۶۰	(ال) شرح والتفصیل فی الجرح والتعدیل	محمد انور بدخشانی	جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن		

نمبر شمار	اسماء الکتب	اسماء المؤلفین	مطبع	فن	تاریخ طباعت
۶۱	شرح معانی الآثار	ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی	ندوۃ المصنفین دھلی		۱۳۸۶ھج
۶۲	شذرات الذھب	فقیہ ابوالفلاح عبدالحیٔ بن العماد الحنبلی	منشورات دارالآفاق الجدیدہ بیروت		
۶۳	شرح کرمانی بخاری	امام کرمانی	دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان		۱۳۹۱ھج
		ص			
۶۴	صحیح ابن خزیمہ	ابوبکر بن محمد بن اسحاق بن خزیمۃ	المکتبۃ۔ الاسلامیہ سمندری فیصل آباد		
		ض			
۶۵	ضوءاللامع	شمس الدین محمد عبدالرحمن السخاوی	منشورات مکتبۃ الحیاۃ بیروت لبنان		
		ط			
۶۶	طبقات الشافعیۃ الکبریٰ	امام تاج الدین سبکی رح	دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت لبنان		
۶۷	طبقات الحنابلہ	فقیہ زین الدین ابوالفرج عبدالرحمان	دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت لبنان		
۶۸	طبقات الکبریٰ لابن سعد	علامہ ابن سعد رح	دارالصادر بیروت لبنان		
		ع			
۶۹	عمدۃ القاری	علامہ بدرالدین محمد بن احمد رح	[illegible]امین رمجی بیروت لبنان		۱۴۰۱ھج
		غ			
۷۰	غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء	شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد الجزری			
		ف			
۷۱	(ال) فتح الکبیر	علامہ جلال الدین سیوطی رح	دارالمعرفۃ۔ للطباعۃ والنشر بیروت		
۷۲	فیض الباری علی صحیح البخاری	علامہ سید محمد انور شاہ کاشمیری	خضر راہ بکڈپو دیوبند (یو۔پی)		۱۳۸۰ھج
۷۳	فیض القدیر جامع صغیر	محمد المدعو بعبدالرؤف المناوی	دارالمعرفۃ۔ للطباعۃ والنشر بیروت		
۷۴	فوات الوفیات والذیل علیھا	محمد بن شاکر الکتبی	دارصادر بیروت لبنان		
۷۵	فضل الباری شرح صحیح البخاری	علامہ شبیر احمد عثمانی رح	ادارہ علوم شرقیہ پاکستان		۱۳۸۳ھج
۷۶	فتح الملھم شرح مسلم	علامہ شبیر احمد عثمانی رح	ادارہ شرکت علمیہ دیوبند		
۷۷	فتح الباری علی صحیح البخاری	علامہ ابن حجر عسقلانی رح	المکتبۃ۔ الکبریٰ المصریہ بولاق مصر۔		۱۳۰۰ھج

نمبر شمار	اسماء الکتب	اسماء المولفین	مطبع	فن	تاریخ طباعت
		ک			
۷۸	دال) کفایۃ فی علم الروایۃ	ابوبکر احمد بن علی الخطیب بغدادی	المکتبۃ العلمیہ مدینہ منورہ		
۷۹	کتاب الزھد	عبداللہ بن المبارک	دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان		
۸۰	کتاب المجروحین	حافظ محمد بن حبان بن احمد التمیمی	دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت		
۸۱	کتاب الاشتقاق				
۸۲	دال) کوکب النیرات	ابو البرکات محمد بن احمد بن الکیال	دار المامون التراث العربی لبنان		۱۴۰۱ھج
۸۳	کتاب الکنی والاسماء	علامہ ابوالبشر محمد بن احمد بن حماد	مکتبہ الاثریہ جامع مسجد بانوالی (شیخوپورہ)		
۸۴	کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ	ابو المواہب عبدالوھاب بن احمد بن علی	شرکۃ مصطفی البابی الحلبی دمشق		۱۳۷۰ھج
۸۵	کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال	علامہ علاء الدین علی المتقی	مکتبہ التراث الاسلامی الحلب		
۸۶	دال) کوکب الدری	حضرۃ مولانا محمد زکریا رح	مکتبہ یحیویہ سہارنپور (یو-پی)		
۸۷	کتاب المغازی	محمد بن عمر الواقدی	انتشارات اسماعیلیاں تہران ایران		
۸۸	کتاب التاریخ الکبیر	امام الدنیا ابوعبداللہ البخاری	مکتبۃ الاسلامیہ ازدمیر تارکبیر ترکیا		
۸۹	کتاب الجرح والتعدیل	شیخ الاسلام امام رازی رح	دار الامم للطباعۃ والنشر بیروت		۱۳۷۱ھج
		ل			
۹۰	لامع الدراری	ابومسعود رشید احمد گنگوہی	مکتبہ الامداد باب الرحمۃ مکۃ المکرمہ		۱۳۲۳ھج
۹۱	لمعات التنقیح	شیخ عبدالحق محدث دھلوی رح	مکتبۃ المعارف العلمیہ شیش محل لاہور		۱۳۹۹ھج
۹۲	لسان المیزان	علامہ ابن حجر عسقلانی رح	منشورات مؤسسۃ الاعلمی		۱۳۹۰ھج
۹۳	دال) لؤلؤ والمرجان	ابوعبداللہ البخاری رح	المکتبۃ الاسلامیہ بالریاض		
		م			
۹۴	مسند الامام احمد بن حنبل	احمد بن حنبل رح الامام	المکتبۃ الاسلامی دار صادر بیروت		
۹۵	دال) مستدرک علی الصحیحین	حافظ ابوعبداللہ الحاکم نیسابوری	دار الفکر بیروت لبنان		۱۳۹۸ھج
۹۶	دال) معجم الصغیر للطبرانی	ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب	مکتبہ سلفیہ عبدالمحسن باب الرحمۃ مدینہ منورہ		۱۳۸۸ھج
۹۷	دال) منتقی من اخبار المصطفیٰ	ابوالبرکات عبدالسلام بن تیمیہ الحرانی	دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر بیروت لبنان		۱۳۹۸ھج
۹۸	دال) مصنف	الحافظ الکبیر ابوبکر بن ہمام الصنعانی	مکتبۃ الاسلامی بیروت لبنان		۱۳۹۰ھج

نمبر شمار	اسماء الکتب	اسماء المولفین	مطبع	فن	تاریخ اشاعت
۹۹	(ال) مطالب العالیہ بزوائد مسانید الثمانیہ	علامہ ابن حجر عسقلانی رح	شرکۃ مصطفیٰ الحلبی دمشق		
۱۰۰	مسند اھل بیت	محمد بن محمد الباقری	سبحان اکیڈمی اردو بازار لاہور		
۱۰۱	(ال) منتقی من منہاج السنۃ	شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح	ادارہ احیاء السنۃ گھنہ گھر گوجرانوالہ		
۱۰۲	مقدمہ تحفۃ الاحوذی	شیخ عبدالرحمان مبارک پوری رح	نشر السنۃ ملتان پاکستان		
۱۰۳	مسلم شرح اکمال المعلم	محمد بن خلیفہ الاخستانی	دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان		۱۴۰۱ھج
۱۰۴	مسلم مع شرح نووی رح	امام مسلم القشیری	المکتبۃ المغربیہ		۱۳۳۴ھج
۱۰۵	مشکواۃ المصابیح		محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب کراچی		
۱۰۶	مجموعۃ التوحید	شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ رح	المکتبۃ السلفیہ مدینہ منورہ		
۱۰۷	معارف السنن	علامہ شیخ السید محمد یوسف البنوری رح	المکتبۃ البنوریہ کراچی		۱۳۸۳ھج
۱۰۸	المعجم المفہرس				۱۳۳۶ھج
۱۰۹	مفتاح کنوز السنۃ	محمد فؤاد عبدالباقی رح	سہیل اکیڈمی لاہور		۱۳۹۹ھج

خلاصہ :-

یہ مقالہ جو احوال شیوخ بخاری" کے عنوان سے ہے ۔ مندرجہ ذیل مضامین پر مشتمل ہے ۔

(۱) خطۃ البحث یعنی پورے مقالے کا خاکہ ۔

(۲) موضوع مقالہ اور تعارف موضوع ' یہ مضمون تقریباً تین صفحات پر مشتمل ہے جمیں موضوع کا تعارف امام بخاری" کے اساتذہ کے طبقات کا خلاصہ حافظ ابن حجر العسقلانی" کے مقدمہ "فتح الباری" الموسوم "بارشاد الساری" سے پیش کیا گیا ہے ۔

(باب اول)

جو مندرجہ ذیل عنوانات پر مشتمل ہے ۔

(۱) تعارف فن اسماء الرجال (ان حضرات کے اسماء اور حالات جن سے احادیث منقول ہیں ۔

(۲) فن اسماء الرجال کی تعریف اصطلاحی ۔

(۳) تاریخ کا معنی لغوی ۔

(۴) علم اسماء الرجال کا موضوع ۔

(۵) تدوین تاریخ ۔

(۶) تاریخ الرجال ۔

(۷) تدوین علم اسماء الرجال ۔

(۸) طبقات علماء اسماء الرجال ۔

(۹) علم اسماء الرجال کی اہم کتب ۔

(۱۰) کتب الطبقات (اس موضوع پر جو کتابیں ہیں) ۔

(۱۱) انواع کتب جرح و تعدیل ۔

(۱۲) کتب الثقات ۔

(۱۳) کتب الثقات والضعفاء ۔

(۱۴) تاریخ رجال کتب الستہ ۔

(۱۵) کتب معرفۃ الاسماء ۔

(۱۶) کتب المؤتلف والمختلف ۔

(۱۷) کتب المتفق المفترق والمتشابہ۔

(۱۸) تواریخ الوفیات۔

(۱۹) کتب الوفیات۔

(۲۰) تواریخ رجال الحلیۃ۔

یہ باب تقریباً بیس ابحاث پر مشتمل ہے جسمیں علم اسماء الرجال کا تعارف اور اس فن کی اہم کتابوں کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

(باب دوم)

دوسرا باب صحیح بخاری کے مصنف امام المحدث محمد بن اسماعیل البخاریؒ کے احوال اور انکی کتاب صحیح بخاری کے تعارف پر مشتمل ہے۔

یہ باب مندرجہ ذیل عنوانات پر مشتمل ہے۔

(۱) امام بخاریؒ یعنی امام موصوف کا نام و نسب اور خاندانی تعارف۔

(۲) سماع حدیث کیلئے امام موصوف کا سفر۔

(۳) امام بخاریؒ کے مشوہر اساتذہ و شیوخ۔

(۴) امام بخاریؒ کے مشہور تلامذہ۔

(۵) امام موصوف کا قوت حافظہ۔

(۶) امام صاحب کا زہد و تقوی۔

(۷) شیوخ و معاصرین کا اعتراف یعنی امام بخاریؒ کا زہد و تقوی اور علم حدیث میں انکی مہارت کے متعلق انکے شیوخ و معاصرین کی آراء۔

(۸) امام موصوف کا ابتلاء و آزمائش۔

(۹) اس دور کا مشہور اختلافی مسئلہ جو کہ مسئلہ خلق قرآن کے نام سے مشہور ہے اسکے متعلق امام موصوف کا نظریہ۔

(۱۰) وفات۔

(۱۱) امام بخاریؒ کا فقہی مسلک۔

(۱۲) امام بخاری صاحب موصوف کی مشہور تصانیف۔

(۱۳) امام صاحب کی مشہور عالم کتاب "صحیح بخاری" جو الجامع الصحیح الخ کے نام سے مشہور ہے کا مفصل تعارف۔

(۱۴) الجامع الصحیح الخ کی وجہ تالیف۔

(۱۵) کتاب کو الجامع الصحیح الخ کے نام سے موسوم کرنے کی وجہ۔
(۱۶) صحیح بخاری کی مقبولیت۔
(۱۷) صحیح بخاری میں تخریج حدیث کیلئے امام موصوف کی شرائط۔
(۱۸) صحیح بخاری کا دوسری کتب حدیث میں مقام یعنی اس کتاب کے اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہونیکی وجہ۔
(۱۹) تعداد روایات کہ صحیح بخاری کل کتنی احادیث پر مشتمل ہے۔
(۲۰) صحیح بخاری کی خصوصیات و امتیازات کا ذکر۔
(۲۱) صحیح بخاری کے تراجم و ابواب جو مشکل بھی ہیں اور مختلف مفاہیم کیطرف اسمیں لطیف اشارات بھی ہیں اور اسی حیثیت سے یہ کتاب ممتاز بھی ہے۔

(باب سوئم)

یہ باب در حقیقت اس مقالے کا مرکزی حصہ ہے جو صفحہ ۸۸ سے شروع ہو کر صفحہ ۴۱۵ پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔
اس باب میں امام بخاریؒ کے ان شیوخ و اساتذہ کا تفصیلی ذکر ہے جن سے امام بخاریؒ نے "صحیح بخاری" میں احادیث نقل کی ہیں چونکہ صحیحین اور خصوصاً صحیح بخاری کا راوی ہونا ثقہ اور عادل ہونیکی دلیل ہے اسلئے اس باب میں امام بخاری کے ان شیوخ کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے جو صحیح بخاری میں مذکور ہیں۔ اور اسماء الرجال کی مشہور کتابوں میں ان حضرات کے متعلق جو کچھ مذکور ہے اس کا خلاصہ اس باب میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ اسماء حروف تہجی کی ترتیب کے اعتبار سے مذکور ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔

حرف الف میں باون شیوخ کے اسماء کا ذکر ہے۔

احمد کے نام سے اکتیس شیوخ ہیں
ابراہیم کے نام سے پانچ شیوخ ہیں
آدم کے نام سے ایک شیخ کا ذکر ہے
اسحاق کے نام سے سات شیوخ ہیں
اسماعیل کے نام سے چار شیوخ ہیں
اصبغ، امیہ، ایوب کے نام سے ایک ایک شیخ کا ذکر ہے

حرف باء میں آٹھ اسماء مذکور ہیں جنمیں سے
بدل کے نام سے ایک

بشر کے نام سے پانچ
بور کے نام سے ایک
بیان کے نام سے ایک ہیں۔

حرف ثاء میں صرف
ثابت کے نام سے ایک شیخ کا ذکر ہے

حرف جیم میں بھی صرف
جمعہ کے نام سے ایک شیخ کا ذکر ہے

حرف حاء میں ستائیس اسماء مذکور ہیں جنکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے
حامد کے نام سے ایک شیخ
حبان کے نام سے ایک شیخ
حجاج کے نام سے ایک شیخ
حرمی کے نام سے ایک شیخ
حسان کے نام سے دو شیوخ
حسن کے نام سے گیارہ شیوخ
حسین کے نام سے پانچ شیوخ
حفص کے نام سے ایک شیخ
حکم کے نام سے دو شیخ
حمید کے نام سے ایک شیخ
حیوۃ کے نام سے ایک شیخ

حرف خاء میں چھ شیوخ کے اسماء اور انکا تعارف پیش کیا گیا ہے جنکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔
خالد کے نام سے تین شیوخ کا تعارف پیش کیا گیا ہے
خلد کے نام سے ایک شیخ کا ذکر ہے
خلف کے نام سے ایک شیخ کا ذکر ہے
خلیفہ کے نام سے ایک شیخ کا ذکر ہے

حرف دال میں صرف

داؤد کے نام سے ایک شیخ کا ذکر ہے

حرف راء میں۔

ربیع اور

روح کے نام سے دو حضرات کا تعارف ہے

حرف زاء میں سات شیوخ کا تفصیلی ترجمہ پیش کیا گیا ہے جنکی تفصیل یہ ہے

زکریا کے نام سے تین شیوخ کا ذکر ہے

زہیر کے نام سے ایک شیخ کا ذکر ہے

زیاد کے نام سے دو شیخ کا ذکر ہے

زید کے نام سے ایک شیخ کا ذکر ہے

حرف سین میں سولہ شیوخ کا ذکر ہے۔ جنکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے

سریج کے نام سے ایک شیخ

سعد کے نام سے ایک شیخ

سہل کے نام سے ایک شیخ

سیدان کے نام سے ایک شیخ

سلیمان کے نام سے تین شیوخ

سعید کے نام سے نو شیوخ کا ذکر ہے

حرف شین میں

شجاع اور

شہاب کے نام سے دو شیخ کا ذکر ہے

حرف صاد میں

صدقہ اور

الصلت کے نام سے دو شیخ کا ذکر ہے

حرف طاء | میں
طلق بن غنام کے نام سے ایک شیخ کا ذکر ہے

حرف عین | میں پچھتر شیوخ کا ذکر ہے جنکی تفصیل یہ ہے

عارم کے نام سے ایک شیخ
عاصم کے نام سے ایک شیخ
عباد کے نام سے ایک شیخ
عبدہ کے نام سے ایک شیخ
عبدالاعلی کے نام سے ایک شیخ
عباس کے نام سے تین شیوخ
عبداللہ کے نام سے سترہ شیوخ
عبدالرحمٰن کے نام سے پانچ شیوخ
عبدالرحیم کے نام سے ایک شیخ
عبدالسلام کے نام سے ایک شیخ
عبدالعزیز کے نام سے ایک شیخ
عبدالغفار کے نام سے ایک شیخ
عبدالقدوس کے نام سے دو شیخ
عبدالمقال کے نام سے ایک شیخ
عبید کے نام سے ایک شیخ
عبیداللہ کے نام سے چار شیوخ
عثمان کے نام سے تین شیوخ
عصام کے نام سے ایک شیخ
عفان کے نام سے ایک شیخ
علی کے نام سے چودہ شیوخ
عمر کے نام سے دو شیخ

عمران کے نام سے ایک شیخ
عمرو کے نام سے دس شیوخ
عیاش کے نام سے ایک شیخ کا ذکر ہے

حرف فاء میں پانچ شیوخ کا ذکر ہے۔ جنکی تفصیل یہ ہے۔

فروۃ کے نام سے ایک شیخ
فضل کے نام سے تین شیوخ
فضیل کے نام سے ایک شیخ کا ذکر ہے

حرف قاف میں

قتیبہ اور
قبیصہ اور
قیس کے نام سے تین شیوخ کا ذکر ہے

حرف میم میں چوہتر شیوخ کا ذکر ہے جنکی تفصیل یہ ہے

محمد کے نام سے اٹھاون شیوخ
مالک کے نام سے ایک شیخ
مرار کے نام سے ایک شیخ
مسدد کے نام سے ایک شیخ
مسلم کے نام سے ایک شیخ
مطر کے نام سے ایک شیخ
مطرف کے نام سے ایک شیخ
معاذ کے نام سے دو شیخ
معاویہ کے نام سے ایک شیخ
معلیٰ کے نام سے ایک شیخ
مقدم کے نام سے ایک شیخ
مکی کے نام سے ایک شیخ

منذر کے نام سے ایک شیخ
موسیٰ کے نام سے دو شیخ
مئومل کے نام سے ایک شیخ کا ذکر ہے

حرف نون میں

نضر اور
نعیم کے نام سے دو شیخ کا ذکر ہے

حرف ھاء میں چار شیوخ کا ذکر ہے جنکی تفصیل یہ ہے

ھدبتہ کے نام سے ایک شیخ
ہشام کے نام سے دو شیخ
ہشیم کے نام سے ایک شیخ کا ذکر ہے

حرف یاء میں بائیس شیوخ کا تعارف ہے جنکی تفصیل یہ ہے

یحیٰی کے نام سے چودہ شیوخ
یسرۃ کے نام سے ایک شیخ
یعقوب کے نام سے ایک شیخ
یوسف کے نام سے چھ شیوخ کا ذکر ہے

جیسے کہ عرض کیا گیا کہ اس باب میں امام بخاریؒ کے ان شیوخ کا تفصیلی تعارف پیش کیا گیا ہی جن سے امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں احادیث نقل کی ہیں باقی کتب کے شیوخ کی صرف اجمالی فہرست ذکر کی گئی ہے۔

اس باب میں کل تین سو دس شیوخ کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔

(باب چہارم)

اس باب میں امام بخاریؒ کی کتاب "التاریخ الکبیر" کا تعارف اور اس کتاب میں امام بخاریؒ کے مذکورہ شیوخ کی اجمالی فہرست مذکور ہے۔

اس کتاب میں امام بخاریؒ کے شیوخ کی کل تعداد تین سو ستاون ہے جنکی تفصیل یہ ہے۔

حرف الف میں ستاون نام
حرف باء میں آٹھ نام

حرف تاء میں ایک نام
حرف جیم میں دو نام
حرف حاء میں اٹھائیس نام
حرف خاء میں گیارہ نام
حرف دال میں ایک نام
حرف، راء میں ایک نام
حرف زاء میں پانچ نام
حرف سین میں سترہ نام
حرف شین میں ایک نام
حرف صاد میں تین نام
حرف ضاد میں دو نام
حرف طاء میں دو نام
حرف عین میں چورانوے نام
حرف فاء میں چار نام
حرف قاف میں پانچ نام
حرف میم میں بہتر نام
حرف نون میں تین نام
حرف واؤ میں دو نام
حرف هاء میں سات نام
حرف یاء میں انیس نام مذکور ہیں.

(باب پنجم)

اس باب میں امام بخاریؒ کی کتاب "التاریخ الصغیر" کا تعارف اور اس کتاب میں انکے شیوخ کی اجمالی فہرست مذکور ہے.
شیوخ کی کل تعداد دو سو چھتر ہے.
حرف الف میں چھیالیس نام

حرف باء میں سات نام
حرف جیم میں دو نام
حرف حاء میں بیس نام
حرف خاء میں چھ نام
حرف دال میں دو نام
حرف ذال میں ایک نام
حرف راء میں ایک نام
حرف زاء میں دو نام
حرف سین میں بارہ نام
حرف شین میں ایک نام
حرف صاد میں دو نام
حرف ضاد میں ایک نام
حرف عین میں انسٹھ نام
حرف فاء میں تین نام
حرف قاف میں تین نام
حرف میم میں انسٹھ نام
حرف نون میں دو نام
حرف ھاء میں آٹھ نام
حرف واؤ میں دو نام
حرف یاء میں سولہ نام مذکور ہیں

(باب ششم)

اس باب میں امام موصوف کی کتاب "جزء القراءۃ خلف الامام" کا تعارف اور اس میں مذکورہ شیوخ کی اجمالی فہرست ہے۔
شیوخ کی کل تعداد پچہتر ہے۔
حرف الف میں گیارہ نام

حرف باء میں دو نام
حرف حاء میں آٹھ نام
حرف خاء میں ایک نام
حرف سین میں تین نام
حرف شین میں ایک نام
حرف صاد میں ایک نام
حرف ضاد میں ایک نام
حرف عین میں، بیس نام
حرف قاف میں دو نام
حرف میم میں پندرہ نام
حرف نون میں ایک نام
حرف واؤ میں دو نام
حرف ھاء میں ایک نام
حرف یاء میں چار نام مذکور ہیں۔

(باب ہفتم)

اس باب میں کتاب " جزء رفع الیدین " کا تعارف اور اس میں مذکورہ شیوخ کا ذکر ہے۔
شیوخ کی کل تعداد چوالیس ہے جنکی تفصیل یہ ہے۔
حرف الف میں سات نام
حرف حاء میں تین نام
حرف خاء میں دو نام
حرف سین میں ایک نام
حرف عین میں نو نام
حرف فاء میں ایک نام
حرف قاف میں دو نام

حرف میم میں چودہ نام
حرف نون میں ایک نام
حرف ھاء میں ایک نام
حرف یاء میں دو نام مذکور ہیں۔

(باب ہشتم)

اس باب میں امام بخاری" کی کتاب " خلق افعال العباد " کا تعارف اور پس منظر ذکر کیا گیا ہے اور انکے شیوخ کی اجمالی فہرست بھی مذکور ہے۔

شیوخ کی کل تعداد ایک سو سترہ ہے۔ جنکی تفصیل یہ ہے۔

حرف الف میں انیس نام
حرف باء میں ایک نام
حرف حاء میں چھ نام
حرف دال میں ایک نام
حرف راء میں ایک نام
حرف زاء میں ایک نام
حرف سین میں پانچ نام
حرف ضاد میں دو نام
حرف عین میں تینتیس نام
حرف فاء میں تین نام
حرف میم میں انتیس نام
حرم نون میں ایک نام
حرف یاء میں نو نام مذکور ہیں۔

(باب نہم)

اس باب میں امام موصوف کی کتاب " الادب المفرد " میں مذکور شیوخ کا تذکرہ ہے۔

شیوخ کی کل تعداد ایک سو پچانوے ہے۔ جنکی تفصیل یہ ہے۔

حرف الف میں اکیس نام
حرف باء میں پانچ نام
حرف تاء میں ایک نام
حرف جیم میں ایک نام
حرف حاء میں تیرہ نام
حرف خاء میں پانچ نام
حرف راء میں ایک نام
حرف زاء میں ایک نام
حرف سین میں گیارہ نام
حرف شین میں چار نام
حرف صاد میں دو نام
حرف طاء میں ایک نام
حرف عین میں ستاون نام
حرف فاء میں تین نام
حرف قاف میں چار نام
حرف میم میں بیالیس نام
حرف نون میں ایک نام
حرف واؤ میں ایک نام
حرف ھاء میں تین نام
حرف یاء میں آٹھ نام مذکور ہیں۔

(باب دہم)

اس باب میں امام بخاریؒ کی کتاب "الضعفاء الصغیر" کے شیوخ کی اجمالی فہرست مذکور ہے۔ شیوخ کی کل تعداد ستائیس ہے۔

حرف الف میں پانچ نام

حرف خاء میں ایک نام
حرف سین میں ایک نام
حرف عین میں آٹھ نام
حرف فاء میں ایک نام
حرف میم میں آٹھ نام
حرف نون میں دو نام
حرف یاء میں ایک نام مذکور ہیں.

آخر میں صفحہ ۳۱۷ سے، صفحہ ۳۲۷ تک مراجع و مصادر کی فہرست ہے۔

خلاصہ الخلاصہ

نمبر شمار	اسم الکتاب	تعداد رواۃ
۱	صحیح بخاری	۳۱۰
۲	التاریخ الکبیر	۳۵۷
۳	التاریخ الصغیر	۲۷۵
۴	جزء القراءۃ خلف الامام	۷۵
۵	جزء رفع الیدین	۴۳
۶	خلق افعال العباد	۱۷
۷	الادب المفرد	۱۹۵
۸	کتاب الضعفاء الصغیر	۲۷
		۱۳۰۰

In the Name of Allah, the Beneficent, the Merciful.

SYNOPSIS

This thesis which is titled "Affairs of Teachers of Bukhari" comprises the following components:

1) Brief summary, that is Sketch of the entire thesis.

2) Main points of Thesis and their introduction. A summary of Imam Bukhari's hierarchy of teachers has been presented from the Preface of Hafiz Ibn Hajar Al-Asqlani's "Fath-ul-Bari" which is known as "Irshadussari."

CHAPTER - I

This chapter consists of the following topics.

Introduction of the art of Asmaur Rijal (اسماء الرّجال) (The names and affairs of those people from whom Ahadith have been narrated).

1) The art of introducing names of personages.
2) Technical definition of the art of Asma-al-Rijal.
3) Literary meaning of history.
4) Main points of the science of Asma-al-Rijal.
5) Compiling of History.
6) History of Al-Rijal.
7) Compiling of the science of Asma-al-Rijal.
8) Hierarchy of Scholars of Asma-al-Rijal.
9) Notable books on the art and science of Asma-al-Rijal.
10) "Kutub-ul-Tabqat" (Book dealing with Tabaqat) (hierarchy).
11) "Anwa Kutub Jarh-wa-Tadeel."
12) "Kutub Althiqat."
13) "Kutub Althiqat wa Aldhuafa."
14) History of "Rijal Kutub-al-Sittah."
15) "Kutub Marifatul Al-Asma."
16) "Kutub Al-Muatalif-wal-Mukhtalif."
17) "Kutub Al Muttafiq wal Muftariq wal-Mutashabah."
18) "Tawarikh-e-Al-Wafayat."

19) "Kutub al Wafayat."

20) "Tawarikh-e-Rijal-al-Mahalliyah."

This chapter comprises twenty articles in which the introduction of the science of Asma-al-Rijal and that of notable books on this art has been presented.

CHAPTER — II

The second chapter is based on the affairs of the writer of Sahih Bukhari Imam-ul-Hadis, Mohammad Bin Ismail al Bukhari and the introduction of his book "Sahih Bukhari".

This chapter consists of the following topics:

1) Introducing Imam Bukhari, that is the Imam's name his genealogy and family.
2) Imam's travels to hear the hadith.
3) Imam Bukhari's notable teachers.
4) Imam Bukhari's famous pupils and disciples.
5) Imam's power of comprehension (memory).
6) Imam's fear of Allah.
7) His teachers and contemporaries' acknowledgement of Imam's fear of Allah and their opinion regarding the Imam's excellence in the science of hadith.
8) Imam's trials and tribulations.
9) Imam's candid stance (opinion) about the famous controversial problem of those times known as "The Doctrine of Creation of The Quran".
10) Imam's Demise.
11) Imam Bukhari's School of thought in Islam.
12) Imam's notable books that he authored.
13) A detailed introduction of Imam's renowned book "Sahih Bukhari", which is more popular by the title of Aljame Al Sahih.
14) The reason for compiling Aljamea Al Sahih.
15) The reason for introducing this book by this title.
16) The popularity of "Sahih Bukhari".
17) Imam's conditios for including a Hadith in his Sahih Bukhari.

18) The position of "Sahih Bukhari" among other books of Ahadith that is the reason for considering it the most authentic book after the Quran.

19) Number of Ahadith in Sahih Bukhari.

20) Salient features of "Sahih Bukhari."

21) Translations and chapters of "Sahih Bukhari" and chapters which contain delicate indications and on this basis Sahih Bukhari is so distinguished.

CHAPTER—III

This Chapter is in fact the principal part of this thesis, which begins from page 88 and concludes on page 415.

In this chapter there is a detailed explanation of Imam Bukhari's teachers and tutors from whose Ahadith the Imam has quoted in his Sahih Bukhari and because Sahih Bukhari and Sahih Muslim, and especially to be the narrator of Sahih Bukhari is the guarantee of its reliability, authenticity and good taste, that is why in this chapter there is a comprehensive description of Imam Bukhari's those teachers and tutors who are mentioned in Sahih Bukhari. In the famous books on names of notable personages, their salient points are mentioned in this chapter. These names are listed in alphabetical order, the full details of which is as follows:-

With Letter Alif (الف) names of fifty-two teachers are mentioned.
By the name of Ahmed there are thirty-one teachers.
By the name of Ibrahim there are five teachers.
By the name of Adam only one teacher is mentioned.
By the name of Ishaq seven teachers are mentioned.
By the name of Ismail four teachers are mentioned.
By the names of Usbagh, Umaya, and Ayub, each one teacher's name is mentioned.

With letter Ba (باء) eight names of Imam Bukhari's teachers are mentioned, out of which:
By the word ...بدل... there is one name.
By the word ...بشر... there are five names.
By the word ...بور... there is one name.
By the word ...بیان... there is one name.
By letter ...تاء... there is only one Sheikh by the name of ...ثابت...
By letter ...جیم... only one Sheikh's name is mentioned viz. ...جمیع...
By letter...حاء... there are twenty-seven names, the details of which are as under:
By the name of Hamid — one Sheikh

By the name of Habban — one Sheikh

By the name of:-

By the name of Hajjaj	— one Sheikh.
By the name of Harmi	— one Sheikh.
By the name of Hassan	— two Sheikhs.
By the name of Hasan name	— eleven Sheikhs.
By the name of Hussain	— five Sheikhs.
By the name of Hafs	— one Sheik...
By the name of Hakam	— two Sheikhs.
By the name of Hameed	— one Sheikh.
By the name of Hewa	— one Sheikh.

With letter......خآء...... six names of Imam Bukhari's Sheikhs are mentioned. Details of their names and introduction are presented, as follows:

By the name of Khalid	— Introduction of three Sheikhs is presented.
By the name of Khalid	— one Sheikh is introduced.
By the name of Khalf	— one Sheikh is introduced.
By the name of Khalifa	— one Sheikh is introduced.

With letter ......دال...... only one Sheikh by the name of Daud is mentioned.

With letter ......را...... two persons by the name of Rabi and Rooh are introduced.

With letter......زاء...... Seven Sheikh's detailed introduction is presented. Their full particulars are as under:-

By the name of Zakariyya	— three Sheikhs are mentioned.
By the name of Zohair	— one Sheikh is mentioned.
By the name of Ziyad	— two Sheikhs are mentioned.
By the name of Zaid	— one Sheikh is mentioned.

With letter ......سین...... sixteen Sheikhs are mentioned. Their full particulars are as under:-

By the name of Suraij	— one Sheikh.
By the name of Saad	— one Sheikh.
By the name of Sahal	— one Sheikh.
By the name of Sayedan	— one Sheikh.
By the name of Suleman	— three Sheikhs.
By the name of Saeed	— nine Sheikhs are mentioned.

With letter......شین...... two Sheikhs by the names of Shuja and Shahab are mentioned.

With letter...صاد two Sheikhs by the names of Sadqa and Alsalat are mentioned.

With letter...طاء... one Sheikh by the name of Talaq bin Ghanaam is mentioned.

With letter ...عين... seventy-five Sheikhs are mentioned, as follows:

By the name of Aaram — one Sheikh (teacher)
By the name of Asim — one Sheikh.
By the name of Abbad — one Sheikh.
By the name of Abduhu — one Sheikh.
By the name of Abdul Ala — one Sheikh.
By the name of Abbas — three Sheikhs.
By the name of Abdulla — seventeen Sheikhs.
By the name of Abdur Rahman — five Sheikhs.
By the name of Abdur Rahim — one Sheikh.
By the name of Abdus Salam — one Sheikh.
By the name of Abdul Aziz — one Sheikh.
By the name of Abdul Ghaffar — one Sheikh.
By the name of Abdul Quddoos — two Sheikhs.
By the name of Abdul Maqal — one Sheikh.
By the name of Ubaid — one Sheikh.
By the name of Ubaidullah — four Sheikhs.
By the name of Usman — three Sheikhs.
By the name of Aisam — one Sheikh.
By the name of Affan — one Sheikh.
By the name of Ali — fourteen Sheikhs.
By the name of Umar — two Sheikhs.
By the name of Em[illegible]n — one Sheikh.
By the name of Amr — ten Sheikhs.
By the name of Ayyash — one Sheikh is mentioned.

With letter ...فاء... five Sheikhs are mentioned as follows:

By the name of Farwah — three Sheikhs.
By the name of Fazal — three Sheikhs.
By the name of Fuzail — one Sheikh is mentioned.

With letter...قاف... three Sheikhs by the names of Qutaiba, Qabsa and Qais are mentioned.

With letter...ميم... seventy-four Sheikhs are mentioned as follows:

By the name of Muhammad — fifty-eight Sheikhs.
By the name of Malik — one Sheikh.
By the name of Mirar — one Sheikh.

By the name of Musaddad — one Sheikh.
By the name of Muslim — one Sheikh.
By the name of Muttar — one Sheikh.
By the name of Mutarrif — one Sheikh.
By the name of Maaz — two Sheikhs.
By the name of Muavia — one Sheikh.
By the name of Moalli — one Sheikh.
By the name of Muqaddam — one Sheikh.
By the name of Makki — one Sheikh.
By the name of Munzir — one Sheikh.
By the name of Moosa — two Sheikhs.
By the name of Moammil — one Sheikh.

With letter.......نون...... two Sheikhs by the names of Nassar and Nuaim are mentioned.

With letter ....حاء...... four Sheikhs are mentioned as folows:
By the name of Hudbah — one Sheikh.
By the name of Hishsam — two Sheikhs.
By the name of Hushaim — one Sheikh in mentioned.

With letter.......یاء...... twenty-two Sheikhs are introduced, their details are as under:-
By the name of Yehya — fourteen Sheikhs.
By the name of Yesra — one Sheikh.
By the name of Yaqub — one Sheikh.
By the name of Yusuf — six Sheikhs are mentioned.

As stated before, in this chapter, we have presented a detailed introduction of those Sheikhs of Imam Bukhari whose Ahadith Imam Bukhari has quoted in his book Sahih Bukhari. For other Sheikhs of the book only succinct reference of them is given as their introduction has already been made in this chapter.

In this chapter introduction of a total of three hundred and ten Sheikhs is presented.

CHAPTER —IV

In this chapter Imam Bukhari's book "Al Tarikh ul Kabir" is introduced, as well the succinct listing of the described Sheikhs.

In this book the total number of Imam Bukhari's Sheikhs is three hundred fifty-seven, their full particulars are as under:-
There are fifty-seven names under الف........

There are eight names under .... باء
There is one name under .... ثاء
There are two name under .... جيم
There are twenty-eight names under .... حاء
There are eleven names under .... خاء
There is one name under .... دال
There is one name under .... راء
There are five names under .... زاء
There are seventeen names under .... سين
There is one name under .... شين
There are three names under .... صاد
There are two names under .... ضاد
There are two names under .... طاء
There are ninety-four name under .... عين
There are four names under .... فاء
There are five names under .... قاف
There are seventy-two names under .... ميم
There are three names under .... نون
There are two names under .... واو
There are seven names under .... هاء
There are nineteen names under .... ياء

CHAPTER — V

In this chapter Imam Bukhari's book "Al Tarikh Al Saghir" is introduced, as well the succinct listing of described Sheikhs.

The total number of Sheikhs is two hundred seventy-five.
There are forty-six names, under .... الف
Ther are [illegible]ven names, under .... باء
There are two names, under .... جيم
There are twenty names, under .... حاء
There are six names, under .... خاء
There are two names, under .... دال
There is one name, under .... ذال
There is one name, under .... راء
There are two names, under .... زاء
There are twelve names, under .... سين
There is one name, under .... شين
There are two names, under .... صاد
There is one name, under .... ضاد

There are fifty-nine names, under.........عين
There are three names, under.........فاء
There are three names, under.........قاف
There are fifty-nine names, under.........ميم
There are two names, under.........نون
Ther~ are eight names, under.........حاء
Ther. are two names, under.........واو
There are sixteen names, under.........ياء

CHAPTER—VI

In this chapter Imam Bukhari's book "Juz Al Qirat Khulf Al Imam" is introduced, as well the succinct listing of the described Sheikhs.

The total number of Sheikhs is seventy-five.

There are eleven names, under.........الف
There are two names, under.........باء
There are eight names, under.........حاء
There is one name, under.........خاء
There are three names, under.........سين
There is one name, under.........شين
There is one name, under.........صاد
There is one name, under.........ضاد
There are twenty names, under.........عين
There are two names, under.........قاف
There are fifteen names, under.........ميم
There is one name, under.........نون
There are two names, under.........واو
There is one name, under.........هاء
There are four names, under.........ياء

CHAPTER—VII

In this chapter is the introduction of "Juz-u-Raf il Yadain" and description of quoted Sheikhs.

The total number of Sheikhs is forty-four, and their particulars are as under:-

There are seven names, under.............. الف
There are three names, under.............. حاء
There are two names, under.............. خاء
There is one name, under.............. سین
There are nine names, under.............. عین
There is one meme, under.............. فاء
There are two names, under.............. قاف
There are fourteen names, under.............. میم
There is one name, under.............. نون
There is one name, under.............. هاء
There are two names under.............. یاء

CHAPTER—VIII

In this chapter Imam Bukhari's book "Khalqu Afaal-il-Ibad" is introduced, its pivotal parts described, and the succinct listing of referenced Sheikhs also included.

The total number of Sheikhs is one hundred seventeen, and their full particulars are as under:-

There are nineteen names, under.............. الف
There is one name, under.............. باء
There are six names, under.............. حاء
There is one name, under.............. دال
Ther 's one name, under.............. راء
There is one name, under.............. راء
There are five names, under.............. سین
There are two nar-s, under.............. ضاد

There are thirty-three names, under.............. عین
There are three names, under.............. فاء
There are twenty-nine names, under.............. میم
There is one name, under.............. نون
There are nine names, under.............. یاء

CHAPTER—IX

In this chapter the referenced Sheikhs in Imam Bukhari's book "Al Adab ul Mufrad" are described.

The total number of Sheikhs is one hundred ninety-five, and their full particulars are as under:-

There are twenty-one names, under.............. الف
There are five names, under.............. باء
There is one name, under.............. جیم
There is one name, under.............. جاء
There are thirteen names, under.............. حاء
There are five names, under.............. خاء
There is one name, under.............. راء
There is one name, under.............. زاء
There are eleven names, under.............. سین
There are four names, under.............. شین
There are two names, under.............. صاد
There is one name, under.............. طاء
There are fifty-seven names, under.............. عین
There are three names, under.............. فاء
There are four names, under.............. قاف
There are forty-two names, under.............. میم
There is one name, under.............. نون
There is one name, under.............. واو
There are three names, under.............. حاء
The. . a. . eight names, under.............. یاء

CHAPTER—X

In this chapter is the succinct listing of Sheikhs described in Imam Bukhari's book "Al Dhuafa Al Saghir".

T'~ total number of Sheikhs is twenty-seven.

There are five names, under...الف
There is one name, under...خاء
There is one name, under...سين
There are eight names, under...عين
There is one name, under...فاء
There are eight names, under...ميم
There are two names, under...نون
There is one name, under...ياء

Finally from page 417 to 474 is the list of its sources.

SUMMARY

Sr. No.	Name of Book	Numbers of Sheikhs
1.	Sahih Bukhari	310
2.	Al Tarikh Al Kabir	357
3.	Al Tarikh Al Saghir	275
4.	Juz Ul Qirat Khalfa Al Imam	75
5.	Juz Rafu:al Yadain	44
6.	Khalqu Afaal il Abad	117
7.	Al Adab Al Mufrad	195
8.	Kitab Dhuafa Al Saghi.	27
		1400